ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی ـ جلد ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہارون الرشید کی خلافت

خلیفہ ہارون[1] الرشید نے تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی انتظاماً عمال کے عزل و نصب و تبدیلی کے احکام صادر فرمائے۔ عمر بن عبد العزیز عمری کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا، یزید بن حاتم گورنر افریقیہ کے انتقال کر جانے پر روح بن حاتم کو اور روح بن حاتم کی وفات کے بعد اسکے لڑکے فضل کو سند گورنری مرحمت کی پھر جب یہ مارا گیا تو ہرثمہ بن اعین

[1] خلیفہ ہادی کے انتقال کے بعد خلفاء عباسیہ کا یہ پانچواں تاجدار ربیع الاول ۱۷۰ھ کی ...ویں تاریخ کو مقام عیسیٰ باذ میں تخت نشین ہوا اس وقت اسکی عمر بائیس برس کی تھی۔ فضل بن یحییٰ برمکی ...ن سے سات دن پیشتر پیدا ہوا تھا فضل کی ماں نے اسکو اور اسکی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ہادی کا انتقال ہوا تھا (باقی صفحہ آیندہ)

کو مامور کیا جیسا کہ آیندہ حالات افریقیہ میں بیان کیا جائیگا۔ اسی زمانہ
بلاد کو جزیرہ و قنسرین سے علیحدہ کرکے ایک جداگانہ صوبہ قرار دے کے
نام سے موسوم کیا۔ طرطوس کی تعمیر اور آباد کرنے کا حکم دیا۔ شروع ہی زمانہ
میں حج کرنے کو گیا حرمین شریفین میں کمال دریادلی سے خیر و خیرات کیا۔ صائفہ
ساتھ سلیمان بن عبداللہ لکائی جہاد کرنے کو گیا تھا ان دنوں مکہ و طائف کی گو
پر عبداللہ بن قثم کوفہ کی گورنری پر عیسی بن موسی، بحرین، بصرہ، یمامہ، عمان، ا
اور فارس کی گورنری پر محمد بن سلیمان بن علی، خراسان کی گورنری پر ابوالفضل
سلیمان طوسی تھا پھر اسکو معزول کرکے جعفر بن محمد بن اشعث کو مامور فرما
جعفر نے خراسان پہونچ کے اپنے لڑکے عباس کو کابل کی طرف روانہ کیا چنا
عباس نے کمال مردانگی سے کابل و سابہار کو فتح کیا اور جو کچھ وہاں تھا اسکو لو
بعد اسکے ہارون الرشید نے جعفر کو دربار خلافت میں طلب کرکے معزول کر دیا
اسکے لڑکے عباس کو سند گورنری مرحمت فرمائی موصل کی عنان امارت

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اُس وقت یحیی بن خالد قید تھا اور خلیفہ ہادی اسکے قتل کی فکر میں تھا جوں
ہادی نے دم توڑا ہرثمہ بن اعین نے رشید کے پاس پہونچ کے تخت نشینی کا مژدہ سنایا اور رشی
نے تخت نشین ہوتے ہی یحیی بن خالد کو جیل سے نکلوا کے وزارت کے عہدہ سے ممتاز کیا۔ بعض
یہ بیان ہے کہ ہادی کی موت کی خبر یحیی بن خالد نے رشید تک پہونچائی تھی۔ رشید اُس وقت
سو رہا تھا یحیی نے جگا کے کہا "اٹھئے امیر المومنین" رشید نے یاس سے جواب دیا "تم کب تک
مجھے خلافت کا مژدہ سنایا کروگے دیکھو یہ مذاق اچھا نہیں ہے اگر ہادی کے کان تک یہ خبر
پہونچ جائیگی تو میری کیا حالت ہوگی؟" یحیی نے عرض کیا "موت نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا۔
لیجئے یہ خاتم خلافت حاضر ہے" ہنوز یہ گفتگو تمام نہ ہونے پائی تھی کہ محلسرائے شاہی سے ایک
لڑکے کے پیدا ہونے کا مژدہ آیا رشید نے اُسکا نام عبداللہ رکھا یہ وہی (باقی صفحہ گذشتہ)

عبدالملک بن صالح کے ہاتھ میں تھی ہارون الرشید نے اسکو معزول کرکے اسحاق بن محمد بن فرخ کو مقرر کیا بعد چندے ابو حنیفہ حرب بن قیس کو بھیج کے اسحاق کو دارالخلافت بغداد میں بُلا بھیجا اور جب اسحاق دربار خلافت میں حاضر ہوا تو قتل کا حکم دیدیا اور بجائے اسکے (۵ ؎) اور ارمینیہ کی امارت سے یزید بن مزید بن زائدہ (برادرزادہ معن) کو معزول کرکے عبداللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

۱۷۱ھ میں بنو تغلب کے صدقات وصول کرنے پر روح بن صالح ہمدانی مامور کیا گیا تھا اتفاق سے بنو تغلب اور روح میں مخالفت پیدا ہوگئی روح نے انکی سرکوبی کے خیال سے لشکر فراہم کیا بنو تغلب کو اسکی خبر لگ گئی رات کے وقت مجتمع ہوکے روح پر شبخون مارا اور اسکو معہ ایک جماعت کے جو اسکے ہمراہیوں میں سے تھے مار ڈالا۔

۱۷۳ھ میں محمد بن سلیمان والی بصرہ نے وفات پائی چونکہ اسکا بھائی جعفر بن سلیمان ہارون الرشید سے اکثر اسکی شکایتیں کرتا تھا کہ اسنے مسلمانوں کے حقوق

(بقیہ صفحہ گذشتہ) شخص ہے جو آیندہ مامون الرشید کے مبارک لقب سے پکارا جائیگا۔ یہ رات بھی عجیب رات تھی اسی شب میں ایک خلیفہ (ہادی) کا انتقال ہوا دوسرا (ہارون) سریر خلافت پر جلوس فرما ہوا اور تیسرا (مامون الرشید) عالم وجود میں آیا۔ ابراہیم موصلی نے ہارون الرشید کی تخت نشینی کی تہنیت میں یہ اشعار پڑھے۔

الم تر ان الشمس کانت مریضۃ	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آفتاب بیمار تھا۔
فلما اتی ھارون اشرق نورھا	جب ہارون تخت نشین ہوا تو اسکی روشنی چمک اُٹھی۔
تلبست الدنیا جمالا بملکہ	دنیا نے اسکی پادشاہت سے خوبی کا لباس پہن لیا۔
فھارون والیھا ویحیی وزیرھا	کیونکہ ہارون اُسکا بادشاہ ہے اور یحیی اُس کا وزیر

(باقی صفحہ آیندہ)

۵ ؎ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اور مال غنیمت کو غصب کر کے اسباب و سامان مہیا کیا ہے اور اپنے آپ کو خلافت وحکومت کا مستحق سمجھتا ہے ہارون الرشید کے دل میں اس کے کہنے سننے سے محمد بن سلیمان کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا تھا جو بعد وفات محمد بن سلیمان اسطرح پر نکلا کہ اسکے مال و اسباب گھوڑے اور اثاث البیت کو ضبط کر کے خزانہ شاہی میں داخل کر لیا۔ جنس کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ساٹھ ہزار دینار نقد تھے محمد بن سلیمان کا سوائے جعفر کے اور کوئی بھائی نہ تھا محمد بن سلیمان کے مرنے پر وراثت کا دعویدار ہوا ہارون الرشید نے اسکے اقرار سے اسکو معقول کر دیا۔

سنہ ۱۷۴ھ میں ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ و مکران کی گورنری مرحمت کی اور یوسف بن امام ابو یوسف کو بحالت حیات امام موصوف عہدہ قضا پر مامور فرمایا۔

امین کی ولیعہدی سنہ ۱۷۵ھ میں عیسیٰ بن جعفر بن المنصور (امین کے ماموں) اور فضل بن یحییٰ کی کوششوں سے ہارون الرشید نے اپنے لڑکے محمد بن زبیدہ کی

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اور ایک بدو ہارون کی تخت نشینی کے وقت آیا تھا لوگوں نے کہا "کیا لے کے آیا ہے" عرض کیا "میں ایک پیام لایا ہوں" کہا "بیان کرو" گذارش کی "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کسی نے مجھ سے کہا ہے کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور یہ ابیات اس کے حضور میں پہنچا آؤ"

توارثت الخلافة من قریش	تو نے ورثہ میں قریش سے خلافت پائی ہے۔
تزف الیکما ابداً عروسا	وہ ہمیشہ تم دونوں کے پاس دولھن بنکے آئے گی
الی هارون تهدی بعد موسیٰ	موسیٰ کے بعد ہارون کے پاس ناز کرتی ہوئی آئی ہے
تمیس وما الحھا ان تمیسا	اور ایسی حالت میں وہ کیوں نہ ناز کرے۔

تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۴۳ و ۴۴ و اعلام الناس صفحہ ۴۸۔

ولیعہدی کی بیعت لی اسوقت اسکی عمر پانچ برس کی تھی۔ اسی سنہ میں ہارون الرشید نے عباس بن جعفر کو امارت خراسان سے معزول کر کے خالد غطریف بن عطا کندی کو مامور فرمایا تھا۔

یحیی ابن عبداللہ کا خروج

۱۷۵ھ میں یحیی ابن عبداللہ بن حسن برادر مہدی نے دیلم میں خلافت عباسیہ کے خلاف خروج کیا تھوڑے ہی دنوں میں اسکا رعب و جلال بڑھ گیا ہمراہیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہر چار طرف سے دل بادل کی طرح لوگ اُمڈے چلے آتے تھے ہارون الرشید نے اُسکی جلوگری کے لئے فضل بن یحیی کو پچاس ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ جرجان، طبرستان، اور رے وغیرہ کی سند گورنری بھی دیدی فضل نے بغداد سے نکل کے لشکر مرتب کیا اور سامان و اسباب سفر مہیا کر کے کوچ کر دیا طالقان میں پہونچ کے یحیی بن عبداللہ کے نام ایک خط لکھا جس میں شاہی عقاب کی دھمکی دی تھی اور خلافت عباسیہ کے رعب و داب سے ڈرایا تھا ساتھ ہی اسکے صلح کر لینے پر انعام و جاگیرات کی امید دلائی تھی۔ والی دیلم سے بھی اس بابت خط و کتابت کی تھی اور بصورت صلح کر لینے کے دس لاکھ دراہم دینے کو لکھا تھا یحیی کے دل پر اس خط کے پڑھنے سے ایسی ہیبت چھاگئی کہ مصالحت منظور کر لی لکھ بھیجا کہ مجھے اس شرط پر صلح منظور ہے کہ ہارون الرشید اپنے قلم سے صلحنامہ لکھ دے اور اُس پر فقہاء، قضاۃ، سرداران بنو ہاشم اور ان کے مشائخین کے دستخط ہوں منجملہ ان کے عبدالصمد کا بھی دستخط ہو فضل نے ان تمام واقعات سے ہارون الرشید کو مطلع کیا ہارون الرشید نے اس شرط کے مطابق صلحنامہ لکھ کے معہ ہدایا اور تحائف کے فضل کے پاس روانہ کیا چنانچہ یحیی نے معہ فضل کے بغداد کی طرف کوچ کر دیا ہارون الرشید نے نہایت تپاک سے ملاقات کی اور اپنے ہدایا و تحائف کا اسکو گردیدہ بنالیا۔ اُس واقعہ کے بعد سے فضل کا اعزاز

ہارون الرشید کے دربار خلافت میں بڑھتا گیا بالآخر ہارون الرشید نے یحییٰ برمکی کو قید کر دیا اور پھر یہ قید سے مر ہی کے نکلا۔

عمر بن مہران کی گورنری

موسیٰ بن عیسیٰ کو ہارون الرشید نے ملک مصر کی گورنری پر مقرر کیا تھا چند دنوں بعد اسکی نسبت دار الخلافت میں یہ خبریں پہونچنے لگیں کہ یہ امیر المومنین کا دشمن اور خلافت سنیہ کے انقلاب کا خواہاں ہے۔ ہارون الرشید نے غصہ ہو کر مصر کی گورنری کا انتظام جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کیا اور عمر بن مہران کو سند گورنری دینے کے لئے پیش کرنے کا حکم دیا یہ شخص نہایت بدشکل عجیب الخلقۃ احول (بھینگا) اور پست قامت تھا صورت و شکل نازیبا ہونے کے ساتھ بہت ہی ذلیل و کم حیثیت لباس پہنتا تھا اور غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بیٹھاتا تھا جب دربار عام میں یہ پیش کیا گیا اور گورنری مصر کا اسکو مژدہ سنایا گیا تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ بعد انتظام ممالک مصر واپسی میرے اختیار میں رہے دار الخلافت سے اجازت حاصل کرنے کی مجھے ضرورت نہ رہے خلیفہ ہارون نے یہ شرط منظور کر لی اور عمر بن مہران رخصت ہو کے مصر کو روانہ ہوا اتفاق وقت سے جس وقت عمر مصر پہونچا تھا اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ جلسہ عام میں بیٹھا ہوا تھا ارباب حاجت اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے تھے جب سب لوگ متفرق و منتشر ہو گئے تو عمر بن مہران نے فرمان شاہی موسیٰ بن عیسیٰ کے سامنے رکھ دیا موسیٰ نے تمام و کمال پڑھ کے کہا جناب ابو حفص کب تشریف لائیں گے (ابو حفص عمر بن مہران کی کنیت تھی) عمر بن مہران نے جواب دیا "ابو حفص میں ہی ہوں" موسیٰ نے عمر بن مہران کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کے کہا "لعن اللہ فرعون حیث قال الیس لی ملک مصر" (اللہ کی فرعون پر لعنت ہو کمبخت اسی ملک مصر کی بادشاہی پر دعوائے خدائی کرتا تھا اور کہتا تھا "کیا میں مصر کا مالک مستقل

نہیں ہوں) غرض موسیٰ نے گورنری مصر کا چارج دیکے بغداد کا راستہ لیا اور عمر بن مہران ملک مصر کے انتظام میں مصروف ہوا کاتب (سکرٹری) کو حکم دیا کہ کسی کا کوئی تحفہ و نذر سوائے زرنقد کے قبول نہ کیا جائے۔ لوگ ایک زمانہ سے اسکے عادی ہو رہے تھے کہ گورنر مصر کو ہدایا و تحائف دیکے خراج کو باقی رکھ چھوڑا کرتے تھے اِسی دستور کے مطابق مصر والوں نے ہدایا و تحائف پیش کئے عمر بن مہران نے سبھوں پر انکے پیش کرنے والوں کے اسماء لکھا کے بطور امانت خزانہ میں رکھوا دیا جب قسط اول و دوم کو عمر بن مہران نے کمال سختی و تشدد سے وصول کیا تو تیسری قسط میں لوگوں کو شکایتیں ہوئیں کہ ہم ہدایا و تحائف بھی دیتے ہیں اور پھر ہم سے خراج بھی سختی کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے عمر بن مہران نے ان ہدایا و تحائف کو خزانہ سے نکلوا کے اُن کے دینے والوں کے سامنے پیش کر کے دام دام کا حساب کر کے خراج وصول کر لیا اور تیسری ہی قسط میں ملک مصر کا خراج پورا کر کے بغداد واپس آیا۔

بغاوت دمشق

اسی سنہ (یعنی ۱۷۶ھ) میں مابین مضریہ و یمانیہ مقام دمشق میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا مضریوں کا سردار ابوالہیدام عامر بن عمارہ تھا جو خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کی اولاد سے تھا اصل فساد بنو قین و یمانیہ میں پیدا ہوا تھا اس سبب سے کہ یمانیہ نے بنو قین کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا بنو قین اسکے معاوضہ لینے کو مجتمع ہوئے ان دنوں دمشق کی گورنری پر عبدالصمد بن علی تھا اس نے اس ہنگامہ کی خبر پا کے رؤساء و اراکین حکومت کو دونوں قبیلوں میں مصالحت کرنے کی غرض سے جمع کیا قینیہ تو سمجھا بجھانے سے رُک رہے اور یمانیہ نے حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیا مگر رات کے وقت بحالت غفلت مضریہ پر دھاوا کر کے ان میں سے تین سو یا چھ سو کو کاٹ ڈالا بنو قین نے قبایل قضاعہ و سلیم سے مدد طلب کی

ان لوگوں نے مدد نہ دی تب بنو قین قیس میں آئے اپنی بیکسی۔ کمزوری اور مجبوری کو ظاہر کر کے اعانت کی درخواست کی قیس نے یہ درخواست منظور کر لی اور ان کے ساتھ بلقاء کی طرف کوچ کر دیا اور موقع پا کے آٹھ سو یمانیہ کو مار ڈالا فریقین میں جنگ کا بازار گرم ہو گیا لڑائی طول کھینچ گئی۔ دربار خلافت تک یہ خبریں پہونچیں خلیفہ نے انتظاماً عبد الصمد کو معزول کر کے ابراہیم بن صالح کو مامور کیا دو برس تک برابر آتش فساد مشتعل رہی بعد دو برس کے فریقین نے مصالحت کر لی۔ ابراہیم بن صالح کو بھی شب و روز کے انتظام اور جنگ و دو سے فرصت نہ ملی دمشق پر اپنے لڑکے اسحاق کو اپنا نائب کر کے بطور وفد (ڈیپوٹیشن) دربار خلافت میں چلا آیا چونکہ ابراہیم و اسحاق کا میل خاطر یمانیہ کی جانب تھا اس وجہ سے ابراہیم نے دربار خلافت میں پہونچ کے قیس کے طرح طرح کے الزامات بیان کئے مگر یہ کچھ پیش نہ گیا عبد الواحد بن بشیر نے عذر و معذرت کر کے صفائی کر لی، اسحاق نے دمشق میں پھر ایک شورش برپا کر دی قیس کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے پٹوایا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا ایک روز غسان نے قیس بن عیسیٰ کے لڑکے کو مار ڈالا اسکے بھائی نے حوران میں دواقیل سے اسکی شکایت کی اور مدد کا خواستگار ہوا دواقیل یمانیہ پر چڑھ آئے اور ان میں سے چند آدمیوں کو مار ڈالا بعد اسکے یمانیہ نے کلیب بن عمر بن جنید بن عبد الرحمن کے مکان پر دھاوا کر دیا کلیب تو بچ گیا مگر اس کا مہمان جو اسکے یہاں مقیم تھا مار ڈالا گیا اس مہمان کی ماں (سابہ) ابو ہیدام کے پاس روتی پیٹتی گئی ابو ہیدام نے کہا "صبر کرو ہم اس قصہ کو امیر کے روبرو پیش کریں گے اگر اس نے اسپر توجہ کی تو فبہا ورنہ امیر المومنین تو انصاف کرینگے" اسحاق کو اس واقعہ کی خبر پہونچی اس اثناء میں ابو ہیدام بھی دار الامارت میں حاضر ہوا حاضری کی اجازت چاہی اجازت نہ دی گئی بعد اسکے کسی چور نے ایک یمانیہ کو مار ڈالا

اور یمانیہ نے قبیلہ سلیم کے ایک شخص کا وارا نیارا کر دیا اور قبیلہ محارب کو جو انکے ہمسایہ تھے لوٹ لیا محارب نے ابو ہیدام سے اسکا شکوہ کیا ابو ہیدام معہ ان لوگوں کے اسحاق کے پاس گیا اسحاق نے اسکو بھڑایا ہوا دیکھ کے تفتیش مقدمہ کا وعدہ کیا اور در پردہ یمانیہ کو ابو ہیدام پر حملہ کرنے کی ہدایت کر دی چنانچہ یمانیہ مجتمع ہو کے باب جابیہ کی جانب آئے ابو ہیدام کو اسکی خبر لگ گئی مسلح ہو کے میدان جنگ میں آگیا اور کمال مردانگی سے ان کو ہزیمت دیکے دمشق پر قبضہ کر لیا جیل کا دروازہ کھول دیا یمانیہ نے یہ رنگ دیکھ کے قبیلہ کلیب سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے انکی حالت پر ترس کھا کے مدد دی اور مضریہ نے ابو ہیدام کے ساتھ صف آرائی کی باب توما پر فریقین میں معرکہ آرائی ہوئی ابو ہیدام نے چار بار یمانیہ کو شکست دی اسحاق نے ابو ہیدام سے کہا کہ لڑائی روک دو میں تمھارا فیصلہ کر دوں گا ابو ہیدام نے لڑائی موقوف کر دی اسحاق نے یمانیہ کو چپکے سے کہلا بھیجا کہ اسوقت گو لڑائی موقوف ہو گئی ہے مگر جسوقت ابو ہیدام غافل ہو حملہ کر دینا۔ ابو ہیدام کے جاسوسوں نے یہ خبر ابو ہیدام تک پہونچا دی آگ بگولا ہو گیا پھر سوار ہو کے میدان جنگ کی طرف نکلا اور ان کو ہزیمت دی پھر دوبارہ باب توما پر ان کو ہزیمت دی بعد اسکے یمانیہ، اردن، خولان اور کلیب وغیرہ کو جمع کر کے دمشق کی طرف بڑھے ابو ہیدام نے جاسوسوں کو خبر لانے کی غرض سے مامور کیا جاسوسوں نے خبر لانے میں تاخیر کی۔ ابو ہیدام نے شہر میں جا کے کمر کھول دی اسحاق نے موقع پا کے ایک جاسوس کو ابو ہیدام کی خبر لانے کو بھیجا اور جب اس کو ابو ہیدام کی حالت سے واقفیت ہو گئی تو اس نے یمانیہ کو شہر کی پرلی جانب سے داخل ہونے کا حکم دیا ابو ہیدام نے یہ خبر پا کے اپنے ہمراہیوں کو یمانیہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور خود سینہ سپر ہو کے سامنے سے دھاوا کیا یمانیہ کو اس واقعہ میں بھی شکست ہوئی غرہ صفر ۱۷۶ھ کو

اسحاق نے قصر حجاج کے قریب اپنے لشکریوں کو مجتمع کرکے مرتب کیا ابو ہیدام کے ہمراہی جو اطراف دمشق میں قصبات و دیہات کے لوٹنے کو گئے ہوئے تھے یہ خبر پاکے واپس آئے اسحاق کے بعض دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہوگئی ابو ہیدام کے ہمراہیوں نے ان کو شکست دیدی اور اکثر مکانات اور بعض دیہات کو جلا دیا دمشق کے اطراف و جوانب کے رہنے والوں نے ابو ہیدام سے امان کی درخواست کی ابو ہیدام نے امن دیدی جس سے فتنہ فرو ہوگیا لوگوں کو تسلی ہوئی ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں کو انتظام و حفاظت کی غرض سے اطراف دمشق میں پھیلا دیا تھوڑے سے آدمی اسکے پاس رہ گئے اسحاق نے موقع مناسب پاکے اپنے لشکر کا عذافر سکسکی کو امیر مقرر کرکے ابو ہیدام پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا اگرچہ ابو ہیدام کے دلیرانہ حملہ نے عذافر کو پسپا کردیا مگر لشکریان اسحاق تین روز تک برابر لڑتے رہے چوتھے روز اسحاق بھی تیار ہوکے میدان جنگ میں آیا اسوقت اسکے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی علاوہ اسکے یمانیہ بھی اسکے رکاب میں تھے ابو ہیدام نے شہر سے نکل کے باب جابیہ پر مقابلہ کیا اسحاق کی فوج اس معرکہ میں بھی ھونگھسٹ کھاگئی اور اپنا مورچہ چھوڑکے پیچھے ہٹ گئی بعد اسکے حمص کی فوج نے ابو ہیدام کے ایک قریہ پر شبخون مارا ابو ہیدام نے اپنے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں کو اسکے روک تھام کو روانہ کیا ان لوگوں نے حمص کی فوج کو ہزیمت دیکے ان کے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا اور یمانیہ کے اکثر محلوں اور دیہاتوں کو جو غوطہ میں تھے جلا کے خاک وسیاہ کردیا اس واقعہ کے بعد تقریباً ستر یوم تک فریقین لڑائی سے رکے رہے غرۃ ربیع الآخر سنہ مذکور کو سندی خلیفہ ہارون کی جانب سے ایک لشکر لیکے دمشق کے قریب پہونچا یمانیہ نے اسکو ابو ہیدام کیجانب سے برہم کردیا ابو ہیدام نے کہلا بھیجا کہ میں امیر المومنین کا مطیع ہوں میری یہ مجال نہیں ہے کہ خلافت پناہی کے حکم سے سرتابی کروں "سندی یہ سن کے دمشق

میں داخل ہوا اور اسحاق دار حجاج میں جا اُترا دوسرے دن سندی نے اپنے ایک سپہ سالار کو تین ہزار کی جمعیت سے ابوہیدام کی طرف روانہ کیا ابوہیدام نے انکے مقابلہ پر ایک ہزار جوانوں کو میدان کارزار میں نکالا سپہ سالاران ہزار جوانوں کی شکل و صورت دیکھ کے خوف سے کانپ اُٹھا لوٹ کے سندی کے پاس آیا رائے دی کہ یہ لوگ موت کو حیات سے افضل سمجھتے ہیں جس طرح ممکن ہو ان سے مصالحت کرنا مناسب ہے سندی نے نامہ و پیام کرکے ابوہیدام سے مصالحت کر لی مصالحت کے بعد ابوہیدام نے حوران کی طرف کوچ کر دیا اور سندی تین روز تک دمشق میں ٹھیرا رہا چوتھے روز موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا گورنر ہوکے آیا اس نے لشکریوں کو ابوہیدام کے گرفتار کرلانے پر مامور کیا لشکریوں نے ابوہیدام کا مکان جا گھیرا ابوہیدام معہ اپنے لڑکے اور ایک غلام کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ کے لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اس اثناء میں ابوہیدام کے ہمراہی اس واقعہ سے مطلع ہوکے ہر چہار طرف سے دریا کی طرح اُمڈ آئے ابوہیدام نے بصرہ کا رخ کیا موسیٰ نے اس کے تعاقب پر لشکر مامور کیا ابوہیدام ان کو پسپا کرکے بصرہ کی جانب چلا گیا (اور فتنہ دمشق کا خاتمہ ہوگیا) یہ واقعہ رمضان ۱۷۷ھ کا ہے۔

بعضوں نے اس فتنہ و فساد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ خلیفہ ہارون کے ایک گورنر نے سجستان میں ابوہیدام کے بھائی کو مار ڈالا تھا اس نے وہاں تو کچھ نہ کہا لیکن شام میں آکے بہت بڑا گروہ مجتمع کر لیا اور آتش فساد مشتعل کر دی خلیفہ رشید نے اس کے بھائی کو اس کے گرفتار کرلانے پر متعین کیا چنانچہ ابوہیدام کو بحیلہ و فریب گرفتار کرلایا خلیفہ رشید نے براہ ترحم خسروانہ اسکی خطائیں معاف کر دیں اور رہا کر دیا۔

۱۸۰ھ میں خلیفہ رشید نے اس فتنہ کے فرو کرنے کی غرض سے جعفر بن یحییٰ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ جعفر اپنے حسن انتظام سے اس فساد کو فرو کرکے

نیک نامی کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں واپس آیا

موصل و مصر کی بغاوت

سنہ ۱۷۷ھ میں عطاف بن سفیان ازدی نے خراسان و موصل پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ عبد الملک بن صالح تھا بہر حال عطاف نے تھوڑے ہی دنوں میں چار ہزار جنگ آوروں کو مجتمع کر کے موصل کا خراج وصول کرنا شروع کر دیا اور گورنر موصل دبا دبایا پڑا رہا یہاں تک کہ خلیفہ ہارون موصل پہونچا اور اس نے موصل کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا عطاف بھاگ کے ارمینیہ سے رقہ چلا آیا اور وہیں مکان بنا لیا۔

سنہ ۱۷۸ھ میں جوفیہ نے (یہ قبیلہ قیس وقضاعہ سے تھے) گورنر مصر اسحاق بن سلیمان سے بغاوت کی اور کھلے میدان لڑنے کو آئے۔ خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو (یہ ان دنوں فلسطین میں تھا) مصر کی بغاوت فرو کرنے کی غرض سے مصر کے جانے کو لکھا۔ جوں ہی ہرثمہ نے مصر میں قدم رکھا جوفیہ کا دماغ درست ہو گیا آتش بغاوت فرو ہو گئی خلیفہ ہارون نے انتظاماً مصر کی گورنری ہرثمہ کو دی پھر بعد ایک ماہ کے اِسکو معزول کر کے عبد الملک بن صالح کو مامور کیا۔

عمال کی تبدیلی و تقرری اور خوارج کی سرکشی

عہد خلافت مہدی و ہادی میں خراسان کی گورنری پر ابو الفضل عباس بن سلیمان طوسی تھا خلیفہ ہارون نے اسکو معزول کر کے جعفر بن محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کیا اس نے خراسان پہونچ کے سنہ ۱۷۱ھ میں اپنے لڑکے عباس کو ایک لشکر جرار کے ساتھ کابل کی جانب روانہ کیا اور خود طخارستان پر جہاد کرنے کی غرض سے حملہ کیا عباس نے کابل و سابہا کو فتح کر کے مرو کی طرف کوچ کر دیا اور جعفر طخارستان سے مراجعت کر کے تیسری رمضان سنہ ۱۷۳ھ کو عراق پہونچا۔ بعد ازاں خلیفہ ہارون نے جعفر بن محمد کو معزول

کر کے اس کے لڑکے عباس بن جعفر کو گورنری کا عہدہ عطا کیا پھر بعد چندے اسکو معزول کر کے خالد غطریف بن عطاء کندی کو ۱۷۵ھ میں خراسان، سجستان اور جرجان کی سند گورنری مرحمت کی۔ خالد غطریف نے اپنی جانب سے داؤد بن یزید کو اپنی نیابت دی اور سجستان کا عامل مقرر کیا اسی کے عہد گورنری میں حصین خارجی نے (یہ قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام تھا) اہل اوق کی سازش سے علم بغاوت بلند کیا عثمان بن عمارہ عامل سجستان نے اسکی سرکوبی کو ایک لشکر روانہ کیا حصین نے اسکو ہزیمت دیکے اسکے ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور جوش کامیابی میں باذغیس، بوسنج اور ہرات کی طرف کوچ کر دیا خالد غطریف نے بارہ ہزار لشکر حصین کی گرفتاری و جنگ پر مامور کیا حصین نے چھ سو کی جمعیت سے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو بھی نیچا دکھا کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اسوقت سے حصین برابر اطراف خراسان میں قتل و غارت کرتا رہا کسی معرکہ میں عامل خراسان کو اسکے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی تا آنکہ ۱۷۷ھ میں اسکی دلیرانہ باغیانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

۱۸۰ھ میں ماوراء النہر پر جہاد کیا گیا اور خلیفہ ہارون نے خراسان کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مامور کیا۔ بیس برس تک اس عہدہ سے ممتاز رہا اسی کے عہد میں حمزہ بن اترک خارجی نے بقصد بوسنج خروج کیا ان دنوں ہرات کی گورنری پر عمرویہ بن یزید ازدی تھا اس نے چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے حمزہ سے معرکہ آرائی کی حمزہ نے اسکو شکست دیکے اسکے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا عمرویہ بن یزید اسی غوغا میں دبکے مر گیا تب علی بن عیسیٰ نے اپنے لڑکے حسن کو دس ہزار لشکر کے ساتھ جنگ حمزہ پر روانہ کیا مگر اس نے لڑائی نہ کی علی بن عیسیٰ نے جھلا کے اسکو معزول کر دیا اور بجائے اسکے اپنے دوسرے لڑکے عیسیٰ بن علی کو مامور کیا اس سے اور حمزہ سے لڑائی ہوئی حمزہ نے ہزیمت دیدی علی بن عیسیٰ

سے تازہ دم فوج دیکے اسکو پھر جنگ حمزہ پر واپس کیا مقام نیشاپور میں صف آرائی کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد حمزہ شکست کھا کے قہستان کی طرف بھاگا عیسیٰ کے لشکریوں نے تعاقب کیا حمزہ کے ہمراہیوں میں سے باستثناء چالیس آدمیوں کے جو اُسکے ہمراہ قہستان بھاگ گئے تھے اور کوئی جانبر نہ ہوا عیسیٰ نے اوق، جوین اور اُن قصبات و دیہات کی جانب اپنے لشکریوں کو روانہ کیا جو حمزہ کی اعانت و امداد کرتے تھے اور نہایت بے رحمی سے خوارج کے خون کی ندی بہادی تقریباً تیس ہزار خوارج اس قتل عام میں مارے گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد عیسیٰ نے مقام زرنج میں عبداللہ بن عباس نسفی کو اپنا نایب مقرر کرکے مراجعت کی عبداللہ بن عباس نے خراج اور مال غنیمت جمع کرا کے زرنج سے کوچ کردیا حمزہ کو اسکی خبر لگ گئی اثناء راہ میں بحالت غفلت عبداللہ سے چھیڑ چھاڑ کی عبداللہ اور اس کے ہمراہیوں نے نہایت استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر حمزہ شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اسکے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آگئے بعد اس واقعہ کے حمزہ نے یہ شیوہ اختیار کرلیا کہ اطراف و جوانب کے دیہات و قصبات پر بحالت غفلت شبخون مارتا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کرلاتا تھا کسی خاص گانوں میں قیام پذیر نہ ہوتا تھا اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بوشنج پر مامور کیا تھا حمزہ نے یہ سُن کے طاہر کا رخ کیا اتفاق سے ایک چھوٹا سا گانوں اثناء راہ میں مل گیا لوٹ لیا وہاں کے باشندوں کو گرفتار کرلیا طاہر بھی یہ خبر پاکے اُٹھ کھڑا ہوا خوارج کے ایک گانوں میں پہونچا خوارج طاہر کی آمد سن کے بخوف جان بھاگ گئے۔ یہ وہی خوارج تھے جو تقرر حکم کے خلاف تو تھے مگر لڑتے نہ تھے اور محکمہ خوارج کا وہ گروہ ہے جو وقتاً فوقتاً موقع پا کے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا اور اسکا شعار "لا حکم الا للہ" تھا ان لوگوں نے حمزہ کو روزانہ خونریزی و بغاوت سے باز آنے کو لکھا حمزہ نے وعدہ کیا لیکن اس کی

فتنہ پرداز طبیعت کو چین نہ ملا چند دنوں بعد بدعہدی کرکے پھر لوٹ مار شروع کردی اور امن عامہ میں خلل انداز ہوگیا اسی وجہ سے اس سے اور علی کے ہمراہیوں سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

ماموں کی ولیعہدی ملکی بغاوتیں

سنہ ۱۸۲ھ میں خلیفہ ہارون نے اپنے لڑکے عبداللہ کی ولیعہدی کی بیعت لی کہ بعد امین کے تخت خلافت کا یہ وارث ہو اور المامون کے مبارک لقب سے ملقب کرکے خراسان اور اسکے ملحقات صوبہ کی ہمدان تک کی سند گورنری مرحمت کی بعد اسکے عیسیٰ بن علی گورنر خراسان کو طلب کرکے مامون الرشید کی جانب سے مقرر کرکے خراسان کی جانب واپس کردیا۔ اسی سنہ میں ابوخصیب وہب بن عبداللہ نسائی مقام خراسان میں علم بغاوت بلند کرکے خراسان کے اطراف وجوانب کو لوٹنے لگا مگر پھر سطوت شاہی سے خائف ہوکے امان کا خواستگار ہوا امن دیدی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ بلاد بادغیس میں حمزہ خارجی نے بغاوت پھیلادی ہے اور قتل وغارت کا بازار گرم کر رکھا ہے عیسیٰ بن علی نے حمزہ پر فوج کشی کردی مقابلہ ہوا عیسیٰ نے حمزہ کے ہمراہیوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو مارڈالا اور جوش کامیابی میں کابل وزابلستان تک بڑھتا چلا گیا ابوخصیب نے میدان خالی دیکھ کے عہدشکنی کردی اور بلوائیوں کا ایک گروہ کثیر مجتمع کرکے ابیورد، نسا، طوس اور نیشاپور پر قبضہ کرکے مرو کا قصد کیا چونکہ اہل مرو اس کے فتنہ وشر سے غافل تھے محاصرہ میں آگئے مگر ان کی متفقہ کوشش سے ابوخصیب پسپا ہوکے سرخس کی جانب لوٹ آیا سنہ ۱۸۶ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان ابوخصیب کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا مرو سے ایک جرار لشکر لے کے ابوخصیب پر چڑھ گیا مقام نسا میں لڑائی ہوئی ابوخصیب مارا گیا اور اسکے عیال واطفال قیدی بنالئے گئے ابوخصیب کی زندگی کے خاتمہ سے خراسان کی

بغاوت کا خاتمہ ہوگیا آتش بغاوت جو ایک مدت سے مشتعل ہو رہی تھی خاموش ہوگئی۔

سنہ ۱۸۹ھ میں امرا خراسان نے علی بن عیسیٰ کی بد اخلاقی، کج ادائی، ظلم اور سخت گیری سے تنگ آ کے دربار خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے علاوہ اس کے کہ ہم لوگوں کو تیر ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا ہے شیرازہ خلافت و سلطنت کے درہم و برہم کر ڈالنے کی بھی فکر کر رہا ہے خلیفہ رشید نے یہ خبر پا کے رے کا قصد کیا جوں ہی خلیفہ ہارون کا لشکر رے میں پہونچا علی بن عیسیٰ ہدایا، تحائف اور قیمتی قیمتی اسباب لئے ہوئے حاضر ہوا خلیفہ، کل اراکین دولت اور شاہی خاندان کے کل ممبروں کے سامنے نذریں پیش کیں اس سے خلیفہ ہارون کے خیالات بدل گئے خوش ہو کے گورنری خراسان پر واپس کر دیا اور رے، طبرستان، دنباوند، قومس اور ہمدان کے صوبہ کو بھی اسکی گورنری میں ملحق کر دیا۔ قبل اس واقعہ سنہ ۱۸۸ھ میں علی بن عیسیٰ نے اپنے لڑکے عیسیٰ بن علی کو جنگ خاقان پر مامور کیا تھا چنانچہ عیسیٰ بن علی خاقان کو شکست دیکے اس کے بھائی کو گرفتار کرلایا تھا۔

سنہ ۱۹۰ھ میں رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں آتش بغاوت مشتعل کی فوج شاہی سے ایک مدت دراز تک لڑائیاں ہوتی رہیں انہیں لڑائیوں میں اس کے لڑکے عیسیٰ نے وفات پائی تھی۔ بعد اسکے خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ کو چند وجوہات سے (سنہ ۱۹۱ھ میں) معزول کر دیا ازانجملہ یہ وجہ تھی کہ یہ لوگوں کو ذلیل سمجھتا تھا اور رؤسا شہر کی اہانت کرتا تھا ایک روز حسین بن مصعب (یہ طاہر بن حسین کے والد تھے) علی بن عیسیٰ سے ملنے گئے تھے علی بن عیسیٰ کمال ترش روئی سے پیش آیا سخت کلامی کی، اور کلمات فحش سے مخاطب کر کے قتل کر ڈالنے کی بھی دھمکی دی ایسا ہی واقعہ ہشام بن فرخسرو[۱] کے ساتھ پیش آیا تھا ہشام نے اس واقعہ کے بعد فالج کا

[۱] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۸ سے نقل کیا ہے۔ مترجم۔

حیلہ کرکے علی کے خوف سے خانہ نشینی اختیار کرلی ہرچند لوگوں نے مکان سے
نکلنے کو کہا نہ نکلا یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ معزول کیا گیا باقی رہا حسین وہ بحال
پریشان دربار خلافت پہونچا شکایت کی امن کا خواستگار ہوا خلیفہ ہارون نے
امن دی منجملہ اُن امور کے جس سے خلیفہ ہارون نے اسکو گورنری خراسان
سے معزول کیا تھا ایک یہ بھی تھا کہ جب اسکا لڑکا عیسیٰ جنگ رافع میں مارا گیا
تو ایک لونڈی نے عیسیٰ کے کسی خادم سے تذکرۃً یہ کہا کہ بلخ کے فلاں باغ میں
تیس ہزار دینار عیسیٰ نے دفن کردئے ہیں اس خادم نے اپنے ملنے والوں سے
تذکرہ کیا رفتہ رفتہ عوام الناس میں یہ راز افشا ہو گیا عوام الناس یہ سُن کے دوڑ
پڑے باغ میں گھس کے لوٹ لائے۔ خلیفہ رشید کے کان تک دینار لوٹنے کی
خبر پہونچی تو اُس نے جھلا کے علی بن عیسیٰ کو معزول کردیا (کیونکہ علی بن عیسیٰ ہمیشہ
کمی خزانہ کی شکایت کرتا تھا اور اس امر کا یقین دلاتا تھا کہ جنگ رافع میں اپنی
عورتوں کے زیورات فروخت کرکے فوجکشی کی تھی) اور ہرثمہ بن اعین کو طلب کرکے
خراسان کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ رجاء خادم کو اسکے ہمراہ روانہ کیا خلیفہ
نے یہ فرمان اپنے قلم سے تحریر کیا تھا اور اس راز کے چھپانے کی سخت تاکید
کی تھی اور یہ ہدایت کردی تھی کہ اپنے کو یہ ظاہر کرنا کہ خلیفہ نے مجھے علی بن عیسیٰ کا
مددگار و معاون مقرر کرکے روانہ کیا ہے۔ ہرثمہ نے نیشاپور میں پہونچ کے انتظام
شروع کردیا اپنے ہمراہیوں کو نیشاپور میں مقرر کرکے مرو پہونچا علی بن عیسیٰ سے
ملاقات ہوئی اسکو معہ اسکے اہل وعیال اور متعلقین کے گرفتار کرکے مال واسباب
کو ضبط کرلیا جس کی قیمت آٹھ لاکھ تھی جو خلیفہ ہارون کے پاس پانچسو اونٹوں پر
بار کراکے بھیجدیا اور علی بن عیسیٰ کو اونٹ پر بغیر کجاوہ کے سوار کراکے دارالخلافت
بغداد کی جانب روانہ کیا۔ بعد اسکے ہرثمہ نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کیا

اور رافع بن لیث پر سمرقند میں محاصرہ ڈالا آخر کار طول محاصرہ سے گھبرا کے رافع نے امن طلب کی ہرثمہ نے امن دیدی اور چند دنوں سمرقند میں قیام پذیر رہا۔مرو میں ہرثمہ کے آنے کا واقعہ ۱۹۳ھ کا ہے۔

امین و مامون کی ولیعہدی کی تجدید

۱۸۶ھ میں خلیفہ ہارون نے انبار سے بقصد حج مکہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا اس کے ساتھ اسکے تینوں لڑکے محمد امین، عبداللہ مامون، اور قاسم تھے۔سب سے پہلے امین کی ولیعہدی کی بیعت لی تھی اور اسکو عراق، شام اور عرب کی حکومت عطا کی تھی بعد اسکے مامون کو ولیعہد مقرر کیا اور اسکو خراسان اور ہمدان کے صوبجات تا اقصائے مشرق دئے تھے اور مامون کے بعد اپنے تیسرے بیٹے قاسم کی ولیعہدی کی بیعت لی تھی اور اسکو موتمن کا لقب دیا تھا مگر مامون الرشید کو اسکی معزولی کا بصورت نالایق ثابت ہونے کے اور بحالی کا بصورت لایق ہونے کے اختیار دیا تھا اسکو جزیرہ، ثغور اور عواصم کی حکومت دی تھی۔

مدینہ منورہ پہونچ کے اہل مدینہ کو انعامات دئے مستحقین میں خیرات تقسیم کی جس کی تعداد ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار تھی اسی طرح مکہ معظمہ میں داد و دہش سے کام لیا۔فقہا، قضاۃ اور سرداران لشکر کو طلب کرکے دونوں شہزادوں کی جانب سے جدا جدا عہدنامے لکھوائے ایک امین کیطرف سے مامون کے ساتھ وفا کرنیکا۔دوسرا مامون کیطرف سے تھا امین کے ساتھ ایفاء عہد کا۔پھر ان دستاویزات کو شہادتوں سے مکمل کرکے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا پھر جب ۱۸۹ھ میں طبرستان گیا اور وہاں چندے قیام پذیر رہا تو سرداران لشکر و اراکین دولت کو جمع کرکے یہ کہا کہ یہاں پر جو کچھ میرے لشکر میں مال، خزانہ، آلات حرب اور ساز و سامان ہے اسکا مالک مستقل صرف مامون ہے اور ان لوگوں سے مامون کی ولیعہدی کی تجدید بیعت کرکے بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

اسی طرح بغداد میں رؤساء شہر و سرداران لشکر کو مجتمع کر کے امین کی ولیعہدی کی بیعت کی تجدید کی۔

برامکہ کا اقبال و ادبار

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خالد بن برمک اکابر شیعہ سے تھا اور دولت عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ اسکے خاندان کو حاصل تھا وہ کسی اور ارا کین سلطنت کو نصیب نہ تھا بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے برامکہ ہی مالک و حکمراں تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل اور اذربیجان کی گورنری پر خالد کو مقرر کیا تھا اور اسکے بیٹے یحییٰ کو ارمینیہ کی حکومت مرحمت کی تھی خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کی اتالیقی اسی کے سپرد فرمائی تھی اس نے اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا اور خلیفہ ہادی سے جبکہ ہارون کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو ولیعہد بنانے کا قصد کیا تھا اسی نے کھلم کھلا مخالفت کی تھی اسی بناء پر خلیفہ ہادی نے اسکو قید کر دیا تھا پس جب ہارون سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو قلمدان وزارت یحییٰ کے سپرد کر کے امور مملکت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیدیا۔

یحییٰ پہلے خیزراں (مادر ہارون الرشید) کی رائے سے امور مملکت کو انجام دیتا تھا لیکن جب یہ مر گئی تو اسکا قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ سلطنت میں جم گیا اسکا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی بھائی چچیرے بھائی اور بھتیجے کثرت سے تھے اسکے بیٹے جعفر، فضل اور محمد امور سلطنت میں اپنے باپ کی طرح دخیل تھے خلیفہ کے تقرب کا ان کو بہت بڑا حصہ شرف کا ملا تھا خلیفہ سے انکو خاص خصوصیت تھی اور فضل تو خلیفہ ہارون کا رضاعی بھائی تھا فضل کی ماں نے ہارون کو اور ہارون کی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا اور چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اس وجہ سے بپاس ادب یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب

کیا کرتا تھا اور (یحیی کے معمر ہو جانے پر) فضل اور جعفر کو عہدہ وزارت سے ممتاز کیا تھا قبل اسکے جعفر کو مصر و خراسان کی گورنری بھی دی تھی اور جن دنوں مابین مضریہ و یمانیہ شام میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تھا اسی کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے منتخب کیا تھا چنانچہ اس نے بکمال خوبی اس خدمت کو انجام دیا اور نیکنامی کے ساتھ واپس آیا تھا فضل کو بھی حکومت مصر و خراسان دی گئی تھی اور جب یحیی بن عبد اللہ علوی نے بسازش دیلم سر اٹھایا تھا تو فضل ہی کو خلیفہ ہارون نے یحیی بن عبد اللہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی کی حکمت عملی اور پولیٹکل چالوں سے یحیی بن عبد اللہ نے خلیفہ کی اطاعت قبول کی تھی۔ اور مامون کی ولیعہدی کے بعد جعفر بن یحیی کو اتالیقی کی خدمت سپرد کی تھی ان کل مہمات انتظامات اور ملکی خدمات کو ان لوگوں نے نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا۔ رعایا سے خلیفہ تک سب انکے مداح تھے۔

رفتہ رفتہ انکا اقتدار اور جاہ و جلال حکومت و سلطنت میں اس درجہ بڑھ گیا کہ خلیفہ کا نام ہی نام رہ گیا تھا امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے یہی مالک تھے۔ امرا و دولت کو اس سے حسد پیدا ہوا موقع پا کر خلیفہ سے شکایتیں کرنے لگے آئے دن کی شکایات سے خلیفہ کے دل میں بھی بمقتضائے بشریت برا مکہ علی الخصوص جعفر کی طرف سے ایک کبیدگی پیدا ہو گئی چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور فروگذاشتوں کو ان آنکھوں سے دیکھنے لگا جس سے سنگین اور غیر قابل عفو جرائم دیکھے جاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کی برہمی کے اسباب سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ خلیفہ نے یحیی بن عبد اللہ کو جب کہ فضل برمکی اسکو دیلم سے بہ حکمت عملی لے آیا تھا جعفر برمکی کے پاس نظر بند کر دیا تھا اور اس نے اسکو بغیر اجازت و اطلاع خلیفہ رہا کر دیا فضل بن ربیع نے خلیفہ کے کان تک اس واقعہ کو پہونچا دیا۔ خلیفہ نے جعفر سے استفسار کیا جعفر نے اس خبر کی تصدیق کر دی خلیفہ کو جعفر کی

اس خود رائی اور ایسے باغی ملزم کے رہا کر دینے سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً لوگوں کی شکایتوں سے یہ کبیدگی بڑھتی گئی بالآخر صاف طور سے اپنی ناراضی کو ظاہر اور بات بات پر اعتراض کرنے لگا۔ ایک روز یحیٰی بن خالد حسب دستور قدیم خلیفہ کی خدمت میں بلا اطلاع حاضر ہوا اتفاق سے اسوقت شاہی طبیب جبرئیل بن بختیشوع بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کے کہا "کیوں جبرئیل تمہارے مکان میں بھی یوں ہی بلا اطلاع لوگ چلے آتے ہیں؟" عرض کی "یہ غیر ممکن ہے" پھر یحیٰی کی طرف متوجہ ہوا یحیٰی نے جواب دیا "امیرالمومنین! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے میں ہمیشہ بلا اجازت حاضر ہوتا تھا اگر پیشتر سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری حاضری بلا اطلاع ناگوار خاطر ہمایوں ہوتی ہے تو میں اپنے کو اُسی طبقہ میں رکھتا" خلیفہ نے شرم سے گردن جھکا کے کہا "تم اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی" ہمیشہ کا دستور تھا کہ جب یحیٰی دربار خلافت میں آتا تو حاجب، دربان اور خدام تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر شکر رنجی کے بعد خلیفہ ہارون کے اشارہ سے مسرور (خادم) نے تعظیم کرنے کی ممانعت کر دی چنانچہ جب وقت یحیٰی دربار خلافت میں حاضری کی غرض سے آتا تو دربان منہ پھیر لیتے تھے ایک مدت اسی حالت سے گذر گئی ۱۸۷ھ میں حج سے واپسی کے وقت خلیفہ ہارون نے انبار میں قیام کیا جعفر بھی ہمراہ تھا ایک روز وزارت کو خلیفہ ہارون نے مسرور (اپنے خادم خاص) کو مع ایک جماعت سرہنگوں کی طلب کر کے حکم دیدیا کہ تو اسی وقت جعفر کے خیمہ میں جا اور دروازہ خیمہ پر بلا کے اُسکا سر اُتار لا مسرور یہ سن کے کانپ اُٹھا بار بار عرض کر رہا تھا کہ آپ اس حکم کو غور کر کے صادر فرمائیے خلیفہ ہارون نے ڈانٹ کر کہا "نہیں! تجھے اس حکم کی تعمیل کرنا ہوگی" مسرور سہم گیا پھر خلیفہ زمین پر چھڑی پٹک کے بولا "جا

اسی وقت اس حکم کی تعمیل کرو ورنہ تیری خیر نہیں ہے" مسرور یہ دیکھ کے کہ خلیفہ کا غصہ بڑھتا جاتا ہے رخصت ہو کے جعفر کے خیمہ میں آیا اور جعفر کا سر اُتار کے خلیفہ ہارون کے روبرو لا کے رکھ دیا خلیفہ نے اسی شب میں فضل برمکی کو گرفتار کرا کے قید کر دیا اور یحیٰی کے کل مکانات، جاگیریں، خدام اور مال و اسباب کے ضبطی کا ایک گشتی فرمان تمام ممالک میں بھیجدیا اور برامکہ کے چھوٹے بڑے کو جیل میں ڈالدیا۔ اگلے دن جعفر کی لاش بغداد کو روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے پل پر نصف نصف ہر دو جانب آویزاں کر دئے جائیں۔ اس عتاب شاہی سے صرف محمد بن خالد برمکی محفوظ رہا خلیفہ ہارون کا یہ ایک احسان تھا کہ اس نے یحیٰی اور اسکے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔ بعد اسکے عبدالملک بن صالح بن علی پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ برامکہ کا ہوا خواہ اور دوست ہے۔ خوبی قسمت سے یہ شکایت عبدالملک کے بیٹے عبدالرحمن نے کی تھی کہ اسکو بھی دعوائے خلافت ہے خلیفہ نے اسکو فضل بن ربیع کے پاس نظر بند کر دیا دوسرے دن سر دربار طلب کر کے دھمکا کے حال دریافت کرنے لگا عبدالملک نے حلفاً اس سے انکار کیا اور اپنی خدمات سابقہ کا اظہار کر کے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا شہادت کی غرض سے اسکا کاتب پیش کیا گیا عبدالملک نے کہا "یہ جھوٹا ہے" تب اسکا بیٹا عبدالرحمن بلایا گیا عبدالملک نے عرض کی اسکی شہادت بھی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ مامور معذور ہے یا عاق فاجر ہے" خلیفہ ہارون یہ کہتا ہوا دربار عام سے اُٹھ کھڑا ہوا "تو ان دو سے زیادہ اور عادل شاہد کہاں سے آسکتے ہیں خیر میں اس بابت غور کرونگا دیکھوں اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے کیونکہ وہی میرے اور تیرے درمیان میں حکم ہے" عبدالملک نے جواب دیا بہتر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے اور امیرالمومنین کے حاکم ہونے پر راضی ہوں کیونکہ

مجھے یقین کامل ہے کہ امیرالمومنین اپنی خواہش نفسانی کو رضائے رب پر مقدم نہ کرینگے
پھر دوسرے دن خلیفہ ہارون نے اُسکو سر دربار طلب کیا خوف جان سے کانپتا ڈرتا
ہوا حاضر ہوا اور اپنے تعلقات، خدمات اور خیر خواہیاں ظاہر کرنے لگا خلیفہ ہارون
نے کہا " واللہ اگر بنی ہاشم کو صفحہ ہستی پر باقی رکھنے کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں بے شک
تجھے قتل کر ڈالتا" اور بدستور جیل میں بھیجدیا اس کے بعد عبداللہ بن مالک (یہ محکمہ
پولیس کا افسر اعلیٰ تھا) حاضر ہوا باتوں باتوں عبدالملک کا ذکر آگیا عبداللہ بن
مالک نے عرض کی " امیرالمومنین! سچ تو یہ ہے کہ عبدالملک آپ کا بڑا خیر خواہ
اور جان نثار ہے میں نے آج تک اس سے کسی قسم کی بُرائی نہیں دیکھی" خلیفہ ہارون
نے فرمایا " اگر تم کو اسکے حرکات و سکنات اور افعال سے اطمینان کلی ہے تو میں
اسکو رہا کئے دیتا ہوں" عرض کی " چونکہ آپ نے اسکو قید کر دیا ہے بالفعل یہ امر
نامناسب ہے مگر نرمی کیجئے" خلیفہ ہارون نے ایسا ہی کیا اور وظیفہ مقرر کردیا
یہانتک کہ ہارون الرشید کا انتقال ہوگیا اور خلیفہ امین نے اُسکو رہا کیا۔

بعد اس واقعہ کے خلیفہ ہارون نے قیدیان برامکہ پر سختی شروع کردی یحییٰ برمکی
کے پاس ملامتانہ کہلا بھیجا " تم نے مجھ سے عبدالملک کے باغیانہ خیالات چھپائے
تم کو یہ زیبا نہ تھا" یحییٰ نے یہ پیام سن کے جواب دیا " امیرالمومنین! خود یہ خیال
فرما سکتے ہیں کہ عبدالملک مجھ سے اپنے ایسے پوشیدہ راز کیوں بتلائے گا میں تو ہوا خواہ
دولت و حکومت تھا اور اگر مجھے یہ امر اشارۃً کنایۃً کسی طرح معلوم ہو جاتا تو میں
اُسکا آپ سے زیادہ دشمن ہوتا نعوذ باللہ! آپ ایسے خیالات اپنے دماغ عالی
سے دور کیجئے ہاں یہ ضرور تھا کہ میں بوجہ تقدس مذہبی اُس سے محبت رکھتا تھا اور
میرا گمان تو یہ ہے کہ اس میں مذہبی تقدس سب عباسیوں سے بڑھ کر ہے"
پیامبر نے یہ پیام خلیفہ ہارون تک پہونچایا خلیفہ نے پیامبر کو پھر اُلٹے پاؤں

یحیی کے پاس بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ اگر صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کروگے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کرڈالونگا یحیی نے جواب دیا "امیرالمومنین کو اختیار ہے ہم لوگوں کی جانیں آپ کے قبضہ میں ہیں جو چاہیں کریں"۔ پیامبر نے یہ سن کے فضل کا ہاتھ پکڑلیا اور لے چلا یحیی زار زار رونے لگا فضل اپنے بڈھے اور مصیبت زدہ باپ سے رخصت ہوا یحیی نے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دعا دی۔ خلیفہ ہارون کے حکم کے مطابق پیامبر نے فضل کو تین روز تک دوسرے مکان میں قید رکھا جب ان دونوں آدمیوں سے کسی حال کا انکشاف نہ ہوا تو پھر دونوں کو ایک ہی جگہ پر قید کردیا۔

ابراہیم بن عثمان بن نہیک بعد قتل جعفر برمکی اکثر برامکہ کا ذکر کرکے رویا کرتا تھا اور اسکی قوم بھی اسکے ساتھ روتی تھی ابراہیم کی روتے روتے یہ حالت ہوجاتی تھی کہ دیوانہ وار جعفر کا قصاص مانگنے لگتا تھا اور جب کنیزوں کے ساتھ مجلس عیش میں نبیذ پینے کو بیٹھتا تھا تو تلوار ہاتھ میں لیکر کہتا تھا واجعفراہ واسیداہ واللہ لاثارن بک ولاقتلن قاتلک (ہاے جعفر ہاے میرے سردار واللہ میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لونگا اور تمہارے قاتل کو ضرور قتل کرونگا) ابراہیم کا یہ جوش انتقام دیکھ کے اسکے بیٹے اور حفص نے جاکر خلیفہ ہارون سے اطلاع کردی خلیفہ ہارون ابراہیم کو طلب کرکے جعفر کے قتل پر افسوس وندامت ظاہر کرنے لگا ابراہیم نے روکے جواب دیا "واللہ امیرالمومنین آپ نے بہت بڑی غلطی کی"۔ ہارون الرشید یہ سن کے جھلا اٹھا جھڑک کے بولا "چل اٹھ کھڑا ہو" ابراہیم جوں ہی اٹھا اسکے بیٹے نے پیچھے سے ایک تلوار کا ہاتھ لگایا جس کے صدمہ سے چند راتوں کے بعد مرگیا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم کے بیٹے نے ہارون کے حکم سے یہ فعل کیا تھا۔

یحییٰ برمکی برابر کوفہ ہی کے جیل میں رہا تاآنکہ سنہ ۱۹۰ھ میں انتقال کر گیا بعدہٗ اس کے بیٹے فضل نے سنہ ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ خاندان برامکہ محاسن عالم سے تھے اور ان کی دولت منجملہ بڑی دولتوں کے تھی اور یہ لوگ دولت اور ملت کے چہرہ کی زیبائیش تھے۔

(مترجم) علامہ مورخ نے جس قدر حالات خاندان برامکہ کے تحریر فرمائے ہیں وہ نہایت چنیدہ اور سُلجھے ہوئے ہیں کسی مقام پر نقطہ تک رکھنے کی جگہہ نہیں ہے مگر ہیں اختصار کے ساتھ۔ لہذا میں بہ نظر دلچسپی ناظرین خاندان برامکہ کے مشاہیر کے حالات اور کتب تواریخ سے لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ پڑھنے والے شوق و دلچسپی سے پڑھیں گے۔

خاندان برامکہ سے جو سب کے پہلے عہدہ وزارت سے ممتاز کیا گیا وہ خالد برمکی تھا اس کے اجداد آتشکدہ نوبہار کے متولی تھے جس کو منوچہر بادشاہ فارس نے ماہتاب کے نام پر بنوایا تھا۔ مشہور آتشکدوں میں چوتھا نمبر اسی کا تھا جب سنہ ۳۱ھ عہد خلافت عثمان ذی النورینؓ میں خراسان مفتوح ہوا اور اسلامی حکومت تمام اطراف میں پھیل گئی اُس وقت یہ آتشکدہ بھی جو عہد منوچہر سے آباد چلا آتا تھا ویران ہو گیا اور خاندان برامکہ رنج و مصیبت کے محاصرہ میں آگیا۔ پھر سنہ ۸۶ھ عہد خلافت ولید بن عبدالملک اموی میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر ہو کے وارد خراسان ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مرو پر فوجکشی کر دی اس لڑائی میں جہاں اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا وہاں لونڈیاں بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک عورت برمک کی تھی تقسیم غنیمت کے وقت یہ عورت عبداللہ بن مسلم (برادر قتیبہ) کے حصہ میں آئی اتفاق سے یہ اُس سے باردار ہو گئی چند روز بعد اہل مرو سے صلح ہوئی تو قتیبہ کے حکم سے لونڈیاں واپس ہوئیں

مجبوراً عبداللہ نے اس برمکی عورت کو بھی برمک کے پاس واپس کر دیا مگر یہ شرط قرار پائی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو ہمارا ہے۔ انقضاء مدت حمل کے بعد خالد پیدا ہوا اسکی تعلیم و تربیت کا زمانہ کیسا اور کہاں گذرا اسکے نسبت ہم خامہ فرسائی نہیں کیا چاہتے اس کا عروج ۱۳۲ھ عہد خلافت سفاح سے شروع ہوتا ہے۔ ابو سلمہ خلال وزیر[۵۱] آل محمد کے قتل کے بعد وزارت کا معزز عہدہ اسی کو مرحمت کیا گیا سفاح کے مرنے تک اس نے وزارت کی۔ المنصور[۵۲] سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے بھی اُس کو وزارت ہی کے عہدہ پر رکھا لیکن بعد ایک سال ایک مہینہ کے ابو ایوب موریانی کی حکمت عملی سے خلیفہ منصور نے خالد کو بغاوت اکراد کے فرو کرنے کو فارس بھیجدیا۔ خالد کے جانے کے بعد ابو ایوب موریانی قلمدان وزارت کا مالک بنایا گیا۔ اگرچہ پھر خالد کو عہدہ وزارت نصیب نہیں ہوا لیکن بڑے بڑے ذمہ داریوں کے کام اسکے سپرد رہے۔ خلیفہ مہدی کا زمانہ ولیعہدی میں اتالیق رہا۔ موصل کی حکومت اس کے سپرد کی گئی۔ غرض جب تک زندہ رہا ممتاز عہدہ سے سرفراز رہا آخر الامر بقول ابن القادسی ۱۶۳ھ میں وفات پائی۔ اسکا ایک لڑکا یحییٰ تھا۔

یحییٰ برمکی ہشام بن عبدالملک اموی کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا سن ولادت کا باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہیں چلا اسکی تعلیم، تربیت اور سن طفولیت کے حالات سے ہم کو چنداں واقفیت نہیں ہوئی مگر ہم اتنا بتلا سکتے ہیں کہ جب اس کے شباب کا زمانہ ہوا تو اس کا نامور باپ دولت عباسیہ کے ارکین سلطنت سے شمار کیا جاتا تھا۔ خالد کی کارگذاریوں اور یحییٰ کی قابلیت پر نظر کر کے یحییٰ[۵۳] کو خلیفہ مہدی نے

---

۵۱ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۰۶۔ ۵۲ ابن خلکان جلد اول صفحہ ۱۰۶۔
۵۳ ابن خلکان جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۲۔

ہارون الرشید کا اتالیق مقرر کیا چنانچہ ہارون نے اسی کے آغوش تربیت اور نگرانی میں تعلیم پائی اور جب ہارون کو خلیفہ مہدی نے حدود مغرب، آذربیجان اور ارمینیہ کی گورنری مرحمت کی تو منجملہ اور خاص خاص آدمیوں کے جو ہارون کے ہمراہ بھیجے گئے تھے یحییٰ برمکی بھی تھا۔ جس وقت خلیفہ ہادی نے ہارون کو خلافت و سلطنت سے محروم رکھنے کی فکر کی تھی اُس وقت یحییٰ نے اس راے سے مخالفت کی تھی جس کی پاداش میں اسکو سزاے قید جھیلنا پڑی تھی اور تا وقت وفات ہادی یہ جیل میں رہا۔ انہیں خیرخواہیوں اور دل سوزیوں کے صلہ میں ہارون نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی یحییٰ کو امور مملکت میں سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دیدیا تھا۔ اس کے زمانہ وزارت میں دربار خلافت اہل علم و اہل کمال سے بھرا رہتا تھا اس کے عہد میں علوم اور فنون کے ترجمہ کی ترقی ہوئی۔ یہ بہت بڑا فیاض، رحیم، کریم اور رقیق القلب تھا معلومات اسکے وسیع تھے شاعر بھی تھا اور علم نجوم میں اس کو ایک خاص مہارت تھی اوایل عمر سے اسکے درمیانی عمر کا حصہ نہایت اچھا رہا مگر آخری حصہ عمر نہایت بُرے طور سے گذرا تیسری محرم ۱۹۰ھ میں کوفہ کے جیل میں وفات پائی۔ اس کے آٹھ بیٹے فضل، محمد، جعفر، موسیٰ، عباس، احمد، خالد، عبداللہ تھے لیکن ان میں سے فضل و جعفر زیادہ مشہور ہیں اور انہیں کے اقتدار اور جاہ وجلال کے افسانے عہد خلافت ہارون الرشید میں مشہور ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ اِن آٹھ لڑکوں کے ایک لڑکا اور تھا جس کا نام باوجود تحقیق اور تفتیش مجھے معلوم نہیں ہوا۔

فضل[1] برمکی تیسویں ذی الحجہ ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا اس کے ایک مہینہ بعد ہارون الرشید کی ولادت ہوئی دونوں ایک دوسرے کے رضیع تھے ہارون الرشید جیسا یحییٰ کو باپ

---

[1] ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۸۔

کہا کرتا تھا ویسا ہی فضل و جعفر کو بھائی کے خطاب سے یاد کرتا تھا مہدی نے ہارون کی اتالیقی یحییٰ کو سپرد کی تھی اور ہارون[1] نے جعفر و فضل کے آغوش تربیت میں اپنے بیٹوں امین و مامون کو دیا تھا۔ ہارون الرشید کا پہلا وزیر یحییٰ برمکی تھا لیکن ضعیف ہو جانے پر ۱۷۸ھ میں قلمدان وزارت فضل کے سپرد کیا گیا مگر یحییٰ کا اقتدار بدستور قایم رہا اور پیچیدہ معاملات ملکی اسی کی رائے سے طے کئے جاتے تھے یحییٰ بن عبداللہ علوی کی بغاوت کے زمانہ میں بھی اس مہم پر روانہ کیا گیا اور اس نے اس خدمت کو بغیر جنگ اور خونریزی کے نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا تھا۔ اس حسن خدمت کے صلہ میں ہارون الرشید نے صوبہ خراسان کی گورنری مرحمت کی تھی اور طبرستان، رے، نہاوند، ہمدان، جرجان، آذربیجان اور ارمینیہ کے بلاد اسکی گورنری میں ملحق کر دئے تھے۔ فضل کا دائرہ حکومت بہت بڑا تھا۔ جواد، کریم، فیاض اور علم و ہنر کا قدردان تھا۔ اسکی سخاوت اور فیاضی کے حالات لکھنے کو ایک دفتر چاہئے اسکی داد، دہش نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ علوم و فنون کے ترقی دینے میں بھی اسکو بہت بڑا حصہ ملا کاغذ[2] بنانے کا کارخانہ اسی نے جاری کیا۔ ۴۵ برس کی عمر میں یوم جمعہ محرم ۱۹۳ھ کو رقہ کے جیل میں انتقال کیا۔

جعفر برمکی یحییٰ برمکی کا دوسرا نامور بیٹا تھا۔ اس کے اقتدار اور ملکی خدمات کے تذکرہ روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ خلیفہ ہارون کو اس سے دلی محبت تھی ایک ساعت بغیر اسکے چین نہ آتا تھا مصر اور خراسان کی گورنری پر رہا اور فضل کے بعد عہدہ وزارت سے ممتاز کیا گیا۔ عقیل، فہیم اور تجربہ کار تھا اسکی لیاقت پر ہارون الرشید کو ناز تھا وزارت کا اقتدار اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ہارون الرشید برائے نام خلیفہ

---

[1] ابن خلکان جلد ا صفحہ ۴۰۹۔

[2] مقدمہ ابن خلدون فصل ۳۱ صناعۃ الوراقۃ صفحہ ۳۵۰۔

تھا حکم واحکام تمام ممالک محروسہ میں اسی کے جاری تھے جہاں دیکھئے اسی کی جاگیر تھی۔عالیشان مکانات دجلہ کے کنارہ اسی کے نظر آتے تھے ہر وقت اسکے دروازہ پہ حاجتمندوں کا میلہ سا لگا رہتا تھا۔انہیں اسباب سے یہ اور اسکا خاندان تباہ وبرباد کیا گیا۔اسکے قتل کے افسانہ میں بڑی رنگ آمیزی کی گئی ہے۔عجیب وغریب واقعہ ہونے کے لحاظ سے لوگ دلچسپی سے سنتے اور نقل کرتے ہیں۔اس بے سروپا افسانہ کے ذکر سے تاریخ کے دامن پر بدنما داغ لگ گیا ہے۔

اس غلط واقعہ کا ماخذ جسکی شہرت اُردو زبان میں بھی بذریعہ ناولوں اور رسائل کے ہوگئی ہے تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری ہے جس نے سنہ ۳۱۰ھ میں وفات پائی اسوقت سے آجتک برابر مورخین ایک دوسرے سے اس واقعہ کو نقل کرتے چلے آئے عام طور سے اس واقعہ کی تنقید وتحقیق کی طرف توجہ نہ کی گئی۔مگر علامہ طبری نے جن الفاظ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کو خود اس روایت پر وثوق نہ تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں:۔

قد حدثنی احمد بن زهیر	مجھ سے احمد بن زہیر نے کہا معلوم ہوتا ہے
احسبه عن عمه زاهر بن	کہ اس نے اپنے چچا زاہر بن
حرب ان سبب هلاک جعفر	حرب سے یہ روایت کی ہے کہ سبب ہلاکت جعفر اور
والبرامکة ان الرشید کان	برامکہ کا یہ ہے کہ رشید کو بغیر
لا یصبر من جعفر وعن	جعفر اور اپنی بہن عباسیہ بنت المہدی کے
اختہ عباسة بنت المهدی	ایک ساعت صبر نہیں آتا تھا اور یہ دونوں
وکان یحضرهما اذا	شراب نوشی کے جلسہ میں شریک ہوا کرتے
جلس للشرب فقال	تھے اس لئے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں
لجعفر ازوجکها لیحل	عباسیہ کا عقد تمہارے ساتھ کیا چاہتا

لك النظر ولا يكون منه	ہوں تاکہ تمکو اسکا دیکھنا مباح ہو جائے لیکن
شیٔ مما یکون للرجل الی زوجته	زن وشوی کے تعلقات نہ ہوں، چنانچہ اس
فزوجها منه علی ذلک۔	شرط پر عباسہ کا عقد جعفر سے کر دیا۔

یہی الفاظ ہیں جن کی بناء پر بعض مورخین نے بڑی بڑی خیالی عمارتیں قایم کر لی ہیں طبری سے جس نے اس واقعہ کی روایت کی ہے وہ احمد بن زہیر ہے اور احمد بن زہیر سے جس نے روایت کی ہے اسکا حال خود طبری کو معلوم نہیں ہوا اسکا یہ کہنا "احسبہ عن عمہ زاھر بن حرب" صاف طور سے بتلا رہا ہے کہ احمد بن زہیر کی روایت مورخانہ حیثیت سے نہیں ہے بلکہ عام روایت کی بناء پر ہے۔ قطع نظر اس سے اگر یہ امر تسلیم کر لیا جائے طبری کی اخیر روایت کا جس پر سلسلہ روایت ختم ہو جاتا ہے زاہر ہی ہے تو زاہر کا یہ حال ہے کہ اسکا کسی معاملہ یا مشورہ عقد عباسہ میں شریک ہونا یا بوقت قتل جعفر موجود ہونا کسی تاریخ سے نہیں پایا جاتا۔ خود طبری نے ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو اس معاملہ میں ہارون الرشید کے ہمراز و شریک تھے۔ اور بفرض تقدیر اگر طبری اس واقعہ کو تسلیم کر لیتا تو آگے چل کر اور اسباب قتل جعفر کے تحریر نہ کرتا اور اگر تحریر کرتا تو اس واقعہ کو ترجیح دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ کل واقعات جو جعفر کے قتل کے محرک ہوئے تھے بلا ترجیح لکھ دئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ مذکورہ اس کے نزدیک مسلمہ نہیں ہے محمد دیاب اتلیدی نے بھی اس واقعہ کو اعلام الناس صفحہ ۵۳ امیں بروایت ابراہیم بن اسحاق نقل کیا ہے اور اصل راوی کا نام ابو ثور زاہر بن صقلاب اور بجائے عباسہ کے میمونہ کا نام لکھا ہے ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا خلیفہ مہدی کی چار لڑکیاں بانوقہ، عباسہ، عالیہ اور سلمہ تھیں علاوہ ان کے کوئی لڑکی میمونہ نامی نہ تھی اور عباسہ کا عقد ہارون نے پہلے محمد بن سلیمان

سے کیا تھا جب یہ مرگیا تو ابراہیم بن صالح بن علی سے اسکا نکاح کیا گیا (دیکھو کتاب المعارف لابی محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ کاتب دینوری المتوفی ۲۷۶ھ صفحہ ۱۳۰) علامہ ابن خلدون مؤلف کتاب ہذا نے جو اس واقعہ پر مقدمہ تاریخ میں ریمارک کیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر افسوس ہے کہ اسکو بخیال اطالت مقال اعادہ نہیں کیا جاتے۔ فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا۔ انتہی کلام المترجم۔

ملکی فتوحات ہارون الرشید جیسا کہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے ایک سال جہاد کرتا تھا اور دوسرے سال زیارت کعبہ کو جاتا تھا اور روزانہ سو رکعتیں نماز پڑھا کرتا اور ایک ہزار درہم خیرات دیتا تھا اور جب حج کرنے کو جاتا تو ایک سو فقہاء کو اپنے جیب خاص کے صرف سے اپنے ہمراہ لیجاتا تھا اور جس سال حج کو نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو اپنے صرف سے حج کرنے کو روانہ کرتا تھا۔ انتظام ملکی اور سیاست میں خلیفہ منصور کا پیرو تھا مگر داد و دہش میں اُسکا مخالف تھا۔ اسکے پیشتر کوئی خلیفہ اس سے زیادہ سخی، جواد، اور بے دریغ مال کا دینے والا نہیں گذرا جہاد کا بیحد شایق تھا نامی گرامی سپہ سالاروں اور اپنے خاندان کے سر برآوردہ ممبروں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا چنانچہ ۱۷۰ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی کو مامور کیا تھا بعضوں کا بیان ہے کہ خود بنفس نفیس اس مہم پر گیا تھا اور ۱۷۲ھ میں اسحاق بن سلیمان بن علی بھیجا گیا تھا چنانچہ بلاد روم میں اسنے بہت بڑی کامیابی حاصل کی بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا ہزارہا آدمی قیدی بنائے گئے ۱۷۴ھ میں عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کی فوج کا سردار بنا کے جہاد پر روانہ کیا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ عبدالملک بھیجا گیا تھا پس اسنے رومیوں کو خوب زک دی شدت سرما سے لشکریوں کے ہاتھ کٹ کٹ کے گر گئے بعد ازاں

۱۷۷ھ میں عبدالرزاق بن حمید ثعلبی، ۱۷۸ھ میں زفر بن عاصم اور ۱۸۱ھ میں خود خلیفہ ہارون نے بلاد روم پر بقصد جہاد فوج کشی کی قلعہ صفصاف کو بزور تیغ فتح کیا۔ اسی سنہ میں عبدالملک بن صالح نے بھی جہاد کیا تھا اور جوش کامیابی میں انقرہ تک بڑھتا چلا گیا مطمورہ کو اسی نے اپنے زور تیغ سے مفتوح کیا اسی سنہ میں مسلمانوں نے معاوضہ دیکے اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے رہا کرایا۔ یہ پہلی مصالحت تھی جو دولت عباسیہ میں ہوئی۔ اس کام کا انصرام قاسم بن رشید کے سپرد کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے بیحد مسرت ہوئی مقام لامس میں فدیہ دیکے مسلمان قیدیوں کی رہائی کی مجلس منعقد کی گئی جو طرسوس سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر تھا علماء، اعیان سلطنت، سرحدی باشندے، اور ابو سلیمان کے ہمراہ تیس ہزار نظامی فوج اس میں شریک ہوئی والی طرسوس بھی اس موقع پر آگیا تھا۔ رومی بھی مسلمان قیدیوں کو لے کے آئے تھے جن کی تعداد تین ہزار سات سو تھی قاسم بن رشید نے ان کے معاوضہ میں رومی قیدیوں کو دیکے مسلمان قیدیوں کو رہا کرالیا۔ پھر ۱۸۲ھ میں عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا رفتہ رفتہ افسوس شہر صحاب کہف تک پہونچ گیا اسی زمانہ میں ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کے بعد اسکی ماں ربی کو تخت حکومت پر جانشین کیا اور اس کو عطشہ کا لقب دیا ہے اس خبر کو سُن کے اسلامی لشکر نے بلاد روم پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ ۱۸۳ھ میں خاقان بادشاہ خزر کی لڑکی فضل بن یحیٰی کی طرف روانہ کی گئی اتفاق وقت سے مقام بردعہ میں پہونچکے مرگئی اس کے ہمراہیوں نے واپس ہوکے اس کے باپ سے یہ ظاہر کیا کہ وہ بحیلہ و مکر ماری گئی ہے۔ خاقان کو اسکے سُننے سے طیش آگیا لشکر مجتمع کرکے بلاد اسلام پر حملہ کے قصد سے باب الابواب سے خروج کیا ہزارہا مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی بدعتیں اور

ایسی زیادتیاں کیں کہ جس سے اسوقت تک کان آشنا نہیں ہوئے خلیفہ ہارون نے اس مہم کے سر کرنے کی غرض سے یزید بن مزید کو صوبہ ارمینیہ کی گورنری پر مامور فرمایا اور اذربیجان کی حکومت کو بھی اسی کے قبضہ میں رہنے دیا۔ اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین میں اہل ارمینیہ کی کمک کے لئے ٹھیرایا۔ بعضوں نے خاقان کے خروج کا یہ سبب ظاہر کیا ہے کہ سعید بن مسلم نے ابجیم سلمی کو کسی وجہ سے مار ڈالا ابجیم کا لڑکا خزر کے پاس فریاد لے گیا خزر نے لشکر مرتب کر کے سعید پر دھاوا کر دیا اور ارمینیہ میں قتل وغارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سعید بن مسلم یہ خبر پا کے بھاگ کھڑا ہوا اور خزر بھی قتل و غارت کر کے واپس چلے گئے۔ ۱۸۱ھ میں خلیفہ نے قاسم بن رشید کو عواصم کی گورنری پر مقرر کر کے بسر افسری لشکر صائفہ بلاد روم پر جہاد کرنے کو روانہ کیا پس اسنے قرہ پر پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑا اور اہل قرہ کو روزانہ جنگ و خونریزی سے تنگ کرنے لگا انہیں دنوں قاسم نے عباس بن جعفر بن اشعث کو قلعہ سنان کے محاصرہ کو بھیجدیا رومی تاب مقابلہ نہ لائے تین سو بیس مسلمان قیدیوں کو دیکے مسلمانوں سے مصالحت کر لی چنانچہ بعد مصالحت شہزادہ قاسم معہ اپنے لشکر کے واپس آیا ان دنوں روم کی حکومت ملکہ رینی کے قبضہ میں تھی رومیوں نے اسکو معزول کر کے نقفور (نیکفورس) کو تخت نشین کیا یہ رومیوں کے دیوان الخراج (دفتر تحصیل مالگذاری یا بورڈ آف رونیو) کا افسر تھا اس واقعہ کے پانچ مہینہ بعد ملکہ رینی مر گئی اور نقفور نے ادائے خراج مقررہ سے انکار کر کے بصلاح و مشورہ ارکان سلطنت ہارون الرشید کو ایک خط[۵] لکھ بھیجا خلیفہ ہارون اس خط کو دیکھ کے آپے سے باہر

۵ مضمون خط یہ تھا "کہ ملکہ سابق نے اپنی نادانی سے تم کو رخ کا قایم مقام کیا تھا اور اپنے کو پیادہ کا قایم مقام بنا رکھا تھا۔ اسوجہ سے بہت سا مال واسباب اس نے تمہارے پاس روانہ کیا حالانکہ اسکا دو چند تم کو ملکہ کے پاس بھیجنا تھا اور یہ عورتوں کی فطرتی کمزوری (باقی نوٹ صفحہ آیندہ)

ہوگیا لشکر آراستہ کر کے بقصد جہاد بلاد روم پر چڑھائی کردی اور اس تیزی سے ہرقل (ہریکلی) پائے تخت رومیوں پر جا پڑا کہ نقفور حیرت زدہ رہ گیا کچھ نہ بن پڑی مجبور ہو کے معافی مانگی مصالحت کی درخواست کی مگر مصالحت کے بعد ہی پھر بدعہدی کی اس خیال سے کہ شدت سرما کی وجہ سے خلیفہ ہارون لشکر کشی کا قصد نہ کریگا مگر اسکا یہ خیال خام نکل گیا۔ خلیفہ ہارون یہ خبر پا کے کمر ہمت باندھ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور بلاد روم میں پہونچ کے تمام ملک میں اپنی فوج کو پھیلا دیا بات کی بات میں بہت سے مشہور قلعے ملک روم کے فتح کر کے واپس آیا۔ ۱۸۸ھ میں بسرافسری لشکر صائفہ ابراہیم بن جبرئیل نے حدود صفصاف سے بلاد روم پر حملہ کیا نقفور والی روم مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں تاب مقابلہ نہ لاسکا ہزیمت اُٹھا کے بھاگ کھڑا ہوا تقریباً چالیس ہزار فوج کام آگئی۔ اسی سنہ میں شہزادہ قاسم بن رشید نے دابق میں رابطہ قایم کیا۔ ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون نے جبکہ رے میں ٹھیرا ہوا تھا شروین بن قارن، تداہرمز، جد مازیار اور مرزبان بن جستان والی دیلم کو امان مرحمت کی اور حسین خادم کی معرفت امان نامہ لکھ کے طبرستان کی طرف روانہ کیا چنانچہ مرزبان اور تداہرمز امان نامہ پاتے ہی دربار خلافت میں حاضر آئے خلیفہ نے نہایت اعزاز و احترام سے اپنا مہمان بنایا انعامات و صلے مرحمت کئے تداہرمز اور مرزبان نے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و اعتراف کر کے شروین کے ادائے خراج کا بھی ذمہ کرلیا۔ اسی سنہ میں مسلمانوں نے فدیہ دیکے اپنے قیدیوں

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) اور حماقت کی وجہ سے ہوا پس بفور معائنہ خط ہذا جس قدر اب تک تم نے ملک روم سے خراج وصول کیا ہے واپس کردو اور اپنے کو آئندہ مصائب سے بچاؤ ورنہ بذریعہ تلوار فیصلہ کیا جائے گا'' اس خط کے پڑھنے سے ہارون کا چہرہ غصہ سے تمتما اُٹھا اپنے قلم سے خط کی پشت پر یہ عبارت لکھ کے روانہ کر دیا من ھارون امیرالمومنین الی نقفور (باقی نوٹ صفحہ آیندہ)

کو رومیوں کی قید سے چھوڑا لیا کوئی مسلمان قیدی سرزمین روم میں بحالت قید باقی نہ رہا
۱۹۰ھ میں خلیفہ ہارون نے ماموں کو رقہ میں اپنا نائب بنایا اور کل انتظام مملکت
اسکے سپرد کر کے نقفور پادشاہ روم کی بدعہدی کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار
فوج نظامی سے علاوہ فوج مجاہدین متطوعہ (والنٹیر) کے بلاد روم پر حملہ کر دیا
اس مرتبہ سوائے ان لوگوں کے کہ جن کا نام درج رجسٹر نہ تھا اور کوئی دارالخلافت
بغداد میں باقی نہیں رہا سب کے سب کمر بستہ ہو کے عساکر اسلامیہ کے ساتھ
جہاد کرنے کو روانہ ہو گئے اور خلیفہ ہارون نے بوقت روانگی اپنے ممالک محروسہ
میں ایک گشتی فرمان بلاد سرحدی پر جہاد کرنے کا روانہ کر دیا اور خود ہرقلہ پر پہونچکے
محاصرہ کر لیا تیس یوم کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح کر کے اہل قلعہ کو گرفتار کیا مال
واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ بعد ازاں داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ
بلاد روم کے اور قلعات کے مفتوح کرنے کو روانہ کیا اللہ جلشانہ نے اس نامور
سپہ سالار کے ہاتھ سے بہت سے قلعے مفتوح کئے جس کو اس نے چاہا لوٹ لیا
ویران کر دیا انہیں دنوں شراحیل بن معن ابن زائدہ نے قلعہ سقالیہ (سسلی) اور
دلبسہ کو، یزید بن مخلد نے قلعہ صفصاف اور قونیہ کو فتح کر لیا اور عبداللہ بن مالک
نے قلعہ ذی الکلاع پر محاصرہ ڈال دیا اور حمید بن معیوب امیر البحر مقرر کیا گیا اسنے
سواحل شام و مصر کی کشتیوں کو درست کر کے جزیرہ قبرس پر چڑھائی کر دی اہل
قبرس کو ہزیمت ہوئی حمید نے جزیرہ قبرس کو منہدم کر کے آگ لگا دی مال و

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرۃ والجواب ماتراہ دون ماتسمع (ہارون الرشید امیر المومنین کی جانب سے نقفور سگ روم کو معلوم ہو کہ میں نے تیرا خط اے کافرزادہ پڑھا اسکا جواب بجائے سننے کے تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا) تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۹۴ مطبوعہ مصر۔

اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور قبرس کے رہنے والوں میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور رافقہ میں لے جا کے فروخت کر ڈالا اسقف قبرس نے دو ہزار دینار دیکے قید کی مصیبت سے اپنی جان بچائی۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ ہارون نے حلوانہ پر محاصرہ ڈالا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عقبہ بن جعفر کو محاصرہ پر چھوڑ کے کوچ کر گیا نقفور نے روزانہ جنگ سے تنگ آکے خراج اور اپنا جزیہ بابت چار دینار اپنے لڑکے اور بطریق کی طرف سے دو دو دینار روانہ کئے اور یہ درخواست کی کہ قیدیان ہرقلہ سے فلاں عورت مجھے مرحمت فرمائی جائے کیونکہ یہ میرے بیٹے کی منگیتی بیوی ہے چنانچہ خلیفہ ہارون نے اس درخواست کے مطابق اُس عورت کو روانہ کر دیا۔ اسی سنہ میں جزیزہ قبرس باغی ہوگیا تھا جسکو معیوب بن یحیی نے بزور تیغ اپنی مردانہ کوششوں سے سر کیا اور وہاں کے سرکشوں متکبروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جیوں ہی خلیفہ ہارون نے جہاد روم سے مراجعت کی رومی بادشاہ نے عین زربہ و کنیسہ سوداء کو لوٹ کے واپس چلا آیا مگر واپسی کے وقت اہل مصیصہ نے رومیوں سے کل مال و اسباب چھین لئے سنہ ۱۹۱ھ میں یزید بن مخلد ہبیری نے دس ہزار فوج کی جمعیت سے ملک روم پر جہاد کیا رومیوں نے ایک تنگ راہ میں ان لوگوں کو گھیر لیا یزید بن مخلد کو اس واقعہ میں ہزیمت ہوئی طرسوس سے دو منزل کے فاصلہ پر معہ پچاس آدمیوں کے شہید کر ڈالا۔ اسی سنہ میں خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو قبل گورنری خراسان صائفہ کی سرداری مرحمت فرمائی اور تیس ہزار خراسانی لشکر صائفہ کی فوج میں اضافہ کر کے روانگی کا حکم دیا اور بعد روانگی ہرثمہ خود بھی عساکر اسلامیہ کے ساتھ بلاد سرحدی کی طرف کوچ کر دیا سرحد حدث پر عبد اللہ بن مالک کو اور مرعش پر سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مامور فرمایا اسی زمانہ میں رومیوں نے مرعش پر بحالت غفلت شبخون مارا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کے

واپس گئے بایں ہمہ سعید بن مسلم نے اپنے مقام سے حرکت تک نہ کی۔ خلیفہ کے کان تک یہ خبر پہونچی تو اس نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس کی جانب روانہ کیا اور خود سرعد حرث پر قیام کر کے اپنے سپہ سالاروں کو سرحدی بلاد کے کلیسوں کے منہدم کرنے کو بھیجدیا۔ ذمیوں نے وضع وقطع اور لباس میں مسلمانوں سے مخالفت شروع کر دی۔ اسی سنہ میں ہرثمہ طرسوس کی تعمیر پر مامور کیا گیا فرج خلیفہ کا خادم اس تعمیر کا منصرم تھا تعمیر طرسوس میں تعویق ہوتی نظر آئی تو خلیفہ کے حکم سے خراسان کی تین ہزار فوج اور مصیصہ وانطاکیہ کی ایک ایک ہزار فوج طرسوس میں تعمیر کی غرض سے طلب کر لی گئی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۲ھ میں طرسوس کی تعمیر تکمیل کو پہونچی۔ اسی سنہ میں خرمیہ نے اطراف آذربیجان میں باغیانہ حرکت شروع کی جسکی سرکوبی پر عبداللہ بن مالک دس ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا گیا خرمیہ کا ایک گروہ کثیر قتل وقید کر لیا گیا یہ لڑائی مقام قرمانین میں ہوئی تھی خاتمہ جنگ کے بعد وہ قیدی جو میدان جنگ میں گرفتار کرلئے گئے تھے خلیفہ کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے اور ان قیدیوں کو جو بعد جنگ کے گرفتار کئے گئے تھے فروخت کر ڈالا۔ اسی سنہ میں سرحدی بلاد پر ثابت بن مالک خزاعی مامور کیا گیا۔ اسی کے ہاتھ سے مطمورہ مفتوح ہوا اسی سنہ میں اسی کے ذریعہ سے مقام بردذن میں رومیوں اور مسلمانوں سے مصالحت ہوئی فریقین نے زرفدیہ دیکے اپنے اپنے قیدی رہا کرائے۔ پھر دوبارہ اسی سنہ میں رومیوں اور مسلمانوں نے معاوضہ دیکے اپنے اپنے قیدیوں کو چھوڑالیا۔ اس مصالحت میں مسلمان قیدیوں کی تعداد دو ہزار پچاس تھی۔

عمال افریقہ کی گورنری پر جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں مزید بن حاتم تھا ۱۷۱ھ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا نائب بنا کے مر گیا خلیفہ ہارون نے اس کے مرنے پر روح بن حاتم (مزید کے بھائی) کو فلسطین سے طلب کر کے افریقہ کی گورنری

پر مامور فرمایا اور ابو ہریرہ محمد بن فرخ کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے قتل کرڈالا اور بجائے اس کے (ابو حنیفہ حرب بن قیس)[1] کو مامور فرمایا ۱۷۱ھ میں موصل کی حکومت پر حکم بن سلیمان کو مقرر کیا اسی کے زمانہ گورنری میں فضل خارجی نے اطراف نصیبین میں خروج کیا اور نصیبین کو لوٹ کے دارا، اردن اور خلاط کا قصد کیا پھر اس ارادہ کو ملتوی کر کے نصیبین کے قصد سے موصل کی طرف آیا حکم نے یہ خبر پا کے اپنا لشکر آراستہ کیا مقام زاب میں جنگ ہوئی پہلی لڑائی میں حکم کو ہزیمت ہوئی لیکن حکم نے نہایت عجلت سے دوبارہ اپنی قوت کو سنبھال کے فضل پر حملہ کر دیا اسی معرکہ میں فضل معہ اپنے ہمراہیوں کے کام آگیا۔ اسی سنہ میں روح بن حاتم نے افریقہ میں وفات پائی حبیب بن نصر مہلبی اسکا جانشین کیا گیا مگر پھر جب فضل بن روح نے در خلافت میں حاضر ہو کے گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کی تو خلیفہ ہارون نے حبیب کو معزول کر کے فضل کو افریقیہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ محرم ۱۷۷ھ میں فضل وارد افریقیہ ہوا۔ اس کے پہونچتے ہی افریقیہ میں آتش بغاوت بھڑک اُٹھی خراسانی لشکر اطاعت سے منحرف ہو گیا فضل نے ہرچند ان کی رضامندی کی کوشش کی وہ راضی نہ ہوئے روز بروز جوش بغاوت بڑھتا گیا، بالآخر خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری عنایت کر کے ایک لشکر کے ساتھ افریقیہ روانہ کیا۔ چنانچہ اسکی عمدہ کارگذاریوں سے بغاوت فرو ہو گئی۔ چونکہ ان دنوں افریقیہ معدن نفاق و مخالفت ہو رہا تھا ہرثمہ بن اعین نے بعد چندے گورنری سے استعفا داخل کیا خلیفہ نے منظور فرمایا روانگی افریقیہ سے ڈھائی برس بعد عراق چلا آیا۔ اسی سنہ میں فضل بن یحییٰ کو بجائے اسکے بھائی جعفر بن یحییٰ کے مصر کی گورنری علاوہ حکومت رے اور سجستان کے مرحمت

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہہ خالی ہے۔ یہ نام تاریخ کامل صفحہ ۴۹ جلد ۶ سے لکھا گیا ہے۔

کی گئی پھر تھوڑے دنوں کے بعد حکومت مصر سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مامور کیا۔ اسکی تقرری کے بعد ہی مصر میں حوقیہ نے عَلَم بغاوت بلند کیا (حوقیہ قیس وقضاعہ کا ایک گروہ ہے) خلیفہ ہارون نے اسحاق کی کمک پر ہرثمہ بن اعین کو سند گورنری مصر مرحمت کر کے مامور فرمایا حوقیہ نے ہرثمہ کے پہونچتے ہی اطاعت قبول کر لی آتش بغاوت فرو ہو گئی ایک مہینہ بعد ہرثمہ کو معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں اپنی دولت وحکومت کا نظام یحییٰ بن خالد کے سپرد کیا تھا اور سنہ ۱۸۰ھ میں جعفر بن یحییٰ برمکی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغاوت شام کے فرو کرنے کو روانہ کیا جس میں بہت بڑا ساز وسامان جنگ اور نامی نامی سپہ سالار اور مشہور جنگ آور تھے جعفر بن یحییٰ نے اپنی خداداد قابلیت سے اس فساد کو فرو کیا واپسی کے بعد خلیفہ ہارون نے بہ نظر قدر افزائی خراسان وسجستان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ جعفر نے اپنی طرف سے عیسیٰ بن جعفر کو مقرر کیا اور خود مرلیس کے انتظام ملکی ومالی میں مصروف رہا اس اثناء میں ہرثمہ بن اعین افریقیہ سے واپس آیا جعفر نے اپنی طرف سے خلیفہ کے باڈی گارڈ کی سرداری پر مامور کیا اسکے بعد فضل بن یحییٰ حکومت طبرستان اور رویان سے معزول کر دیا گیا عبداللہ بن خازم طبرستان اور رویان کا' سعد بن مسلم جزیرہ کا اور یحییٰ بن سعد حریشی موصل کا والی مقرر کیا گیا اس نے اہل موصل کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے سنین ماضیہ کی مالگذاری بجبر وتعدی وصول کرنے کی کوشش کی جس سے اکثر اہل موصل جلاء وطن ہو کے نکل گئے خلیفہ ہارون نے اسکو معزول کر دیا اور (لہ) سنہ ۱۸۱ھ میں محمد بن مقاتل بن حکیم عکی کو (ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد) افریقیہ کی گورنری مرحمت کی اسکا باپ مقاتل سپہ سالاران شیعہ سے تھا اور یہ خود

لہ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

خلیفہ ہارون کا رضاعی بھائی اور ساتھ کا کھیلا ہوا تھا۔ اہل افریقیہ نے ہرثمہ کے علیحدہ ہونے پر پھر بغاوت اُٹھایا تمام ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ ابراہیم بن اغلب ان دنوں والی زاب تھا اور لشکر افریقیہ اسی سے صلاح و مشورہ کرنے کو آتا تھا اور یہ درپردہ انکی امداد کرتا تھا مگر پھر بھی محمد نے اپنی حکمت عملیوں سے لشکر افریقیہ کو اپنا مطیع بنالیا اور کل افریقیہ میں امن و امان کا دور ہو گیا۔ لشکر افریقیہ نے جو مجبوراً محمد کا مطیع ہو گیا تھا ابراہیم کو دربار خلافت میں گورنری افریقیہ کی درخواست پیش کرنے پر آمادہ کیا اس شرط پر کہ خراج مصر سے جو ایک لاکھ سالانہ افریقیہ کے مصارف فوج کیلئے جایا کرتا ہے چار لاکھ سالانہ علاوہ اس ایک لاکھ کے خزانہ شاہی میں سالانہ داخل کیا کرونگا خلیفہ ہارون نے اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا ہرثمہ بن اعین نے رائے دی کہ "ابراہیم بن اغلب کو افریقیہ کی گورنری دیدیجیے کوئی کوئی ہرج نہیں ہے" چنانچہ سند گورنری افریقیہ محرم ۱۸۴ھ میں ابراہیم کے پاس بھیجدی گئی۔ ابراہیم نے افریقیہ میں پہونچکے کل امور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی بلوائیوں اور باغیوں کو گرفتار کرا کے دارالخلافت بغداد بھیجدیا جس سے شورش و بغاوت فرو ہو گئی۔ بلوہ فرو ہونے کے بعد قیروان کے قریب ایک شہر عباسیہ نامی آباد کیا اور معہ اپنے اہل و عیال، معتمدین اور حشم و خدم کے عباسیہ میں سکونت اختیار کی اسی وقت سے ملک افریقیہ میں اسکی حکومت و سلطنت کی بنا پڑی جو آیندہ اس کے سلسلہ نسل میں باقی رہی جیسا کہ اسکے حالات میں بیان کیا جائیگا تاآنکہ اس پر شیعی عبیدی خلفاء غالب آئے۔ یزید بن مزید آذربیجان کا گورنر تھا ۱۸۳ھ میں خلیفہ ہارون نے صوبہ ارمینیہ کو بھی اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین کی گورنری عنایت کی۔ ۱۸۴ھ میں یمن و مکہ کی حکومت حماد بربری کو، سندھ کی داؤد بن یزید بن حاتم کو، جبل کی یحییٰ حرشی کو اور طبرستان

کی مہرویہ رازی کو عطا فرمائی۔ ۱۸۵ھ میں اہل طبرستان نے یورش کرکے مہرویہ کو مار ڈالا تب بجائے اسکے عبداللہ بن سعید حرشی کو مامور کیا۔ اسی سنہ میں یزید بن مزید شیبانی نے جو اذربیجان وارمینیہ کا گورنر تھا مقام برذعہ میں وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا اسد بن یزید مامور کیا گیا ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون کو رے جانے کی ضرورت پیش آئی اسی زمانہ میں طبرستان، رے، دنباوند، قومس اور ہمدان کی حکومت عبدالملک بن مالک کو مرحمت کی۔ ۱۹۰ھ میں موصل کی گورنری پر خالد بن یزید بن حاتم کو مامور کیا۔ ہرثمہ کی گورنری، سلیمان کی معزولی اور علی بن عیسیٰ کے ادبار کے واقعات جو ۱۹۱ھ میں گذرے تھے اُن کو ہم اوپر بیان کرآئے ہیں اسی سنہ میں حماد بربری نے ہیصیم یمانی پر فتح پائی خلیفہ ہارون کے پاس گرفتار کرلایا خلیفہ نے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ نیز اسی سنہ میں محمد بن فضل بن سلیمان کو موصل کی گورنری مرحمت فرمائی ان دنوں مکہ معظمہ کی حکومت پر فضل بن عباس (خلیفہ منصور وسفاح کا بھائی) تھا۔

رافع بن لیث کی بغاوت

رافع بن لیث بن نصر بن سیار عساکر ماوراءالنہر کے نامور سرداروں میں سے تھا، یحییٰ بن اشعث نے ایک نہایت حسین، خوبصورت، اور نازنین عورت سے عقد کرلیا تھا جس کے پاس اکثر بوقت فرصت آیا جایا کرتا تھا اتفاق یہ کہ کسی وجہ سے اس عورت کو یحییٰ سے کشیدگی پیدا ہوگئی علیحدگی کی فکر میں ہوئی رافع نے موقع مناسب پاکے یہ سکھلا دیا کہ تم دو شخصوں سے اپنے ارتداد وکفر کی شہادت دلا دو تمہاری گلوخلاصی ہوجائے گی یحییٰ کا نکاح ٹوٹ جائے گا بعد ازاں تم توبہ کرکے پھر اسلام قبول کرلینا میں تم سے شرعی طور سے عقد کرلونگا اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رافع سے اس نے عقد بھی کرلیا یحییٰ بن اشعث نے اسکی

شکایت خلیفہ ہارون کے کان تک پہونچائی اور اصل واقعہ کو لفظ بہ لفظ عرض کردیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ رافع اور اس عورت سے علیحدگی کرا کے رافع پر حد شرعی جاری کردو اور شہر سمرقند میں گدھے پر سوار کرا کے تشہیر کرا دو تاکہ دوسروں کو عبرت ہو۔ چنانچہ بہ تعمیل اس حکم کے رافع اس عورت سے علیحدہ کر کے قید کر دیا گیا ایک روز موقع پا کے رافع جیل سے بھاگ گیا علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہونچا علی بن عیسیٰ نے اسکے قتل کا قصد کیا مگر اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی کی سفارش سے قتل نہ کیا اور سمرقند پھر واپس جانے کی ہدایت کی رافع نے سمرقند میں واپس ہو کے یہ نیا گل کھلایا کہ حالت غفلت میں عامل سمرقند کو جو علی بن عیسیٰ کی جانب سے تھا قتل کر کے سمرقند پر قابض ہو گیا یہ واقعہ ۱۹۰ھ کا ہے علی بن عیسیٰ نے یہ خبر پا کے اپنے بیٹے عیسیٰ کو رافع سے جنگ کرنے کو روانہ کیا رافع نے اسکو ہزیمت دیکے اثناء دارگیر میں مار ڈالا علی بن عیسیٰ نے اس واقعہ سے پریشان ہو کے بقصد جنگ رافع۔ لشکر کی آراستگی اور سامان جنگ کی درستی شروع کردی اور اس خیال سے کہ مبادا رافع مرو پر قبضہ نہ کرے بلخ سے مرو چلا آیا انہیں واقعات کے اثناء میں سال کا دورہ پورا ہو گیا دوسرا سال شروع ہوا تو اس کے ادبار کا زمانہ تھا یہ معزول کر دیا گیا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی گورنری دیگئی۔

رافع کے ہمراہ نامور نامور سپہ سالار بھی تھے مگر اسکی سوء مزاجی سے اس سے علیحدہ ہو کے ہرثمہ کے پاس چلے آئے۔ ازانجملہ عجیف بن عنبسہ وغیرہ تھے۔ ہرثمہ نے رافع بن لیث پر سمرقند میں محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اسی اثناء میں طاہر بن حسین کو خراسان سے طلب کر لیا اسکے آجانے کے بعد حمزہ خارجی نے اطراف خراسان کو شاہی لشکر سے خالی پا کے سر اُٹھایا ہرات وسجستان کے نمک حرام عُمّال نے بہت سامال اس کے

پاس بھیجدیا جس سے اسکی قوت بڑھ گئی بعدازاں ۱۹۴ھ میں عبدالرحمن نے حمزہ سے جنگ کرنے کو نیشاپور کی طرف کوچ کیا تقریباً بیس ہزار فوج اسکے ہمراہ تھی۔ حمزہ بھی یہ خبر پا کے مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں حمزہ کو شکست فاش ہوئی بہت سے ہمراہی اُسکے مارے گئے ہرات تک عبدالرحمن اسکا تعاقب کرتا گیا تا آنکہ خلیفۃ المامون نے فرمان بھیج کے تعاقب سے واپس کیا۔ ہاں ۱۹۳ھ میں مابین ہرثمہ و رافع لڑائی ہوئی تھی جس میں فتح و کامیابی ہرثمہ کو حاصل ہوئی تھی اسی واقعہ میں ہرثمہ نے بشیر برادر رافع کو گرفتار کر کے خلیفہ ہارون کی خدمت میں بھیجدیا اور بخاری کو فتح کر لیا تھا قبل اس واقعہ کے خلیفہ ہارون صائفہ سے مراجعت کرنے کے بعد طوس آیا و کے رقہ چلا آیا تھا اور رقہ سے بقصد خراسان رافع کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کر دیا تھا اور چونکہ رقہ ہی سے سلسلہ علالت شروع ہو گیا تھا رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خزیمہ بن خازم کو قاسم کے پاس چھوڑا دارالخلافت بغداد پہونچا اور بغداد سے سامان جنگ و سفر درست کر کے اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین کر کے شعبان ۱۹۲ھ میں خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ روانگی کے وقت مامون الرشید کو امین کے ساتھ بغداد میں رہنے کا حکم صادر کیا فضل بن سہل نے مامون الرشید کو رائے دی کہ وہ آپ خلیفہ ہارون کے ہمراہ خراسان چلے جائیے ایسا نہ ہو کہ امین کے ساتھ بغداد میں قیام کرنے سے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے" مامون الرشید نے خلیفہ مامون (اپنے بزرگ باپ سے) عرض کیا خلیفہ ہارون نے مامون کی یہ درخواست منظور فرمالی۔

ہارون کی موت

دارالخلافت بغداد سے ہارون بقصد خراسان روانہ ہو کے ماہ صفر ۱۹۳ھ میں جرجان پہونچا چونکہ علالت کا سلسلہ طول کھینچ گیا تھا قیام کر دیا اور اپنے بیٹے مامون الرشید کو نامی نامی سپہ سالاروں کے ساتھ میں

عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، اسد بن خزیمہ، عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث، مہدی حریشی، اور نعیم بن خازم تھا مرو کی جانب روانہ کیا اور مامون کی روانگی کے بعد خود بھی موسیٰ کے پاس طرسوس چلا گیا علالت یوماً فیوماً زور پکڑتی گئی نقل و حرکت سے اسقدر مجبور ہوگیا کہ لوگوں میں اسکی موت کا غل مچ گیا رفتہ رفتہ اسکے کان تک بھی یہ خبر پہونچی لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے سوار ہونے کا قصد کیا مگر ضعف نے اُٹھنے نہ دیا بستر علالت پر پڑا رہ گیا اُس وقت جب کہ یہ طوس میں تھا بشیر برادر رافع جس کو ہرثمہ نے قید کرکے روانہ کیا تھا پہونچا روبرو بُلا کے کہا "واللہ اگر میری موت کے آنے میں اسقدر بھی وقفہ ہوتا کہ میں اپنے لبوں کو حرکت دے سکوں تو میں یہی حکم دیتا کہ اسکو مار ڈالو" بعد اس کے ایک قصاب کو طلب کرکے حکم دیا کہ "اسکا عضو عضو کاٹ کے علیحدہ کردو" اس قدر کہنے کے بعد بیہوش ہوگیا حاضرین اُٹھ کے چلے گئے جب اسکو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی تو قبر طیار کرنے کا حکم دیا جس مکان میں مقیم تھا اسکے ایک گوشہ میں قبر کھودی گئی چند حفاظ قرآن نے قبر میں جا کے ختم قرآن کیا اور خود کنارۂ قبر پہ لیٹا ہوا دیکھتا رہا بار بار کہتا جاتا تھا "واسواتاہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تا آنکہ جان بحق تسلیم کی۔ اسکے بیٹے صالح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اسکی وفات کے وقت فضل بن ربیع، اسماعیل بن صبیح، مسرور، حسین اور رشید موجود تھا تیئیس ۲۳ برس یا کچھ زیادہ حکومت کی۔ بیت المال میں نوے کرور دینار چھوڑے [۱]۔

ہارون کے خصائل

۱؎ یہ خلیفہ جو ابھی آپ لوگوں سے رخصت ہوکے عالم جاودانی کی طرف راہی ہوا ہے بہت بڑا اولوالعزم، علم و ہنر کا قدردان، فہم و فراست، عزم و ثبات، فیاضی اور شجاعت میں ممتاز و یکتا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے علم و ہنر کی سرپرستی کا بیڑہ اُٹھایا اسکی قدردانی ایسی شہرۂ آفاق ہوئی کہ بڑے بڑے اہل کمال ہر چہار طرف سے دربار خلافت میں کھنچے چلے آتے تھے خود بھی ذی علم تھا فقہ، حدیث، (باقی نوٹ صفحہ آئندہ)

امین کی خلافت

خلیفہ ہارون الرشید کی وفات پر اگلے دن صبح کو لشکر ہارون میں امین کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ مامون الرشید اس وقت مرو میں تھا حمویہ (خلیفہ مہدی کا آزاد غلام تھا) افسر ڈاک نے اپنے نایب سلام ابن سلم کو جو بغداد میں تھا اس واقعہ سے مطلع کیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کے خلافت کی مبارکباد دینے کی ہدایت کی سب کے پہلے جس نے امین کو خلافت کی مبارکباد دی وہ یہی تھا۔ شہزادہ صالح بن ہارون الرشید نے بھی اپنے بھائی امین کی خدمت میں ایک خط مشعر تہنیت خلافت اور وفات ہارون الرشید معرفت رجار خادم کے روانہ کیا اور ساتھ ہی اسکے خاتم خلافت۔ عصا اور چادر بھیجدی رجار کے پہونچنے پر امین اپنے قصر سے جو خلد میں تھا برآمد ہو کے قصر خلافت میں آیا اور لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی خطبہ دیا اور حاضرین کو ہارون الرشید کی موت کی خبر سنا کے اپنی آپ اور لوگوں کی تعزیت کی بعد ازاں کل خاندان خلافت نے بیعت کی سلیمان بن المنصور جو خلیفہ امین کے باپ وماں کا چچا تھا سپہ سالاروں سے اور سندی

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) ادب اور ایام العرب سے خوب ہی واقف تھا یحییٰ، فضل، اور جعفر اس کے نامور وزرار تھے۔ جبرئیل اور بختیشوع نام نامی عیسائی اطبار اس کے دربار کے طبیب تھے سواروں کی تنخواہ پچیس روپئے پیادہ کی دس روپئے تھے سپہ سالاری کا کام وقت جنگ صوبہ کا والی، وزیر اعظم، قاضی القضاۃ اور خلیفہ کے بیٹے کر لیا کرتے تھے۔

اسکی وسعت سلطنت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اسکے ملک محروسہ کی حدیں ہند و تاتار سے بحر اوقیانوس تک تھیں سوائے اندلسہ عظمیٰ (اسپین) کے اور کل اسلامی دنیا اسکی مطیع تھی روم و یونان جسپر یورپ ناز کر سکتا تھا اس نامور خلیفہ کے خراج گذار تھے۔ اسکے ملک کا سالانہ خراج سات ہزار پانچسو قنطار تھا ایک قنطار ۴۰۰۰ دینار کا اور ایک دینار پانچ روپیہ کا ہوتا ہے)

مذہبی عقاید اور خیالات کا پابند تھا۔ زندقہ و الحاد سے سخت نفرت تھی بزرگان دین سے ستقرانہ ملتا تھا فضیل بن عیاض کے مکان پر خود جاتا تھا۔ علمار و فضلار کی نصیحتوں کو (باقی نوٹ صفحہ آیندہ)

عوام الناس سے بیعت لینے پر مامور کیا گیا۔ بغداد کی نظامی فوج کو دو برس کا روزینہ عنایت کیا۔ بعد اسکے زبیدہ خاتون رقہ سے بغداد آئیں خلیفہ امین معہ اراکین سلطنت و امراء بغداد انبار تک استقبال کرنے کو گیا زبیدہ ہی کے ساتھ خزانہ شاہی تھا۔

ہارون کے انتقال کے پہلے جس وقت کہ اسکی علالت ترقی پذیر ہو رہی تھی اسکے لشکرگاہ میں ایک خط بکر بن المعتمر کے معرفت امین نے اپنی بیعت لینے کی غرض سے روانہ کیا تھا دوسرا خط مامون و موتمن کے نام بھی اسی مضمون کا بھیجا تھا اور تیسرا خط اپنے بھائی صالح کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ معہ لشکر، خزاین اور مال و اسباب کے فضل کے مشورہ ورائے سے چلے آؤ ان خطوط کے علاوہ ایک خط علیحدہ فضل کے نام مال و اسباب اور خزاین شاہی کی حفاظت کی بابت لکھا تھا اور ہر محکمہ کے افسر کو اسکے عہدہ پر بحال و قایم رکھا تھا مثلاً پولیس، باڈی گارڈ، اور حجابت وغیرہ۔ اتفاق سے اس کی اطلاع ہارون کو ہو گئی۔ بکر کو بلا بھیجا آنیکا سبب دریافت کیا بکر نے صاف جواب ندیا ہارون کو

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) گوش و ہوش سے سنتا تھا۔

شعر اور شعراء سے محبت دلی رکھتا تھا اپنے مدایح کو زیادہ پسند کرتا تھا علی الخصوص شاعر خوش کلام کے کلام کو کمال رغبت و شوق سے سنتا اور انکو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر جس کا ایک شعر یہ ہے

"وسدت بھرون الثغور فاحکمت + بہ من امور المسلمین المرائر

پانچ ہزار دینار، ایک خلعت فاخرہ، دس غلام رومی اور ایک خاصہ کا گھوڑا مرحمت کیا تھا۔ خلفاء عباسیہ میں سب کے سب پہلے اسی نے چوگان کھیلا اور اویزاں نشانہ پر شرط باندھ کر تیراندازی کی اور شطرنج بھی کھیلی اور بے تکلفی کی مجلس میں نغمہ و سرود کو شوق و ذوق سے بیٹھ کے سنا گویوں کے مراتب اور وظیفے مقرر کئے۔ ابراہیم موصلی کو جو اپنے زمانہ میں علم موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا دس ہزار دراہم ماہانہ دیتا تھا۔ رقیق القلب اس درجہ تھا کہ تھوڑی سی (باقی نوٹ صفحہ آیندہ)

شبہہ پیدا ہوا استفسار فرمایا "کوئی خط لایا ہے" جواب دیا نہیں خلیفہ ہارون نے جہلا کے دُرّے پٹوا کے جیل میں ڈالدیا اس واقعہ کے بعد ہی ہارون کا انتقال ہوگیا فضل بن ربیع نے بکر کو جیل سے نکلوایا بکر نے امین کے خطوط حوالہ کردئے۔ اراکین سلطنت خطوط پڑھ کے امین سے ملجانے کی بابت مشورہ کرنے لگے فضل بن ربیع نے معہ اُنلوگوں کے جو اُسوقت لشکرگاہ میں تھے اسوجہ سے کہ ان لوگوں کو خود اپنے وطن جانے کی تمنّا تھی بغداد کی طرف کوچ کردیا اس نے اور کُل لشکریوں نے مامون کے عہد اور میثاق کو پسِ پُشت ڈالدیا۔

مامون الرشید کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے باپ کے سپہ سالاروں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شبیب بن حمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون کو جو ہمراہ رکاب تھے ایک جلسہ میں مجتمع کیا۔ علاء اسکا حاجب (لارڈ چیمبرلین) عباس بن مسیب بن زہیر افسر اعلیٰ پولیس، ایوب بن ابی سمیر کاتب (سکریٹری) تھا عبدالرحمن

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) تحریک پر زار زار روتا تھا محمد بن منصور بغدادی راوی ہے کہ جن دنوں خلیفہ ہارون نے ابوالعتاہیہ کو جیل کی سزا دی تھی ایک جاسوس کو اسکے روزانہ گفتگو و کلام سے اطلاع دینے پر مقرر کیا تھا ایک روز ابوالعتاہیہ نے دیوار جیل پر جوش میں آکے یہ دو شعر لکھ دئے۔

اما واللہ ان الظلم یوم ۔۔۔ ومازال المسی ھو الظلوم

الی دیان یوم الدین نمضی ۔۔۔ وعند اللہ تجتمع الخصوم

جاسوس نے خلیفہ کے کان تک ان شعروں کو پہونچا دیا سن کے رو پڑا اور رے سکون ہوا تو ابوالعتاہیہ کو طلب کرکے رہا کردیا اور ایک ہزار دینار مرحمت کئے۔

سیاست ملکی اور معاملات سلطنت میں بیدار مغزی سے کام لیتا تھا بقائے سلطنت اور خلافت کی شان و شکوہ کا بیحد کوشاں تھا۔ انہیں وجوہ سے برامکہ کا قتل وقوع میں آیا اور نافہمی معاملہ سے لوگوں نے یہ الزام اس کے سر تھوپ دیا مگر عقل سلیم اور (باقی نوٹ صفحہ آیندہ)

بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین فضل بن سہل مخصوص و معزز معتمدین سے تھے۔ حاضرین میں سے بعضوں نے یہ رائے دی کہ فوراً تعاقب کر کے فضل بن ربیع معہ اپنے ہمراہیوں کے واپس لایا جائے لیکن فضل بن سہل نے اس سے اختلاف کر کے مشورہ دیا کہ "مجھے اس امر کا اندیشہ پیدا ہو رہا ہے کہ مبادا وہ لوگ آپ کو دھوکا نہ دیں میرے نزدیک مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذریعہ خط و کتابت ان لوگوں کو ایفاء عہد و میثاق اور پابندی بیعت کا حکم دیجئے اور بدعہدی و نقض بیعت کے نتیجہ بد سے ڈرایئے" مامون الرشید نے اس رائے کی مطابق سہل بن صاعد اور نوفل خادم کی معرفت ایک خط نیشاپور فضل بن ربیع وغیرہ کے پاس روانہ کیا فضل ربیع نے خط پڑھ کے کہا "کیا میں ہی اکیلا اس لشکر میں ہوں" عبدالرحمن نے اپنے پاؤں سے ابن سہل کو دبا کے نیزہ مارنیکا قصد کیا پھر کچھ سوچ سمجھ کے نیزہ کا پھل دکھلا کے بولا "اگر تیرا آقا (مامون) ہوتا تو اس کے سینہ پر بھی یہی رکھدیتا" ابن سہل حیرت زدہ عبدالرحمن کا

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) انصاف گزین تحقیق پسند طبیعت یہ بتلا رہی ہے کہ ہارون الرشید نے بعض ملکی مصالح سے برامکہ کے خاندان کو تباہ کیا تھا نہ کہ جعفر و عباسیہ کے بے بنیاد نکاح کے باعث سے۔ جیسا کہ عام طور سے ناولوں اور روایت کش مورخوں کے ذریعہ سے عوام میں مشہور ہو رہا ہے خلیفہ ہارون کا عقد پہلے زبیدہ خاتون سے ہوا انھیں کو ام جعفر بھی کہتے ہیں یہ جعفر بن المنصور کی بیٹی تھیں محمد امین انھیں کے بطن سے پیدا ہوئے زبیدہ کے نکاح کے بعد امۃ العزیز (ام ولد ہادی) سے عقد کیا ان کے بطن سے علی بن رشید تولد ہوئے بعد ازاں ام محمد بنت صالح مسکین اور عباسہ بنت سلیمان بن المنصور اور عزیزہ بنت خالد غطریف اور عثمانیہ بنت عبداللہ بنت محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا۔ وفات کے وقت چار بیویاں زبیدہ، ام محمد، عباسہ اور عثمانیہ زندہ تھیں۔ بارہ بیٹے تھے۔ محمد امین زبیدہ خاتون کے بطن سے عبداللہ المامون مراجل نامی کنیز سے باقی (باقی نوٹ صفحہ آیندہ)

منہہ دیکھ رہا تھا اور عبدالرحمٰن مامون کو گالیاں دیتا جاتا تھا۔ ابن سہل و نوفل بہزار خرابی اپنی جان بچا کے مامون کے پاس واپس آئے اور کل واقعات سے مطلع کیا فضل بن سہل نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہے چونکہ آپ خراسان میں ہیں ان دشمنوں کی دشمنی سے آپ کو کوئی صدمہ نہ پہنچے گا خراسان میں مقنع نے خروج کیا تھا بعد ازاں یوسف البرم نے سر اوٹھایا اس سے دولت عباسیہ کو بغداد میں ایک گونہ تردد پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہت جلد رفع ہوگیا اور آپ نے تو رافع بن لیث کی بغاوت کے زمانہ کے حالات ملاحظہ ہی فرمائے ہیں اور آج بفضلہ تعالیٰ آپ اپنے ننہیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کا طوق انکی گردنوں میں ہے صبر و استقلال سے کام لیجئے میں آپ کی خلافت کا ذمہ دار ہوں" مامون نے کہا "انشاءاللہ تعالیٰ میں تمھارے کہنے پر عمل کرونگا اور اس کام کا انصرام تمھارے سپرد کرتا ہوں" فضل بن سہل نے عرض کیا "عبداللہ بن مالک اور دوسرے اراکین دولت بوجہ

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) قاسم المؤتمن، ابو اسحاق محمد المعتصم صالح، ابو عیسیٰ محمد، ابو یعقوب محمد، ابو العباس محمد، ابو سلیمان محمد، ابو علی محمد، ابو محمد، اور ابو احمد محمد۔ امہات اولاد (کنیزوں) سے پیدا ہوئے مگر ان میں سے چار امین، مامون، مؤتمن اور معتصم سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ لڑکیاں چودہ تھیں سکینہ، ام حبیب، اروی، ام حسن، ام محمد، حمدونہ، فاطمہ، ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم، رملہ، ام جعفر، ام علی، عالیہ اور ریطہ تھیں اور یہ سب امہات اولاد کے بطن سے پیدا ہوئیں تھیں۔

اسکے مرنے پر ملک میں ایک مصیبت پھیل گئی۔ شعراء نے برسوں نوحہ خوانی کی فضیل بن عیاض فرماتے تھے "مجھے ہارون کی موت سے زیادہ صدمہ کسی امر کا نہیں ہوا مجھے یہ گوارا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کا حصہ ہارون کی عمر میں زیادہ کر دیتا"۔

میں نے یہ نوٹ کامل ابن اثیر تاریخ الخلفاء ابن خلکان اور المعارف سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔

شہرت و قوت مجھ سے زیادہ آپ کے حق میں مفید ہوں گے اور میں ان میں سے ایک ہوں جو آپ کے اس کام کو انجام دے خادم ہوں تا آنکہ تمام حکومت آپ کے قبضہ میں آ جائے" مامون نے اسکا کچھ جواب نہ دیا فضل مامون سے رخصت ہو کے ارکین دولت سے ملنے کو آیا اور مامون کی بیعت کا معاملہ پیش کیا بعضوں نے انکار کیا بعضوں نے جھڑک کے نکالدیا فضل مامون کے پاس واپس آیا اور ان حالات سے آگاہ کیا مامون نے کہا "بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس کام کا انصرام اپنے ہاتھ میں لو" فضل نے عرض کیا "نظر بحالت موجودہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہاء اور علماء کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے اور عمل کرنے کی ہدایت کریں احیاء سنت و ردِ مظالم کی تعلیم دیں" مامون نے اسی وقت فقہاء کو طلب کر کے وعظ و پند کی ہدایت کی اور سپہ سالاران لشکر و ارکین سلطنت کی تالیف قلوب کرنے لگا تمیمی سے کہتا تھا کہ "مجھے سریر خلافت پر بیٹھنے تو دو میں تم کو موسیٰ بن کعب کی جگہ پر مقرر کر دونگا۔ ربعی سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے عہدہ دینے کا وعدہ کرتا تھا یمانی کو بجائے قحطبہ و مالک بن ہیثم کے مقرر کرنے کا اقرار تھا یہ سب دولت عباسیہ کے نقباء تے باقی رہے اہل خراسان۔ ان کے خوش کرنے کے خیال سے چوتھائی خراج معاف کر دیا جس سے اہل خراسان کی باچھیں کھل گئیں۔ فرط مسرت سے کہتے پھرتے تھے "کیوں نہ ہو ہماری بہن کا بیٹا، ہمارے نبی کے چچا کا لڑکا ہے" مامون نہایت توجہ اور بیدار مغزی سے ان ممالک کا جو اسکے قبضہ میں خراسان اور رے وغیرہ کے تھے انتظام کرنے لگا اور اپنے بڑے بھائی امین کے پاس تحائف روانہ کئے مودبانہ عرضی لکھی۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے اپنی حکومت کے پہلے ہی دور میں اپنے بھائی قاسم المؤتمن کو حکومت جزیرہ سے معزول کر دیا مگر قنسرین اور عواصم کی

گورنری پر بدستور قایم رکھا اور جزیرہ میں بجاے اسکے خزیمہ بن خازم کو مامور کیا اسکے شروع عہد خلافت میں مکہ معظمہ کی گورنری پر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور حمص کی گورنری پر اسحاق بن سلیمان تھا لیکن اہل حمص نے اس سے مخالفت و بغاوت کی اسحاق حمص سے سلمیہ چلا آیا خلیفہ امین نے اسکو معزول کر کے عبداللہ بن سعید حریشی کو مامور کیا پس اس نے حمص پہونچکے باغیوں میں سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل بھیجدیا اور اطراف حمص میں آگ لگا دی باغیوں نے مجبور ہو کے امان کی درخواست کی عبداللہ بن سعید نے امان دی۔ مگر بعد چندے پھر باغی ہوگئے عبداللہ بن سعید نے پھران میں سے اکثر آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا بعد اسکے خلیفہ امین نے ابراہیم بن عباس کو حمص کی سند گورنری مرحمت فرما کے حمص روانہ کیا۔

رافع اور ملوک روم

سنہ ۱۹۳ھ میں ہرثمہ بن اعین سمرقند میں بزور تیغ داخل ہوا اور اُسپر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام بھی کر دیا اسکے ساتھ طاہر بن حسین بھی تھا رافع بن لیث نے ترک کے پاس جا کے پناہ لی اور ترکوں کی پُشت گرمی سے لشکر آراستہ کر کے دوبارہ ہرثمہ کے مقابلہ پر آیا ہرثمہ کی حکمت عملی سے ترکوں اور رافع میں پخ چل گئی ترک رافع سے علحدہ ہو کے واپس گئے جس سے رافع کے کاموں میں ضعف پیدا ہو گیا اس اثنا میں مامون کے حالات سے اسکو آگاہی ہوئی امان طلب کر کے حاضر دربار ہوا مامون کمال احترام سے پیش آیا بہت بڑی عزت کی۔ بعد اسکے ہرثمہ حاضر خدمت ہوا مامون نے اسکو اپنے باڈی گاڈ کی افسری مرحمت فرمائی مگر خلیفہ امین کو یہ سب کارروائیاں پسند نہ آئیں۔

اسی سنہ میں اپنی حکومت کے ساتویں برس نقفور بادشاہ روم جنگ

برجان میں مارا گیا بجاے اسکے اسکا بیٹا استبراق جانشین کیا گیا یہہ بہت بڑا جری اور بہادر تھا دو مہینے حکومت کرکے مرگیا بعد ازاں اسکے بہن کا داماد میخائیل بن جرجیس تخت نشین ہوا اسکی حکومت کے دوسرے سال ۱۹۴ھ میں رومیوں نے بغاوت کردی میخائیل دار السلطنت چھوڑکے بھاگ گیا اور رہبانیت اختیار کر لی۔ تب رومیوں نے میخائیل کے بعد الیون سپہ سالار کو تخت نشین کیا۔

امین اور مامون کی مخالفت

جسوقت فضل بن ربیع مامون کی نقض بیعت اور مخالفت کرکے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہوا اُسوقت اِس کو عواقب اُمور کے خطرات پیدا ہوئے بنظر انجام بینی مامون سے اپنے کل تعلقات قطع کرکے خلیفہ امین کو دم پٹی دینے لگا رفتہ رفتہ اسکو اس امر پر طیار کرلیا کہ مامون کو ولیعہدی سے معزول کرکے موسیٰ بن امین کی ولیعہدی کی بیعت لیلی جائے۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ اور نیز اُن لوگوں نے جو مامون سے اپنی مخالفت کیوجہ سے ڈرتے تھے اس رائے سے موافقت کی مگر خزیمہ بن خازم اور اسکے بھائی عبداللہ نے اس سے مخالفت کی اور خلیفہ امین کو قسم دلاکے اس فعل سے باز رہنے اور لوگونکو نقض عہد کرانے اور نکث بیعت سے مصیبت میں ڈالنے سے منع کیا لیکن خلیفہ امین اس امر پر برابر اصرار کررہا تھا۔ اس اثنار میں یہ خبریں پھونچیں کہ مامون نے عباس بن عبداللہ بن مالک کو حکومت رے سے معزول کردیا ہے، ہرثمہ بن اعین کو باڈی گارڈ کی افسری پر مامور کیا ہے، رافع بن لیث نے امن کی درخواست کی تھی مامون نے اسکو امن دیدی چنانچہ رافع اسکے ہواخواہوں میں داخل ہوگیا ہے۔ پس خلیفہ امین نے بے سمجھے بوجھے اپنے عُمّال کے نام ایک گشتی فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ "خطبوں میں مامون اور موتمن کے بعد میرے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کیجائے" مامون کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے امین کے نام کو سرنامہ سے نکال دیا اور خط و کتابت بند کردی بعد اسکے

خلیفہ امین نے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ، عیسیٰ بن جعفر بن المنصور، صالح والی موصل اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مامون کے پاس یہ پیام لیکے روانہ کیا کہ میرے بیٹے موسیٰ بن امین کی ولیعہدی کو اپنی ولیعہدی پر مقدم کردو اور مجمع عام میں اسکا اظہار کردو۔ جسوقت یہ لوگ مامون کے پاس پہونچے مامون نے امرار خراسان کو مجتمع کرکے اس بابت مشورہ کیا ان لوگوں نے ایک زبان ہوکے عرض کیا "ہملوگوں نے آپ کی بیعت اس شرط سے کی تھی کہ آپ خراسان سے باہر تشریف نہ لیجائینگا" مامون نے خلیفہ کے وفود طلب کرکے اُس درخواست کی منظوری سے انکار کردیا جو وہ لیکے آئے تھے۔ فضل بن سہل اس موقع پر ایک یہ چال اور چل گیا کہ عباس بن موسیٰ کو دم پٹی دے کے اپنا جاسوس و مخبر بنالیا جو وقتاً فوقتاً خلیفہ امین اور اُس کے دربار کی کیفیت لکھتا رہتا تھا۔

واپسی وفود کے بعد خلیفہ امین نے مامون سے خراسان کے بعض بلاد کی درخواست کی اور یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ خراسان میں مابدولت واقبال کے افسر رشتہ ڈاک کے قیام کی اجازت دی جائے مامون نے ان میں سے ایک کو بھی منظور نہ کیا اور ساتھ ہی اسکے بنظر احتیاط رسے اور سرحدی بلاد پر اپنے معتمد علیہ اور خاص امیروں کو نگرانی و محافظت کی غرض سے متعین فرمایا تاکہ کوئی اجنبی شخص بلا اجازت خراسان میں نہ آسکے باوجود اس احتیاط کے مامون عواقب مخالفت سے خائف تھا انھیں دنوں خاقان بادشاہ تبت نے اپنے ملک مقبوضہ کے سرحدی بلاد پر شبخون مارنے کا قصد کیا تھا، جیفونہ باغی ہو گیا تھا اور ملوک ترک نے خراج دینا بند کردیا تھا مامون کو اس سے اور زیادہ خطرہ پیدا ہوا فضل بن سہل نے مشورہ دیا کہ اپنے کو خطرات سے محفوظ رکھنے کی غرض سے خاقان و جیفونہ کو خود مختار حکمران کردیجئے اور بادشاہ کابل سے دوستانہ مراسم قایم

کرنے کے خیال سے خراسان کے تحایف بھیجئے باقی اور ملوک ترک کا خراج معاف کر دیجئے اس انتظام کے بعد سوار اور پیادوں کا لشکر مرتب کر کے برسر مقابلہ آئیے اگر کامیابی حاصل ہوجائے تو نورٌ علی نور ورنہ خاقان کے پاس پناہ گزین ہوجائیگا مامون نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کے ایسا ہی کیا اور خلیفہ امین کو بجواب اسکے خط کے ارادتمندانہ اس مضمون کی عرضی بھیجی "امیرالمومنین آپکا فرمان عالیشان مجھے ملا میں آپ کا اس سرحد پر ایک ادنیٰ گورنر ہوں چونکہ مجھے خلیفہ ہارون نے اس سرحد پر قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اور اسی کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا اور میرے یہاں قیام پذیر رہنے سے ہزاروں فائدے ہیں اسوجہ سے میں حاضر نہیں ہو سکتا میری اس غیر حاضری کو معاف فرمائیگا میں آپ کا حاضر و غائب مطیع ہوں" خلیفہ امین کے خیالات اس خط کے پڑھنے سے تبدیل ہو گئے یہ امر اسکے ذہن نشین ہو گیا کہ مامون میری مخالفت نہ کرے گا چنانچہ اسی بنا پر اوایل ۱۹۵ھ میں مامون کو ولیعہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے (موسیٰ) کی ولیعہدی کی بیعت لے لی اور الناطق بالحق کے لقب سے ملقب کیا اسی تاریخ سے مامون اور موتمن کے نام خطبہ سے نکال ڈالے گئے اور منابر پر انکا ذکر متروک ہو گیا۔

خلیفہ امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولیعہد مقرر کرنے کے بعد علی بن عیسیٰ کی آغوش تربیت میں دیا اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک اسکی پولیس پر عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اسکی باڈی گارڈ پر اور علی بن صالح صاحب المصلیٰ کو اسکے دفتر انشا پر مامور کیا۔ اس کارروائی کے بعد خلیفہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی بعد موسیٰ کے ولیعہد بنایا چنانچہ خطبوں میں پہلے خلیفہ امین کا نام لیا جاتا تھا بعدازاں موسیٰ اور عبداللہ کے لئے دعا کیجاتی تھی اور اسکو القایم بالحق کا لقب دیا تھا خانہ کعبہ سے وہ عہدنامہ بھی طلب کر کے چاک کر ڈالا۔ جو امین و مامون کی ولیعہدی کا تھا اور جسکو

خلیفہ ہارون نے خانہ کعبہ میں آویزاں کرا دیا تھا مامون کے جاسوسوں نے جو بغداد میں تھے ان کل واقعات سے مامون کو مطلع کیا مامون نے گوش ہوش سے سنکے ارشاد کیا "جن امور کی اطلاع مخبروں نے دی ہے اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ یہی میری حق رسی کے سے کافی ہونگے" اور انتظاماً فضل بن سہل کو لشکر رے کے پاس انعامات وظائف اور رسد و غلہ تقسیم کرنے کو روانہ کیا فضل بن سہل نے اپنی خوش انتظامی سے فوج نظامی کے علاوہ اطراف رے میں جسقدر جنگ آزمودہ سپاہی تھے سبھوں کو مجتمع کر لیا بعد ازاں طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق بن اسعد خزاعی نے ابو العباس خزاعی کو امیر لشکر مقرر کر کے لشکر رے کیطرف روانہ کیا اور اسکے اسٹاف میں نامور نامور سپہ سالاروں اور نصرت تاب فوجوں کو بھیجا ابو العباس نے رے میں پہونچکے لشکر کو از سر نو مرتب کر کے مسالح اور دامد مقرر اور متعین کیے خلیفہ امین نے بھی عصمتہ بن حماد بن سالم کو ایکہزار پیادوں کی جمعیت سے ہمدان کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم ہمدان میں مقیم رہنا اور اپنے مقدمتہ الجیش کو سادہ بھیج دینا۔

جنگ ابن ماہان و طاہر

ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو خراسان کی جانب مامون سے جنگ کرنیکو روانہ[1] کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فضل بن ربیع کو فضل بن سہل کے جاسوس نے علی بن عیسیٰ ابن ماہان کی روانگی پر اسوجہ سے آمادہ کیا تھا کہ اہل خراسان کو اس سے دلی نفرت تھی یہی وجہ تھی کہ اہل خراسان اسکے مقابلہ میں جی توڑ کے لڑے تھے، بعضوں کا یہ بیان ہے کہ اہل خراسان نے براہ مکر و فریب علی بن عیسیٰ بن ماہان کے پاس بہت سے خطوط اس مضمون کے بھیجے تھے کہ "اگر آپ امیر لشکر ہو کے آئینگے تو ہم لوگ فوراً آپ کی اطاعت قبول کر لیں گے"۔ خلیفہ امین نے اس بنا پر ابن ماہان

[1] یہ واقعہ ۱۹۵ھ کا ہے۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۳۔

کو روانگی کا حکم صادر کیا اور بطور جاگیر نہاوند، ہمدان، قم، اصفہان اور کل بلاد جبل
کو حرباً و خراجاً مرحمت فرمایا خزانہ شاہی سے خاطر خواہ روپئے لیجانیکا اختیار دیا
سامان سفر و اسباب جنگ ضرورت سے بدرجہا زیادہ عنایت کیا، پچاس ہزار
سوار ہمراہ رکاب کردیا۔ اور ابودلف قاسم بن عیسی بن ادریس عجلی اور ہلال بن عبد اللہ
حضرمی کے نام فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ بوقت ضرورت جنگ ابن ماہان
کی مدد کرنا۔ علی بن عیسی بن ماہان خلیفہ امین سے رخصت ہوکے زبیدہ (مادر امین)
کے محلسرا کے دروازہ پر رخصت ہونے کی غرض سے حاضر ہوا زبیدہ نے مامون
کے معاملہ میں جیسا کہ وصیت کرنے کا حق تھا بہت وصیت کی اور چاندی کی ہتکڑی
و بیڑی دیکے یہ سمجھایا کہ میں اسکو محبت و شفقت میں اپنے بیٹے امین کے برابر سمجھتی
ہوں اگر تجھکو فتحیابی حاصل ہوجائے تو نہایت ادب و احترام سے امین کے پاس قید
کرکے لانا خبردار مامون کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی نہ کرنا۔ غرض علی بن عیسی ابن
ماہان بغداد سے شعبان میں روانہ ہوا خلیفہ امین معہ اپنے سپہ سالاروں اور لشکر
کے مشایعت کے خیال سے سوار ہوا مشایعین بغداد کا بیان ہے کہ اس شان و
شکوہ اور سامان و اسباب کا لشکر اس سے پیشتر نہیں دیکھا گیا۔ ساوہ میں پہنچا
تو آیندگان رے نے بیان کیا کہ طاہر رے میں ٹھیرا ہوا لشکر مرتب کر رہا ہے اور ہمہ تن
جنگ پر آمادہ ہے۔ ابن ماہان نے یہ سُنکے ملوک دیلم اور طبرستان کے پاس خطوط
روانہ کئے مراسم اتحاد بڑھانے، انعامات و جاگیرات دینے کا وعدہ کیا اور قیمتی قیمتی
زیورات تحایف میں بھیجے اس معاوضہ میں کہ خراسان کی ناکہ بندی کرلیں چنانچہ
ملوک دیلم اور طبرستان نے اسکو منظور کرلیا۔ بعد ازاں ابن ماہان ساوہ سے روانہ
ہوکر رے کے پہلے صوبہ میں خیمہ زن ہوا اسکے مشیروں اور ہمراہیوں نے
جاسوسوں، ہراول اور مورچے قایم کرنے کی رائے دی ابن ماہان نے کہا

"طاہر جیسے شخص کے مقابلہ کے لئے اسقدر طیاری کی ضرورت نہیں ہے" وہ رے میں قلعہ بند ہو کے لڑے گا یا سواروں کے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنکے بھاگ جائیگا صورت اول میں اہالیان رے ہی اسکا قلع و قمع کر دیں گے اور صورت ثانی میں ہم کو کسی طیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ جب ابن ماہان رے سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر پہونچا تو طاہر کے ہمراہی ابن ماہان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں غور و فکر کرنے لگے آخر الامر اسپر متفق ہوئے کہ رے میں قلعہ بند ہو کے لڑنا چاہئے۔ مگر طاہر نے یہ رائے ظاہر کی کہ رے میں قلعہ بند ہو کے لڑنا خطرہ سے خالی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ اہل رے فریق مخالف سے ملجائیں اور ہمپر حالت غفلت میں شبخون ماریں۔ بہتر یہ ہے کہ رے سے باہر نکل کے جنگ کرنا چاہئے" حاضرین نے یہہ رائے پسند کی اور اسیکے مطابق رے سے نکل کے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر صف آرائی کی جنکی تعداد چار ہزار سواروں سے کم تھی۔ احمد بن ہشام نے جو لشکر خراسان کا افسر اعلیٰ تھا یہہ رائے دی کہ لشکرگاہ میں امین کی معزولی اور مامون کی خلافت کی منادی کرا دینا چاہئے تاکہ علی بن عیسیٰ یہہ ظاہر کر کے کہ میں امین کا عامل ہوں اہل خراسان کو امین کی اطاعت کا دھوکا نہ دینے پائے" طاہر نے ایسا ہی کیا علی بن عیسیٰ نے طاہر کی قلت جماعت کا احساس کر کے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کے کہا "دلاورو! کیا دیکھتے ہو بات کی بات میں انکو لیلو یہہ لوگ اسقدر قلیل ہیں کہ انپر تلواروں کا وار کرنا یا نوکدار نیزوں سے انکے سینوں کو چھیدنا فضول ہے بہتر یہہ ہے کہ انکو چاروں طرف سے گھیر کے گرفتار کرلو" ان فقروں کے سننے سے سپاہیوں کے دل بڑھ گئے علی نے اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کر کے دس پھریرے قائم کئے اور ہر پھریرہ کے ساتھ ایک ایک ہزار فوج رکھی اور ایک پھریرہ کو دوسرے پھریرہ سے ایک تیر کے فاصلہ پر رکھا اور یہہ حکم دیا کہ باری باری جنگ کریں طاہر نے بھی اپنی فوج کو متعدد ٹکڑوں پر تقسیم کر کے جنگ

کی ترغیب دی صبر و استقلال سے لڑنے کی ہدایت کی اتفاق سے صف آرائی کیوقت
طاہر کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ علی بن عیسیٰ کے پاس چلا گیا علی بن عیسیٰ نے
بعضوں کو دُرّے پڑوائے اور بعضوں کی تشہیر کرائی۔ علی بن عیسیٰ کے اس فعل سے طاہر
کے باقی ہمراہی رُک رہے اور جنگ میں جی توڑ کے کوشش کی پھر احمد بن ہشام کے
مشورہ سے طاہر نے قبل آغاز جنگ علی بن عیسیٰ کے لشکر میں اس سے اور بید لی
پھیلادی کہ عہدنامہ کو جس میں مامون کی بیعت کا تذکرہ تھا دونوں لشکروں کے
درمیان نیزہ پر آویزاں کر کے علی بن عیسیٰ اور اسکے ہمراہیوں کو مامون کے عہد و پیمان
کو یاد دلایا اور عواقب بدعہدی و نکث بیعت سے ڈرایا“ بعد اسکے لڑائی چھڑ گئی
پہلے علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا جس سے طاہر کے میسرہ کو ہزیمت ہوگئی
پھر دوبارہ علی کا میسرہ طاہر کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اسکو بھی اُس نے مورچہ سے
ہٹا دیا طاہر نے اپنے رکاب کی فوج اور ہمراہیوں کو اپنے پرجوش تقریر سے اُبھار
کے علی کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں علی کے قلب کو ہزیمت ہوگئی طاہر کا
میمنہ و میسرہ اپنے ہمراہیوں کو کامیاب دیکھ کے لوٹ پڑا جس سے طاہر کے ہمراہیونکی قوت
بڑھ گئی اور ہمراہیان علی شکست کھا کے بھاگ کھڑے ہوئے علی ان کو آواز بلند سے
واپس بلانے لگا اس اثناء میں طاہر کے ہمراہیوں میں سے کسی نے ایک تیر ایسا
مارا کہ علی کے گلے میں جا کے ترازو ہوگیا علی نے زمین پر گر کر دم توڑ دیا اس شخص نے
پہونچکے سر اوتار لیا اور لاشہ کو ایک لکڑی پر لٹکا کے طاہر کے پاس لایا اور اسکے
حکم سے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ کامیابی کے بعد طاہر نے باری تعالیٰ کی
سپاس گذاری میں علی کے کل غلاموں کو آزاد کر دیا اور اسکے ہمراہیوں نے علی کے
لشکر کا دو فرسنگ تک تعاقب کیا اس تعاقب میں بار بار لڑائی ہوئی ہر لڑائی میں
طاہر کے ہمراہی انکو قتل و قید کرتے تھے تا آنکہ فتحمند و منہزم گروہ میں رات حایل ہوگئی

جس سے فتحمند گروہ تعاقب سے رُک رہا اور منہزمین قتل و قید ہونے سے بچگئے۔
خاتمہ جنگ اور فتحیابی کے بعد طاہر رے میں واپس آیا اور نامۂ بشارت فتح بتوسط فضل بن سہل مامون کی خدمت میں روانہ کیا جسکی یہہ عبارت تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کتابی الی امیرالمومنین و راس علی بین یدی و خاتمہ فی اصبعی و جندہ منصرفون تحت امری والسلام۔	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عریضہ امیر المومنین کے نام روانہ کرتا ہوں درانحالیکہ علی کا سر میرے روبرو ہے اور اس کی انگوٹھی میری اونگلی میں ہے اور اسکا لشکر میری ماتحتی میں ہے والسلام۔

تین دن کے عرصہ میں یہہ خط ڈاک کے ذریعہ سے خراسان پہنچا فضل بن سہل خط لئے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا کامیابی کی خوشخبری سنائی مبارکباد دی بعدازاں اور ارکین دولت حاضر ہوئے اور شاہی سلام کیا اسکے دو دن کے بعد علی کا سر بھی آیا تمام خراسان میں پھرایا گیا۔
امین کو بھی علی بن عیسیٰ کے مارے جانے اور لشکر کی ہزیمت کے حال سے آگاہی ہوئی فضل بن ربیع نے مامون کے وکیل (نوفل خادم) کو طلب کرکے جو کچھ اسکے قبضہ میں مال و اسباب تھا ضبط کرلیا جسکی قیمت پانچ لاکھ تھی اور خلیفہ ہارون کی وصیت کی مطابق دیا گیا تھا۔ اس واقعہ سے امین کو خود کردہ پشیمانی ہوئی۔ لشکریوں اور سپہ سالاروں نے اپنی اپنی تنخواہوں اور روزینہ کا شور و غل مچایا۔ عبداللہ بن حاتم نے بزور تیغ انکو خاموش کرنیکا قصد کیا لیکن امین نے عبداللہ کو منع کرکے ان لوگوں کی تنخواہیں اور روزینے تقسیم کردئے۔

ابن جبلہ کی روانگی علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے طاہر سے جنگ کرنے کو ہمدان

کی طرف روانہ کیا۔ ہمدان اور کل بلاد خراسان کی جن کو ابن جبلہ فتح کرکے
ان کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ علاوہ اس کے مال و اسباب اور بہت سا
سامان جنگ بھی دیا غرض ابن جبلہ دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوکے ہمدان
پہونچا اور اسکی قلعہ بندی کر لی طاہر یہ خبر پاکے اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے
ہمدان پر آپہونچا ابن جبلہ نے ہمدان سے نکل کے مقابلہ کیا مگر طاہر نے اسکو
پہلے ہی حملہ میں شہر کی طرف پسپا کردیا پھر دوبارہ عبدالرحمن ابن جبلہ اپنی فوج
کو مرتب کرکے میدان جنگ میں آیا اور طاہر سے شکست کھاکے شہر کی طرف
بھاگا طاہر نے شہر ہمدان پر محاصرہ ڈالدیا اہل شہر کو طول حصار سے ہر طرح کی
تکلیفیں ہونے لگیں عبدالرحمن نے اس خوف سے کہ مبادا اہل شہر طول حصار
کی وجہ سے باغی نہ ہوجائیں طاہر سے امان طلب کرکے ہمدان چھوڑ دیا طاہر نے
اس واقعہ کے پہلے بوقت محاصرہ ہمداہ اس خطرہ کو پیش نظر کرکے کہ والی قزوین
دوسری جانب سے حملہ نہ کردے ایک ہزار سواروں کو لیکے قزوین پر دھاوا کردیا
تھا عامل قزوین اس خبر سے مطلع ہوکے بھاگ گیا تھا اور طاہر نے اسپر قبضہ کرلیا تھا
بعد اسکے طاہر نے ہمدان اور کل بلاد جبل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ ایک
مدت تک عبدالرحمن بن جبلہ بے خوف و خطر جہاں چاہتا تھا آتا جاتا تھا طاہر کے
امان دیدینے کی وجہ سے کوئی شخص معترض نہ ہوتا تھا جب اسکو طاہر اور اسکے ہمراہیوں
کی طرف سے اطمینان کامل ہوگیا تو ایک روز اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کرکے بحالت غفلت
دھاوا کردیا طاہر کی فوج کمال عجلت سے طیار ہوکے مقابلہ پر آگئی جنگ کا بازار گرم
ہوگیا فریقین جی توڑ توڑ کر ایک دوسرے پر حملے کرنے لگے بالآخر عبدالرحمن کے
ہمراہی میدان جنگ سے منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے عبدالرحمن مارا گیا اسکے
ہزیمت ہمراہی بھاگ کے عبداللہ و احمد پسران حریشی کے پاس پہونچے جس کو امین نے

بسرافسری ایک عظیم لشکر کے عبدالرحمن کی کمک پر روانہ کیا تھا مگر طاہر کا خوف انکے دلوں پر ایسا مستولی ہوا کہ بلا کسی جنگ وجدال کے بغداد کیطرف بھاگ گئے طاہر کئے بعد دیگرے شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا ہوا حلوان پہنچا اور حلوان کے چاروں طرف خندق کھدوا کے مورچے قایم کئے اور از سر نو اپنی فوج کو مرتب وجمع کرنے میں مصروف ہوا۔

مامون کی بیعت اس واقعہ کے بعد ہی مامون نے ممبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کئے جانیکا حکم صادر کیا اور فضل بن سہل کو کل ممالک شرقی جبل ہمدان سے تبت تک طولاً اور بحر فارس سے بحر دیلم وجرجان تک عرضاً کے سیاہ وسفید کرنیکا اختیار دیدیا اور ایک نیزہ پر جسکی دو شاخیں تھیں فضل کے لئے ایک لوا منعقد کیا اور ذوالریاستین (یعنی صاحب سیف وقلم) کا مبارک لقب دیا لواء حرب کا منصرم علی بن ہشام بنایا گیا اور نعیم بن خازم کے سپرد قلمدان کیا گیا۔ اور اسکے بھائی حسن بن سہل کو دیوان الخراج کی افسری دی گئی۔

سفیانی کا ظہور سفیانی کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا۔ نفیسہ بنت عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب اس کی ماں تھیں ابوالعیطر اسکی کنیت تھی کیونکہ اسکا یہہ خیال تھا کہ یہہ کنیت حرذون کی ہے لوگوں نے اسکو اسی لقب سے یاد کرنا شروع کردیا یہہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں شیخین صفین (یعنی علیؓ ومعاویہؓ) کا بیٹا ہوں سرزمین شام میں یہی ایک شخص خاندان بنوامیہ کا باقی رہگیا تھا ذی علم اور صاحب روایت تھا اخیر ۱۹۵ھ میں خلافت و سلطنت کا دعویدار ہوا خطاب بن وجہ العلس نے (بنوامیہ کا آزاد غلام تھا) جو صیدا پر متصرف تھا اسکی حمایت کی جس سے سفیانی کی قوت بڑھ گئی اور اس نے

سلیمان بن منصور کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا۔ اسکے اکثر ہمراہی قبیلہ کلب کے تھے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد سفیانی نے محمد بن صالح بن بیہس کلابی کے پاس ایک خط روانہ کیا جسمیں بصورت اطاعت قبول کرنے کے انعامات وصلے دینے کا وعدہ کیا اور بحالت سرکشی وانحراف قتل وغارت کی دہمکی دی تھی محمد بن صالح نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا سفیانی نے قیسیہ کا قصد کیا قیسیہ نے محمد بن صالح سے اعانت طلب کی چنانچہ محمد بن صالح تین سو سواروں سے آپہونچا جسمیں اکثر و بیشتر اسکے موالی اور احباب تھے سفیانی نے یزید بن ہشام کو بارہ ہزار کی جمعیت سے اسکے مقابلہ پر روانہ کیا فریقین میں لڑائی ہوئی یزید کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی تقریباً دو ہزار آدمی مارڈالے گئے اور تین ہزار گرفتار کرلئے گئے جنکو ابن بیہس نے سر و ڈاڑہی منڈواکے رہا کردیا بعد اسکے سفیانی نے ایک لشکر مرتب کرکے اپنے بیٹے قاسم کے ہمراہ ابن بیہس کے مقابلہ پر روانہ کیا اس معرکہ میں بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی اثناء جنگ میں قاسم کام آگیا سر اوتار کے امین کی خدمت میں بھیجدیا گیا۔ سفیانی کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے پھر لشکر فراہم کرکے بسرگروہی اپنے آزاد غلام معتمر کے میدان جنگ میں بھیجا اس مرتبہ بھی سفیانی کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی معتمر مارڈالا گیا ان واقعات سے سفیانی کے کا۔ ون میں ضعف آگیا قیسیہ نے اس سے فائدہ اوٹھانا چاہا بعدازاں ابن بیہس بیمار ہوگیا تو سارے بنی نمیر کو مجتمع کرکے یہہ وصیت کی کہ "تم لوگ مسلمہ بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعد بن مسلمہ بن عبدالملک کی خلافت کی بیعت کرلو اور اس ذریعہ سے سفیانی پر کامیابی حاصل کرو کیونکہ بغیر اس حیلہ کے تم سرسبز نہو سکوگے" بنو نمیر نے اس وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا ابن بیہس ان لوگوں سے رخصت ہوکے حوران چلا آیا اور بنو نمیر نے مجتمع ہوکے مسلمہ بن یعقوب کے ہاتھہ پر بیعت کرلی۔ مسلمہ بن

یعقوب بنو نمیر کی بیعت کرنے سے باز ع باز ہو گیا اپنے خاندان اور موالی کو مجتمع کر کے سفیانی کے مکان پر آیا اور اسکو معہ اور رؤسا بنو امیہ کے قید کر لیا اور قیسیہ کو اپنے مقربین اور معتمد مشیروں میں داخل کر لیا اس اثنا میں ابن بیہس نے شفاپائی لشکر مرتب کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا قیسیہ نے محرم ۱۹۸ھ میں دمشق کو ابن بیہس کے حوالہ کر دیا مسلمہ و سفیانی عورتوں کا لباس پہن کے مرہ کی جانب بھاگ گئے اسیوقت سے ابن بیہس دمشق پر متصرف اور قابض ہو گیا تاآنکہ عبداللہ بن طاہر دمشق کیطرف آیا مصر گیا پھر مصر سے واپس ہو کے دمشق آیا اور ابن بیہس کو اپنے ہمراہ عراق لیگیا پس ابن بیہس نے وہیں وفات پائی۔

لشکر کی روانگی اور بغیر جنگ کے واپسی

عبدالرحمٰن بن جبلہ کے قتل ہونے پر دارالخلافت بغداد میں ایک تہلکہ پڑ گیا فضل بن ربیع نے اسد بن یزید بن مزید کو طلب کر کے جنگ طاہر پر جانے کی استدعا کی اسد حیرت زدہ ہو کے فضل بن ربیع کا منہ دیکھنے لگا فضل بن ربیع نے تشفی دی اسکی خدمات اور کارگذاریوں کا ذکر کر کے بہادری، مردانگی اور فرمانبرداری کی تعریف کی اسد نے کہا "مجھے جنگ طاہر پر جانے میں کچھ عذر نہیں ہے میں آپکا اور امیرالمومنین کا مطیع ہوں مگر لڑائی بغیر لشکر کے نہیں ہو سکتی اور لشکر بغیر سامان اور روزینہ کے نہیں لڑ سکتا آپ میرے لشکریوں کے لئے ایک سال کا روزینہ مرحمت فرمایئے ناتوان اور ضعیفوں کو چھانٹ دیجئے توانا، جنگ آزمودہ اور بہادر سپاہیوں کو میرے ہمراہ کیجئے علی الخصوص میرے ہمراہیوں میں سے ایکہزار سپاہیوں کو مال و زر دیکے ان کی بیماری افلاس کو دور کر دیجئے اور ہاں یہ ایک شرط اور ہے کہ جتنے شہر میں فتح کروں انکا کچھ حساب و کتاب مجھ سے نہ طلب کیجئے گا،، فضل بن ربیع بولا "تمہاری شرطیں بیڈھب ہیں میں بغیر استمزاج امیرالمومنین انکا

جواب نہیں دیسکتا" فضل بن ربیع اسقدر کہہ کے امین کی خدمت میں حاضر ہوا
کل حالات عرض کئے امین نے جھلا کے اسد بن یزید کو جیل میں بھیجدیا یعقوبی
کا یہہ بیان ہے کہ اسد نے مامون کے دونوں لڑکوں کو جو بغداد میں اپنی ماں
دختر ہادی کے پاس تھے طلب کیا تہا کہ میں انکو اپنے ساتھ خراسان لیجاؤنگا اور
یہہ دہمکی دونگا کہ اگر تمنے اطاعت کی تو فبہا تمہارے لڑکے تمکو مبارک ورنہ میں
ان کو قتل کر ڈالونگا" امین نے غضبناک ہوکے قید کر دیا۔ عبداللہ بن حمید
بن قحطبہ کو طلب کرکے جنگ طاہر پر جانے کا حکمدیا اس نے بھی اسد کی طرح
شرطیں پیش کیں تب احمد بن مزید کو طلب کرکے اسد کو جیل بھیجنے کی معذرت
کی اور جنگ طاہر پر روانہ ہونے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ فضل بن ربیع نے
حسب حکم خلیفہ امین بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے احمد بن مزید کو روانہ کیا
روانگی کے وقت احمد نے اسد کی سفارش کی خلیفہ امین نے رہا کر دیا۔ احمد
بن مزید کی دیکہا دیکہی عبداللہ بن حمید بھی اجازت حاصل کرکے دوسری بیس ہزار
فوج کے ہمراہ مگر احمد ہی کے ساتھ روانہ ہوگیا رفتہ رفتہ یہ دونوں حلوان پہونچے
اور خانقین[۱] میں پڑاؤ ڈالدیا طاہر بھی یہہ خبر پاکے ان کے مقابلہ پر آگیا اور
جاسوسوں اور مخبروں کو احمد و عبداللہ کے لشکر میں بتبدیل لباس پھیلا دیا
ان لوگوں نے ان کے لشکرگاہ میں داخل ہوکے یہہ خبر اوڑانا شروع کیا کہ "خزانہ
بغداد خالی ہوگیا ہے لشکریوں کی تنخواہیں بند ہوگئی ہیں لشکری پریشان پھر
رہے ہیں جہاں، جو پاتے ہیں اسپر قبضہ کر لیتے ہیں" اس خبر کے پھیلنے سے
احمد و عبداللہ کے لشکرگاہ میں ایک تشویش پھیل گئی کوئی اس خبر کی
موافقت کرتا تہا اور کوئی مخالفت غرض رفتہ رفتہ آپسمیں اسکی بحث اسدرجہ

[۱] یہہ نام میں نے تاریخ کامل صفحہ ۱۰۳ جلد ششم سے لکہا ہے ابن خلدون میں جگہہ خالی ہے۔ مترجم

بڑھی کہ باخود ہاتھ گئے اور بلا جدال وقتال بغداد کو واپس گئے۔ پھر کیا تھا طاہر بڑھ کے حلوان پر جا اوترا اس اثنار میں ہرثمہ معہ ایک لشکر جرار کے مامون کا فرمان لئے ہوئے آپہونچا طاہر نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کے بوسہ دیا اور مطابق اسکے اپنے کل مفتوحہ بلاد ہرثمہ کے سپرد کرکے اہواز کی طرف چلا گیا۔

عبد الملک بن صالح کی وفات

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ ہارون نے عبد الملک بن صالح کو جیل میں بھیجدیا تھا پس یہہ اس زمانہ سے جیل ہی میں رہا تا آنکہ خلیفہ ہارون کی وفات ہوئی اور امین تخت خلافت پر رونق افروز ہوا۔ امین نے تخت خلافت پہ متمکن ہوتے ہی عبد الملک کو رہا کردیا۔[1] جسوقت طاہر کا معاملہ پیش آیا عبد الملک نے دربار میں حاضر ہوکے گذارش کی کہ امیر المومنین اہل شام کو جنگ طاہر پر مامور فرمائیے یہہ لوگ اہل عراق سے زیادہ جری اور دشمنان خلافت پناہی کے حق میں سم قاتل ہیں اور میں انکی اطاعت کا ذمہ دار ہوتا ہوں" امین نے اس بنا پر عبد الملک کو شام وجزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور بہت سا مال وسامان جنگ عنایت کرکے رخصت کیا۔ عبد الملک دربار خلافت سے روانہ ہوکے رقہ پہنچا اور رؤسار شام سے خط وکتابت شروع کی رؤسار شام یکے بعد دیگرے ایک ایک دو دو کرکے عبد الملک کے پاس آئے اور بطیب خاطر فوجی خدمت قبول کرتے گئے عبد الملک نے بھی انلوگوں کو انعامات صلے اور خلعتیں دینا شروع کیا تھوڑے ہی دنوں میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اسکے پاس تجتمع ومرتب ہوگیا ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ عبد الملک علیل ہوگیا اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اسی اثنار میں اسکے لشکر میں مابین خراسانیوں اور اہل شام کے اس سبب سے نزاع پیدا ہوگئی کہ واقعہ سلیمان بن ابی جعفر میں شامیوں نے

[1] یہ واقعہ ذیقعدہ ۱۹۳ھ کا ہے تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۳۔

خراسانیوں کا ایک جانور پکڑ لیا تھا اتفاق وہی جانور ان شامیوں میں سے ایک شخص کے پاس نظر آگیا خراسانیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی یا توں باتوں جنگ و جدال کی نوبت پہونچگئی عبدالملک نے فریقین کو جنگ سے روکا مگر دونوں نہ رُکے برابر لڑتے رہے کشتوں کے پشتے لگ گئے بالآخر اہل حمص و قبائل کلب اپنے اپنے شہروں کو لوٹ کھڑے ہوئے جس سے اہل شام کو ہزیمت ہوئی اور حسین بن علی خراسانیوں کو لئے ہوئے ٹھیرا رہا تا آنکہ عبدالملک بن صالح کا رقہ ہی میں انتقال ہو گیا۔

امین کی معزولی و بحالی

عبدالملک بن صالح کے مرنے کے بعد حسین بن علی نے لشکر میں بغداد کی طرف کوچ کرنے کی ندا کرا کے کوچ کر دیا بغداد پہونچا رؤسا و امرا بغداد اور سپہ سالاران لشکر ملنے کو آئے تقریباً نصف شب گذر جانے پر امین نے طلب کیا حسین بن علی نے جانے سے انکار کر دیا صبح ہوتے ہی بغداد کے پل پر اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے پہونچا اور ان لوگوں کو سمجھا بوجھا کے امین کے معزول اور نقض بیعت کرنے پر آمادہ کر لیا بعد ازاں پل عبور کرنے کا حکم دیا امین کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی مگر پہلے ہی حملہ میں امین کی فوج گھونگھٹ کھا گئی یہ واقعہ پندرھویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے دوسرے روز حسین بن علی نے مامون کی خلافت کی بیعت لی عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے قصر خلافت پر دھاوا کر دیا اور امین کو قصر خلد سے نکال کے قصر منصور میں لا کے قید کر دیا اسکے ساتھ اسکی ماں زبیدہ بھی تھی۔

اگلے دن صبح ہوتے ہی لوگوں نے حسین بن علی سے اپنے اپنے روزینے طلب کئے حسب خواہش نہ پانے پر سرگوشیاں کرنے لگے محمد بن ابی خالد نے کھڑے ہو کے ”حسین کے حسب ونسب، سرداری“ اور امین کی معزولی پر اعتراض کیا

اسد حرشی بولا "اے سپاہیو! کیا دیکھتے ہو لوگ امین کے معزول کرنیکو گئے ہیں تم بھی انکی روک تھام کو چلو" اس فقرہ کے سننے سے لوگوں کو خود کردہ پر پشیمانی ہوئی ایک زبان ہو کے بولے "بیشک جو گروہ اپنے خلیفہ کو قتل کرتا ہے اوسپر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل فرماتا ہے اور انپر قتل و خونریزی کا دروازہ کھول دیتا ہے" سب کے سب یہ سنتے ہی بھرّا اوٹھے شور و غل مچاتے ہوئے حسین کیطرف چلے اہل ارباض انکے ہمراہ ہولئے حسین بھی سینہ سپر ہو کے ان کے مقابلہ پر آیا ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا۔ اسد حرشی نے قصر منصور میں پہونچکے امین کو قید و تنہائی کی مصیبت سے رہائی دی۔ اور تخت خلافت پر بٹھلایا امین نے مُسلّح ہونے کا حکم دیا بلوائیوں کا مجمع بات کی بات میں منتشر ہو گیا حسین پا بزنجیر دربار خلافت میں لایا گیا امین نے سخت ملامت کی حسین نے اپنی بے اعتدالیوں کی معذرت کی امین نے حسین کو رہا کر کے لشکر فراہم کرنے اور جنگ طاہر پر جانے کا حکم دیا ساتھ ہی اسکے ایک گراں بہا خلعت مرحمت فرما کے دار الخلافت کے علاوہ اپنے کل ممالک محروسہ کا گورنر مقرر کر کے کمال احترام سے رخصت کیا لوگ مبارکبادیتے ہوئے پُل تک آئے جب لوگوں کا مجمع کم ہو گیا تو حسین پل کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا امین نے حسین کے تعاقب پر سواران لشکر کو متعین کیا چنانچہ بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر یہ لوگ حسین سے جا ملے ایک خفیف سی لڑائی ہوئی حسین[1] مارا گیا سر اوتار کے امین کے پاس لائے۔ اسی واقعہ کے بعد فضل بن ربیع ایسا روپوش ہو گیا کہ اُسکی اطلاع کسی کو کانوں کان نہ ہوئی۔

طاہر کی کارگزاریاں جسوقت مامون کا فرمان والا شان مشعر روانگی اہواز طاہر کے پاس صادر ہوا طاہر نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی جانب

[1] یہ واقعہ پندرہویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۵ مطبوعہ مصر۔

روانہ کیا اور خود بھی اسکے بعد ہی اہواز کی طرف کوچ کر دیا اس اثنار میں اسکے مخبروں نے آکے یہ خبر دی کہ خلیفہ امین کی طرف سے محمد بن یزید بن حاتم ایک عظیم لشکر لئے ہوئے طاہر اور اسکے ہمراہیوں کے پنجۂ غضب سے اہواز کے بچانے کو آرہا ہے۔ طاہر نے اپنے ہمراہیوں میں سے محمد بن طالوت، محمد بن علاء اور عباس بن بخار کو چند دستہ فوج کے ساتھ رستمی کے کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے رستمی کے لشکر سے جاملو اور پھر ان لوگوں کی حمایت و امداد پر قریش بن شبل کو بھیجا بعد ازاں خود بھی کوچ کرکے ان لوگوں کے قریب پہونچگیا محمد بن یزید کا لشکر مکرم میں پڑا ہوا تھا طاہر کے لشکر قریب آجانے سے محمد بن یزید کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ کھلے میدان لڑنے سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ اہواز واپس چلئے اور وہیں سے قلعہ بندی کرکے جنگ کیجئے تا آنکہ بصرہ سے آپکی قوم (ازد) آجائے۔ محمد بن یزید نے اس مشورہ کے مطابق اہواز کیجانب مراجعت کی اور طاہر نے قریش بن شبل کو محمد بن یزید کے تعاقب پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ اہواز کی قلعہ بندی کے پیشتر محمد بن یزید کو معہ اسکے ہمراہیوں کے گرفتار کرلو مگر اسمیں قریش کو کامیابی نہ ہوئی محمد بن یزید قریش کے پہونچنے سے کئی روز پہلے اہواز پہونچگیا اور جب قریش اہواز کے قریب پہونچا تو محمد بن یزید لشکر آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی محمد بن یزید کے ہمراہیوں کے قدم میدان جنگ سے اوکھڑ گئے لیکن محمد اور اسکے جاں نثار غلاموں نے مرنے پر کمریں باندھ لیں اور داد مردانگی دیکے میدان جنگ میں تلواروں کے سایہ کے نیچے جان بحق تسلیم کر دی۔

خاتمہ جنگ کے بعد طاہر نے اہواز پر قبضہ کرکے یمامہ، بحرین اور عمان پر اپنی طرف سے والی مقرر کئے بعد ازاں واسط کا قصد کیا ان دنوں واسط میں سندی بن یحییٰ حرسیثی اور ہیثم بن سعید (خزیمہ بن خازم کا نائب) تھا یہ دونوں طاہر کی آمد کی خبر سنکے بھاگ گئے طاہر نے واسط پر بھی بلا مزاحمت و مخاصمت احدے قبضہ کرکے

اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو کوفہ کی جانب روانہ کیا کوفہ کی گورنری پر عباس بن ہادی تہا اس نے فوراً خلیفہ امین کی معزولی کا اعلان کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور طاہر کے پاس ایک اطلاعی خط مشعر بایں خبر بہیجدیا۔ منصور بن مہدی گورنر بصرہ اور مطلب بن عبداللہ بن مالک گورنر موصل نے بھی بصرہ اور موصل میں ایسا ہی کیا[۱] طاہر نے ان سبھوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ حرث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور خود جرجرایا میں خیمہ زن رہا۔

ان واقعات کی خبریں خلیفہ امین کو پہونچیں اس نے اپنے نامور سپہ سالاروں محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد بربری کو قصر ابن ہبیرہ کیطرف روانہ کیا حرث اور داؤد خم ٹھونک کے میدان جنگ میں آئے اور نہایت سختی سے لڑکر محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو بغداد کی جانب پسپا کر دیا۔ انھیں دنوں خلیفہ امین نے فضل بن موسیٰ کو کوفہ بہیجا تہا طاہر نے اس سے مطلع ہو کے محمد بن علاء کو ایک لشکر جرار کے ساتھ فضل کے مقابلہ پر مامور کیا اثنار راہ میں محمد و فضل سے ملاقات ہوئی فضل بن موسیٰ نے یہہ فقرہ دیا کہ "میں مامون کا مطیع ہو کے آیا ہوں تم ناحق میرے مقابلہ پر لشکر لیکے آئے ہو" مگر محمد اس چکمہ کو تاڑ گیا جوقت فضل نے محمد کے لشکر پر شبخون مارا محمد نے سینہ سپر ہو کے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر فضل اور اسکا لشکر بغداد کی جانب بہاگ کھڑا ہوا۔ بعد اسکے طاہر نے مدائن کا رخ کیا اُن دنوں مدائن کا گورنر برمکی تہا اس نے مدائن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تہا علاوہ بریں دار الخلافت بغداد سے برابر امدادی فوجیں اور رسد آرہی تھیں طاہر نے مدائن کے مضافات میں پہونچکے قریش بن شبل کو بڑھنے کا حکم دیا جوں ہی

[۱] یہہ واقعات رجب سنہ ۱۹۶ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ مصر۔

قریش حملہ کے زد پر آیا برمکی نے حملہ کی تیاری کر دی صفوف لشکر درست کرنے میں مصروف ہوا مگر شیرازہ لشکر درہم و برہم ہوا جاتا تھا جب ایک صف کو درست کر کے دوسری صف کی درستی کیطرف مصروف ہوتا تو درست و مرتب صف منتشر ہو جاتی تھی برمکی نے گھبرا کے ساقہ کو راستہ دیدینے کا حکمدیا پھر کیا تھا لشکریوں نے بغداد کا راستہ پکڑا۔ اور طاہر مداین اور اطراف مدائن پر قبضہ کر کے صرصر پر جا اوترا اور وہیں ایک پل بندھوایا۔

حجاز میں مامونکی بیعت

جسوقت امین نے بیت اللہ شریف سے خلیفہ ہارون کا عہدنامہ منگوا کے چاک کر ڈالا اور داؤد بن عیسیٰ گورنر حجاز کو مامون کی معزولی کے ظاہر کرنے کا حکمدیا داؤد بن عیسیٰ کو امین کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں لوگوں کو مجتمع کر کے کہا "کیا تم لوگوں کو یہہ یاد نہیں ہے کہ خلیفہ ہارون نے اپنے تینوں شہزادوں کی ولیعہدی کی بیعت مسجد حرام میں لی تھی اور کیا تملوگوں سے یہہ اقرار نہیں لیا تھا کہ مظلوم کا ساتھ دینا ظالم سے لڑنا دیکھو محمد امین نے ظلم و تعدی کا ہاتھ بڑھایا ہے اور دونوں بھائیوں (مامون و موتمن) کو خلافت سے محروم کر کے اپنے ایک چھوٹے لڑکے کو جو دودھ پی رہا ہے اپنا ولیعہد بنایا ہے اور اسکی بیعت لی ہے اور خلیفہ ہارون کے لکھے ہوئے عہدنامہ کو خانہ کعبہ سے نکلوا کے ظلماً چاک و تلف کر ڈالا ہے میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ امین کی نقض بیعت اور مامون کی بیعت خلافت سے تمپر اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوگا بلکہ تم لوگوں سے راضی و خوش ہوگا کیونکہ تم اس اقرار و عہد کو پورا کرتے ہو جو اس سے پیشتر خلیفہ ہارون کے ہاتھ پر کر چکے تھے" حاضرین نے بطیب خاطر داؤد بن عیسیٰ کی اس تقریر سے متاثر ہو کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی داؤد نے مکہ معظمہ کے اطراف و جوانب میں اسکی منادی کرا دی خطبہ میں

مامون کا نام پڑھا اور اپنے لڑکے سلیمان کو جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا لکھ بھیجا اسنے بھی ایسا ہی کیا یہہ واقعہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد داؤد نے مکہ سے براہ بصرہ و فارس و کرمان مرو کی طرف کوچ کیا اور مامون کی خدمت میں حاضر ہو کے کل واقعات عرض کئے مامون نے خوش ہو کے اُسکے عہدہ پر اُسکو بحال رکھا علاوہ بریں صوبہ عک کو بھی اسکے صوبجات مقبوضہ سے ملحق کر دیا اور رخصتی کے وقت پانچ لاکھ دراہم بطور انعام مرحمت فرمائے اور اپنے برادرزادہ عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کو موسم حج کا امیر مقرر کر کے اسکے ہمراہ روانہ کیا اور یزید بن جریر بن مزید بن خالد قسری کو بسر افسری ایک لشکر جرار یمن کی سند گورنری عنایت کر کے یمن کیجانب روانہ کیا۔ یہہ لوگ طاہر کیطرف سے اُسوقت ہو کے گذرے تھے جبکہ طاہر بغداد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا طاہر نے انلوگوں کو کمال احترام و توقیر سے ٹھیرایا دعوت کی بعدازاں یزید طاہر سے رخصت ہو کے یمن پہونچا اور اہل یمن کو جمع کر کے مامون کی بیعت اور امین کی معزولی کا خطبہ دیا حاضرین اور کل اہل یمن نے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور فرمانبرداری اور اطاعت کی گردنیں جُھکا دیں۔

بغداد میں طاہر کا ورود امین کا قتل جسوقت امین کو حسین بن علی بن عیسیٰ کے مارے جانیکی خبر پہونچی اور اس نے اپنی آنکھوں سے طاہر کے فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہوا دیکھہ لیا اُسوقت خواب غفلت سے بیدار ہو کے جنگ طاہر پر کمر باندھ کے اُٹھ کھڑا ہوا چنانچہ ماہ شعبان ۱۹۶ھ میں چار سو پہر[1] ریشے

---

[1] اصل کتاب میں اس پر سادہ جگہہ ہے میں نے تاریخ کامل ابن اثیر ۱۰۸ جلد ششم مطبوعہ مصر سے لکھا ہے۔ مترجم۔

چند سپہ سالاروں کے لیے منعقد کئے اور پھر ان سبھوں پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر بنا کے ہرثمہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اس لشکر نے نہروان کے قریب ماہ رمضان سنہ مذکور میں ہرثمہ سے جنگ کیا مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا۔ اسکا نامی سپہ سالار علی بن محمد گرفتار کر لیا گیا ہرثمہ نے اسکو مامون کی خدمت میں بھیجدیا اور خود نہروان جا کے مقیم ہو گیا۔ ان دنوں طاہر صرصر میں مورچہ قایم کئے تھا خلیفہ امین کی طرف سے پے درپے فوجیں آرہی تھیں۔ اور طاہر ان کو شکست پر شکست دیتا جاتا تھا خلیفہ امین نے عنوان جنگ بگڑتا ہوا دیکھ کے طاہر کے لشکریوں کو مال و اسباب دے کے ملانا شروع کیا تقریباً پانچہزار فوج طاہر کے لشکرگاہ سے نکلکے امین کے پاس چلی گئی امین نے ان لوگوں کو مال و اسباب سے مالامال کر دیا۔ اس میں امین کو ایک گونہ کامیابی ہو گئی، تو سرداران لشکر کو بلانے لگا رفتہ رفتہ انکا گروہ کثیر بھی امین سے جاملا امین نے انلوگوں کو حسب لیاقت وحیثیت انعامات دئے اور اپنے جنگی سرداروں میں داخل کر کے ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ہرثمہ کیطرف روانہ کیا طاہر نے بھی اپنے لشکر کو طیاری کا حکم دیا اور اپنے دوستوں اور ہمراہیونکو علیحدہ علیحدہ فوج کے کالموں پر مامور کر کے جنگ کی ترغیب دی اور بصورت کامیابی و مستعدی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر کے میدان جنگ میں آیا لڑائی ہوائی تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام ہوتے ہوتے امین کے لشکر کو ہزیمت ہوئی طاہر کے فوج نے امین کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا جب یہ ہزیمت یافتہ فوج امین کے پاس پہونچی تو امین نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے لشکریوں کو بہت سا مال و اسباب دیا اس لشکر میں منہزمین میں سے ایک شخص کو بھی

شریک نہ کیا اور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں کو فوج کے جدا جدا دستوں کا افسر مقرر کر کے طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا طاہر نے اپنی حکمت عملیوں سے اس لشکر کو ملا لیا لشکری بجائے طاہر سے جنگ کرنے کے امین ہی کی طرف شور و غل مچاتے ہوئے لوٹ پڑے امین نے اُس جدید فوج کو ان سے جنگ کرنیکا حکم دیا جو حال ہی میں بازاریوں اور پناہ گیروں سے مرتب کی گئی تھی طاہر نے ان سے بھی سازش کر لی اور بہت سا مال و اسباب دے کے ان میں سے چند آدمیوں کو بطور ضامن کے اپنے یہاں نظربند لیا بعدازاں معہ اپنے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں کے صرصر سے کوچ کر کے باب انبار پر جا اترا اور اپنی چالوں اور عاملانہ تدابیر سے امین کے لشکر سے ایک گروہ کثیر کو توڑ لیا عوام الناس میں ایک تہلکہ سا مچگیا قیدی جیل کے دروازے توڑ توڑ کے نکل آئے بدمعاشوں، بازاریوں اور اوباشوں نے لوٹ مار شروع کر دی غریبوں اور بیکسوں پر ٹوٹ پڑے زہیر بن مسیب ضبی نے ایکطرف اپنا مورچہ قایم کیا، خندقیں کھُدوائیں اور منجنیقیں نصب کیں ہرثمہ نے دوسری طرف بھی اہتمام و انتظام کیا عبید اللہ بن وضاح نے شماسیہ میں اور طاہر نے باب انبار میں اپنا اپنا مورچہ قایم کر کے محاصرہ کر لیا امین کے پاؤں کے تلے سے زمین نکل گئی باوجود وسیع ہونے کے اسپہ اسکا محلسرا تنگ ہو گیا رسد و غلہ کے بند ہو جانے سے مصیبت پر مصیبت طاری ہو گئی مجبوراً توشہ خانہ کے مال و اسباب اور محل سرا کے سامان و ظروف نقرئی و طلائی کو فروخت کر کے لشکریوں کو دینے لگا اور اپنے ہمراہیوں کو طاہر کے لشکر پر آتشباری کرنے اور روغن نفط کے پھینکنے کا حکم دیا جس سے ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آگیا سعید بن مالک بن قادم امن حاصل کر کے طاہر کے پاس چلا آیا طاہر نے اسکو بازاروں اور دریائے دجلہ کا والی مقرر کر کے ان مقامات اور سرحد و نیز خندقوں

کے کھودنے اور دمدموں کے باندھنے کا حکم دیا اور اس مہم کے انجام دہی کی غرض سے بہت سا اسباب و سامان دیا اور ایک دستہ فوج کو اسکے ہمراہ کر دیا امین کی طرف سے قصر صالح اور قصر سلیمان بن منصور میں جو کنارہ دجلہ پر تھے چند سپاہ متعین تھے ان لوگوں نے اپنے مقاصد کے دمدموں اور مورچوں کے توڑنے میں آتشباری سے کام لیا اور منجنیقوں سے جو سنگباری کی جسکا جواب ترکی بہ ترکی طاہر کا لشکر دے رہا تھا اسوجہ سے بغداد کا اکثر حصہ خراب ہو گیا اگرچہ جس حصہ پر طاہر کا قبضہ ہو جاتا تھا حتی الامکان اسمیں خندق کھدوا کے مورچہ قائم کر لیتا تھا اور جو شخص اس فعل سے مزاحمت کرتا تھا اس سے لڑتا تھا اس جنگ کے اثناء میں خلیفہ امین نے ان رؤسا بنی ہاشم اور سرداران لشکر کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا جو کھلے میدان طاہر کے مقابلہ پر نہ آئے تھے اس سے بغداد کی ریزرو فوج میں اور بیدلی پیدا ہو گئی اور میدان جنگ میں جو فوج لڑ رہی تھی وہ روزانہ جنگ سے تھک کے بیٹھ گئی سوائے بازاریوں اور رنگروٹوں کے اور کوئی کارآزمودہ شخص میدان جنگ میں امین کی طرف سے لڑتا نظر نہ آتا تھا اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں نے شہر کا سیدان تہائی دیکھ کے لوٹ مار شروع کر دی ہنوز جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ امین کے اس سپہ سالار نے جو قصر صالح کے مورچہ پر مامور تھا طاہر کی خدمت میں امن کی درخواست پیش کی طاہر نے اسکو امان دی چنانچہ اس نے جمادی الثانی ۱۹۸ھ میں قصر صالح کے مورچہ کو طاہر کے حوالہ کر دیا اسکے بعد محمد بن عیسیٰ (امین کے افسر اعلیٰ پولیس) نے بھی طاہر سے خط و کتابت کر کے امن حاصل کر لی بازاریوں اور متطوعہ (والنٹیر) نے مجتمع ہو کے قصر صالح میں طاہر سے دوبارہ مقابلہ کیا مگر اس بےسلانہ حرکت سے کوئی فائدہ مترتب نہ ہوا ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آ گیا طاہر نے قصر صالح پر قبضہ کرنے

کے بعد امین کے سپہ سالاروں سے خط و کتابت شروع کی اور بشرط بیعت امان دینے کا وعدہ کیا ان لوگوں نے بکمال خوشی منظور کر لیا سب کے پہلے کل بنو قحطبہ نے بعدہ یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی عباس طائی وغیرہم نے بیعت کی اس سے امین کے کاموں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا گھبرا گیا جنگ کے کل کاموں کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور حسن ہرش کے سپرد کر دیا ان لوگوں کے ساتھ غوغائیوں اور بازاریوں کا ایک ہجوم غفیر تھا اور وہی معرکہ جنگ کے سیاہ و سفید کرنے کے مختار تھے امراء و رؤساء بغداد شہر مجبور چھوڑ کے بھاگ گئے تھے چاروں طرف ایک ہنگامہ عالم تھا۔ طاہر نے قصر صالح پر قابض ہوکے بغداد کے شہر پناہ کے توڑنے یا نے کا حکم دیا رسد کی آمد بند کر دی کشتیوں کو راہ قرات بغداد میں جانے سے روک دیا جس سے غلہ بہت گراں ہو گیا طول حصار کی سختی غلہ کی کمیابی اور اسپر وہ تازہ جنگ ایک قیامت خیز مصیبت تھی جسکا برداشت کرنا انسانی قوت سے باہر تھا مگر با اینہمہ نہایت استقلال سے اہل بغداد لڑ رہے تھے عبداللہ بن وضاح کو اس نو آزمودہ فوج نے ہزیمت دیکے شماسیہ پر قبضہ کر لیا ہرثمہ یہ خبر پاکے اسکی اعانت کو آیا اس نے بھی مت کی کھائی ہزیمت کھاکے بھاگا گرفتار کر لیا گیا ہزار خرابی اسکے ہمراہیوں نے اپنی حکمت عملیوں سے رہا کرایا طاہر نے عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کے شماسیہ میں ایک پل بندھوا کے عبور کیا اور کمال مردانگی سے امین کے لشکر پر پہونچکے اس شدت کا حملہ کیا کہ امین کے لشکر کو شکست ہوئی مجبوراً پیچھے کو ہٹا عبداللہ بن وضاح پھر اپنے مورچہ پر بدستور سابق قابض ہو گیا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آ گیا خلیفہ امین کے مکانات شاہی جو خیزرانیہ میں تھے جلا دئے گئے جسکی تیاری میں بیس لاکھ دراہم صرف ہوئے تھے خلیفہ امین کو اپنے قتل کا یقین اور اپنے ناکامی کا وثوق ہو گیا عبداللہ بن خازم بن خزیمہ امین کے خوف سے مدائن بھاگ گیا کیونکہ امین

اسکی طرف سے مشتبہ ہو گیا تھا اور اسکی ایذا رسانی پر بازاریوں اور کمینوں کو مامور کردیا تھا بعضوں کا یہہ بیان ہے کہ طاہر نے اس سے خط وکتابت کی تھی اور بصورت سرکشی مال واسباب کے ضبط کرلینے کی دہمکی دی تھی اسوجہ سے اسنے خلیفہ امین کی رفاقت ترک کردی تھی۔ بعداس کے ہرثمہ معہ اپنے ہمراہیوں کے بغداد سے نکل کے جزیرہ عباس (مضافات بغداد) کیطرف کوچ کیا طاہر کے لشکریوں نے بہیڑ چہاڑ کی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر دریا میں ڈوب کر مرگیا باقی ماندہ تیغ اجل کے نذر ہوگئے ان واقعات سے خلیفہ امین کو سخت صدمہ پہونچا کل کاموں میں ضعف آگیا اس اثنا رمیں موتمن ابن رشید اپنے بہائی مامون کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے جرجان کی گورنری پر بہیجدیا۔ طاہر نے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن موسیٰ بن ماہان کو کہہ سن کے امین کے معزول کرنے پر طیار کرلیا چنانچہ ان دونوں نے آخر محرم ۱۹۸ھ کو دجلہ کے پُل کو عُبور کیا اور امین کی معزولی کا اعلان کردیا اور ہرثمہ کو جوان کے مقابلہ پر تہا بُلا بہیجا ہرثمہ نے بلا مزاحمت ومخاصمت مہدی کے لشکرگاہ میں داخل ہو کے قبضہ کرلیا اگلے دن طاہر شہر اور کرخ کی طرف بڑہا اہل شہر و کرخ نے مزاحمت کی لڑائی ہوئی طاہر نے ان کو ہزیمت دیکے قبضہ کرلیا امان کی منادی کرادی اور لشکریوں کو بازار کرخ اور قصر وضاح میں ٹہیرا کے مدینۃ المنصور، قصر زبیدہ اور قصر خلد کے دروازۂ پُل سے باب بصرہ تک اور شط صراۃ سے دجلہ کے اس کنارہ تک جہاں پر دجلہ میں یہہ نہر گری تھی اپنے لشکر کو پہیلادیا۔ اور موقع موقع سے منجنیقوں کو نصب کرا کے سنگباری کا حکم دیدیا خلیفہ امین معہ اپنی ماں اور لڑکوں کے شہر مدینۃ المنصور میں پناہ گزین رہا اور نہایت استقلال وصبر سے حصار کی سختیوں کو برداشت کرنے لگا اس کے اراکین سلطنت سے صرف حاتم بن صقر اور حرشی اسکے ساتھ رہ گئے اور باقی

کیا لشکری اور کیا لونڈی غلام اس سے علحدہ ہو گئے کوئی کسی کا پرساں حال
نہ تھا محمد بن حاتم بن صقر اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی نے امین کی خدمت
میں حاضر ہو کے عرض کیا" اس گئی گذری حالت میں بھی اسوقت سات ہزار
سوار امیر المومنین کے حکم کے منتظر ہیں مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم انہیں
امرا، رؤسا، اور اراکین دولت کے لڑکوں کو منتخب کرکے انکا افسر مقرر کریں
اور کسی دروازہ سے بحالت غفلت نکلکے جزیرہ و شام کیطرف چلے جائیں اور ایک
جدید سلطنت کی بنا ڈالیں عجب نہیں کہ اسمیں لوگوں کا میلان طبع آپ کی
جانب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی بات پیدا کردے"
خلیفہ امین نے اس رائے کو پسند کیا اور بغداد سے جزیرہ و شام کی طرف
چلے جانیکا قصد مصمم کر لیا طاہر کو اس کی اطلاع ہو گئی اس نے سلیمان
بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو خط لکھا دھمکی دی کہ
اگر تم لوگ امین کو اس قصد سے باز نہ رکھو گے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا
ان لوگوں نے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہو کے جنگ زرگری شروع
کردی اور یہہ کہنے لگے کہ امیر المومنین کے لئے یہہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے کو
ابن اغلب اور ابن صقر کے قبضہ میں دیدیں یہہ لوگ خاین اور غیر معتبر ہیں بہتر
یہہ ہوگا کہ آپ ہرثمہ بن اعین سے امن طلب کیجئے اور اسکے پاس چلے چلئے ابن
صقر اس رائے سے مخالفت کرکے بولا" اگر امیر المومنین امان ہی طلب فرما رہے ہیں
تو بہتر یہ ہے کہ طاہر سے امان طلب کیجئے اور اسکے پاس جائیے" امین نے اس سے
انکار کیا اور طاہر کے پاس جانے اور امان طلب کرنے کو شگون بد تصور کرکے
ہرثمہ کے پاس امان کا پیام بھیجا ہرثمہ نے اس درخواست کو منظور کرکے کہلا بھیجا
کہ میں باستثنار آپکے اور لوگوں سے لڑوں گا اور اگر وہ بھی امان کے

خواستگار ہوں گے تو ان کو بھی امان دیدونگا" طاہر کو اسکی اطلاع ہوئی اسکو یہ امر شاق گذرا کہ فتحیابی کا تاج ہرثمہ کے سر پر رکھا جائے اور خلیفہ امین امان حاصل کرکے ہرثمہ کے پاس آئے۔ ہرثمہ نے طاہر کے ظاہری طور و طریقہ سے اس خیال کو تاڑ کے اپنے ہمراہیوں کو خزیمہ بن خازم کے خیمہ میں جمع کرکے یہہ رائے قایم کی کہ طاہر سے بنظر حالت موجودہ شکر رنجی پیدا کرنا خوب نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ طاہر سے اس معاملہ کی صفائی کرلیا چاہیئے چنانچہ ہرثمہ معہ اپنے ہمراہیوں اور سلیمان، سندی اور ابن نہیک وغیرہم کے طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہہ ظاہر کیا کہ خلیفہ امین بذاتہ سوائے ہرثمہ اور کسی کے پاس نہ جائے گا مگر ہاں خاتم خلافت، عصا، اور چادر جو درحقیقت شعار خلافت سے ہے آپ کے حوالہ کردیگا' طاہر اس امر پر راضی ہوگیا جوں ہی یہہ لوگ طاہر سے رخصت ہوئے ہرش پہنچا اور طاہر کے کان میں یہہ پھونک دیا کہ یہہ لوگ آپ کو فقرہ دے گئے ہیں خلیفہ امین اپنے ہمراہ خاتم خلافت، عصا اور چادر ہرثمہ کے پاس لیتا جائیگا" طاہر یہہ سُنکے غصہ سے کانپ اوٹھا اوسی وقت چند لوگوں کو امین کے محلسرا کے محاصرہ پر متعین کردیا۔

پچیسویں محرم ۱۹۸ھ کو ہرثمہ نے امین کے پاس کہلا بھیجا کہ آجکی شب اور صبر فرمایئے کیونکہ آج صبح کنارہ دریا پر کچھ ایسی باتیں مجھے نظر آئیں ہیں جن سے مجھے خطرہ پیدا ہوتا ہے" امین نے جوابدیا "میرے جسقدر احباب اور ہوا خواہ تھے وہ سب کے سب مجھسے جدا ہوگئے ہیں میں یہاں اب ایک ساعت بھی قیام نہیں کرسکتا ایسا نہ ہو کہ طاہر کو اسکی اطلاع ہوجائے اور وہ مجھے گرفتار کرکے قتل کرڈالے بعد اسکے امین نے اپنے دونوں لڑکوں کو گلے لگایا پیار کیا اور ان دونوں سے رخصت ہوکے روتا ہوا کنارہ دریا پر آیا۔ حراقہ[1] پر

[1] حراقہ اس جنگی کشتی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے دشمنوں پر دریا میں آگ برسائی جاتی ہے اور اسمیں آگ کے پھینکنے کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔ اقرب الموارد صفحہ ۱۸۳ جلد اول۔

سوار ہو گیا ہرثمہ نے اسکے ہاتھ و پاؤں پر بوسے دیئے اور حراقہ کے کپتان کو یہ حکم دیا کہ جو شخص مزاحمت کرے اسپر بے تامل آتشباری کرنا۔ جوں ہی حراقہ آگے بڑھا طاہر کے جنگی کشتیوں کا بیڑہ سامنے آگیا۔ حراقہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کردی اور اس شدت سے تیر باری کی کہ حراقہ کو بیکار کر دیا۔ غوطہ زنوں نے حراقہ میں سوراخ کر دیا دم کے دم میں حراقہ پانی سے لبریز ہو کے ڈوب گیا احمد بن سالم ناظم فوجداری کہتا ہے کہ حراقہ کے ڈوبنے پر امین، ہرثمہ اور میں دریا میں گر پڑا ملاح نے ہرثمہ کے بال پکڑ کے نکال لیا اور سطح آب پر گرتے ہی امین کے کپڑے پھٹ گئے اور میں تیر کر کنارہ پر پہنچا لوگوں نے گرفتار کر لیا طاہر کے پاس لے گئے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنا نام و نسب بتلایا پھر امین کا حال استفسار کیا میں نے جواب دیا "کہ وہ گرتے ہی ڈوب گیا تھا" بعد اسکے طاہر کے حکم سے میں ایک مکان میں قید کر دیا گیا قید ہی کی مصیبت مجھ شامت زدہ کے لئے کچھ کم نہ تھی کہ دفعتہً یہ سننے میں آیا کہ طاہر نے میرے قتل کا حکم صادر کر دیا ہے اس خبر کے سننے سے میرے ہوش و حواس جاتے رہے مجبوراً جو کچھ میرے قبضہ میں مال و اسباب تھا اسکو میں نے دیکے اپنی جان بچائی مگر قید سے رہائی نہ پائی تھوڑی رات گذری ہو گی کہ چند لوگوں نے یکایک دروازہ کھولا اور امین کو اندر کر کے پھر دروازہ بند کر لیا اسوقت امین صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے تھا سر پر عمامہ اور شانوں پر ایک بوسیدہ کپڑا تھا میں انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کے رونے لگا امین نے مجھے پہچان کے کہا "تم مجھے اپنے گلے لگا لو میری طبیعت سخت متوحش ہو رہی ہے میں نے امین کو گلے سے لگا لیا اُسوقت اسکے قلب کی عجیب حرکت تھی معلوم ہوتا تھا کہ فرط خوف سے سمٹا جاتا ہے تھوڑی دیر بعد جب اوسکے ذرا ہوش درست ہوئے تو مجھ سے مامون کا حال دریافت کیا میں نے عرض کیا "وہ ہنوز

زندہ ہے" امین نے کہا "اللہ تعالیٰ اسکے وکیل سے سمجھے مجھ سے وہ کہتا تہا کہ مامون مرگیا غالبًا اس سے اُسکا مقصود یہہ تہا کہ میں اسکے جنگ سے غافل ہوجاؤں"، میں نے کہا "بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے وزیروں سے سمجھے کہ انہوں نے آپ کو دھوکھا دیا" امین نے آہ سرد کھینچکے کہا "کیوں بہائی کیا وہ لوگ وعدۂ امان کو پورا نہ کرینگے"، میں نے کہا "ہاں حضور انشاء اللہ تعالیٰ" ہملوگ یہی باتیں کررہے تھے کہ محمد بن حمید طاہری آپہونچا دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا یہانتک کہ وہ امین کو پہچان کے واپس چلا گیا بعد اسکے تقریبًا نصف شب کو ایک گروہ عجمیوں کا چمکتی ہوئی برہنہ تلواریں لئے ہوئے آیا امین انلوگوں کو دیکھہ کے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا ان میں سے ایک نے لپک کے امین کو پکڑ کے زمین پر گرادیا۔ ذبح کرکے سر اوتار لیا اور طاہر کے روبرو لیجا کے رکھدیا صبح ہوئی تو لاشہ کوبھی اُٹھا لے گئے طاہر نے امین کا سر شارع عام پر آویزاں کرادیا جب اکثر آدمیوں نے دیکھ لیا تو اپنے ابن عم محمد بن حسن بن مصعب کی معرفت نامۂ بشارتِ فتح مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور اسی کے ساتھ امین کا سر، خاتم خلافت، عصا اور چادر بھی بھیجدی مامون نے ان سب کو دیکھ کے سجدۂ شکر ادا کیا۔

طاہر نے امین کے قتل ہونیکے بعد امان کی منادی کرادی اور جمعہ کے دن شہر بغداد میں اپنی کامیابی کا پھریرہ اوڑاتا ہوا داخل ہوا جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی مامون کے نام کا خطبہ پڑھا، امین کی بُرائیاں بیان کیں۔ شاہی محلسراؤں کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا اور زبیدہ مادر امین اور امین کے دونوں لڑکوں موسیٰ وعبداللہ کو بالائی زاب کے شہروں کی طرف شہر بدر کرکے بہیجدیا پھر بعد چند دنوں کے موسیٰ وعبداللہ کو مامون کے پاس بہیجدیا۔

امین کے قتل ہوجانے پر بغداد میں لشکر اور نیز طاہر کی فوج کو خود کردہ پر

پشیمانی ہوئی مگر اس ندامت سے کیا حاصل تھا طاہر سے روزینہ طلب کیا وہاں کیا تھا
حیلہ وحوالہ سے ٹالدیا لشکریوں میں سرگوشی ہونے لگی رفتہ رفتہ اشتعال سقدر
بڑھا کہ امین کے قتل کے پانچویں روز لشکریوں نے بلوہ کر دیا طاہر معہ اپنے ایک
گروہ سپہ سالاروں کے عقرقوبا بھاگ گیا اور وہاں سے انکی سرکوبی کے لئے
ایک لشکر مرتب کر کے بغداد کی طرف لوٹا بلوائیوں نے معذرت کی اور بغاوت
کا سارا الزام پولیس والوں اور بازاریوں کے سر منڈھ دیا طاہر نے ان کی
خطائیں اس شرط سے کہ وہ حسب دستور سابق مطیع و فرمانبردار ہوجائیں معاف
کر دیں اور چار مہینے کا روزینہ تقسیم کر دیا۔ رؤسا و مشائخین بغداد نے اہل بغداد
کی صفائی دی بےخطا ہونے کی قسمیں کھائیں تب طاہر کا غصہ فرو ہوا اور لڑائی
کا بازار ٹھنڈا ہو گیا مشرق سے مغرب تک کل صوبجات اور ممالک میں مامون کی
حکومت کا سکہ چلگیا۔

اسی ۱۹۸ھ میں حسن ہرثمی نے علم بغاوت بلند کیا ایک گروہ بازاریوں کا
اسکے ساتھ ہو گیا اور بہت سے بدویوں نے اسکی اتباع کی حسن ہرثمی یہ کہتا
ہوا کہ "لوگو آل محمد کی اطاعت کرو اور انھیں کی حمایت کرو" نیل کی طرف آیا
رعایا سے جبراً خراج وصول کیا جس نے ذراسی مخالفت کی اسکو لوٹ لیا۔

خلیفہ مامون نے بغداد کے مفتوح ہونے کے بعد حسن بن سہل برادر فضل بن سہل
کو طاہر کے کل مفتوحات جبل، عراق، فارس، اہواز، حجاز و یمن کی سند گورنری
مرحمت کی پس حسن نے ۱۹۹ھ میں اپنے صوبجات میں پہونچکے اپنی طرف سے
اپنے عُمّال کو پھیلا دیا اور طاہر کو جزیرہ، موصل، شام اور مغرب کا گورنر مقرر کر کے
نصر بن شبث کی جنگ پر جانے کا حکم دیا اور ہرثمہ کو خراسان کی
جانب روانہ کیا۔

نصر کی بغاوت نصر بن شیث عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر کے خاندان سے تھا مقام کیسوم شمالی حلب میں رہتا تھا ابتدائی ہی سے امین کی طرف اسکا میلان طبع تھا چنانچہ امین کے قتل ہونے کے بعد امین کی بیعت کے ایفار کا اظہار کیا اور اپنے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کرکے سمیساط پر بھی متصرف ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عرب کے بادیہ نشینوں کا ایک گروہ عظیم اسکے پاس مجتمع ہو گیا سامان جنگ درست کرکے فرات کے جانب شرقی عراق کی طرف عبور کیا اور حران پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا اس اثنار میں آل طالب کے ہوا خواہوں میں سے چند لوگوں نے نصر سے مل کے آلِ علی میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی درخواست کی کیونکہ آئے دن بنو عباس اور اونکے عُمّال طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے تھے نصر نے جوابدیا "میں سیاہ پھریرہ والوں کی اولاد کی بیعت نہ کروں گا ورنہ وہ کہیگا کہ میری ذات سے نصر سر برآوردہ ہوا ہے" حاضرین بولے "اچھا بنو امیہ میں سے کسی کی بیعت کر لیجیے" جوابدیا یہ لوگ پامال ہو گئے ہیں اور پامال گروہ ترقی نہیں کرسکتا اگر مجھے کوئی پامال شخص سلام بھی کرے تو مجھے یہہ اندیشہ ہوگا کہ اسکی پامالی سے مجھے کچھ نقصان نہ پہنچے۔ اصل یہہ ہے کہ میرا میلان بنو عباس کی طرف ہے مگر ان سے میں اسوجہ سے مخالفت کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے عجم کو عرب پر مقدم کر دیا ہے" بعد اسکے طاہر نے اسکے مقابلہ پر پہونچکے رقہ میں قیام کیا اور اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ "تم امیر المومنین کی اطاعت قبول کرلو یا غیانہ خیال چھوڑ کے مطیع بنجاؤ" اس نے کچھ جواب نہ دیا اس اثنار میں طاہر کو اپنے باپ حسین بن زریق بن مصعب کی خراسان میں انتقال کرنے کی خبر پہنچی اور یہہ کہ خلیفہ مامون بغداد پر آئے تھے اور فضل نے تعزیت اونارا تھا اسکے بعد ہی خلیفہ مامون کا نامہ تعزیت صادر ہوا۔

بعد قتل امین موصل میں مابین یامہ و نزاریہ لڑائی ہو گئی اسوجہ سے کہ علی بن

حسن ہمدانی جو موصل پر متصرف تھا اس نے نزاریہ پر جبر و تعدی شروع کر دی تھی جسوقت عثمان بن نعیم برجمی دیار مصر میں وارد ہوا نزاریہ کے اعزا و اقارب اور ان کے سرداروں سے اس واقعہ کو بیان کر کے غیرت دلائی اور نزاریہ کی حمایت پر او بھارا چنانچہ تیس ہزار آدمی مصر سے عثمان کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوئے علی بن حسن کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے انلوگوں کو واپس چلے جانیکو کہا مگر عثمان نے کچھ سماعت نہ کی مجبوراً علی بن حسن نے بھی چار ہزار فوج کو مرتب کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر نزاریہ شکست کھا کے بھاگ گئے ہزارہا آدمی کام آئے اور علی اپنے دار الحکومت میں واپس آیا۔

ابن طباطبا علوی کا ظہور

جسوقت خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو کل مفتوحات طاہر کا گورنر مقرر کر کے عراق کیجانب روانہ کیا لوگوں نے آپسمیں کہنا شروع کر دیا کہ فضل بن سہل نے خلیفہ مامون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے مامون کوئی کام خلاف مرضی فضل کے نہیں کر سکتا کل خاندان خلافت، اراکین سلطنت اور سپہ سالاران لشکر کو اس نے دبا لیا ہے بنو ہاشم اور امراء شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی حسن بن سہل کی شکایتیں کرنے لگے رفتہ رفتہ ایک فتنہ برپا ہو گیا۔

ابو السرایا سری بن منصور نے جسکے نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بنو شیبان اولاد ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود سے تھا بنو تمیم کے ایک شخص کو جزیرہ میں قتل کر ڈالا والی جزیرہ نے قصاص کے غرض سے ابو السرایا کی گرفتاری کا حکمدیا ابو السرایا کو خبر لگ گئی فرات کو عبور کر کے جانب شرقی فرات چلا آیا اور رہزنی کرنیلگا بعد چندے تیس سوار و نکی جمعیت سے یزید بن عزید کے پاس ارمینیہ چلا گیا یزید بن عزید نے اس کو اپنی لشکر کی سپہ سالاری دیدی۔ چنانچہ یزید بن عزید کے ہمراہ خرمیہ سے معرکہ آرا ہوا اور انہیں سے کثیر التعداد آدمیوں کو گرفتار کر لیا از انجملہ ابو شوک (انکا غلام)

تھا اور جب یزید بن مزید مر گیا تو اسکے لڑکے اسد کے ساتھ رہنے لگا اور جب اسد حکومت ارمینیہ سے معزول کر دیا گیا تو احمد بن مزید کے پاس چلا گیا اس اثنا میں امین و مامون میں ان بن ہو گئی امین نے احمد بن مزید کو جنگ ہرثمہ پر مامور کیا اسوقت احمد بن مزید نے ابوالسرایا کو اپنے لشکر کے ہراول کا سردار مقرر کیا ہرثمہ نے اس سے سازش کرنے کی کوشش کی اس نے سازش کر لی اور اس کے پاس چلا گیا بنو شیبان یہ خبر پاکے جزیرہ سے جوق جوق آنے لگے چند دنوں میں دو ہزار شیبانی مجتمع ہو گئے اس نے ہرثمہ سے کہہ سنکے ان لوگوں کے بڑے بڑے وظایف اور روزینے مقرر کرائے پس جب امین مارڈالا گیا تو ہرثمہ نے انکے وظایف دینے سے انکار کر دیا ابوالسرایا جل بھن کے خاک ہو گیا حج کی اجازت چاہی ہرثمہ نے اجازت دیدی اور ساتھ ہی اسکے بیس ہزار درہم سفر خرچ مرحمت کیا ابوالسرایا نے اسکو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور بوقت روانگی یہ ہدایت کر دی کہ تم لوگ ایک ایک دو دو کے میرے بعد ہی میرے پاس چلے آنا انلوگوں نے ایسا ہی کیا تقریبًا دو سو آدمی مجتمع ہو گئے ابوالسرایا نے ان لوگوں کو مرتب کرکے عین التمر پر دھاوا کر دیا اور اسکے عامل کو گرفتار کرکے عین التمر کو لوٹ لیا مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آیا اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا بعد اسکے اتفاقًا ایک دوسرے عامل سے ملاقات ہو گئی جو بہت سا مال و اسباب تین خچروں پر بار کئے ہوئے لئے جا رہا تھا ابوالسرایا نے اسکو بھی لوٹ کے تقسیم کر دیا اس عرصہ میں ہرثمہ کا لشکر آپہونچا جسکو اوس نے اسکی سرکوبی پر مامور کیا تھا ابوالسرایا اس لشکر کو ہزیمت دیکے بیابان میں گھس گیا بعد ازاں اوسکے بقیہ ہمراہی بھی اُس سے آملے جس سے اوسکی جمعیت بڑھ گئی دقوقا کیطرف قدم بڑھائے ابوہزغانہ نے سات سو سوار دنکی جمعیت سے مقابلہ کیا مگر پہلے حملہ میں شکست کھا کر قصر میں جا چھپا ابوالسرایا نے

پہونچکے محاصرہ کر لیا تا آنکہ امن حاصل کرکے دروازہ کھولدیا ابو السرایا نے اسکا بھی مال واسباب لے کے انبار کا قصد کردیا انبار میں ابراہیم شروی (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) مامور تھا ابو السرایا نے اسکو بھی قتل کرکے انبار کو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کرکے چل کھڑا ہوا کچھ دور جاکے پھر انبار کی جانب واپس آیا بعد ازاں یقصد رقہ خروج کیا طوق بن مالک تغلبی کیطرف ہوکے گذرا اور اس نے قیس کے خلاف اسکی امداد کی چار مہینے تک ٹھیرا رہا ربیعہ کی جنبہ داری کیوجہ سے قیس سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ قیس نے طوق کی اطاعت قبول کر لی اور ابو السرایا رقہ کی جانب چلا گیا وہاں پر محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن حسین بن علی سے ملاقات ہوگئی اسکا باپ ابراہیم طباطبا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ ابو السرایا نے ابن طباطبا کی بیعت کر لی ابن طباطبا نے ابو السرایا کو براہ دریا کوفہ روانہ کیا اور خود خشکی کا راستہ اختیار کیا چنانچہ ایک مقرر اور معین وقت پر ابو السرایا اور ابن طباطبا کوفہ میں داخل ہوئے ابن طباطبا نے اہل کوفہ سے آل محمد کی حمایت کرنے کی بیعت لے لی اور ابو السرایا نے قصر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کا رخ کیا اور اسکے مال واسباب اور جواہرات کو جو غیر محدود تھا ہی بھی لوٹ لیا یہہ واقعہ پندرھویں جمادی الثانی سنہ ۱۹۹ھ کا ہے۔

بعضوں کا یہہ بیان ہے کہ ابو السرایا ہرثمہ کے منتخب آدمیوں میں سے تھا مگر تنخواہ بند کردینے سے ناراض ہوکے کوفہ چلا گیا۔ ابن طباطبا کی بیعت کر لی اور جب کوفہ پر متصرف ہوگیا تو اطراف وجوانب کے رہنے والوں نے جوق جوق حاضر ہوکے بیعت کی ان دنوں کوفہ کی گورنری پر حسن بن سہل کی جانب سے سلیمان بن منصور تھا حسن بن سہل نے یہہ خبر پاکے زہیر بن مسیب ضبی کو لسرافسری دس ہزار سواروں کے کوفہ روانہ کیا ابن طباطبا اور ابو السرایا نے کوفہ سے

نکلکے قریہ شاہی میں مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے لڑکے زہیر کے لشکر کو پسپا کر دیا لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اگلے دن صبح کو محمد بن طباطبا مردہ پایا گیا ابو السرایا نے بجائے اسکے ایک نو عمر علوی محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین، کو برائے نام جانشین بنایا اور خود کل کاموں کا انصرام و انتظام کرنے لگا جنگ کے ختم ہونے پر زہیر قصر ابن ہبیرہ میں واپس آیا اور وہیں ٹھہر گیا حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مرورودی کو بسرافسری چار ہزار فوج کے زہیر کی کمک کو روانہ کیا ابو السرایا نے اسکو بھی نصف رجب ۱۹۹ھ میں شکست دیدی ہے اور اسکے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آگئے۔ جو باقی رہے وہ قید کر دیئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد ابو السرایا نے کوفہ میں اپنے نام کا سکہ بنوایا اور متعدد فوجیں اور عمال بصرہ اور واسط کی جانب روانہ کیا۔ بصرہ کی گورنری عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو، مکہ کی حسین بن حسن بن علی زین العابدین معروف بہ افطس کو (انھیں کو موسم حج کا بھی امیر مقرر کیا تھا) یمن کی ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو، فارس کی اسمٰعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو اور اہواز کی زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو مرحمت کی چنانچہ عباس نے بصرہ میں پہونچکے عباس بن محمد بن داؤد بن حسن مثنیٰ کو مدائن کی طرف نکال باہر کیا ابو السرایا نے اسکو یہ حکم دیا کہ بغداد پر جانب شرقی سے دھاوا کرو عباس نے ایسا ہی کیا۔ واسط میں حسن بن سہل کی جانب سے عبداللہ بن سعد حریشی تھا اس نے ابو السرایا کے سپہ سالاروں کی آمد سنکے واسط چھوڑ دیا حسن بن سہل نے اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کے ہرثمہ سے جنگ ابو السرایا پر جانے کی درخواست کی۔

ہرثمہ حسن سے ناراض ہوکے خراسان چلا گیا تھا مگر بعد اصرار بسیار واپس آیا اور ایک لشکر آراستہ کرکے ماہ شعبان میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا اسی زمانہ میں

حسن نے مداین اور واسط کی حفاظت کی غرض سے علی بن ابی سعید کو مداین کی جانب روانہ کیا تھا اتفاق یہہ کہ ابو السرایا کو اسکی خبر لگ گئی اسوقت یہہ قصر بن ہبیرہ میں تھا جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کرکے مداین بھیجدیا جسنے ماہ رمضان المبارک میں مداین پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور خود قصر ابن ہبیرہ سے کوچ کرکے نہر صرصر پر آٹھیرا استے میں ہرثمہ بھی اپنا لشکر لیئے ہوئے اسکے مقابلہ پر آ اوترا اور علی بن ابی سعید نے شوال میں مداین پہونچکر ابو السرایا کے ہمراہیوں پر محاصرہ ڈالدیا ابو السرایا نے اس واقعہ کو سنکے نہر صرصر سے قصر ابن ہبیرہ کی جانب مراجعت کی ہرثمہ نے اسکے روانگی کے بعد ہی کوچ کردیا اثناء راہ میں ابو السرایا کے ہمراہیوں کا ایک گروہ ملگیا ہرثمہ نے انکو گھیر کے مار ڈالا بعدہ نہایت تیزی سے ابو السرایا کو جا گھیرا ہرثمہ اور ابو السرایا سے متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک گروہ کثیر ابو السرایا کے ہمراہیوں کا قتل کر ڈالا گیا بالآخر جان بچا کے کوفہ کی جانب بھاگا طالبین بنو عباس اور ان کے ہواخواہوں کے مکانات پر لوٹ پڑے جو کچھ پایا لوٹ لیا مکانات ویران و مسمار کرکے انلوگوں کو نکال دیا اور جو امانتیں انکی اور لوگوں کے پاس تھیں انکو چھین لیا۔

مکہ کی گورنری پر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی تھا جسوقت اس کو حسین افطس کے آمد کی خبر معلوم ہوئی جو ہواخواہان بنو عباس کو جمع کیا اتفاقات سے ان دنوں مسرور الکبیر وہاں موجود تھا ایک سو سواروں کے ساتھ حج کرنیکو گیا تھا مسرور الکبیر نے بقصد جنگ طیاری کردی اور داؤد کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی داؤد نے جواب دیا میں قتل و خونریزی کو حرم شریف میں پسند نہیں کرتا اگر وہ لوگ ایک راستہ سے یہاں داخل ہونگے تو میں دوسرے راستہ سے نکل جاؤنگا مسرور الکبیر یہہ سنکے ناموش ہوگیا اور داؤد نے مکہ سے عراق کیطرف کوچ کردیا اسکے بعد ہی مسرور الکبیر بھی عراق کیجانب روانہ ہوگیا اس وقت

حسین افطس اس خوف سے کہ مکہ میں جانے سے لڑائی ہوگی سرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جب اسکو یہ خبر لگی کہ بنو عباس سے مکہ معظمہ خالی ہو گیا ہے تو دس آدمیوں کو ہمراہ لیئے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوا طواف کیا مابین صفا و مروہ سعی کی عرفہ میں ایک شب قیام کیا غرض جملہ مناسک حج ادا کئے اور ہرثمہ اطراف کوفہ میں ٹھہرا ہوا کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اسی اثناء میں منصور بن مہدی کو بلا بھیجا اور رؤساء کوفہ سے خط وکتابت کی اور علی بن سعید مدائن سے واسط کیطرف آیا اور اسپر قبضہ حاصل کرکے بصرہ کا رخ کیا۔

انھیں واقعات پر سنہ ۱۹۹ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے سنہ ۲۰۰ھ کا سکہ تمام عالم میں چلنے لگتا ہے ہرثمہ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا شدت حصار کی جب بیڑی کٹتی ہوئی نظر آئی تو ابو السرایا آٹھ سو سواروں کی جمعیت سے محمد بن جعفر بن محمد کے کوفہ چھوڑ کر بھاگ نکلا ہرثمہ نے پندرہویں محرم سنہ ۲۰۰ھ کو کوفہ میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا۔ غسان کو جو خراسان کی فوج بادی کا رشتہ دار افسر تھا کوفہ کی امارت دی اور ایک روز قیام کرکے لوٹ کھڑا ہوا

ابو السرایا نے کوفہ سے نکلکے قادسیہ کا قصد کیا اور کوفہ قادسیہ سے سوس کی جانب روانہ ہوا مقام خوزستان میں ایک قافلہ ملگیا جو اہواز سے بہت سا مال و اسباب لئے جا رہا تھا ابو السرایا نے اسکو لوٹ لیا اور اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا ان دنوں حسن بن علی مامونی اہواز کا گورنر تھا یہ خبر پاکے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی حسن بن علی نے ابو السرایا کو ہزیمت دی ابو السرایا کے ہمراہی متفرق و منتشر ہو کے بھاگ گئے حسین بن علی معہ محمد اور اپنے غلام ابو الشوک کے ابو السرایا کے فرودگاہ مقام راس عین از مضافات جلولاء کیطرف آیا اور چاروں طرف سے گھیر لیا حماد کندغوش نے نہایت مردانگی سے ابو السرایا وغیرہ کو گرفتار کر لیا

اور پابزنجیر حسن بن سہل کے پاس مقام نہروان میں لاکے حاضر کیا حسن بن سہل نے ابوالسرایا کو قتل کرکے سر کو معہ محمد بن محمد کے خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیجدیا اور لاشہ کو بغداد کے پل پر لٹکا دیا بعد اسکے علی بن سعید بصرہ کیجانب روانہ ہوا اور اسکو زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کے قبضہ سے نکال لیا اسکو زیدالنار کے نام سے بھی موسوم کرتے تھے اسوجہ سے کہ اسنے عباسیوں اور ہوا خواہان دولت عباسیہ کے مکانات بصرہ میں بکثرت جلوادئے تھے زید نے علی بن سعید سے امن کی درخواست کی علی بن سعید نے امن دی مگر ساتھ ہی اسکے بخوف دخطرہ آیندہ نظربند کرلیا۔

اس خداداد کامیابی کے بعد علی بن سعید نے مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور یمن کی طرف علویین سے جنگ کرنیکو فوجیں روانہ کیں مکہ معظمہ میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر تھا جب اسکو ابوالسرایا کے قتل کئے جانیکی خبر پہونچی تو اس نے مکہ معظمہ پر کسیکو اپنی طرف سے مقرر کرکے یمن کی جانب کوچ کردیا یمن کی گورنری پر اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ خلیفہ مامون کیجانب سے مامور تھا اسپر ابراہیم کا خوف اسقدر طاری ہوا کہ یہہ یمن کو چھوڑ کے مکہ کیجانب بھاگ نکلا پھر کیا تھا ابراہیم نے یمن میں پہونچکے قبضہ کرلیا چونکہ اس نے یمن مین قتل وخونریزی حد سے زیادہ کی تھی اسوجہ سے یہہ جزّار کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا بعد اسکے ابراہیم جزار نے عقیل بن ابیطالب کی اولاد سے ایک شخص کو مکہ کیجانب لوگوں کو حج کرانے کی غرض سے روانہ کیا مگر اس عقیلی کے مکہ معظمہ پہونچنے سے پیشتر ابوالحسن محتصم معہ ایک جماعت سپہ سالاروں کے جس میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان بھی تھا پہونچگیا تھا اور حمدویہ کو حسن بن سہل نے یمن کی سند گورنری دی تھی عقیلی نے یہہ خیال کرکے کہ مجھ میں ان لوگوں سے لڑنیکی طاقت نہیں ہے بستان ابن عامر میں قیام کیا اتفاق سے ایک قافلہ مکہ معظمہ سے آرہا تھا اسی قافلہ میں خانہ کعبہ کا غلاف بھی تھا عقیلی نے قافلہ پر شبخون مارکے اہل قافلہ

کے کل مال و اسباب تجارت اور نیز خانۂ کعبہ کے غلاف کو لوٹ لیا اہل قافلہ بحالِ پریشان کمال بے سروسامانی سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے معتصم نے جلودی کو ایک منتخب آدمیوں کے ساتھ عقیلی کی سرکوبی کو روانہ کیا جلودی شباشب عقیلی کے سر پر پہونچگیا صبح ہوتے ہی نقارہ جنگ بجوادیا لڑائی ہوئی عقیلی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ہمراہی اسکے گرفتار کر لئے گئے جسقدر مال و اسباب تجارت ان لوگوں نے قافلہ کا لوٹ لیا تہا سب کا سب اور نیز خانہ کعبہ کا غلاف ملگیا معتصم نے قیدیوں کو دس دس دُرّے پٹوا کے رہا کر دیا اور حجاج کے ساتھ باطمینان تمام مناسک حج ادا کئے۔

محمد بن جعفر کی بیعت

محمد بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین ملقب بہ دیباجہ عالم، زاہد اور نیک سیرت تھے اپنے باپ جعفر الصادق سے حدیث کی روایت کرتے تھے اور لوگ آپ سے علم دین سیکھنے کو آتے تھے۔

پس جب حسین افطس نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اوتار کے دوسرا غلاف چڑہایا جسکو ابوالسرایا نے کوفہ سے روانہ کیا تہا اور بنو عباس کی امانتوں کے پیچھے پڑ گئے اور لوگوں کے مال و اسباب کو بجبر و تعدی چہین لینے لگے تب اکثر اہل مکہ بخوف جان و مال مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور اسکے ہمراہیوں نے حرم شریف کی جالیوں کو توڑ ڈالا خود افطس نے بھی کعبہ شریف کے ستونوں پر جسقدر سونا چڑھا ہوا تہا اوتار لیا اور جسقدر نقد و جنس خانہ کعبہ کے خزانہ میں تھا نکال کے اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا اس سے اہل مکہ کے دلوں پر بہت بُرا اثر پڑا اسی اثناء میں ابوالسرایا کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی اہل مکہ نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں اُسوقت حسین افطس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ گھبرایا ہوا محمد بن جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی "یہہ

موقع مناسب ہے لوگوں کے قلوب آپکی طرف مایل ہیں آئیے میں آپکی بعیت کئے لیتا ہوں کوئی شخص آپ سے مخالفت نہیں کریگا" محمد بن جعفر الصادق نے اس درخواست کی منظور کرنے سے انکار کیا مگر یہہ اور انکا لڑکا علی برابر اسی امر پر اصرار کرتا رہا بالآخر محمد بن جعفر الصادق انلوگوں کے کہنے سننے میں آ گئے طوعاً و کرہاً بعیت خلافت لینے پر آمادہ ہو گئے لوگوں نے ان کی خلافت کی بعیت کی اور امیر المومنین کے لقب سے پکارنے لگے بعد چندے آپ کے لڑکے علی اور ابن افطس نے ہاتھ پانوں نکالے طرح طرح کی بداعمالیاں کرنے لگے زنا، اغلام سربازار عورتوں کو بے عزت کرنا شروع کردیا۔ حسین عورتوں کو اپنی عصمت کا بچانا دشوار ہو گیا جہاں کوئی خوبصورت عورت یا لونڈا نظر آجاتا یہ لوگ اسپر ٹوٹ پڑتے اور اپنی خواہش نفسانی پوری کرنیکی غرض سے جبراً پکڑ لیجاتے تھے لوگوں نے یہہ رنگ ڈھنگ دیکھ کے ایک جلسہ کیا اور محمد بن جعفر الصادق کے معزول کرنے، قاضی مکہ کے لڑکے[1] کے واپس لینے پر متفق ہو گئے۔ قاضی مکہ کا لڑکا محمد بن جعفر الصادق کے بیٹے کے مکان میں مقید تھا پس جب اہل مکہ نے محمد بن جعفر الصادق کا مکان شور و غل مچاتے ہوئے جا کر گھیر لیا محمد بن جعفر الصادق انلوگوں سے امن حاصل کرکے اپنے مکان پر گئے اور قاضی کے لڑکے کو اپنے بیٹے سے لیکے انلوگوں کے حوالہ کردیا اس واقعہ کے چند دنوں بعد اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک لشکر لئے ہوئے یمن سے آپہونچا طالبیوں نے مجتمع ہو کے مکہ معظمہ کے اردگرد خندقیں کھود دیں اطراف و جوانب کے بدویوں کو یکجا کرکے مقابلہ پر

[1] لڑکے کا نام اسحاق اور قاضی مکہ کا نام محمد تھا اسحاق ایک نو عمر حسین لڑکا تھا ایک روز بازار مکہ میں جا رہا تھا اتفاق سے علی بن محمد بن جعفر الصادق کی نظر پڑ گئی دیکھتے ہی رال ٹپک پڑی جھٹ پٹ اپنے دو چار ہم خیالوں کو بلا کے اسحاق کو پکڑ لیا اور اپنا منہ کالا کرنے کو اپنے مکان میں یا بدست دگرے دست، بدست دگرے اوٹھا لیگیا نعوذ باللہ۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۸۔

آے اسحاق نے بھی صف آرائی کی گر پھر کچھ سوچ سمجھ کے جنگ سے دست کش ہو کے عراق کیجانب کوچ کر دیا اثنا راہ میں اُس لشکر سے ملاقات ہو گئی جسکو ہرثمہ نے جلودی اور رجاء بن جمیل کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا تھا (یہہ حسین بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) چنانچہ اسحاق ان لوگوں کے ہمراہ پھر مکہ معظمہ واپس آیا طالبیوں نے جی توڑ کے مقابلہ کیا چونکہ عباسیوں کا ستارہ اقبال عروج پر تھا طالبیوں کو ہزیمت ہوئی محمد بن جعفر الصادق نے امان کی درخواست پیش کی امان دیدیگئی عباسیوں نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور محمد بن جعفر الصادق مکہ معظمہ سے جحفہ کیجانب اور پھر جحفہ سے بلاد جہینہ چلے گئے بلاد جہینہ میں پہونچکے اطمینان کے ساتھ پھر لشکر مرتب کرنے لگے رفتہ رفتہ جب خاطر خواہ لشکر مجتمع و مرتب ہو گیا تو ہارون بن مسیب والی مدینہ سے جنگ کرنیکو نکلے متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرالامر محمد بن جعفر الصادق شکست فاش کھا کے واپس آئے انھیں واقعات میں ایک آنکھ جاتی رہی ایک گروہ کثیر ان کے ہمراہیوں کا کام آگیا۔ اگلے سال موسم حج میں جلودی اور رجاء بن جمیل سے امن حاصل کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اُن امور و افعال کی جو اس سے پیشتر آپ سے سرزد ہوئے تھے معذرت کی "چونکہ مجھے یہہ خبر ملی تھی کہ مامون کا انتقال ہو گیا ہے اور اسوقت تمام عالم میں فتنہ و فساد پھیلا ہوا تھا اسوجہ سے میں نے لوگوں سے بیعت لیلی تھی اور اُس بیعت کا ایفاء کر رہا تھا بعد ازاں اب مجھے یہہ خبر صحیح پہنچی ہے کہ مامون زندہ ہے نظر براں میں اپنے آپ کو معزول کر کے تملوگوں کو اپنی بیعت سے سبکدوش کرتا ہوں" اسقدر معذرت کر کے ممبر سے اوترآئے اور بعد اداے حج سنہ ۲۰۰ھ میں عراق چلے گئے حسن بن سہل نے انکو خلیفہ مامون کے پاس بھیجدیا پس یہہ اُس زمانہ سے خلیفہ مامون کی خدمت میں رہے۔ تا آنکہ خلیفہ مامون عراق کو روانہ ہوا

تو انھوں نے اثنا رراہ مقام جرجان میں پہونچکے وفات پائی۔

ہرثمہ کا قتل

جسوقت ہرثمہ مہم ابو السرایا سے فارغ ہوکے واپس ہوا اُسوقت حسن بن سہل مدائن میں تھا اس سے بغیر ملے ہوئے براہ عقرقوبا نہروان کیجانب بقصد خراسان روانہ ہوا اثناء راہ میں خلیفہ مامون کے فرامین مشعر بایں مضمون صادر ہوئے کہ "تم بجائے خراسان آنے کے شام و حجاز کیطرف واپس جاؤ مگر ہرثمہ اسپر ملتفت نہ ہوا خلیفہ مامون سے ملنے کے شوق میں اور نیز اس خیال سے کہ میرے آباء واجداد ہمیشہ دولت عباسیہ کے ہواخواہ تھے اور میں بھی اب اور اس سے پیشتر برابر ہی خواہ دولت علیہ رہا ہوں فسخ عزیمت خراسان نہ کی اور فضل بن سہل کے ان حالات سے خلیفہ کو مطلع کرنے کی غرض سے کہ وہ خلافت پناہی سے ملکی حالات چھپاتا ہے لوگوں کو ہر طرح سے مجبور اور انپر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا ہے خراسان کی طرف بڑھتا چلا گیا اتفاق یہ کہ ہرثمہ کے ان خیالات سے فضل بن سہل مطلع ہو گیا موقع پاکے خلیفہ مامون سے جڑدیا کہ "ابو السرایا کا فتنہ درحقیقت اسی کا اوٹھایا ہوا تھا اسکی جسارت اور عدول حکمی کی کوئی انتہا نہیں رہ گئی خلافت پناہی کے فرامین کی تعمیل اس نے مطلق نہیں کی جان پناہ نے تو شام و حجاز کیطرف واپس جانیکا حکم صادر فرمایا تھا اور ہرثمہ خراسان چلا آرہا ہے اس معاملہ میں اگر چشم پوشی کی جائے گی تو اوروں کو عدول حکمی اور خلاف ورزی کی جرأت پیدا ہوگی"، خلیفہ مامون کے خیالات ان فقروں سے تبدیل ہو گئے اپنے غصہ کو ضبط کئے ہوئے ہرثمہ کے آنیکا انتظار کرنیلگا تا آنکہ ہرثمہ مرو میں وارد ہوا اور اس خیال سے کہ خلیفہ مامون سے میرے آنے کی خبر مخفی نرہے گی نقارہ بجانیکا حکم دیدیا خلیفہ مامون کے کانوں تک طبلوں کی آواز پہنچی دریافت کیا "کون آتا ہے" گذارش کی گئی "ہرثمہ آپہونچا وہی گرجتا اور تڑپتا ہے"، خلیفہ مامون نے اُسیوقت ہرثمہ کو بُلا بھیجا اور معترضانہ استفسار کیا "تو نے ابو السرایا

کو مقرر کر کے کوفہ کے علویوں کو کیوں تباہ و ہلاک کیا اگر تو بدنیتی کو دخل نہ دیتا تو انکو گو انکو زندہ گرفتار کر سکتا تھا" ہرثمہ معذرت کرنے لگا خلیفہ مامون نے اسکی ایک بھی نہ سنی پیٹ پر ایک لات رسید کی، ناک توڑ ڈالی اور کشاں کشاں جیل بھیجدیا اسپر بھی صبر نہ آیا تو ایک شخص کو اسکے قتل پر مامور کر دیا جس نے اسکو جیل کی تکلیف سے نجات ابدی دیدی۔

اہل بغداد کی شورش

جب ہرثمہ کی یہ خبر عراق میں مشہور ہوئی تو حسن بن سہل نے علی بن ہشام والی بغداد کو اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ جند حربیہ کو ایک حیلہ و حوالہ سے ٹالتے رہو حسن نے یہ حکم اسوجہ سے دیا تھا کہ انہوں نے قبل روانگی ہرثمہ اسکے معزول کرنے اور اسکے عمال کے نکال دینے کا قصد کیا تھا چنانچہ اسکے مقرر کیے ہوئے عامل کو بغداد سے نکال کے اسحاق بن ہادی خلیفہ مامون کے نائب کو اپنا امیر بنا لیا تھا حسن بن سہل انکی ان زیادتیوں کو برداشت کرتا اور بہ لطائف الحیل ٹالتا جاتا تھا تا آنکہ اس نے اپنے عاقلانہ تدابیر سے انلوگوں میں اختلاف ڈالدیا اور اسی کے اشارہ سے علی بن ہشام او محمد بن ابی خالد ایک جانب سے اور زہیر بن مسیب دوسری طرف سے رات کیوقت بغداد میں گھس پڑے تین روز تک جند حربیہ سے جنگ ہوتی رہی بالآخر وظایف اور روزینہ دینے پر مصالحت ہو گئی ہنوز لشکریوں کے وظائف اور روزینے تقسیم نہ ہونے پائے تھے کہ زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق معہ ابو السرایا کے بھائی کے جسکو علی ابن سعید نے بصرہ میں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں قید خانہ سے بھاگ گیا اور اطراف انبار میں[1] خروج کر دیا ارکین دولت عباسیہ نے زید بن موسیٰ کی گرفتاری پر فوجیں متعین کر دیں جنھوں نے نہایت کم مدت میں اسکو گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لا کے حاضر کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہرثمہ کی خبر

[1] یہ واقعہ ذی قعدہ ۲۰۰ھ کا ہے۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۰۔

پہونچی محمد بن ابی خالد نے علی بن ہشام سے مخالفت کا اعلان کردیا کیونکہ علی بن ہشام اکثر بلکہ ہمیشہ محمد بن ابی خالد کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تہا اسی وجہ سے محمد بن ابی خالد اس سے بگڑ کے جُند حربیہ سے جاملا اور لڑائی شروع کردی علی بن ہشام ہزیمت اوٹھا کے صرصر کیجانب بھاگ گیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ علی بن ہشام نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ پر حد جاری کی تھی اسوجہ سے حربیہ کو اشتعال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے مجتمع ہوکے اسکو نکال دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع حسن بن سہل کو مداین میں ہوئی جیساکہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں تو وہ شروع ۲۰۱ھ میں مداین سے واسط کیجانب چلاآیا فضل بن ربیع جو زمانہ خلیفہ امین سے خلیفہ مامون کی مخالفت کی وجہ سے واسط میں روپوشس تھا۔ روپوش رہا اس عرصہ میں عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد رقہ سے طاہر کے پاس آپہونچا اس نے اور اس کے باپ نے مشورہ کرکے جنگ حسن پر کمر ہمت چُست باندھ لی اور لشکر مرتب کرکے بقصد واسط نکل کھڑے ہوئے اثناء راہ میں حسن کے ہمراہیوں میں سے جو مقابلہ پر آیا اوسکو نیچا دکھاتے گئے زہیر بن مسیب کو جو حسن کی جانب سے خوخی (اطراف سواد) کا عامل اور سپہ سالاران بغداد سے خط وکتابت کیا کرتا تھا محمد بن ابی خالد نے جاکے گرفتار کرلیا مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ کے اپنے بیٹے جعفر کے پاس بغداد میں قید کردیا بعدازاں واسط کیطرف بڑھا اور اپنے لڑکے ہارون کو نیل کیجانب روانہ کیا حسن کا نایب یہہ خبر پاکے کوفہ کیطرف بھاگ آیا اور کوفہ سے واسط چلاگیا ہارون نے میدان خالی پاکے نیل پر قبضہ کرکے اپنے باپ کی جانب مراجعت کردی محمد و ہارون نے واسط کا قصد کیا حسن بن سہل نے اس خبر سے مطلع ہوکے واسط سے کوچ کردیا مگر فضل بن ربیع جو ایک زمانہ دراز سے واسط میں روپوش تہا ٹھیرا رہا محمد و ہارون کے داخل ہونے کے بعد محمد سے امن کا خواستگار ہوا محمد نے نہایت خوشی سے فضل کو امن دیکے

بغداد کی جانب روانہ کردیا اور خود بقیہ لشکر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے حسن بن سہل کے تعاقب پر نکل کھڑا ہوا چنانچہ حسن کے عساکر اور سپہ سالاروں سے مڈبھیڑ ہوئی متعدد لڑائیوں کے بعد محمد اور اُسکے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے حسن نے تعاقب کیا محمد نے جرجرایا میں پہونچکے قیام کردیا اور اپنے لڑکے ہارون کو عزنایا کی جانب بھیجدیا چونکہ محمد ان لڑائیوں میں زخمی ہوگیا تھا بہتری کی صورت جب نظر نہ آئی تو ابو زنبیل (محمد کا دوسرا لڑکا) محمد کو بغداد اوٹھا لایا بغداد پہونچکے محمد نے دم توڑ دیا شب کیوقت خفیہ طور سے اپنے ہی مکان میں دفن کردیا گیا اسی شب میں ابو زنبیل نے زہیر بن مسیب کو قتل کرڈالا۔ خزیمہ بن خازم نے بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لیلی اور عیسیٰ بن محمد کے پاس یہ حکم بھیجدیا کہ تم بجائے اپنے باپ کے جنگ حسن کے کمانڈرانچیف مقرر کیئے گئے۔ حسن بن سہل کو محمد کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اسنے اپنے لشکر کو ہارون کیجانب نیل کیطرف بڑھنے کا حکم دیا اس لشکر نے نیل پر پہونچکے ہارون کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور نیل پر قبضہ کرلیا ہارون نیل سے مداین بھاگ آیا اس واقعہ کے بعد اہل بغداد نے ایک جلسہ کرکے منصور بن مہدی کو سریر خلافت پر بیٹھانے کا قصد کیا منصور بن مہدی نے انکار کیا تب انلوگوں نے حسن بن سہل سے مخالف ہوکے اسکو خلیفہ مامون کا نائب بغداد وعراق مقرر کیا۔ اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ اہل بغداد نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے حسن سے جنگ کرنے پر موافقت اور سازش کرلی تو حسن یہ خیال کرکے کہ مجھ میں اہل بغداد کی مقاومت و مخالفت کرنے کی طاقت نہیں ہے عیسیٰ بن محمد سے تملق وچاپلوسی کی باتیں کرنے لگا رشتہ داری وقرابت کرنے کا وعدہ کیا علاوہ ازیں ایک لاکھ دینار اور اسکو معہ اسکے خاندان اور اہل بغداد کو امان دینے اور صوبجات کی گورنریوں پر متعین کرنے کا اقرار کیا عیسیٰ نے ادھران سب امور کو منظور کرکے خلیفہ مامون کا دستخطی فرمان

طلب کیا اور ادھر اہل بغداد کو لکھ بھیجا کہ "تم لوگ نہ گھبراؤ میں خراج کی کمی کیوجہ سے لڑ رہا ہوں تم لوگ کسی شخص کو بنو ہاشم میں سے اپنا سردار بنا لو" چنانچہ اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو اپنا والی مقرر کیا بعد اسکے عیسیٰ نے اپنے لشکر کا جایزہ لیا تو تعداد میں ایک لاکھ پچیس ہزار نکلا۔ منصور بن مہدی نے غسان بن عباد بن ابی الفرج کو اطراف کوفہ کیطرف مامور کیا اس نے حمید طوسی سے جو حسن بن سہل کیطرف سے کوفہ پر مامور تھا لڑائی کی حمید نے اسکو شکست دیکے گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۴ رجب سنہ ۲۰۱ھ کا ہے۔ اور کامیابی کے بعد نیل میں پڑاؤ کر دیا۔ منصور کو اسکی خبر لگی تو اس نے محمد بن یقطین کو ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ حمید کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ مقام کوثی میں حمید سے مڈبھیڑ ہوگئی حمید نے اسکو بھی نیچا دکھا کے اسکے اکثر ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اطراف وجوانب کوثی کو لوٹ کے نیل کیطرف آیا اور ابن یقطین نے نہر صرصر پر قیام کر دیا۔

متطوعہ جسوقت بغداد میں اوباش مزاجوں کی کثرت ہوگئی اور ہر چہار طرف سے بدمعاشوں نے ظلم و تعدی کے ہاتھ لوگوں پر بڑھانے شروع کر دیئے دن دھاڑے دوکانداروں اور مسافروں کو لوٹ لینے لگے۔ علانیہ اور ظاہر بہ منہیات شرعیہ کا ارتکاب کرنے لگے اور حکومت اندرونی جھگڑوں اور اعیان دولت کی کمزوری کیوجہ سے اسکے انسداد سے معذور ہوگئی تو اوباش مزاجوں اور بدمعاشوں نے اطراف وجوانب کے قصبات اور دیہات پر ہاتھ بڑھائے جو سامنے آیا مار ڈالا جو پایا لوٹ لیا۔ رعایا انکے تعدی و ظلم سے پریشان ہو ہو کے حکام کے پاس آتی مگر یہہ انکی چارہ جوئی نکر سکتے تھے اسوقت مصلحین قوم و ملت اسکی مدافعت کی خیال سے ایک دوسرے سے ملنے لگے اور آپس میں ان منکرات کے قلع و قمع کرنے کی تذکرات کرنے لگے۔ اور یہہ خیال کر کے کہ ہر حلقہ اور محلہ میں بہ نسبت اوباشوں اور وارستہ مزاجوں کے نیکوں کی تعداد زیادہ ہے اصلاح قوم و ملک اور منکرات شرعیہ کی مدافعت کرنے کا قصد کر لیا۔ سب کے پہلے

خالد مدایوش نامی ایک شخص نے جو بغداد کے ممتاز باشندوں سے تھا اپنے ہمسایہ اور محلہ والوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترغیب دی اسطرح پر کہ شاہی جبروت وسطوت سے کسی قسم کا تعارض نہ ہونے پائے اہل محلہ وجوار نے آمادگی ظاہر کی چنانچہ اسکے محلہ میں جسقدر اوباش مزاج جرائم پیشہ لوگ تھے سبھونکو گرفتار کرکے قید کرکے حکام وقت کو مطلع کیا بعد اسکے دوسرے محلہ کیطرف توجہ کی اسکی دیکھا دیکھی چندےسے سہل[۱] بن سلامہ انصاری نے بھی جو اہل خراسان سے تہا اور اسکی کنیت ابو حاتم تھی لوگوں کو امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور عمل کتاب وسنت کی ترغیب دی مزید بر آں اپنے گلے میں قرآن کریم کو لٹکا کے خواص وعام اور ارکین دولت سے ملا اور اُن لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی سبھوں نے بطیب خاطر اسکی اس امر پر اور نیز اسپر کہ جو شخص اسکا مخالف ہوگا اُس سے ہم لڑینگے بیعت کرلی۔ رفتہ رفتہ منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد تک ان دونوں کی خبریں پہونچ گئیں منصور اور عیسیٰ کو اس خبر سے بڑی ناراضی پیدا ہوئی اس وجہ سے کہ ان کے اکثر رفقا انھیں جرائم پیشہ اور آبرو باختہ لوگوں سے ملے جلے رہتے تھے مگر چونکہ موقع مناسب نہ تھا خاموش رہے جب بعد چندے حسن بن سہل سے اپنے اور کل اہل بغداد کے لئے امن حاصل کرکے مصالحت کرلی تب باطمینان تمام بغداد میں داخل ہوئے اور خلیفہ کے فرمان عالیشان کا انتظار کرنیلگے۔ اہل بغداد کو اس مصالحت سے کمال مسرت ہوئی اور انکو کو نکی رضامندی سے خالد مدریوش اور سہل کے مہمات میں بہت بڑی آسانی ہوگئی۔

علی رضا کی ولیعہدی اور ابراہیم بن مہدی کی بیعت

جسوقت اہل بغداد کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ[۲] مامون نے علی

[۱] چوتھی رمضان سنہ ۲۰۱ھ میں اسنے اپنے دعاوی کا اظہار کیا تہا اور اس سے دو روز پیشتر خالد مدریوش نے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۲۳۔

[۲] خلیفہ مامون نے سنہ ۲۰۱ھ میں علی بن موسیٰ رضا بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو جلسہ عام میں اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۲۴۔

بن موسیٰ کاظم کی ولیعہدی کی بیعت لی ہے۔ اور الرضا من آل محمد کا اُن کو لقب مرحمت فرما کے لشکریوں کو سیاہ وردی کے پہننے کی ممانعت کر کے سبز وردی پہنائی ہے اور تمام ممالک میں ایک گشتی فرمان مشعر مضمون بالا روانہ کیا ہے اور حسن بن سہل نے بغداد سے مراجعت کر کے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو رمضان ۲۰۱ھ میں اس امر سے مطلع کر کے تحریر کیا کہ تم اپنے کل لشکریوں سے جو تمہارے پاس ہیں اور نیز بنو ہاشم سے علی رضا کی ولیعہدی کی بیعت اور بجائے سیاہ کپڑوں کے پہننے کے جامہ سبز کے استعمال کی بیعت لیلو اسوقت بعضوں نے تو اس حکم کی تعمیل کی اور بعضوں نے صاف صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز اس امر پر راضی نہ ہوں گے کہ بنو عباس سے حکومت و خلافت کا اقتدار نکل کے آل علی میں چلا جائے اس مخالفت و برہمی کے بانی مبانی منصور و ابراہیم پسران مہدی تھے اور جو کچھ ان دونوں میں خامی تھی اسکو مطلب بن عبداللہ بن مالک سندی، نصر وصیف اور صالح صاحب مصلی نے پختہ کر دیا اور مصلّتاً جمعہ کے دن خلیفہ مامون کی معزولی اور ابراہیم بن مہدی کی خلافت اور بعد ابراہیم کے اسحاق بن ہادی کے مالک تخت خلافت ہونے کے اعلان کرنے کو منع کر دیا مگر چند ہی دنوں بعد محرم ۲۰۲ھ میں نامبردگان اور کل اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت

لہ پچیسویں ذی الحجہ ۲۰۱ھ کو اُن وجوہات سے جسکا ذکر مورخ علامہ ابن خلدون نے کیا ہے اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی اور ایک شخص کو یہہ سکھلا رکھا کہ کل جمعہ کے دن مجمع عام میں کھڑے ہو کے کہدینا کہ ہم یہہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ مامون کے لئے دعا کیجائے اور بعد انکے ابراہیم کے حق میں جو بعد خلیفہ مامون وارث تخت خلافت ہوگا اور دوسرے شخص کو یہہ تعلیم کر دیا کہ تم یہہ کہنا کہ ہم مامون کی خلافت سے راضی نہیں ہیں ہم اسکو معزول کر کے ابراہیم کی خلافت کی بیعت کرتے ہیں اور بعد اسکے اسحاق بن موسیٰ ہادی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۴۔

کرکے مبارک کے مبارک لقب سے موسوم کیا ابراہیم نے سریر خلافت پر قدم رکھتے ہی لشکریوں کو بطور انعام چھ چھ ماہ کی تنخواہوں کے دینے کا وعدہ کیا اور نہایت اطمینان کے ساتھ کوفہ و سواد پر قبضہ حاصل کرکے آگے بڑھا مداین پہونچکے لشکر کی آراستگی میں مصروف ہوا بغداد کی جانب غربی پر عباس بن موسیٰ ہادی کو اور جانب شرقی پر اسحاق بن موسیٰ ہادی کو متعین کیا۔ ان دنوں قصر ابن ہبیرہ میں حسن بن سہل کیطرف سے حمید بن عبدالحمید نامی ایک شخص رہتا تھا اسکے ہمراہ سپہ سالاروں میں سے سعید بن ساجور ابوالبط، غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی وغیرہم تھے اتفاق یہ کہ ان لوگوں سے اور حمید سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی انلوگوں نے حمید کی عداوت کی نظر سے ابراہیم بن مہدی سے سازش کرلی اور یہ اقرار کرلیا کہ ہم لوگ حمید کو قصر ابن ہبیرہ سے باہر قدم نکلنے دینگے تم آکے کیمپ پر قبضہ کرلو بلکہ اسکو بنظر احتیاط آئندہ مار ڈالیں گے حسن بن سہل کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی فوراً دارالخلافت میں حمید کو طلب کرلیا اور ان لوگوں کو قصر ابن ہبیرہ ہی میں رہنے دیا چنانچہ ابراہیم نے اُن لوگوں کے لکھنے کے مطابق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو بھیجکے قصر ابن ابی ہبیرہ پر قبضہ[1] کرلیا حمید کے لشکرگاہ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا اور ابن حمید اپنے باپ کے حرموں کو لیکے اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد پھر حسن بن سہل نے کوفہ کی جانب توجہ کی عباس بن موسیٰ کاظم کو اس صوبہ کی سند گورنری مرحمت کرکے ہدایت کی کہ بہر پہ ٹھیرے ہوئے کہدینا کہ بعد خلیفہ مامون میرا بھائی علی بن موسیٰ کاظم سریر خلافت کا وارث ہوگا تم لوگ علم بغاوت بلند نہ کرو۔ مگر غالی شیعوں نے اس امر کو بھی منظور نہ کیا یہ کہکے کہ ”ہمکو مامون سے کچھ سروکار نہیں ہے ہم تو تمہارے بھائی علی بن موسیٰ کاظم کے

---

[1] یہ واقعہ دسویں ربیع الآخر سنہ ۲۰۲ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۱۔

ساتھی ہیں گھر بیٹھ رہے۔ ابراہیم بن مہدی نے عباس سے جنگ کرنے کو اپنے سپہ سالاروں میں سے سعید اور ابوالبط کو مامور کیا عباس نے اپنے چچازاد بھائی علی بن محمد بن جعفر معروف بہ دیباجہ کو مقابلہ پر بھیجا لڑائی ہوئی علی بن محمد کو ہزیمت ہوئی سعید اور ابوالبط نے بڑھ کے حیرہ میں قیام کر دیا بعدازاں اہل کوفہ پر حملہ کرنے کو نکلے اہل کوفہ اور ہواخواہان دولت عباسیہ بھی مستعد ہو کے میدان جنگ میں آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل کوفہ امن حاصل کرکے عباس کو مکان سے باہر لائے۔ لڑائی کا زور و شور فرو ہو گیا فتحمند گروہ جوش کامیابی میں فرحاں و شاداں کوفہ میں داخل ہونے لگے عباس کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں کو یہہ امر شاق گذرا پھر دوبارہ بھڑ پڑے تلواریں نیام سے نکل آئیں کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا سعید کے ہمراہیوں نے عباس کے ساتھیوں کو لڑ کر پسپا کر دیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکانات میں آگ لگا دی جلکے خاک سیاہ ہو گیا۔ اس اثنار میں سعید تک حیرہ میں یہہ خبر پہونچ گئی کہ عباس نے بدعہدی کی اور حاصل کئے ہوئے امان کی پرواہ نہ کی سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا جھٹ پٹ سوار ہو کے کوفہ آیا اور جس جس کو پایا قتل کرنا شروع کر دیا رؤسار کوفہ گھبرائے ہوئے سعید کی خدمت میں حاضر ہوے معذرت کی اور قسمیں کھا کے یہہ ظاہر کیا کہ یہہ فعل بازاریوں کا تھا عباس کو اس فتنہ و فساد سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ اپنے عہد و اقرار پر قایم ہے۔ سعید نے یہہ سنکے لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا اگلے دن سعید و ابوالبط نے بازار کوفہ میں امان کی عام منادی کرادی کسی شخص سے کسی قسم کا تعرض نہ لیا اور اپنی طرف سے فضل بن محمد بن صباح کندی کو والی مقرر کیا بعد چندے اسکو معزول کرکے غسان بن ابی الفرج کو سند گورنری دی پھر جب اس نے ابوالسرایا کے بھائی کو مار ڈالا تو اسکو معزول کرکے ہول برادرزادہ سعید سپہ سالار کو متعین کیا بعد اسکے

حمید بن عبد الحمید لشکر آراستہ کر کے ان لوگوں سے لڑنے کو فہ کیطرف آیا۔ ہول پر حمید کا ایسا خوف غالب ہوا کہ کوفہ چھوڑ کے بھاگ گیا اور ابراہیم بن مہدی کے حکم سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حسن کے محاصرہ کرنے کو براہ نیل واسط کیجانب روانہ ہوا جس نے اندنوں شہر واسط میں ٹھہر کر قلعہ بندی کر لی تھی مگر عیسیٰ کی آمد سنکے باہر نکلکے لڑنے پر طیار ہو گیا چنانچہ اپنے ہمراہیوں میں سے چند جنگ آزمودہ و تجربہ کار سپہ سالاروں کو عیسیٰ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا جنہوں نے کمال مردانگی سے عیسیٰ کو شکست فاش دیکے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا عیسیٰ اپنا سامنہ لیکے بغداد لوٹ آیا اور شہر واسط کی خجالت دور کرنے کے خیال سے سہل بن سلامہ متطوع سے بھڑ گیا اور اُسکے ہمراہیوں سے سازش کر کے اسپر فتحیابی حاصل کر لی سہل بن سلامہ اپنے مکان کے ایک گوشہ میں چھپ رہا بعد چند شبوں کے گرفتار ہو کے اسحاق کے روبرو پیش کیا گیا باہم گفتگو ہونے لگی اسحاق نے کہا "اچھا تم مجمع عام میں یہہ کہدو کہ میں تم لوگوں کو راہ باطل کیطرف بلاتا تھا میں تم کو رہا کر دونگا" سہل بن سلامہ نے اسکا کچھہ جواب نہ دیا اسحاق یہہ سمجھہ کے کہ سہل نے میری بات منظور کر لی ہے مجمع عام میں لایا سہل نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "بھائیو! میں تم کو کتاب اللہ و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور اُسی امر کی اب بھی ہدایت کرتا ہوں" اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اسحاق کے ہمراہی سہل بن سلامہ پر ٹوٹ پڑے خوب جی کھول کے مارا اور قید کر دیا اور دو چار روز کے بعد پابزنجیر ابراہیم کی خدمت میں روانہ کیا ابراہیم نے بھی اسکو پٹوا کے جیل خانہ میں بھیجدیا اور پھر اس خیال سے کہ مبادا لوگوں میں اشتعال نہ پیدا ہو یہہ ظاہر کر دیا کہ سہل بن سلامہ جیل میں مر گیا مگر درحقیقت اسکو رہا کر دیا اور وہ بخوف جان روپوش ہو گیا تھا تا آنکہ ابراہیم کا دور دورہ تمام ہو گیا۔

سنہ ۲۰۳ھ میں حمید بن عبد الحمید نے بقصد جنگ ابراہیم بن مہدی بغداد کا قصد کیا

عیسیٰ بن محمد بن ابی ابراہیم بن مہدی کی جانب سے سپہ سالار جنگ تھا حمید نے اس سے سازش کر لی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کیا جسکی وجہ سے عیسیٰ نے حمید کی مدافعت نہ کی اور مقابلہ میں پہلوتہی کرتا تھا اودھر ہارون بن محمد نے دیہہ عیسیٰ کا بھائی تھا، ابراہیم بن مہدی سے اسکی اطلاع کر دی ابراہیم کو اس خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر عیسیٰ نے اپنی فوج میں یہہ منادی کرادی کہ حمید سے اور ہم سے مصالحت ہو گئی ہے اسپر ابراہیم نے عیسیٰ کو طلب کر کے سخت و سُست کلمات کہے عیسیٰ نے اس سے انکار کیا معذرت کی ابراہیم نے اسکی ایک بھی نہ سُنی پٹوا کے اسکو اور اسکے چند اور سپہ سالاروں کو قید کر دیا مگر اسکا نائب عباس نامی اس مصیبت سے بچکر بھاگ گیا۔ اس واقعہ سے لوگوں کے خیالات تبدیل ہو گئے ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور عیسیٰ کی گرفتاری پر ناراضی ظاہر کرنے لگے بالآخر سبھوں نے عباس کے پاس مجتمع ہو کے ابراہیم بن مہدی کے معزول کرنے پر اتفاق کیا پھر کیا تھا ایک طوفان بے تمیزی اُٹھ کھڑا ہوا ابراہیم کے گورنر کو جسر اور کرخ سے نکالدیا عباس نے حمید کو لکھ بھیجا کہ دیکھتے ہی تحریر ہذا تم چلے آؤ میں بغداد تمہارے حوالہ کر دونگا حمید یہہ خبر پا کے صرصر میں آ اوترا عباس اور سپہ سالاران بغداد ملنے کو آئے اور اس شرط پر ابراہیم کو معزول کرنے کا اقرار کیا کہ ہر سپاہی کو پچاس پچاس دراہم دئے جائیں ابراہیم کو اسکی خبر لگی تو اس نے عیسیٰ اور اسکے بھائیوں کو جیل سے نکلوا کے حمید سے جنگ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں نے انکار کر دیا جمعہ کے روز حمید بغداد میں داخل ہوا نماز ادا کی، خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس سے فارغ ہو کے حسب اقرار انعام دینے میں مصروف ہوا حمید کے ہمراہیوں میں سے کوئی بولا "ان لوگوں کے انعام سے دس دس دراہم وضع کر لینا چاہئے کیونکہ انھوں نے علی بن ہشام کے مقابلہ پر پہلوتہی کی تھی" لشکریوں کو اس سے برافروختگی ہوئی حمید نے کہا "تم لوگ

نہ گھبراؤ میں تم کو دس دس اور زیادہ دونگا" ابراہیم نے اس داد و دہش کو سُنکے عیسیٰ اور اسکے بہائیوں سے جنگ حمید کی پہر درخواست کی اور درصورت نہ منظور کرنے کے قتل کی دہمکی دی عیسیٰ اور اسکے بہائیوں نے بخوف جان منظور و قبول کرلیا فوجیں آراستہ کرکے میدان جنگ میں آئے تہوڑی دیر تک بیدلی سے لڑتے رہے بعد ازاں اپنے آپ کو حمید کے آدمیوں کے حوالہ کردیا لشکر شکست کھاکے ابراہیم کے پاس واپس آیا اور حمید نے جاکے وسط شہر میں اپنا خیمہ نصب کردیا ابراہیم کے اکثر ہمراہی بہاگ کے مداین پہونچے اور اسپر قابض ہوگئے اور بقیہ ہمراہی حمید سے لڑتے رہے فضل بن ربیع ابراہیم کے ساتھ تہا بعد اس واقعہ کے حمید سے آملا اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے حمید کو لکھہ بھیجا کہ اس سمت کو میرے حوالہ کردیں ابراہیم کو اس طرف سے نہ نکلنے دونگا۔ سعید بن ساحور اور ابوالبط وغیرہما اور سپہ سالاران لشکر نے بہی علی بن ہشام کو اسی مضمون کا خط تحریر کیا جب ابراہیم کو ان لوگوں کی اس سازش کا حال معلوم ہوا تب اونکی تالیف قلوب کرنے لگا یہانتک کہ رات آگئی نصف ذی حجہ ۲۰۳ھ کو اپنی تمناؤں کا خون کرکے روپوش ہوگیا اس واقعہ کے بعد ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کرکے حمید و علی بن ہشام ابراہیم کے مکان پر آئے ایک ایک گوشہ کو ڈھونڈھا نہ پایا۔ یہہ واقعہ ابراہیم کی بیعت کے دو برس بعد کا ہے علی بن ہشام نے بغداد کی شرقی جانب اور حمید نے غربی بغداد میں قیام کیا اور سہل بن سلامہ جیسا کہ اسکے پیشتر لوگوں کو ترغیب دیتا تہا دینے لگا حمید نے اوسکو اپنے تقرب کا اعزاز دیا اور جایزے و انعامات مرحمت فرمائے۔

خلیفہ مامون عراق میں

ہرگاہ آئے دن عراق میں حسن بن سہل کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہونے لگا اور لوگوں کی نفرت یوماً فیوماً اس سے اور بڑھنے لگی کہ یہہ اور اسکا بہائی خلیفہ مامون کے مزاج میں بے حد دخیل ہوگیا تہا

جس کام کو یہہ دونوں چاہتے بلااجازت خلیفہ کر گذرتے تھے اور جس امر کو چھپانا چاہتے تھے خلیفہ کے کانوں تک اوسکی آواز نہ پہونچتی تھی ارکین دولت سے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اشارۃً وکنایتہً اسکا تذکرہ لب تک لاسکتا۔ طرہ اسپر یہہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم کو اپنا ولیعہد بنایا اور اس پیرایہ سے اقتدار خلافت کو بنو عباس سے آلِ علی میں منتقل کرنے کا قصد کیا اس سے عوام وخواص میں سخت برافروختگی پیدا ہوگئی اور فضل بن سہل ان واقعات کو خلیفہ مامون سے ظاہر نہ کرتا تہا اور اس کے اخفا میں حد درجہ کی احتیاط کرتا تہا اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ مامون کے خیالات میرے اور میرے بہائی کی طرف سے متبدل ومتغیر نہ ہوجائیں اور جب ہرثمہ دربار خلافت میں حاضر ہونے اور ان واقعات کے عرض کرنیکو آیا تو فضل بن سہل نے اس سے مطلع ہوکے اور اس امر کا یقین کرکے کہ خلیفہ مامون اسکے کہنے کو سچ سمجھ لیگا خلیفہ کے کان بھر دیئے اور اس درجہ مشتعل کردیا کہ خلیفہ نے ہرثمہ کی ایک بھی سماعت نہ کی قتل ہی کرکے دم لیا ان وجوہات واسباب سے ہواخواہان دولت واہل بغداد کی نفرت ترقی پذیر ہوگئی آئے دن فتنہ وفساد برپا ہونے لگا سپہ سالاران وسرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں میں اس بابت سرگوشیاں کرنے لگے مگر باین ہمہ فضل بن سہل کا وہ رعب وداب تہا کہ کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ ان واقعات کو خلیفہ مامون کے کانوں تک پہونچاسکتا چند لوگ اپنی جانوں پر کھیل کر علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہہ درخواست کی کہ آپ ان واقعات کو خلافت پناہی کے گوش گزار کر دیجیے۔ آپ اُن لوگوں کے کہنے کے مطابق دربار خلافت میں تشریف لیگئے اور اُن فتنہ وفسادات سے جو آئے دن عراق میں ہورہے تتے اور فضل بن سہل ان کو چھپا رہا تھا اور نیز اس سے کہ اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کرلی ہے خلیفہ مامون کو آگاہ کیا خلیفہ مامون بولا "اسکی خلافت کی بیعت نہیں کی گئی بلکہ اہل بغداد نے اسکو اپنا امیر بنالیا ہے جو انکے اُمور

دینی دنیاوی کو انجام دیتا رہیگا،، آپ نے جواب دیا "آپ سے جس نے یہ بیان کیا ہے غلط اور سراسر کذب ہے اسوقت تک ابراہیم اور فضل ابن سہل میں جنگ ہو رہی ہے اور خواص و عوام آپ سے اسوجہ سے کشیدہ و متنفر ہو رہے ہیں کہ فضل و حسن اور میں آپ کے ہر کام میں پیش پیش ہو رہا ہوں اور آپ نے میری ولیعہدی کی بیعت بھی لیلی ہے" خلیفہ مامون نے کہا "آپ کے علاوہ ان امور سے اور کوئی شخص بھی آگاہ ہے؟" جوابدیا "یحیٰی بن معاذ، عبد العزیز بن عمران اور علاوہ ان کے اور سرداران لشکر" خلیفہ مامون نے اسیوقت اُن لوگوں کو طلب کر کے اِن واقعات کو دریافت کیا اُن لوگوں نے فضل بن سہل کے خوف سے لاعلمی ظاہر کی مگر جب خلیفہ مامون نے اصرار کے ساتھ دریافت کیا اور ان لوگوں کی جان اور مال کی امن دی اور حفاظت کی ذمہ داری کی تب انھوں نے وہی واقعات اور حالات بیان کئے جیسا کہ علی رضا نے کہے تھے اور یہ بھی گوش گزار کیا کہ "اہل عراق آپ کو بوجہ ولیعہدی علی رضا رفض سے متہم کرتے ہیں اور فضل بن سہل نے طاہر بن حسین جیسے کارگزار شخص کو جسکی جاں نثاری اور ہوا خواہی سے امیر المومنین بھی واقف ہیں رقہ میں بھیجدیا ہے جہاں پر اُسکے قوائے حکمرانی کمزور اور ضعیف ہوگئے ہیں ممالک محروسہ میں ہر چہار طرف بغاوت و فساد کی آگ مشتعل ہو رہی ہے اگر اسکا تدارک نہ کیا جائیگا تو تھوڑے ہی دنوں بعد یہ مرض لاعلاج ہو جائیگا اور دور از حال زمام خلافت ہاتھ سے نکل جائیگی" خلیفہ مامون کو ان ارکین سلطنت کے کہنے سے یقین ہوگیا فوراً خراسان پر غسان بن عباد کو (جو فضل بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) اپنا نایب مقرر کر کے کوچ کر دیا۔ فضل بن سہل کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے اُن ارکین سلطنت کو جنھوں نے یہ واقعات خلیفہ مامون کے گوش گزار کئے تھے ستانا شروع کیا مگر لاحاصل تھا۔

جوں ہی خلیفہ مامون مقام سرخس میں وارد ہوا چار شخصوں نے حمام میں فضل

سہل پر حملہ کرکے مار ڈالا اور بھاگ گئے۔ خلیفہ مامون نے اعلان کردیا کہ جو شخص قاتلین فضل بن سہل گرفتار کر لائیگا اوسکو (دس ہزار دینار) انعام دیا جائیگا چنانچہ عباس بن ہیثم دینوری نے قاتلین کو گرفتار کرکے حاضر کیا قاتلین نے بیان کیا کہ آپ ہی نے تو ہم کو اُسکے قتل پر مامور فرمایا تھا، بعضے کہتے ہیں کہ ملزموں کے بیانات مختلف ہو گئے تھے بعضوں نے تو یہ بیان کیا کہ ہمکو فضل بن سہل کے برادرزادہ نے اسکے قتل پر مقرر کیا تھا اور کسی نے کہا کہ "عبدالعزیز بن عمران سپہ سالار اور علی و موسے وغیرہم نے"، خلیفہ مامون نے اُن لوگوں کو طلب کرکے دریافت کیا اُن لوگوں نے لاعلمی بیان کی خلیفہ مامون ان کے انکار پر ملتفت نہ ہوا سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا اور ان کے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھیجکے عراق کی جانب روانہ ہو گیا اس کے بعد ہی خلیفہ مامون تک یہ خبر پہونچی کہ حسن بن سہل کو مالیخولیا ہو گیا ہے اور اُسکا دماغ بیکار ہو گیا ہے۔ خلیفہ مامون نے اپنے خادم دینار کو حسن بن سہل کے پاس بھیجا اور کل لشکر کا انتظام اسکے سپرد کردیا۔ اسوقت ابراہیم بن مہدی اور عیسیٰ مداین میں تھا ابوالبط اور سعید نیل میں۔ اور لڑائی مابین ان لوگوں کے برابر ہو رہی تھی اور مطلب بن عبداللہ بن مالک حیلہ کرکے مدائن سے بغداد واپس آیا تھا اور درپردہ لوگوں کو سمجھا بوجھا رہا تھا کہ تم لوگ مامون کی خلافت تسلیم کرلو ابراہیم بن مہدی کو معزول کردو، خلیفہ مامون کے بعد تخت خلافت کا منصور بن مہدی وارث ہوگا۔ اس کہنے سننے سے خزیمہ بن خازم وغیرہ سپہ سالاران لشکر نے مطلب بن عبداللہ سے سازش کرلی تب مطلب نے علی بن ہشام اور حمید کو بغداد کی جانب بڑھنے کو لکھ بھیجا۔ حمید نے آگے بڑھ کے نہر صرصر پر پڑاؤ کردیا اور علی نے نہروان پر۔ ابراہیم بن مہدی نے یہ خبر پاکے نصف صفر ۲۰۲ھ میں مدائن سے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ زندرود میں پہونچکے منصور خزیمہ اور مطلب کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے حیلہ و حوالہ کرکے ٹالدیا ابراہیم نے

ان لوگوں کے گرفتاری پر عیسیٰ کو مامور کیا منصور و خزیمہ تو گرفتار کر لئے گئے اور مطلب کے خادموں نے مطلب کو گرفتار نہ کرنے دیا۔ ابراہیم نے جہلاً کے مطلب کے مکان لوٹ لینے کا حکم[۱] دیا مگر پھر بھی مطلب ہاتھ نہ آیا حمید و علی بن ہشام مدائن کو اس کے مددگاروں سے خالی پا کے مدائن جا پہونچے قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

اسی سنہ کے دورا و راسی سفر کے دوران اور اثنا ر راہ میں خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی[۲] کا عقد علی رضا سے کر دیا تھا اور آپ کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو امیر الحاج مقرر کر کے حج کرنے کو بھیجا تھا اور یمن کی سند گورنری مرحمت فرمائی تھی اُن دنوں یمن کی گورنری پر حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان تھا۔

جس وقت خلیفہ طوس میں پہونچا ولیعہد خلافت علی رضا کا اخیر صفر ۲۰۳ھ میں انگوروں کے کھا لینے سے انتقال[۳] ہو گیا خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو اس قیامت خیز سانحہ سے مطلع کیا اور نیز اہل بغداد اور اپنے گروہ والوں سے علی رضا کی ولیعہدی کی معذرت کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپ نے وفات پائی اب تم لوگ بدستور سابق ہمارے دائرۂ اطاعت میں آ جاؤ۔

بعد اسکے خلیفہ مامون طوس سے روانہ ہو کے جرجان پہونچا تقریباً ایک ماہ مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں رجا بن ابی الضحاک کو جرجان اور ماوراء النہر کی سپہ سالاری عطا کی پھر ۲۰۴ھ میں معزول کر دیا اور غسان بن عباد کو بوجہ قرابت فضل بن سہل کے خراسان

---

[۱] یہ واقعہ سترہویں صفر ۲۰۳ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۳۔

[۲] خلیفہ مامون نے اپنی ایک لڑکی ام حبیب کا عقد علی رضا سے اور دوسری بیٹی ام الفضل کا محمد بن علی رضا سے کیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴۔

[۳] بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے علی رضا کو انگوروں میں زہر ملا کے کھلا دیا تھا جس سے انکی موت واقع میں آئی اور یہ روایت میرے نزدیک دوراز عقل و خلاف قیاس ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴۔

جرجان، طبرستان، سجستان، کرمان، رومان، اور دھاریر کی گورنری مرحمت فرمائے پھر بعد چندے معزول کر کے طاہر کو مقرر کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے۔ الغرض جرجان سے روانہ ہو کے نہروان میں وارد ہوا اس کے اعزہ اقارب، ہواخواہان دولت، سپہ سالاران لشکر اور رؤساء و عمائدین ملنے کو آئے چونکہ طاہر کو اس کے پیشتر نہروان میں ملنے کو لکھ بھیجا تھا لہٰذا وہ بھی رقہ سے نہروان چلا آیا تھا آٹھ روز قیام کرنیکے بعد بغداد کی طرف کوچ کیا پندرھویں صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہونچکے رصافہ میں قیام کیا پھر رصافہ سے نکلکے اپنے شاہی محل میں جو کنارہ دجلہ پر تھا اوترا اور سپہ سالاران لشکر لشکرگاہ میں ٹھہرے رہے فتنہ و فساد فرو ہو گیا بغاوت کی مشتعل آگ اسکے آتے ہی سرد ہو گئی مگر ہواخواہان دولت عباسیہ لباس سبز کے پہننے کے بابت برابر معترض رہے تا آنکہ خلیفہ مامون نے ایک موقع خاص پر طاہر سے خوش ہو کے فرمایا "طاہر تیری جو تمنا ہو اوسکو ظاہر کر میں اوسکو ضرور پوری کروں گا" طاہر نے عرض کیا "دربار خلافت میں سیاہ کپڑوں کے پہن کے آنیکا حکم دیجیے" خلیفہ مامون نے یہہ درخواست منظور کر لی اور ایک دربار عام میں اسکو اور کل سپہ سالاران لشکر اور اعیان سلطنت کو سیاہ رنگ کی خلعتیں مرحمت فرمائیں[1]۔ اس سے اہل بغداد اور کل اراکین دولت کو بیحد مسرت ہوئی اور بدستور قدیم سبھوں نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کر لی۔

فتنہ موصل

ان واقعات سے پیشتر ۲۰۰ھ میں مابین بنو اسامہ اور بنو ثعلبہ کے مقام موصل میں چلگئی بنو ثعلبہ نے محمد بن حسن ہمدانی برادر علی بن حسن ہمدانی والی شہر کے دامانِ عاطفت میں جاکے پناہ لی علی بن حسن ہمدانی نے اپنے بھائی کے پناہ دینے کے لحاظ سے بنو ثعلبہ کو شہر سے نکلکے لشکر آرائی کا حکم دیا بنو اسامہ نے یہہ خبر پاکے ایک ہزار پیادوں کی جمعیت سے بنو ثعلبہ کا تعاقب کیا اور مقام عوجار

[1] یہہ واقعہ تیئیسویں صفر ۲۰۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷۔

میں پہونچکے بنو تغلبہ پر محاصرہ ڈالدیا علی و محمد پسران حسن ہمدانی کو یہہ خبر لگی تو انہوں نے بنو تغلبہ کی کمک پر ایک فوج بھیجدی لڑائی ہوئی ایک گروہ کثیر بنو اسامہ کا اور کچہہ آدمی بنو تغلبہ کے اس واقعہ میں کام آگئے اور بعض بنو اسامہ گرفتار کرلئے گئے اس واقعہ کے بعد احمد بن عمر بن خطاب تغلبی علی بن حسن ہمدانی کے پاس گیا اور آئندہ جنگ و خونریزی نہ ہونے کی ذمہ داری کی علی نے فوج شاہی کو واپس بلالیا فتنہ و فساد فرد ہو گیا۔

پھر ۲۰۲ھ میں علی بن حسن ہمدانی نے ازد پر جو اسوقت موصل میں تھے ظلم و ستم کرنا شروع کیا اسوجہ سے کہ انہوں نے حسن بن علی کے اس راز کو افشا کردیا تہا کہ اسنے اپنی قوم کو عُمّان پر جاکر متصرف ہو جانے کی ہدایت کی تھی۔ ازد اس کے ظلم و تعدی سے پریشان ہو کے اپنے سردار قوم سید بن انس کے پاس گئے اور اسکے نابرداشتنی ظلم کی شکایت کی سید ابن انس نے انکو تسلی و تشفی دیکے مسلح ہونیکا حکم دیا اور نہایت مردانگی سے علی بن حسن سے جابڑا علی بن حسن نے شکست کہاکے مہدی بن علوان خارجی کے پاس جاکے پناہ لی اور اسکی بیعت کر کے اسکو شہر میں لایا اور اسکے ساتہہ نماز ادا کی پھر اسکی پشت گرمی و امداد سے لڑنے کو نکلا ازد سینہ سپر ہو کے مقابلہ پر آئے کمال شدت و تیزی سے لڑائی جاری رہی بالآخر ازد نے علی بن حسن اور اسکے کل ہمراہیوں کو شہر سے نکال باہر کیا اور انکا تعاقب کرتے ہوئے شہر کے باہر آئے اسی واقعہ میں علی اور اسکا بہائی احمد اور ایک گروہ اسکے خاندان کا مارا گیا محمد بن حسن بہاگ کر بغداد پہونچا۔ ازد اور سید بن انس نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور جب خلیفہ مامون وارد بغداد ہوا تو سید بن انس ایک وفد کیساتہہ دربار خلافت میں حاضر ہوا محمد بن حسن بن صلح ہمدانی نے اسکی اور اس کے قوم ازد کی شکایت کی اور اپنے بہائیوں اور اہل بیت کے مارے جانیکا استغاثہ پیش کیا

خلیفہ مامون نے جواب لینے کی غرض سے سید بن انس کیطرف رُخ کیا اسنے دست بستہ عرض کیا "ہاں اے امیرالمومنین میں نے اور میری قوم نے ایسا ہی کیا ہے کیونکہ ان لوگوں نے آپ کے ممالک محروسہ میں خارجی کو بلا لیا تھا اور آپکے ممبر پر اسکو کھڑا کیا تھا اور آپ کی خلافت کی توہین کی تھی" خلیفہ مامون نے یہہ سُنکے انکی خطائیں معاف کردیں اور اسکو موصل کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔

طاہر کی گورنری اور وفات

خلیفہ مامون نے عراق میں پہونچنے کے بعد طاہر بن حسین کو جزیرہ، شرقی و غربی بغداد اور سواد کی حکومت عطا کی بعد چندے ایک روز طاہر بن حسین خلیفہ مامون کی خدمت حاضر ہوا خلیفہ نے بیٹھنے کی اجازت دی اور رو پڑا طاہر نے دست بستہ گذارش کی "اللہ تعالی امیرالمومنین کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے آپ کے رونے کا سبب مجھے نہ معلوم ہوا" خلیفہ مامون نے جواب دیا "میں ایک ایسی وجہ سے روتا ہوں جسکا ذکر کرنا ذلت ہے اور چھپانا باعث حزن وکلفت ہے اور اصل تو یہہ ہے کہ کوئی شخص حزن وکلفت سے خالی نہیں ہے" طاہر کو جو کچھہ عرض ومعروض کرنا تھا عرض ومعروض کرکے واپس آیا اسوقت حسین خادم بھی حاضر تھا طاہر نے اپنے مکان پہونچکے حسین کے سکرٹری محمد بن ہارون کو بلایا خلافت مآب کے یہاں جانے اور رونے کا حال بتلایا اور یہہ کہا کہ اگر خلیفہ کے رونے کا سبب دریافت کردو تو میں اس معاوضہ میں تمکو ایک لاکھ دراہم اور اسی قدر حسین خادم کو نذر کرونگا۔ اگلے دن خلوت خاص میں حسین خادم نے دست بستہ کھڑے ہوکے عرض کیا "امیرالمومنین آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کل بوقت حاضری طاہر دشمنان خلافت کی آنکھیں کیوں پُرآب ہوگئی تھیں؟" خلیفہ مامون نے کہا "تجھے آج یہہ خیال کیونکر پیدا ہوا؟" عرض کیا "شب بھر اسی فکر واندیشہ سے مجھے نیند نہیں آئی" ارشاد کیا

اُسوقت میرے دل میں کچھ ایسے ہی خیال آگئے تھے جس سے میرے آنسو ٹپک پڑے دیکھ خبردار اگر سہواً بھی تیرے زبان پر وہ آگئے تو تیری خیر نہ ہوگی" حسین خادم نے دست بوسی کر کے عرض کیا "کیا مجال! بھلا میں نے کبھی حضور کے راز کو افشا کیا ہے" خلیفہ مامون نے کہا مجھے اُسوقت اپنے بھائی محمد امین کا خیال آگیا تھا کہ کل اسکی اسی طاہر نے کیا کیا تذلیل و تحقیر کی تھی اور یہی طاہر آج میرے روبرو کوئی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کیا چاہتا جو شان خلافت کے خلاف ہو اس سے مجھے عبرت ہوئی اور میں رو پڑا" حسین نے طاہر سے اس واقعہ کو بیان کیا طاہر نے احمد بن ابی خالد سے کہا کہ "اب میری خیر نہیں ہے جسقدر جلد ممکن ہو مجھے خلیفہ کے آنکھوں سے دور پھینکئے" احمد بن ابی خالد اسی وقت خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مامون نے اسے گھبرایا ہوا دیکھ کے بے وقت حاضر ہونیکا سبب دریافت کیا عرض کیا "تمام رات میری اسی تشویش میں گذر گئی کہ خراسان کا تختہ تباہ ہوا چاہتا ہے کیونکہ امیرالمومنین نے غسان بن عباد کو والی مقرر کیا ہے اور وہ اس قابلیت کا نہیں ہے ایسا نہو کہ اتراک علم بغاوت پھر بلند کریں اور ولایت خراسان معرض زوال میں پڑ جائے" خلیفہ مامون نے کہا "تمہاری یہہ تشویش بجا ہے اچھا بتلاؤ خراسان کے والی ہونے کی قابلیت کس میں ہے؟" عرض کیا "طاہر بن حسین میں" ارشاد ہوا "اسپر بھروسہ نہیں ہو سکتا یہہ بہت جلد بغاوت پر کمربستہ ہو جاتا ہے" عرض کیا "میں اسکا ضامن ہوں وہ ہرگز سرتابی نہ کریگا" خلیفہ مامون نے طاہر کو طلب کر کے مدینۃ السلام (بغداد) سے اقصائے ممالک شرقیہ تک حلوان سے خراسان تک کی سند گورنری مرحمت فرمائی طاہر اسی روز بغداد سے نکل کے ایک میدان میں لشکر اور سامان سفر مرتب کرنے میں مصروف ہوا تقریباً ایک ماہ ٹہیرا رہا اور آخر ذی قعدہ ۲۰۵ھ میں بغداد سے خراسان کی جانب روانہ ہوا روانگی کیوقت

خلیفہ مامون نے دس لاکھ دراہم جو والی خراسان کی تنخواہ تھی مرحمت فرمائی اور بجائے اسکے جزیرہ میں اسکے لڑکے عبداللہ کو متعین فرمایا جو سررشتہ پولیس میں اپنے باپ کا نائب تہا مگر طاہر نے اسکو اپنے چچازاد بھائی اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے پاس نصر بن شبث سے جنگ کرنے کو رقہ بھیجدیا تہا۔

بعضوں نے طاہر کے گورنر خراسان ہونے کا سبب یہہ بھی بیان کیا ہے کہ عبدالرحمن مطوعی نے نیشاپور میں ایک عظیم الشان فوج حروریوں سے جنگ کرنے کے لئے بغیر اجازت والی خراسان غسان بن عباد جمع کیا تہا لیکن اس خیال سے کہ یہ کام مبادا خلیفہ مامون کی خلاف مرضی نہ ہو رُک رہا اور حسن بن سہل سے انکو ایک خصومت سی پیدا ہو گئی خلیفہ مامون نے اہل خراسان کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کے طاہر کو سند گورنری مرحمت فرمائی چنانچہ طاہر خراسان گیا اور ۲۰۷ھ تک ٹہیرا رہا بعدازاں خلافت عباسیہ کی مخالفت کی ہوا دماغ میں سمائی ایک روز خطبہ دینے کو کھڑا ہوا تو خلیفہ کے لئے دعا نہ کی صلاح امت کی دعا کرکے ممبر سے اُتر آیا۔ پرچہ نویس نے خلیفہ مامون کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلب کرکے فرمایا "چونکہ تم ہی اسکے ضامن ہوئے تھے اب جاؤ اور اسکو میرے پاس لاؤ" ہنوز احمد بن ابی خالد کی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ اسکے اگلے دن طاہر کی موت کی خبر آگئی خلیفہ مامون نے یہ خبر سُنکے ارشاد کیا "الحمد للہ الذی قدمہ واخرنا" اور بجائے اوسکے اوسکے بیٹے طلحہ کو مامور فرمایا اور احمد بن ابی خالد کو اوسکے پاس اوسکے کاموں کے انتظام و انصرام کی غرض سے روانہ کیا چنانچہ احمد بن ابی خالد نے ماوراء النہر کی جانب عبور کیا۔ اشروسنہ کو فتح کرکے کاؤس ابن خالد اور اسکے بیٹے فضل کو قید کرلیا اور دونوں کو مقید کرکے دربار خلافت میں بھیجدیا۔ طلحہ نے تیس لاکھ دراہم نقد اور تقریبًا ایک لاکھ کے اسباب احمد بن ابی خالد کے نذر کئے اور اسکے سکرٹری کو پانچ لاکھ دراہم دئے بعد اسکے حسین

بن حسین بن مصعب نے کرمان میں علم بغاوت بلند کیا احمد بن ابی خالد اسکی سرکوبی کو گیا اور اسکو گرفتار کرکے خلیفہ مامون کی خدمت میں پیش کیا خلیفہ مامون نے عفو تقصیر کردی۔

عبداللہ بن طاہر کی گورنری اور جنگ نصر بن شبت

۲۰۶ھ میں دارالخلافت بغداد میں یہ خبر پہنچی کہ یحییٰ ابن معاذ عامل جزیرہ نے وفات پائی ہے اور اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین کیا ہے خلیفہ مامون کو یہ تقرری پسند نہ آئی جزیرہ کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر کو مامور فرمایا اور مابین رقہ و مصر کے قیام کرکے نصر بن شبت سے جنگ کرنیکا حکم دیا اور بعد روانگی عبداللہ بن طاہر بغداد میں سررشتہ پولیس پر اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب (عبداللہ بن طاہر کے چچازاد بھائی) کو مقرر کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۵ھ میں مامور کیا تھا اور بروایت بعض ۲۰۷ھ میں بہرکیف طاہر کو یہ خبر لگی تو ایک خط اپنے بیٹے عبداللہ کے نام لکھا جسمیں محاسن آداب، سیاست، مکارم اخلاق اور آئین ملکداری تحریر کئے تھے جسکو ہمنے مقدمہ کتاب میں ذکر کیا ہے۔ الغرض عبداللہ بن طاہر نے مابین رقہ و مصر ہوچکے نصر بن شبت پر محاصرہ ڈالنے کے غرض سے ہرچہار طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا اور ۲۰۹ھ مین مقام کیسوم میں خود جاکے اسکو گھیر لیا خلیفہ مامون کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد بن جعفر عامری کو نصر بن شبت کے پاس بشرط اطاعت امن دینے کا پیام لیکے بھیجا نصر نے اس شرط سے منظور کیا کہ میں حاضر دربار نہونگا خلیفہ مامون اس شرط کو سن کے تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر سکوت توڑکے بولا "اللہ اکبر نصر کی یہ شان ہے کہ وہ میری صورت دیکھنے کا روادار نہیں ہے" محمد بن جعفر نے دست بوسی کرکے عرض کیا "اسوجہ سے وہ حاضری سے قاصر ہوتا ہے کہ اسنے بہت بڑی تقصیر کی ہے" خلیفہ مامون نے جوابدیا کیا تو اسکی خطا کو فضل بن ربیع کی خطاؤں سے زیادہ سمجھتا ہے ارے اس نے تو میرے اُن مال و اسباب اور آلات حرب کو ضبط کرلیا تھا جسکی خلیفہ رشید نے میرے حق میں وصیت کی تھی اور سپہ سالاران لشکر کو

اُبھار کے میرے بھائی سے جاملا تہا اور مجھے تن تنہا مرو میں چھوڑ کے دشمنوں کے حوالہ کر کے چلا گیا تہا اور خوب خوب فتنہ و فساد برپا کئے تھے تم نے بھی ان حالات اور واقعات کو دیکھے اور سُنے ہیں جو اسنے میرے ساتھ کئے اور کیا عیسیٰ بن ابی خالد سے اُسکی لغزش بڑھی ہوئی ہے اس ناحق شناسی نے میرے ہی شہر میں آتش بغاوت مشتعل کی تھی اور میرے دارالحکومت کو زیر وزبر کر دیا تہا طرہ اسپر یہہ ہوا کہ میری بیعت توڑ کے ابراہیم کی خلافت تسلیم کرلی تھی" محمد بن جعفر نے عرض کیا" امیرالمومنین دولت علیہ پر ان لوگوں کے حقوق سابقہ تھے جسکی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا اور نصر کا کوئی حق اس دولت علیہ پر نہیں ہے یہہ تو بنوامیہ کے لشکر کا آدمی ہے" خلیفہ مامون نے کہا" جو کچھ ہو میں نصر کی اس شرط کو منظور نہ کروں گا" نصر تک اس مباحثہ کی خبر پہونچی تو اس نے بھی اپنی پیش کردہ شرط پر اصرار کیا عبداللہ بن طاہر نے حصار میں سختی شروع کر دی مجبور ہو کے امن کی درخواست پیش کی عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا چنانچہ سنہ ۲۰۹ھ میں نصر نے قلعہ کے دروازے کھولدیئے اور عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا عبداللہ بن طاہر نے اسکو دربار خلافت میں بھیجدیا اور قلعہ کیسوم پر قبضہ حاصل کر کے پانچ برس کے محاصرہ و جنگ کے بعد اسکو ویران و مسمار کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن طاہر رقہ کی جانب واپس آیا اور سنہ ۲۱۱ھ میں بغداد پہونچا عباس بن مامون، معتصم اور ارکین دولت سے ملاقات کی۔

ابن عایشہ اور ابراہیم بن مہدی پر فتحیابی

ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم امام معروف بہ ابن عایشہ ان لوگوں میں سے تہا جنھوں نے بڑی شدومد سے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب اور مالک بن شاہین بھی تہا بوقت ورود خلیفہ مامون یہہ لوگ اطراف بغداد میں روپوش ہو گئے تھے پس جسوقت نصر بن شبث قریب بغداد پہنچا جاسوسوں نے یہہ خبر پہونچادی کہ ابن عایشہ

وغیرہ معہ اپنے چند ہمراہیوں کے جس دن نصر بغداد میں داخل ہوگا بلوہ کرنیوالے ہیں پولیس بغداد نے ان لوگوں کو صفر سنہ ۲۱۰ھ میں گرفتار کرلیا اور زدوکوب کرکے ان لوگوں سے ان کے ہمراہیوں کو دریافت کرایا مگر خلیفہ مامون نے اور لوگوں سے تعرض نہ کیا اور ان لوگوں کو جیل بھیجدیا جیل میں ان لوگوں پر نہایت سختی کا برتاؤ کیا گیا ان لوگوں نے جیل میں نقب زنی کرکے بھاگ جانے کا مشورہ کیا خلیفہ مامون تک یہ خبر پہونچی خود سوار ہوکے جیل میں گیا اور ان لوگوں کو قتل کرکے ابن عایشہ کو صلیب دیدی بعد ازاں صلیب سے اتروا کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کردیا۔

اسی سنہ میں ابراہیم بن مہدی بھی گرفتار کیا گیا یہ عورت کا لباس پہنے ہوئے عورتوں میں ملا جلا ہوا جارہا تھا کسی پولیس افسر کی نظر پڑ گئی چال ڈھال سے تاڑ گیا لپک کے دریافت کیا "ایسے وقت میں کہاں جارہی ہو؟" ابراہیم یہ سُن کے سہم گیا فوراً انگوٹھی یاقوت کی ہاتھ سے اوتار کے پیش کردی افسر پولیس کا اس سے شبہہ قوی ہوگیا گرفتار کرکے کوتوال شہر کے پاس لایا کوتوال شہر نے پابزنجیر دربار خلافت میں بھیجدیا خلیفہ مامون نے بنو ہاشم اور ارکین سلطنت کو دکھلانے کی غرض سے ابراہیم کو اسی صورت وحالت سے دربار میں پیش کئے جانیکا حکمدیا بعد ازاں زیر نگرانی احمد بن ابی خالد قید کردیا بعد چندے جسوقت حسن بن سہل بغرض مصالحت روانہ ہوا اسوقت خلیفہ مامون نے حسن کی سفارش سے اسکو بھی رہا کردیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ اسکی بیٹی بوران نے سفارش رہائی کی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیم جسوقت گرفتار کیا گیا ابو اسحاق معتصم کے مکان پر لایا گیا اتفاق سے معتصم اسوقت دربار خلافت میں خلیفہ مامون کی خدمت میں تہا یہ خبر معلوم ہوئی تو بلا بھیجا اور جو جو خطائیں اس سے سرزد ہوئی تھیں ایک ایک اسکو یاد دلائیں۔ ابراہیم نے اپنے کلام منظوم ومنثور سے معذرت کی جو فصیح وبلیغ تہا اور وہ کتب تواریخ میں مذکور ہے

ہم اُس کو نقل کر کے طول کلام نہیں کیا چاہتے۔

بغاوت مصر و اسکندریہ سری بن محمد بن حکم صوبہ مصر کا والی تھا ۲۰۵ھ میں جب یہ مرگیا تو اسکا لڑکا عبد اللہ جانشین ہوا بعد چندے اِسنے علم بغاوت بلند کر دیا اور خلافت مآب کی اطاعت سے منحرف ہو گیا انھیں دنوں اُندلس سے ایک گروہ اسکندریہ میں آ اترا جسکو خلیفہ حکم بن ہشام نے اطراف قرطبہ سے ممالک مشرقیہ کی جانب جلاء وطن کر دیا تھا جب یہ گروہ وارد اسکندریہ ہوا تو اس نے دفعۃً بحالت غفلت والی اسکندریہ پر حملہ کر کے نکالدیا اور خود اسکندریہ پر قابض ہو کے ابو حفص عمر بلوطی کو اپنا امیر بنا لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ عبد اللہ بن طاہر جنگ نصر بن شبث میں مصروف تھا اس مہم سے فارغ ہو کے مصر کیطرف بڑھا اور قریب مصر پہونچکے اپنے ایک سپہ سالار کو بڑھنے کا حکم دیا عبد اللہ بن سری نے مصر سے نکلکے مقابلہ کیا ہنوز لڑائی کا کوئی آخری فیصلہ ہونے نہ پایا تھا کہ عبد اللہ بن طاہر نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے آپہونچا اور عبد اللہ بن سری کے لشکر پر دوسرے جانب سے حملہ کر دیا عبد اللہ بن سری کو شکست ہوئی مصر میں جاکے پناہ گزین ہوا عبد اللہ بن طاہر نے اس پر محاصرہ ڈالدیا بالآخر عبد اللہ بن سری نے طول و شدت حصار سے تنگ آکے امان طلب کی فریقین میں مصالحت ہوگئی یہ واقعہ سنہ ۲۱۱ھ کا ہے۔ بعد اسکے عبد اللہ بن طاہر نے اُس گروہ کی سرکوبی کیطرف رُخ کیا جنھوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تھا ان لوگوں نے اسکی آمد کی خبر پاکے امان کی درخواست پیش کی عبد اللہ بن طاہر نے اس شرط سے منظور کیا کہ اسکندریہ چھوڑ کے بحر روم کے کسی جزیرہ میں جو اسکندریہ سے متصل ہو چلے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط کے مطابق اسکندریہ خالی کر دیا اور جزیرہ اقریطش پر جاکے قبضہ کر لیا اور وہیں مکانات بنالئے اُسی زمانہ سے یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور اسی گروہ کے اعقاب اسپر متصرف و قابض رہے تا آنکہ فرنج

(فرانس) نے اُسکو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

عمال | جسوقت ۲۰۴ھ میں خلیفہ مامون وارد بغداد ہوا اور فتنہ و بغاوت کی مشتعل آگ خاموش ہوگئی اُسوقت خلیفہ مامون نے انتظاماً عمال کا رَدّ و بدل شروع کیا کوفہ پر اپنے بھائی ابو عیسیٰ کو، بصرہ پر اپنے دوسرے بھائی صالح کو، حرمین پر عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابیطالب کو، موصل پر سید بن انس ازدی کو، اور بغداد کے سررشتہ پولیس پر طاہر بن حسین کو مامور فرمایا یہہ ان دنوں رقہ میں تھا حسن بن سہل نے اسکو یہاں کا والی مقرر کیا تھا مگر خلیفہ مامون نے اسکو رقہ سے طلب کرکے بغداد کے سررشتہ پولیس کی افسری مرحمت فرمائی تھی چنانچہ طاہر بن حسین رقہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین بناکے بغداد چلا آیا پھر بعد چندے خلیفہ مامون نے اُسکو خراسان اور کل صوبجات مشرقیہ کی گورنری عنایت کی اور اسکے بیٹے عبداللہ کو طلب کرکے بجائے اسکے بغداد کے سررشتہ پولیس پر متعین کیا اور یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کی حکومت دی عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو ارمینیہ، آذربیجان کی گورنری اور جنگ بابک کا انتظام سپرد کیا اس اثناء میں سری بن محمد بن حکم والی مصر نے وفات پائی بجائے اسکے بیٹے عبداللہ کو مقرر کیا اور داؤد بن یزید گورنر سندھ کا بھی انتقال ہوگیا بجائے اسکے بشر بن داؤد مقرر کیا گیا اس شرط پر کہ دس ہزار دراہم سالانہ دارالخلافت میں بھیجا کرے بعد اسکے یحییٰ بن معاذ ۲۰۶ھ میں اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بناکے مرگیا خلیفہ مامون نے اسکو معزول کرکے عبداللہ بن طاہر کو جزیرہ کی سند گورنری مرحمت فرمائی ساتھ ہی اسکے مصر کو بھی اسی کی گورنری سے ملحق کرکے جنگ نصر بن شبث پر جانیکا حکم دیدیا۔ عیسیٰ بن یزید جلودی کو ۲۰۵ھ میں مہم زط پر مامور فرمایا بعد ازاں ۲۰۶ھ میں معزول کرکے داؤد بن منجور کو متعین کیا اور مضافات بصرہ، دجلہ، یمامہ اور بحرین کو بھی اسی کی گورنری میں شامل کردیا

سنہ ۲۰۶ھ میں محمد بن حفص کو طبرستان، رویان اور دنیاوند کی گورنری دی گئی۔ اسی سنہ میں سید بن انس نے عرب کے ایک گروہ بنوشیبان نامی پر خلیفہ مامون کے حکم کے مطابق حملہ کیا اسوجہ سے کہ بنوشیبان آئے دن فتنہ وفساد برپا کرتے تھے بمقام دسکرہ میں بنوشیبان سے معرکہ آرائی ہوئی اور نہایت بیرحمی سے پامال کئے گئے۔ سنہ ۲۰۹ھ میں علی بن صدقہ معروف بہ زریق کو ارمینیہ اور آذربیجان کی گورنری دی گئی اور جنگ بابک کا حکم دیا گیا اس نے اپنی طرف سے احمد بن جنید اسکافی کو مامور کیا جسکو بابک نے قید کرلیا پس ابراہیم بن لیث بن فضل آذربیجان کی گورنری پر بھیجا گیا اندنوں جبال طبرستان میں شہریار بن شروین تھا جسکا سنہ ۲۱۰ھ میں انتقال ہوا بجائے اسکے اسکا بیٹا سابور مقرر کیا گیا مازیار بن قارن نے اسپر فوجکشی کی لڑائی ہوئی سابور گرفتار ہوکے قتل کرڈالا گیا اور طبرستان وغیرہ پر مازیار بن قارن کا قبضہ ہوگیا سنہ ۲۱۱ھ میں زریق نے سید بن انس والی موصل پر چڑھائی کی زریق وہ شخص ہے جس نے جبال پر مابین موصل و آذربیجان قبضہ کرلیا تھا اور جسکو خلیفہ مامون نے سنہ ۲۰۹ھ میں ارمینیہ وغیرہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی چونکہ

اس سے اور سید بن انس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں موقع پاکے ایک فوج کثیر مجتمع کرکے بقصد جنگ سید بن انس موصل پر چڑھائی کردی سید بن انس نے چار ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا نہایت شدت سے لڑائی جاری ہوئی اثنار معرکہ میں سید ابن انس کام آگیا۔ خلیفہ مامون کو اس خبر وحشت اثر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی اوائل سنہ ۲۱۲ھ میں محمد بن حمید طوسی کو موصل کی سند گورنری مرحمت فرماکے جنگ زریق و بابک خرمی کا حکم صادر فرمایا چنانچہ محمد بن حمید طوسی نے موصل پہونچکے زریق کو نیچا دکھایا موصل پر کمال خوش اسلوبی سے قبضہ حاصل کرلیا۔ انہیں[۱] ایام میں موسی بن حفص گورنر

[۱] یہ واقعات سنہ ۲۱۲ھ کے ہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۲۔

طبرستان نے وفات پائی خلیفہ مامون نے اسکے بیٹے کو بجائے اسکے مقرر کیا اور حاجب بن صالح کو سندھ کی حکومت عنایت کی بشر بن داؤد سابق والی سندھ نے اسکو چارج دینے سے انکار کیا دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی آخر الامر بشر بن داؤد شکست کھاکے کرمان کیطرف بھاگ گیا ۲۱۴ھ کے دور میں محمد بن حمید طوسی بابک خرمی کی لڑائی میں مارا گیا۔

محمد کا واقعہ قتل یوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مہم موصل سے فارغ ہوکے بابک خرمی پر چڑھائی کی اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے اسکو ہزیمت دیتا ہوا اور مضافات مقبوضہ کا انتظام کرتا ہوا ایک پہاڑ کے دامن تک پہنچا بابک خرمی دامن کوہ میں تھوڑی دیر تک لڑکر پہاڑ پر چڑھ گیا محمد بن حمید نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا جب تقریباً تین کوس تک چڑھ گیا تب بابک کے ہمراہیوں نے کمینگاہ سے نکل کے محمد بن حمید پر دفعتہً حملہ کیا ان لوگوں کے حملہ کرتے ہی بابک بھی لوٹ پڑا محمد بن حمید کے ہمراہی گھبرا کے بھاگ کھڑے ہوئے مگر محمد بن حمید کے قدم کو جنبش نہوئی اسکے ہمراہ صرف ایک شخص باقی رہ گیا تھا نہایت ثابت قدمی و استقلال سے لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا اتفاق سے بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے محمد بن حمید کو چاروں طرف سے گھیر لیا جو منہزم گروہ کی ایک جماعت کو خاک وخون میں ملا رہا تھا محمد بن سب زخمی ہوکر گرا اور بات کی بات میں تڑپکر دم توڑ دیا خلیفہ مامون کو اسکے قتل سے سخت صدمہ ہوا۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی گورنری عنایت فرمائی گئی اسکا بھائی طلحہ بن طاہر مرگیا تھا، علی بن طاہر اپنے بھائی کی طرف سے خراسان کی حکومت پر متمکن تھا، عبداللہ بن طاہر مقام دینور میں بقصد جنگ بابک لشکر کی درستگی و آراستگی میں مصروف تھا اور خوارج نے میدان خالی دیکھ کے قریہ مضافات نیشاپور میں بلوہ کردیا تھا خلیفہ مامون نے یہ خبر پاکے عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی سند گورنری مرحمت فرماکے فوراً روانہ ہوجانیکا حکم دیدیا چنانچہ عبداللہ بن طاہر دینور سے روانہ ہوکے نیشاپور پہونچا اور اہل نیشاپور سے

والی نیشاپور کے خصایل وعادات دریافت کیے کسی نے کچھ جواب نہ دیا عبداللہ بن طاہر نے اسکو معزول کر دیا بلوہ فرو ہو گیا

۲۱۲ھ میں احمد بن محمد عمری معروف بہ احمر العین نے یمن میں برخلاف خلافت سنیہ علم بغاوت بلند کیا خلیفہ مامون نے انتظاما محمد بن عبدالحمید معروف بہ ابوالرازی کو یمن پر مامور فرمایا اور ۲۱۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ، ثغور اور عواصم پر اپنے بھائی ابو اسحاق معتصم کو شام و مصر پر اور عبداللہ بن طاہر کو خراسان پر مقرر کر کے روانہ کیا اور ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ دراہم بطور انعام کے مرحمت فرمائے ابو اسحاق معتصم نے اپنی جانب سے ابن عمیرہ باذغیسی کو مصر کا والی مقرر کیا قیسیہ اور یمانیہ کے ایک گروہ نے ہنگامہ کر کے ۲۱۴ھ میں ابن عمیرہ کو مار ڈالا چار ناچار ابو اسحاق معتصم خود مصر گیا اور بزور تیغ ان لوگوں کو زیر کیا اور وہیں قیام کر کے بلاد مصریہ پر اپنے جانب سے عمّال مقرر کیے تھوڑے ہی دنوں میں فتنہ و فساد فرو ہو کے امن و امان قایم ہو گیا۔ ۲۱۳ھ میں چونکہ بشر بن داؤد نے دار الخلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اسوجہ سے خلافت پناہی نے غسان بن عباس کو سندھ کی گورنری پر مامور فرمایا ۲۱۴ھ میں خلیفہ مامون نے ابو دلف کو دربار خلافت میں طلب کیا ابو دلف خلیفہ محمد امین کے ہمراہیوں میں سے تھا اور علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ہمراہ طاہر بن حسین سے جنگ کرنے کو آیا تھا علی بن عیسیٰ کے مارے جانے کے بعد ہمدان میں واپس آیا طاہر بن حسین نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور خلیفہ مامون کی بیعت کرنے کو کہا ابو دلف نے جواب دیا کہ میں سردست خلیفہ مامون کی بیعت نہیں کرونگا ساتھ ہی اسکے فریقین میں سے میں کسی کا ساتھ بھی نہ دونگا طاہر نے اسکو غنیمت جانکے منظور کر لیا اور ابو دلف نے کرخ مضافات ہمدان میں پہونچکے قیام کر دیا اُس زمانہ سے یہ کرخ ہی میں رہا تا آنکہ خلیفہ مامون نے بقصد

رے کوچ کیا اور اسکو بلا بھیجا چنانچہ ابو دلف باوجودیکہ اسکے ہمراہیوں اور اعزہ و اقارب نے منع کیا ترساں و خایف دربار خلافت کو روانہ ہوا خلیفہ مامون نے خلاف توقع اسکی عزت افزائی کی اور کمال توقیر سے اپنا مہمان بنایا۔ اسی سنہ میں ابوالرازی والی یمن مارڈالا گیا اور خلیفہ مامون نے علی بن ہشام کو جبل، قم، اصفہان اور آذربیجان کی گورنری مرحمت فرمائی اسی اثنا میں اہل قم میں بغاوت پھوٹ نکلی اس وجہ سے کہ اہل قم نے خراج میں ایک لاکھ دراہم کے کم کرنے کی درخواست دی تھی اس امید پر کہ خلیفہ مامون نے بزمانہ قیام عراق اہل عراق کا خراج کم کردیا تھا مگر انکی درخواست مقرون اجابت نہ ہوئی تب ان لوگوں نے ادائے خراج سے انکار کردیا خلیفہ مامون نے انکی سرکوبی پر علی بن ہشام اور عجیف بن عنبسہ کو مامور فرمایا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے بلوائیوں کو منتشر کردیا یحیی بن عمران مارا گیا شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کردی گئیں اور سات لاکھ تاوان جنگ قم والوں سے وصول کیا گیا۔ ۲۱۶ھ میں عبدوس فہری نامی ایک شخص نے مصر میں سر اوٹھایا اور معتصم کے بعض عمال کو قتل کرڈالا خلیفہ مامون یہہ خبر پاکے دمشق سے مصر آیا اسکے آتے ہی بلوہ فرو ہوگیا لوگوں نے عبدوس کو گرفتار کرکے خلیفہ مامون کے روبرو حاضر کیا خلیفہ مامون نے قتل کا حکم صادر کردیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ مامون کو علی بن ہشام سے ناراضی پیدا ہوئی اور یہہ ناراضی اس درجہ بڑھی کہ عجیف اور احمد بن ہشام کو اسکے مال و اسباب اور سلاح کے ضبط کرلینے پر مامور کیا علی بن ہشام نے یہہ خبر پاکے عجیف کو قتل کرکے بابک کے پاس چلے جانے کا قصد کیا مگر اس میں کامیاب نہ ہونے پایا عجیف نے اسکو گرفتار کرکے دربار خلافت میں پیش کیا خلیفہ مامون نے اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اسکے سرکو شام، عراق، خراسان اور مصر میں نیزہ پر رکھکے پھر اسکے دربار میں ڈالدیا۔ اسی سنہ میں غسان بن عباد سندھ سے معہ بشر بن داؤد کے وارد بغداد ہوا اور خلیفہ

مامون نے عمران بن موسیٰ عکی کو سندھ کی گورنری مرحمت فرمائی اور جعفر بن داؤد قمی جیل مصر سے قم کی جانب بھاگ گیا اور قم پہونچکے علم بغاوت بلند کردیا مگر علی بن عیسیٰ قمی کی حسن تدبیر سے بہت جلد گرفتار ہو کے دار الخلافت میں بھیجدیا گیا خلیفہ مامون نے قتل کا حکم دیدیا۔ یہ اس زمانہ سے جیل مصر میں مقید تھا جب سے کہ خلیفہ مامون نے اسکو حکومت قم سے معزول کیا تھا۔

صوائف سنہ ۲۰۸ھ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو جبکہ سات برس چھ مہینے حکومت کرچکا تھا قتل کر ڈالا اور میخائیل ابن جرجیس معزول بادشاہ کو دوبارہ تخت سلطنت پر بٹھلایا نو برس تک اس نے اُن پر حکومت کرکے ۲۱۵ھ میں انتقال کیا اس کے مرنے پر اسکا لڑکا توفل تخت نشین ہوا۔ سنہ ۲۰۱ھ میں عبداللہ بن خرداذبہ والی طبرستان نے بلاذرا ور شیرز بلاد دیلم سے اور جبال طبرستان کو فتح کیا، شہریار بن شروین جبال طبرستان سے باہر کردیا گیا، مازیار بن قارن بقصد حاضری دربار خلافت بغداد کیطرف روانہ ہوا اور ابو لیلیٰ نے والی دیلم کو گرفتار کرلیا اسی سنہ میں بابک خرمی جاویدانیہ میں ظاہر ہوا یہ جاویدان بن سہل کے ہمراہیوں سے تھا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ روح جاویدان کی مجھ میں حلول کرگئی ہے جاویدان کے معنی دائم و باقی کے ہیں اور خرم کے معنی شادمانی کے ہیں یہ فرقہ[1] معتقدات مجوس کا معتقد تھا۔ سنہ ۲۰۱ھ میں ابو بلال صابی شاری نے خروج کیا۔ خلیفہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو معہ ایک گروہ سپہ سالاران کار آزمودہ کے اسکی سرکوبی پر متعین فرمایا لڑائیاں ہوئیں ابو بلال انھیں لڑائیوں میں مارا گیا۔

---

[1] اس فرقہ کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ روح قالب عنصری چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے۔ اور ماں، بہن، اور بیٹی کے ساتھ نکاح درست ہے۔ اسی اعتبار سے اس مذہب کو دین فرح کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۲۔

محرم ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب (طاہر کے چچازاد بھائی) کو اپنا قایم مقام بنا کے لشکر صایفہ کے ساتھ بغرض جہاد بلاد روم میں داخل ہوا ساتھ ہی اسکے اسکو سواد، حلوان اور دجلہ کی گورنری بھی مرحمت فرمائی۔ جسوقت خلیفہ مامون مقام تکریت میں پہنچا محمد بن علی رضا ملنے کو آئے خلیفہ مامون نے خوشنودی فراج کی خلعت مرحمت فرمائی اور اپنی بیٹی ام فضل سے (نکاح کے تیرھویں برس) خلوت صحیحہ کرادی بعد اسکے محمد بن علی رضا معہ اپنے اہل کے مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہوئے۔ خلیفہ مامون براہ موصل منبج گیا اور منبج سے رابق پھر انطاکیہ بعدازاں مصیصہ وطرسوس ہوتا ہوا بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ قرہ کو بزور تیغ فتح کر کے اُسکے شہرپناہ کو منہدم کرادیا بعضوں کا بیان ہے کہ یہہ قلعہ بصلح و امان مفتوح کیا گیا بہرکیف اس سے پیشتر اسی طرح قلعہ ماجد پر اپنی کامیابی کا پھریرہ اوڑایا اُنھیں دنوں اشناس کو قلعہ سندس کی جانب اور عجیف وجعفر کو قلعہ سنان کیطرف تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ والیان قلعہ سندس وسنان نے اطاعت قبول کرلی۔ اسکا بیٹا عباس شہر ملطیہ میں بقصد جہاد داخل ہوا معتصم مصر سے مراجعت کر کے موصل میں پہونچنے سے پہلے خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اسی عین میں اسکا بیٹا عباس آملا خلیفہ مامون نے بلاد روم سے واپس ہو کے دمشق کی جانب کوچ کیا۔

پھر رومیوں نے خلیفہ مامون کے مراجعت کرنے کے بعد اپنی قوت کو سنبھالا اور اطراف وجوانب سے فوجیں مرتب ومہیا کر کے طرسوس ومصیصہ پر حملہ کردیا اہل طرسوس ومصیصہ مصالحت کے خیال میں بیخبر بیٹھے ہوئے تھے نہایت بیرحمی سے قتل وغارت کیئے گئے طرہ اسپر یہہ ہوا کہ والی روم نے اس جوش کامیابی میں خلیفہ مامون کی خدمت میں جو خط لکھا تو اوسکے سرنامہ پر اپنا نام لکھدیا خلیفہ مامون اس خط کو دیکھ کے آگ بگولا ہوگیا غصہ سے آنکھیں سُرخ ہوگئیں پُورا خط بھی نہ پڑھا اور بجائے جواب لکھنے کے خود ہی

لُوٹ پڑا بلادروم میں اسکی مراجعت سے ایک ہل چل سی پڑ گئی متعدد قلعات جو نہایت مستحکم اور مضبوط بنے ہوئے تھے بزور تیغ مفتوح کرتا ہوا ہر قلعہ پر پہونچکے جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہل قلعہ مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر میں مجبور ہو کے امن کے خواستگار ہوئے اور مصالحت کے ساتھ قلعہ سپرد کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتصم نے بھی جو بلادروم میں دوسرے جانب جنگ کر رہا تھا تیس قلعات مفتوح کئے ازانجملہ ایک مطمورہ ہے تیسری طرف یحییٰ بن اکثم مصروف جدال وقتال تھا اس نے بھی اس جہاد میں بہت بڑا حصہ نیکنامی اور کامیابی کا حاصل کیا ملک روم کے بہت سے شہروں کو ویران اور ہزاروں گھروں کو بے چراغ کر کے سیکڑوں قیدی پکڑ لایا۔ والی روم نے تنگ آکے اپنی گستاخی کی معافی چاہی خلیفہ مامون نے اپنی فوج کو مراجعت کا حکم دیا واپس ہو کے کیسوم آیا دو روز قیام کر کے دمشق کی جانب کوچ کر دیا۔ (یہ واقعات سنہ ۲۱۶ھ کے ہیں)۔

بعد اسکے سنہ ۲۱۷ھ میں رومیوں کی بدعہدی اور متمردانہ حرکات سے خلیفہ مامون نے بلادروم کی طرف بقصد جہاد قدم بڑھائے اور قلعہ لولوہ پر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا تین مہینے دس یوم کے محاصرہ کے بعد عجیف کو حصار پر چھوڑ کے واپس آیا نوفل والی روم نے یہہ خبر پا کے عجیف کو جا کے گھیر لیا خلیفہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر عجیف کی کمک کو روانہ کیا نوفل یہہ سن کے کوچ کر گیا اہل قلعہ لولوہ نے امن کی اور نوفل نے مصالحت کی درخواست کی جو منظور نہ کی گئی اور یہہ سنہ انھیں لڑائیوں میں تمام ہو گیا۔ خلیفہ مامون اُن دنوں سلوس میں تھا شروع سنہ ۲۱۸ھ میں پھر بلادروم کیطرف جہاد کرتا ہوا لوٹا۔ اور اپنے بیٹے عباس کو تعمیر طوانہ پر مامور کیا چنانچہ عباس نے طوانہ کو ایک میل مربع میں آباد کیا چار کوس کی شہر پناہ بنوائی ہر چہار سمت ایک ایک دروازہ رکھا اور تکمیل تعمیر کے بعد لوگوں کو مختلف شہروں سے لا کے آباد کیا۔

مامون کی وفات اور معتصم کی خلافت

سنہ ۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون[1] تہ ریربردن پر پہونچکے علیل ہوا یوماً فیوماً مرض بڑھتا گیا اسی حالت میں عراق چلا گیا اور مقام طرطوس میں پہونچکے جان بحق تسلیم کردی یہہ واقعہ اسکے خلافت کے بیسویں برس کا ہے۔ اسکا ولی عہد اسکا بھائی معتصم تہا۔ کنیت اسکی ابو اسحاق تھی اور نام محمد تہا خلیفہ مامون کے مرنے پر معتصم کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ یہہ واقعہ پندرہویں رجب سنہ ۲۱۸ھ کا ہے۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ عباس بن مامون سریر خلافت پر متمکن کیا جائے خلیفہ معتصم نے عباس بن مامون کو دربار خلافت میں طلب کیا عباس نے حاضر ہوکے بطیب خاطر بیعت کرلی شور و غوغا فرو ہوگیا خلیفہ معتصم نے اُسی وقت طوانہ کے مسمار و ویران کرنیکا حکم صادر کیا سامان و اسباب جسقدر اُٹھا سکے اُٹھا لائے باقی کو جلا دیا اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس آئے۔

---

[1] خلیفہ مامون کی کنیت ابو العباس اور نام عبد اللہ تہا پندرھویں ربیع الاول سنہ ۱۷۰ھ شب جمعہ کو جس رات خلیفہ ہادی کا انتقال اور اُسکا باپ ہارون الرشید تخت نشین ہوا بطن مراجل (ام ولد) سے پیدا ہوا۔ عالم طفلی ہی میں کل علوم کی تکمیل کرلی تھی اس نے ہشیم عباد بن عوام یوسف بن عطیہ ابو معاویہ عمر بن اسمٰعیل بن علیہ اور حجاج اعور سے حدیث کی سماعت کی اور اس سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم جعفر بن ابی عثمان طیالسی اور امیر عبد اللہ بن طاہر نے روایت کی ہے۔ فقہ و علوم عربیہ و ایام الناس کا بہت بڑا عالم تہا۔ بڑے ہونے پر علوم فلسفیہ کی جانب متوجہ ہوا اور تہوڑے ہی دنوں میں ان علوم میں بھی بہت بڑی دستگاہ حاصل کرلی آخر اسی کمبخت فلسفہ کی بدولت قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا قایل ہوگیا۔ سنہ ۲۱۸ھ میں اسحاق بن ابراہیم کو بغداد میں قضاۃ، علماء اور محدثین کے امتحان پر مقرر کیا جو شخص قرآن کریم کے مخلوق ہونے سے انکار کرتا اسکو سزا دیجاتی، جیل کی مصیبتیں جھیلتا، دُرّے لگتے شہر بدر کیا جاتا غرض اُسکی بے عزتی اور بے توقیری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا۔ امام احمد بن حنبل اسی کے عہد خلافت میں تھے۔ انہوں نے بھی (باقی صفحہ ۱۲۷ میں)

محمد بن قاسم کا خروج

محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسین مدینہ منورہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے عابد، زاہد اور نیک سیرت تھے۔

خراسان کا ایک شیطان بصورت انسان انکے پاس آکے رہنے لگا اسنے یہہ خیال مستحکم کر دیا کہ "آپ مستحق امامت ہیں" اور جو لوگ خراسان سے حج کرنے کو آتے وہ اس کی تحریک و ترغیب سے آپکی بیعت کر لیتے تھے۔ ایک مدت اسی حالت سے گذری جب خراسان کے معتقدین کی کثرت ہوئی تو محمد بن قاسم معہ اس خراسانی شیطان کے جورجان گئے اور مصلحتاً چندے دونوں روپوش رہے مگر یہہ در پردہ لوگوں کو آپکی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا اور رؤساء و امراء کو آپ سے ملاتا رہتا تھوڑے دنوں بعد اس خراسانی شیطان نے محمد بن قاسم کو خروج کرنے کی رائے دی اور لوگوں کو علانیہ رضا من آل محمد کی شیعوں کی طرح دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں خراسان کے نامی سپہ سالار عبداللہ بن طاہر نے اس طوفان کے روکنے کی طرف توجہ کی اطراف طالقان میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کو ہزیمت ہی اُٹھانا پڑی آخرکار تن تنہا میدانِ جنگ سے جان بچا کے بھاگ گئے نسا پہونچے کسی نے والی نسا سے

(بقیہ صفحہ گذشتہ کا) قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کیا خلیفہ معتصم نے اسقدر دُرّے پڑوائے کہ ہوش و حواس جاتے رہے تمام بدن زخموں سے چورچور ہو گیا اسپر بھی تشفی نہ ہوئی تو جیل بھجدیا اڑتالیس برس کی عمر پائی بیس برس پانچ مہینے تیئیس یوم خلافت کی باستثناء اُس برس کے جبکہ مکہ معظمہ میں اسکی بیعت کی گئی تھی اور اسکا بھائی خلیفہ امین بغداد میں محصور رہتا۔

خلیفہ مامون اکثر کہا کرتا تھا کہ معاویہ عمر بن العاص کی وجہ سے عبدالملک حجاج کے سبب سے اور میں بذاتہ مشہور ہوا ہوں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت عباسیہ ایک خلیفہ فاتح ایک درمیانی ایک خاتم ہوا ہے فاتح تو سفاح خلیفہ اوّل کہلاتا ہے اور مامون درمیانی خلیفہ تھا اسکے زمانہ میں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا اور خاتم خلافت معتضد ہے۔ (باقی صفحہ آئندہ میں)

آپ کے آنے کی خبر کر دی والی نسا نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس اور عبداللہ بن طاہر نے پندرھویں ربیع الاوّل ۲۱۹ھ میں دار الخلافت بغداد خدمت میں خلیفہ معتصم کے بھیجدیا خلیفہ معتصم نے مسرور الکبیر خادم کے زیر نگرانی قید کر دیا سال پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اسی سنہ کے شب عید الفطر میں جیل سے نکل کے بھاگ گئے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

جنگ زط زط ایک گروہ عوام الناس کا تھا جنہوں نے راہ بصرہ پر قبضہ کر لیا تھا دن دھاڑے مسافروں اور تاجروں کو لوٹ لیتے اور قرب و جوار کے قصبات و دیہات کو ویران کر دیتے تھے محمد بن عثمان انکا سردار اور سماق نامی ایک شخص انکے کاموں کا منصرم و منتظم تھا خلیفہ معتصم نے ۲۱۹ھ کی ماہ جمادی الآخرہ میں عجیف بن عنبسہ کو اس ناہنجار گروہ کی سرکوبی پر مامور فرمایا چنانچہ عجیف واسط سے ایک لشکر عظیم الشان مرتب کر کے زط کے مقابلہ پر پہنچا پہلے ہی معرکہ میں تین سو آدمیوں کو قتل اور پانچسو کو گرفتار کیا۔ مقتولوں کے سروں کو دار الخلافت بغداد بھیجدیا بعد اسکے سات مہینے تک مسلسل زط کے ساتھ معرکہ آرائیوں میں مصروف رہا زط نے مجبور ہو کے ماہ ذی حجہ سنہ مذکور میں امن کی درخواست کی اور سب کے سب معہ عورتوں اور بچوں کے جو تعداد میں سترہ ہزار تھے جن میں بارہ ہزار جنگ آور تھے حاضر ہو گئے عجیف اُن سبھوں کو اوسی ہیئت و صورت سے جسطرح کہ وہ میدان جنگ میں آتے تھے کشتیوں پر سوار کرا کے یوم عاشورا ۲۲۰ھ میں داخل بغداد ہوا خلیفہ معتصم ان کے دیکھنے کو ایک کشتی پر سوار ہو کے شماسہ کیجانب

(بقیہ صفحہ گذشتہ کا) خلفاء عباسیہ میں یہ خلیفہ بہت بڑے جاہ و جلال کا تھا۔ جواد، کریم، عالم، علم دوست اور شجاع تہا۔ خاندان برامکہ کو اسی نے اپنے عہد خلافت میں ذلت و رسوائی سے نجات دی۔ اور عزت افزائی کی مگر فضل و جعفر کے نہ ہونے سے ناموری نہ پیدا ہوئی۔ ملخص از تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۷۶ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۰ و فوات الوفیات جلد اول صفحہ ۲۳۶۔

آیا اور بعد معائنہ عین زربہ کی طرف جلاء وطن کر دیا رومیوں نے موقع پا کے ان پر شبخون مارا ایک بھی ان میں سے جانبر نہ ہوا

تعمیر سامرا خلیفہ معتصم نے اپنے عہد خلافت میں مصر کے ایک گروہ کو مجتمع کر کے مطاربہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور سمرقند، اشروسنہ اور فرغانہ سے ایک گروہ کو منتخب کر کے فراغنہ کا لقب دیا تھا یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کے بازار اور عام گذرگاہوں میں دوڑاتے ہوئے نکلتے تھے اکثر بچے، بوڑھے اور عورتیں چوٹ کھا جاتی تھیں عام باشندگان بغداد کو اس سے تکلیف ہونے لگی جس وقت ان میں سے کوئی تن تنہا کہیں ملجاتا تو اہل بغداد اُسکو کھیل کھا لیتے مگر اسپر بھی انکی تشفی نہ ہوئی واویلا وامصیبتاہ کا شور مچانے لگے وقت بے وقت معتصم کے کانوں تک یہ آواز پہونچنے لگی بہ نظر رفاہ عام قاطون کے تعمیر کرنے اور ان لوگوں کو وہاں لیجا کے آباد کرنے کا قصد کیا یہ وہ شہر ہے کہ جسکی خلیفہ رشید نے بنا ڈالی تھی اتفاق وقت سے اسکی تعمیر تکمیل کو نہ پہونچی فصیلیں اور شہر پناہ کی دیواریں مسمار و خراب ہوگئیں۔ خلیفہ معتصم نے اپنے بیٹے واثق کو بغداد میں اپنا جانشین بنا کے قاطون آیا اور دوبارہ تعمیر کی بنا ڈالی۔ چنانچہ ۲۲۰ھ میں سلسلہ تعمیر کو پہونچا کے سر من رائے کے نام سے موسوم کیا عوام الناس کثرت استعمال سے سامرا کہنے لگے اسی زمانہ سے سامرا ان لوگوں کا دار الحکومت قرار پایا۔

فضل بن مروان کا ادبار یحیی جرمقانی خلیفہ معتصم کا زمانہ ولیعہدی میں سکرٹری تھا اسکے پاس ایک شخص فضل بن مروان بردانی رہتا تھا چونکہ اسکا خط صاف تھا یحیی جرمقانی اسی سے خطوط لکھایا کرتا اور پیشی کا کام لیتا تھا اتفاق سے یحیی جرمقانی مرگیا تو معتصم نے فضل بن مروان کو

بجائے اسکے سکرٹری کا عہدہ عنایت کیا اور اپنے ہمراہ شام اور مصر لے گیا اس سفر سے اسکی حالت درست ہوگئی بہت سا مال اور سامان امارت جمع کرلیا بعد چندے جب معتصم تخت نشین ہوا تو فضل بن مروان کے اختیارات بہت وسیع ہوگئے۔ ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا قلمدان وزارت کا تو مالک تھا ہی محکمہ دیوان وخزانہ کا بھی افسر ہوگیا شامت آئی تو اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کے ناک میں بال ہو رہا ہوں اکثر انعامات اور صلے کے دینے میں خلیفہ معتصم کے حکم کی تعمیل نہ کرنے لگا حاضرین دربار نے خلیفہ معتصم کے کان بھرنا شروع کردیا وقت بے وقت جب موقع ملجاتا فضل کے حق میں دو چار کلمے برائی کے کہہ گذرنے لگے اور اس امر کو بھی مناسب موقع پر ظاہر کردینے لگے کہ فضل آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا معتصم کو اس سے ایک خاص خیال پیدا ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۲۲۰ھ میں حساب فہمی کے بعد اسکو معہ اسکے اہل وعیال کے حراست میں لے لیا اور بجائے اسکے محمد بن عبدالملک بن الزیات کو مقرر فرمایا پھر تھوڑے دنوں بعد فضل کو جیل سے نکلوا کے موصل کے کسی گانوں کیجانب جلاوطن کردیا۔

تجاربات بابک خرمی

بابک خرمی کے حالات اور سنہ ۲۰۱ھ میں اسکے خروج وظہور کے واقعات اور یہ کہ یہ جاویدان بن سہل کا پیرو ہے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس نے شہر بذ کو اپنا ملجا و مامن بنا رکھا تھا خلیفہ مامون نے اپنے عہد خلافت میں جس قدر فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں سبھوں کو اس نے نیچا دکھایا بہت سے سپہ سالاران لشکر کو قتل کر ڈالا اور اکثر قلعات کو جو مابین اردبیل اور آذربیجان کے تھے ویران ومسمار کردیا جب خلیفہ معتصم تخت خلافت پر متمکن ہوا ابو سعید محمد بن یوسف کو اس مہم پر مامور کیا چنانچہ ابو سعید نے حسب حکم

خلیفہ معتصم اُن قلعات کو جن کو بابک خرمی نے ویران و مسمار کر دیا تھا از سرِ نو تعمیر کرایا فوج، آلات حرب اور غلہ کی کافی مقدار سے قلعہ کو مضبوط و مستحکم کیا اس اثناء میں بابک خرمی کے کسی سریہ نے اِن بلاد پر شبخون مارا ابو سعید نے اُس کا تعاقب کیا اور نہایت مستعدی سے جو کچھ کہ وہ لوٹ لے گیا تھا اس سے چھین لیا بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اکثر کو گرفتار کر لیا مقتولوں کے سروں اور قیدیوں کو ایک عرضداشت کے ساتھ دربار خلافت میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیجدیا۔ (یہ پہلی ہزیمت تھی جو کہ بابک خرمی کے ہمراہیوں کو نصیب ہوئی) دوسری ہزیمت محمد بن بعیث کے ذریعہ سے ہوئی۔ یہ آذربیجان کے ایک قلعہ میں جسکو اس نے ابن داؤد سے لیا تھا رہتا تھا۔ اور بابک خرمی کا معین و مددگار تھا اور اس کے سرایا اور فوجوں کو رسد رسانی کا کام دیتا تھا اتفاق سے واقعہ مذکورہ کے بعد بابک خرمی کا ایک سپہ سالار عصمت نامی اس قلعہ کی طرف سے ہو کر گزرا حسب عادت قدیمہ محمد بن بعیث نے دعوت کی عزت و احترام سے ٹھہرایا رات کے وقت حالت غفلت میں عصمت کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیجدیا اور اسکے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا خلیفہ معتصم نے عصمت سے بابک کے بلاد اور قلعات کے اسرار دریافت کئے عصمت نے بامید رہائی عرض کر دئے خلیفہ معتصم نے عصمت کو قید کر دیا اور افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کی گورنری مرحمت فرما کے جنگ بابک پر روانہ کر دیا۔

افشین نے میدان کارزار میں پہونچکے پہلے رسد رسانی کا انتظام کیا اور راستوں کو خطرات سے پاک و صاف کرنے کے نظر سے تھوڑی تھوڑی دور پر چوکیاں بٹھلائیں کار آزمودہ اور تجربہ کار سپہ سالاروں کو پٹرول پر متعین کیا جو شب و روز اردبیل سے اسکے لشکر گاہ تک گشت کیا کرتے اور رسد

وغلہ اور کل مایحتاج الیہ سامان کو بحفاظت تمام لشکرگاہ تک پہونچایا کرتے اور
جب بابک خرمی کا کوئی جاسوس ملجاتا تو افشین اس سے بابک کے اخلاق، برتاؤ
اور احسانات کو دریافت کرتا اور اس سے دو چند اُن لوگوں کو مرحمت کرکے رہا
کردیتا۔ بعد اسکے خلیفہ معتصم نے بغا الکبیر کو معہ کثیر التعداد فوج اور مال واسباب
کے افشین کی کمک پر روانہ کیا بابک یہ سن کے بغا الکبیر پر شبخون مارنے پر طیار
ہوگیا جاسوسوں نے افشین تک یہ خبر پہونچادی افشین نے بغا الکبیر کو لکھ بھیجا کہ تم
قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر تک آؤ اور قافلہ کے روانہ ہوجانے کے بعد معہ اپنے ہمراہیوں
کے پھر اردبیل واپس چلے جاؤ بغا الکبیر نے ایسا ہی کیا بابک یہ خبر پاکے بغا الکبیر کا
قافلہ قلعہ نہر کی طرف روانہ ہوگیا ہے شبخون مارنے کے قصد سے معہ اپنے چُنے ہوئے
ہمراہیوں کے نکل کھڑا ہوا افشین چپکے سے جس دن بغا سے ملنے کا وعدہ تھا
نکل کے اردبیل کی طرف چلا گیا اور بحفاظت تمام بغا کو معہ مال واسباب کے
ابو سعید کے مورچہ میں لاکے ٹھہرایا اس اثناء میں بابک قافلہ تک پہونچ گیا قافلہ
کے ہمراہ والی قلعہ نہر بھی تھا۔ بغا الکبیر سے تو مڈبھیڑ نہ ہوئی والی قلعہ نہر سامنے
پڑ گیا لڑائی ہونے لگی بابک کے ہمراہیوں نے اُن لشکریوں کو جو قافلہ کے ہمراہ
تھے تہِ تیغ کرکے جو کچھ مال واسباب پایا لوٹ لیا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں افشین کے
سپہ سالاروں میں سے ہیثم نامی ایک سپہ سالار سے دوچار ہوگیا بابک نے اُسکو
بھی ہزیمت دی ہیثم ایک قلعہ میں جاکے چھپ رہا بابک نے پہونچکے محاصرہ ڈالدیا
اس عرصہ میں افشین اپنا لشکر لئے ہوئے آپہونچا اور دفعۃً بابک کے لشکر پر حملہ کردیا
بابک کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا
ہوا لشکر کا زیادہ حصہ اس معرکہ میں کام آگیا بابک معہ معدودے چند آدمیوں کے
بھاگ کے موقان پہونچا اور اپنے بقیہ لشکر کو موقان میں طلب کیا دوچار روز

قیام کرکے موقان سے روانہ ہوکے مقام بذمیں آاُترا۔ افشین اس کامیابی کے بعد اپنے لشکرگاہ برزند میں آیا لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے اور بابک کو ہزیمت دینے کی ترکیبیں سوچنے لگا یہ اسی خیال میں تھا کہ بابک نے اپنی حکمت عملی سے افشین کے لشکر کا راستہ کاٹ دیا رسد وغلہ کا آنا موقوف ہوگیا افشین کا لشکر رسد کے نہ آنے سے بھوکوں مرنے لگا افشین نے والی مراغہ سے رسد طلب کیا لیکن بدقسمتی سے اثناء راہ میں بابک کے لشکریوں نے لوٹ لیا۔ بغا الکبیر یہ خبر پاکے معہ اس سامان ومال کے جو اس کے پاس تھا بابک کے ہاتھوں سے بچا کے افشین کے لشکرگاہ میں آیا اور لشکریوں میں تقسیم کر دیا بعد اسکے افشین نے اپنے سپہ سالاروں کو بابک پر حصار ڈالنے کے غرض سے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ قلعہ بذ سے چھ میل کے فاصلہ پر پہونچکے مورچے قائم کئے اور بغا الکبیر نے قریہ بذ میں داخل ہوکے لڑائی چھیڑ دی، ایک خونریز جنگ کے بعد اپنے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو اس معرکہ کے نذر کرکے محمد بن حمید سپہ سالار کے مورچہ میں واپس آیا افشین نے اسکے امداد طلب کرنے پر اپنے بھائی فضل اور احمد بن خلیل بن ہشام اور ابو جوشن اور جناح الاعور کو (یہ حسن بن سہل کے باڈی گارڈ کا افسر تھا) بغا کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ فلاں روز فلاں وقت بابک کے لشکر پر تم لوگ حملہ کرنا میں بھی اُسی دن اور اُسی وقت مقررہ پر اِس سمت سے حملہ آور ہونگا اتفاق یہ کہ بغا وغیرہ نے شدت سرما اور بارش کیوجہ سے حملہ نہ کیا اور افشین نے طیاری کرکے دھاوا کر دیا بابک کا لشکر جو اسکے مقابلہ پر تھا تاب مقاومت نہ لاسکا پیچھے ہٹا افشین نے بڑھ کے اس کے مورچے پر قبضہ کر لیا۔ اگلے دن بغا وغیرہ شدت سرما و بارش سے تنگ آکے کسی راہبر کے رہبری کے ذریعہ سے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جو افشین کے

لشکرگاہ کے قریب تھی یہاں پر بھی ان کو اسی سرما اور بارش سے سابقہ پڑا مزید براں یہ ہوا کہ برف بھی پڑ گیا۔ ہاتھ پاؤں نے کام دینے سے جواب دیدیا دو روز تک اسی حالت میں مبتلا رہے ادھر بابک نے موقع پاکے افشین کے لشکر پر شبخون مارا اور لڑکے پیچھے ہٹا دیا۔ اُدھر بغا کے رکاب کی فوج نے رسد و غلہ کے ختم ہونے کی وجہ سے شور و غوغا مچایا بغا نے مجبور ہو کے بقصد قلعہ بذ و نیز بغرض دریافت حال افشین کوچ کر دیا کچھ دور نکل آنے پر افشین کا حال معلوم ہوا بابک کے خوف سے پھر اسی پہاڑی کی جانب لوٹا اور بوجہ تنگی راہ و کثرت فوج دوسری راہ اختیار کی بابک کے پیترول نے تعاقب کیا بغا کے ہمراہیوں نے انکی جانب مڑکر بھی نہ دیکھا نہایت تیزی سے اس تنگ و دشوار گزار راستہ کو طے کر گئے اس اثنا میں رات آگئی بغا نے مال و اسباب کی حفاظت کے خیال سے دامن کوہ میں پڑاؤ کر دیا اور ہر چہار طرف لوگوں کو پہرہ پر مقرر کیا سب کے سب تھکے تو تھے ہی سو گئے بابک نے موقع پاکے چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس مال و اسباب تھا لوٹ لیا بغا معہ اپنے ہمراہیوں کے خندق اول میں چلا آیا جو نشیبی کوہ میں تھا۔ طرہ خان بابک خرمی کا ایک نامور سپہ سالار تھا بہ اجازت بابک مراغہ کے ایک قریہ میں ایام سرما منقضی کرنے کو چلا آیا تھا افشین نے اپنے سپہ سالار کو جو مراغہ میں تھا طرہ خان کی گرفتاری کو لکھ بھیجا۔ سپہ سالار مراغہ نے شب کے وقت طرہ خان کے مکان کو جاکے گھیر لیا اور قتل کرکے سر کو افشین کے پاس بھیجدیا۔

انھیں واقعات پر ۲۲۱ھ ہجری رخصت ہو جاتا ہے اور ۲۲۲ھ کا دور شروع ہوتا ہے خلیفہ معتصم نے جعفر خیاط کو بسرافسری ایک عظیم الشان فوج کے افشین کی کمک پر روانہ کیا اور ایتاخ کی معرفت تیس لاکھ درا ہم مصارف فوج بھیجے اس مالی اور فوجی امداد سے افشین کی قوت بڑھ گئی اور اوایل فصل ربیع میں

بقصد جنگ بابک کوچ کیا۔ رود کلاں پر پہونچکے خندق کھودی مورچے قائم کئے اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ بابک کا ایک سپہ سالار جسکا نام اذین ہے اسی مورچہ کے مقابلہ پر صف آرائی کر رہا ہے اور اپنے اہل وعیال کو کسی پہاڑی قلعہ پر بھیجدیا ہے افشین نے اپنے ایک سپہ سالار کو معہ ایک دستہ فوج کے اذین کے اہل وعیال کو گرفتار کرلانے کے لئے بھیجدیا چنانچہ اس سپہ سالار نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس حکم کی تعمیل کی اذین کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ بھی انکے روک ٹوک کو سوار ہوکے نکلا اثناء راہ میں ملاقات ہوگئی فریقین ایک دوسرے سے بھڑ گئے اذین نے کچھ عورتوں کو چھین لیا۔ افشین کے آدمیوں نے سیاہ جھنڈیوں کے ذریعہ سے اس واقعہ سے افشین کو آگاہ کیا جو پہلے سے مختلف اور بلند مقامات پر سیاہ جھنڈیاں لئے ہوئے بیٹھے تھے اور انکو ہدایت کردی گئی کہ اگر کوئی حادثہ یا فریق مخالف کو حملہ آور دیکھنا تو انھیں جھنڈیوں کے ذریعہ سے اطلاع دینا۔ افشین نے فوراً ایک گروہ کو انکی کمک پر روانہ کیا اس گروہ کے آنے سے اذین کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا اور افشین کے ہمراہی معہ اذین کے بقیہ عورتوں کے واپس آئے۔

اس واقعہ کے بعد افشین آہستہ آہستہ قلعہ بذ کی طرف بڑھنے لگا رات کے وقت لوگوں کو پہرہ پر مقرر کرتا اور خود بھی شب کے وقت بابک کے خوف سے پتردل کے ساتھ گشت کرنے کو نکلتا اگرچہ لشکری شب کی بیداری اور دن کے سفر سے تھک گئے مگر امیر لشکر کے حکم کی تعمیل نہایت خوش دلی سے کر رہے تھے رفتہ رفتہ قلعہ بذ کے روبرو ایسے مقام پر پہونچے جہاں کہ قدرتی طور سے تین پہاڑیاں ایک دوسرے سے متصل واقع ہوئی تھیں اور ان تینوں پہاڑیوں کے درمیان ایک وسیع میدان تھا افشین نے اپنے لشکر کو اسی میدان میں معہ غلہ اور جملہ اسباب

ضروری سمجھا ٹھہرایا اور کل راستوں کو باستثناء ایک راستہ کے پتھروں سے چُن دیا۔ انھیں پہاڑیوں کے قریب بابک کا لشکر بھی پڑا ہوا تھا افشین روزانہ اول وقت میں نماز صبح ادا کرکے نقارہ بجواتا لشکری اس نقارہ کی آواز سُن کے طیار ہو جاتے افشین جب تک مصروف جدال و قتال رہتا نقارہ بجتا رہتا اور جب جنگ کا روکنا مقصود ہوتا نقارہ کا بجانا بند کر دیتا۔ غرض لشکری نقارہ کی آواز پر کام کرتے تھے اور جب اسکا ارادہ آگے بڑھنے کا ہوتا تو جسکو اسنے اپنی ضرورت کے لئے بنالیا تھا اور بابک انتظام کرتا کہ جس وقت افشین حملہ آور ہوتا چند آدمیوں کو اسی گھاٹی کے پیچھے کمینگاہ میں بٹھا دیتا افشین نے ہر چند اس کی تجسس کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اکثر اوقات ابو سعید، جعفر خیاط اور احمد بن خلیل بن ہشام کو تین تین دستہ فوج کے ساتھ جنگ کرنے کو روانہ کرتا کہ یکے بعد دیگرے میدان کارزار میں جائیں اور خود ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا لڑائی کا منظر دیکھتا رہتا۔ اس مقام سے بابک کا قلعہ اور محلسرا بھی دکھائی دیتا تھا ہمیشہ بابک ان کے مقابلہ پر معدودے چند آدمیوں کو لے کے آتا اور باقی فوج کمینگاہ میں رہتی۔ ہر وقت اس کے لشکری شراب پیتے گلچھرے اُڑاتے گاتے اور بانسری بجاتے۔ ظہر تک افشین اس منظر کو دیکھتا رہتا بعد ادائے ظہر اپنے خندق میں واپس آتا اسکے واپس ہوتے ہی یکے بعد دیگرے اسکی فوجیں بھی میدان جنگ سے ترتیب وار واپس آجاتی تھیں۔ بابک کا گروہ اس طول و طویل جنگ سے گھبرا گیا ایک روز حسب دستور افشین کا لشکر واپس ہوا اتفاق سے جعفر پیچھے رہ گیا بابک کا لشکر میدان خالی سمجھ کے بند سے نکل پڑا جعفر نے بڑھ کے حملہ کیا اور بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو پکارا افشین کا لشکر لوٹ پڑا لڑائی پھر دوبارہ چھڑ گئی۔ جعفر کے ہمراہیوں میں سے ابودلف کے ساتھ ایک گروہ مطوعہ (والنٹیرز) کا تھا ان لوگوں نے بلا حکم افشین بابک پر اس زور و شور کا

دھاوا کیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ لوگ کمندیں ڈال کے قلعہ پر چڑھ جائیں گے جعفر نے میدان کارزار سے افشین سے پانچ سو تیر اندازوں کی امداد طلب کی افشین نے کہلا بھیجا کہ تم امدادی فوج کا انتظار نہ کرو جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ بحکمت عملی واپس چلے آؤ جنگ کا عنوان خطرناک ہو رہا ہے۔اس عرصہ میں مطوعہ حملہ کرتے ہوئے بذ تک پہونچ گئے فریقین کے شور و غل سے میدان جنگ گونج رہا تھا بابک کے اُن لشکریوں نے جو کمینگاہ میں تھے یہ سمجھ کے کہ قلعہ تک فریق مخالف پہونچ گیا کمینگاہ سے نکل آئے افشین پر اس قلعہ کا راز اور کمینگاہ کا حال منکشف ہو گیا لڑائی طول ہو گئی تھی فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور آفتاب بھی گوشہ مغرب میں پہونچ گیا تھا جعفر لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ اپنے مورچہ کی طرف واپس ہوا مغرب کے وقت تک لڑائی بالکل بند ہو گئی دونوں حریف اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے کمریں کھولیں جعفر ہاتھ منہ دھو کے افشین کے پاس گیا افشین نے عدول حکمی اور خلاف مرضی جنگ کرنے سے ناراضی ظاہر کی جعفر نے افشین کے امداد نہ بھیجنے سے اظہار ملال کیا غرض دونوں نے وجوہات معقول بتلائے صفائی ہو گئی۔بعد اس کے مطوعہ نے کمی خرچ و رسد کی شکایت کی افشین نے جواب دیا جو شخص اس کمی مصارف اور گرسنگی کی تکالیف پر صبر کر سکے وہ ہمارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر رہے ورنہ اپنا راستہ لے امیر المومنین کے لشکر میں بفضلہ تعالیٰ جنگ آوروں کی کمی نہیں ہے" مطوعہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ ہم تو قلعہ بذ کو بات کی بات میں مفتوح کر لیتے مگر امیر لشکر درنگی اور ناحق ہم لوگوں کو ثواب جہاد سے محروم کرتا ہے اب بھی اگر ہم کو حملہ کرنے کا حکم دے تو ہم اپنی قوت کا نتیجہ دکھلا دیں" افشین کے کان تک یہ باتیں پہونچ گئیں مطوعہ کو طلب کر کے تسلی دی جنگ کا حکم دیا"

اور جس وقت ان لوگوں نے دھاوا کرنے کا ارادہ کیا تھا اُسی وقت خود بھی حملہ کرنے کا وعدہ و اقرار کیا مال، اسباب، خوراک، پانی اور آلات حرب خاطر خواہ اُن لوگوں کو دیا زخمیوں کو میدان جنگ سے اُٹھا لانے کے لئے خچروں پر محملیں رکھوا دیں اور جعفر کو اُسی مورچہ کیطرف بڑھنے کو کہا جہانتک کل بڑھ گیا تھا اگلے دن جعفر نے تیراندازوں، نفاطوں اور نامی نامی جنگ آوروں کو منتخب کر کے ایک لشکر مرتب کیا اور مطوعہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے میدان جنگ میں آیا بابک کے لشکر نے قلعہ سے تیرباری شروع کی جعفر کے رکاب کی فوج اپنے کو بابک کے حملوں سے بچاتی ہوئی قلعہ بذ کی فصیلوں تک پہونچ گئی اور جعفر کمال مردانگی و استقلال سے دروازہ بذ پر پہونچ کے لڑنے لگا لڑتے لڑتے دوپہر ڈھل گئی افشین نے حسب ضرورت ان لوگوں کے لئے کھانا اور پانی روانہ کیا اور قلعہ بذ کی فصیلوں کے توڑنے کے غرض سے مزدوروں کو معہ پھاوڑے اور کداروں کے جعفر کے پاس بھیجا اس اثناء میں بابک کا لشکر قلعہ کا دروازہ کھول کے نکل آیا اور مطوعہ کو اپنے پُرزور حملہ سے قلعہ بذ کی فصیل سے پیچھے ہٹادیا عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا کبھی بابک کا لشکر مطوعہ کو قلعہ کی فصیل سے پسپا کر دیتا تھا اور کسی وقت مطوعہ بابک کے لشکر کو لڑ کر قلعہ کے اندر داخل کر دیتا تھا غرض فریقین اسی حالت میں تھے کہ شام ہوگئی اور رات نے اپنے سیاہ دامان سے آفتاب عالمتاب کو چھپالیا افشین نے لشکر کو میدان جنگ سے مراجعت کا حکم دیا دونوں حریف اپنے اپنے قیام گاہ میں آئے۔ لطف یہ ہے کہ ہر فریق کو اس جنگ کے بعد اپنی کامیابی سے ناامیدی سی ہوگئی۔ اکثر مطوعہ اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ دو ہفتہ بعد افشین نے پھر جنگ کی طیاری کی لشکر کو چار حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ کو جس میں ایک ہزار

تیر انداز تھے آدھی رات کے وقت اُس پہاڑی کی جانب روانہ کیا جو قلعہ بذ کے قریب تھی اور جس کے دامن میں بابک کا نامی سپہ سالار آذین صف آرائی کرتا تھا اور اُن کو یہ ہدایت کردی کہ جسوقت جعفر کو بذ کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھنا تیر باری کرتے ہوئے بابک کے لشکر پر حملہ کر دینا۔ دوسرے حصہ کو اس ٹیلہ کے نیچے کمینگاہ میں چھپا دیا جسکی چوٹی پر بابک کے آدمی کمینگاہ میں بیٹھتے تھے تیسرے حصہ کو محافظت کی غرض سے لشکرگاہ میں چھوڑا اور چوتھے حصہ کو مسلح و مرتب کرکے صبح ہوتے ہی سوار ہو کے اُس مورچہ کی طرف آیا جہاں کہ حسب عادت گذشتہ لڑائیوں میں ٹھہرتا تھا جعفر خیاط معہ چند نامی نامی سپہ سالاروں کے اس پہاڑ کی طرف بڑھا جس کے دامن میں اذین سپہ سالار بابک نے صف آرائی کی تھی اذین نے جعفر کو بڑھتے ہوئے دیکھ کے تیر باری شروع کی۔ ادھر سے جعفر کے ہمراہیوں نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ اُدھر سے اُن تیر اندازوں نے تیر کا مینہ اذین پر برسانا شروع کیا جو نصف شب سے اُس پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے آذین کے ہمراہی اس دو طرفہ مار سے گھبرا گئے وادی کی طرف بڑھے تو ٹیلہ کے نیچے سے دوسرے کمینگاہ والوں نے خارہ شگاف تیروں سے استقبال کیا بابک نے عنوان جنگ بگڑا ہوا دیکھ کے افشین سے درخواست کی کہ مجھے اس قدر جنگ سے مہلت دیجئے کہ میں اپنے اہل و عیال کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کردوں بعد ازاں قلعہ بذ کی کنجیاں میں آپ کے حوالہ کردونگا ہنوز یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ کسی نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی کہ عساکر اسلامیہ نے قلعہ بذ پر قبضہ کرلیا ہے اور بفضلہ تعالی اسکے بلند میناروں پر امیر کی کامیابی کا پھریرا اُڑا دیا گیا افشین سجدہ شکر ادا کرکے قلعہ بذ میں داخل ہوا اور بابک کے محلسراؤں میں آگ لگا دی جس قدر اسکے لشکری سامنے آئے

قتل کر ڈالے گئے عورتیں اور بچے قید کرلئے گئے مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ کے قریب مغرب اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا۔ اس کے مراجعت کے بعد بابک نے اپنے اہل وعیال کو دوسرے مقام میں منتقل کر دیا اور جسقدر مال واسباب اُٹھا سکا اُٹھا لیگیا۔ اس کے دوسرے دن پھر افشین قلعہ بذ کے ملاحظہ کو آیا پہلے روز کی آتشزدگی سے جو مکانات بچ گئے تھے اُن کو بھی جلوا دیا اور ملوک ارمینیہ اور اُن کے بطریقوں کو بابک کے بھاگنے کا حال تحریر کرکے اسکی گرفتاری کی سخت تاکید کی بعد اس کے کسی جاسوس نے آکے یہ خبر دی کہ بابک اسوقت اس وادی میں ہے جس کا ایک کنارہ اذربیجان سے ملحق ہے اور دوسرا کنارہ ارمینیہ تک پھیلا ہوا ہے افشین نے اسی وقت چند آدمیوں کو اُس کی گرفتاری پر متعین کیا مگر گنجان درختوں اور جھاڑیوں نے ان لوگوں کی نظروں سے بابک کو بچا لیا اس اثناء میں خلیفہ معتصم نے بابک کے امان دینے کا حکم بھیجدیا افشین نے اس فرمان کو بابک کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو جو اسکے امن کا مستدعی تھا حوالہ کرکے بابک کے پاس بھیجا بابک نے اس امان کو منظور نہ کیا بلکہ طیش میں آکے دو ایک آدمیوں کو جو افشین کے لشکر کے تھے قتل کر ڈالا اور اُس وادی سے معہ اپنے بھائی عبداللہ ومعاویہ اور اپنی ماں کے بقصد ارمینیہ نکل کھڑا ہوا اتفاق سے کسی کی نظر پڑ گئی جو اسکی گرفتاری پر متعین کئے گئے تھے اُس نے اپنے سردار ابوالسفاح سے جا کے کہہ دیا ابوالسفاح نے تعاقب کا حکم دیدیا ایک چشمہ پر جا کے ان لوگوں نے گھیر لیا بابک سوار ہوکے بھاگ گیا مگر اسکی ماں اور اسکا بھائی معاویہ گرفتار ہوکے افشین کے پاس بھیجدیا گیا۔

بعد اس واقعہ کے بابک جبال ارمینیہ میں جاکے روپوش ہوا۔ جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے زاد راہ ختم ہوگیا تھا ایک شخص کو اپنے ہمراہیوں میں سے

کچھ روپیہ دیکے کھانا خریدنے کو بھیجا کسی افسر پولیس کی اس شخص پر نظر پڑ گئی
چال ڈھال سے تاڑ گیا سہل بن ساباط کے پاس کہلا بھیجا کہ ایک شخص اس شکل
وصورت کا آیا ہے مجھے اُس پر شبہہ ہوتا ہے کہ وہ بابک کے ہمراہیوں میں سے
ہے سہل بن ساباط یہ سن کے دوڑا آیا اور اس شخص کے ساتھ ساتھ بابک کے
پاس گیا۔ بابک کا چہرہ اسکو دیکھتے ہی فق ہو گیا۔ سہل بن ساباط بابک کو بہ تملق
وچاپلوسی دم پٹی دیکے اپنے قلعہ میں لایا اور چپکے سے افشین کو اسکی اطلاع کردی
افشین نے دو سپہ سالاروں کو بابک کے گرفتار کرنے پر مامور کیا روانگی کے وقت
یہ ہدایت کردی کہ ابن ساباط کی رائے پر چلنا ذرہ بھر اُسکی مخالفت نہ کرنا ابن
ساباط نے ان لوگوں کو قلعہ کے ایک جانب چھپا دیا اور بابک کو شکار کھیلنے کے
حیلہ سے میدان کی طرف لے چلا۔ ان دونوں سپہ سالاروں نے موقع پاکے
حالت غفلت میں بابک کو گرفتار کرلیا افشین کے پاس لائے ان لوگوں کے
ہمراہ معاویہ بن سہل بن ساباط بھی تھا افشین نے بابک کو قید کردیا اور اس
حسن خدمت کے صلے میں معاویہ بن سہل کو ایک ہزار دراہم اور سہل کو ایک
لاکھ دراہم اور ایک پیٹی جواہر نگار مرحمت فرمائی۔ بعد اسکے افشین کی طلبی پر
عیسیٰ بن یوسف بن اسطقانوس والی بلقان نے عبداللہ برادر بابک کو جو ایک
مدت سے اسکے پاس پناہ گزین تھا افشین کے پاس بھیجدیا افشین نے بابک
کے ساتھ اُسکو بھی قید کردیا اور ایک اطلاعی عرضداشت خلیفہ معتصم کی خدمت میں
روانہ کردی خلیفہ معتصم نے افشین کو معہ اُن دونوں کے سامرہ میں طلب فرمایا
یہ واقعہ ماہ شوال ۲۲۲ھ کا ہے برزند سے سامرہ تک ہر منزل پر خلیفہ معتصم کے
حکم کے مطابق افشین کی کمال عزت واحترام سے استقبال مشایعت کیجاتی
تھی اور ایک قاصد خاص خلیفہ کا معہ خلعت فاخرہ اور ایک راس عربی گھوڑ

کے افشین سے ملتا تھا جسوقت سامرہ کے قریب پہونچا خلیفہ معتصم کا بیٹا واثق معہ سرداران و اراکین سلطنت کے استقبال کے غرض سے باہر آیا اور کمال توقیر سے قصر مطیرہ میں ٹھہرایا افشین نے اسی قصر میں بابک کو بھی اپنی زیر حراست رکھا خلیفہ معتصم کے حکم سے افشین کے سر پر تاج رکھا گیا قیمتی خلعت پہنائی گئی بیس لاکھ دراہم بطور صلے کے مرحمت فرمائے اور دس لاکھ دراہم اسکے لشکریوں میں تقسیم کئے گئے یہ واقعہ ماہ صفر ۲۲۳ھ کا ہے اسی زمانہ میں جبکہ بابک قصر مطیرہ میں مقید تھا احمد بن ابی داؤد بابک کے دیکھنے کو آیا تھوڑی دیر تک بہ نظر غور دیکھتا رہا بعد ازاں چند باتیں کر کے واپس گیا بعدہ ایک روز خلیفہ معتصم خود تشریف لایا سر سے پاؤں تک دیکھ کے لوٹ گیا اگلے دن خلیفہ معتصم دربار عام میں رونق افروز ہوا لوگوں کو حسب مراتب دربار عام سے قصر مطیرہ تک بٹھایا اور بابک کو ہاتھی پر سوار کرا کے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا جسوقت بابک دربار شاہی میں پہونچا خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کے اسکو ذبح کر ڈالو اس حکم کی ان لوگوں نے کمال تیزی سے تعمیل کی جو اس کام پر پہلے سے مامور تھے سر کو خراسان بھیجدیا لاشہ کو سامرہ میں صلیب پر چڑھایا اور اسکے بھائی عبداللہ کو بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا تاکہ اس کے ساتھ بھی اس قسم کا برتاؤ کیا جائے۔

افشین نے اس مہم میں بزمانہ حصار بابک علاوہ غلہ اور مصارف سفر وقیام کے جس روز میدان جنگ میں جاتا تھا دس ہزار دراہم یومیہ خرچ کرتا تھا اور جس دن اپنے مورچے میں رہتا پانچ ہزار۔ بابک نے اس بیس برس کی مدت میں ایک لاکھ پچپن ہزار آدمیوں کو قتل کیا سپہ سالاروں

میں سے یحییٰ بن معاذ، عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، احمد بن جنید، زریق بن علی بن صدقہ، محمد بن حمید طوسی اور ابراہیم بن لیث کو ہزیمت دی تین ہزار تین سو آدمی اس کے ہمراہ قید کئے گئے اور سات ہزار چھ سو نفر مسلمان عورتیں اور انکے بچے اس کے پنجۂ غضب سے چھوڑائے گئے یہ لوگ ایک احاطہ میں ٹھہرا دئے گئے جو شخص ان لوگوں میں سے کسی کا والی و وارث آتا اس سے شہادت لیجاتی اور بعد ثبوت ولایت و وراثت حوالہ کر دیا جاتا۔ اسی معرکہ میں افشین نے بابک کے اہل و عیال سے سترہ نفر مرد اور تیس نفر عورات کو گرفتار کیا تھا۔

فتح عموریہ ۲۲۳ھ میں نوفل بن میخائیل والی روم نے بلاد اسلامیہ کی طرف قدم بڑھائے اور حالت غفلت میں اہل زبطرہ پر پہونچ کے حملہ کر دیا۔ اس جرأت و جسارت کی یہ وجہ ہوئی کہ بابک خرمی جسوقت اپنی کامیابی سے ناامید ہو کے بدنصیبی اور بدبختی کے میدان میں ہر چہار طرف سے گھر گیا اسوقت اس نے اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کی جنگی قوت دو لڑائیوں کی طرف منقسم ہو جائے اور عجب نہیں یہی حیلہ میری جانبری کا ہو نوفل بن میخائیل والی روم کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتصم نے میرے مقابلہ پر اپنا کل لشکر بھیجدیا ہے امراء و افسران فوج کا کیا ذکر ہے اپنے خیاط جعفر بن دینار اور طباخ ایتاخ کو بھی میری مہم پر روانہ کر دیا ہے یہ موقع اچھا ہے تم اسکو مغتنمات سے شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کر دو اب کوئی شخص دار الخلافت میں ایسا نہیں باقی رہا جو تمہارے مقابلہ کا قصد بھی کر سکے۔ نوفل اس امر سے مطلع ہو کے جامہ سے باہر ہو گیا ایک لاکھ کی جمعیت سے بلاد اسلامیہ پر دھاوا کر دیا اس لشکر میں وہ لوگ بھی تھے جن کو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اس سے پیشتر شکست دی

تھی اور وہ اپنی جانیں بچا کے بلاد روم چلے گئے تھے نوفل نے زبطرہ پر پہونچکے
شبخون مارا مردوں میں سے جو مقابلہ پر آیا ان کو گرفتار کیا قتل کر ڈالا عورتوں
اور بچوں کو قید کر لیا۔ بعد ازاں ملطیہ کی جانب لوٹا اور اہل ملطیہ کے ساتھ
بھی اسی طرح پیش آیا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہونچی بہت شاق گذرا
کسی نے حاضرین میں سے واقعات زبطرہ و ملطیہ بیان کرتے ہوے یہ بیا
کیا کہ ایک ہاشمیہ عورت کو رومی کشاں کشاں لئے جاتے تھے اور وہ وا معتصماہ
وا معتصماہ کہتی جاتی تھی خلیفہ معتصم اس پر درد قصہ کو سن کے بیقرار ہو گیا
لبیک لبیک کہہ کے سریر خلافت سے اُٹھ کھڑا ہوا قصر خلافت میں کوچ
کی منادی کرادی۔ گھوڑے پر سوار ہو کے دار العوام کی جانب آیا امراء لشکر
کو مجتمع کر کے قاضی بغداد عبد الرحمن بن اسحاق اور شعبہ بن سہل کو معہ تین سو
تیس معززین علماء و صلحاء کے طلب کیا اور اپنے کل مال و اسباب کی ایک فہرست
مکمل طیار کی ایک ثلث اپنے لڑکوں کو، ایک ثلث خادموں کو دیا اور ایک
ثلث وقف لوجہ اللہ کیا دستاویز تقسیم کا تکملہ کرا کے اُن لوگوں سے لکھوائی
اور لشکر آراستہ و مرتب کرنے کے غرض سے دوسری جمادی الاول ۲۲۳ھ
کو غربی دجلہ کیطرف کوچ کیا۔ نہایت تھوڑی مدت میں مجاہدین اور شاہی
لشکریوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ عجیف بن عنبسہ اور عمر فرغانی کو معہ ایک
گروہ سپہ سالاران لشکر کے اپنی روانگی سے پیشتر اہل زبطرہ کی امداد کو روانہ
کیا۔ اتفاق سے یہ لوگ زبطرہ میں اُسوقت داخل ہوئے جبکہ رومی اُسکو
ویران و غارت کر کے کوچ کر گئے تھے چارنا چار بانتظار حکم ثانی قیام کر دیا
اہل زبطرہ رومیوں کے طوفان بے امتیازی فرو ہونے اور عساکر اسلامیہ
کے آنے کے بعد رفتہ رفتہ زبطرہ میں آ کے آباد ہونے لگے اس اثناء میں

عساکر اسلامی کو بمقابلہ بابک فتحیابی حاصل ہو گئی خلیفہ معتصم نے اپنے مصاحبین سے دریافت فرمایا "رومیوں کے نزدیک کون شہر عمدہ اور مہتم بالشان ہے؟" عرض کیا "عموریہ" خلیفہ معتصم نے یہ سنتے ہی طیاری کا حکم صادر فرمایا اور کمال تیزی وعجلت سے اس قدر ساز وسامان جنگ اور آلات حرب مہیا کئے کہ اس سے پیشتر کسی جہاد میں نہیں مہیا کئے تھے مقدمۃ الجیش پر اشناس کو اور اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن مصعب کو میمنہ پر ایتاخ کو میسرہ پر جعفر بن دینار خیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو مامور کر کے کوچ کر دیا بلاد روم میں داخل ہوا مقام سلوقیہ میں پہونچکے نہر سن پر ڈیرے ڈلدئے یہ مقام طرسوس سے ایک یوم کی مسافت پر واقع تھا۔ نہر سن پر پہونچنے کے دوسرے دن افشین کو سرحد حرث سے سروج کی طرف روانہ کیا اور اشناش کو یہ ہدایت کر کے کہ صفصاف میں پہونچکے لشکر ہمراہیوں کے آنے کا انتظار کرنا حدود طرسوس کیجانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اشناس کی روانگی کے بعد وصیف کو روانہ کیا اور جبکہ چھ راتیں ماہ رجب کی باقی رہ گئی تھیں خود بھی کوچ کر دیا اس اثناء میں جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ روم اسلامی مقدمۃ الجیش پر شبخون مارنے والا ہے خلیفہ معتصم نے اشناس کو لکھ بھیجا "تم کو جس مقام پر میرا فرمان ملے اسی مقام پر تین یوم کے لئے قیام کر دینا۔ اس عرصہ میں آپہونچونگا" بعد اسکے ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا وارد ہوا کہ تم اپنے لشکر کے سرداروں میں سے کسی ہوشیار سردار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ والی روم اور رومی لشکر کے حالات دریافت کرنے پر مامور کر دو" اشناس نے عمر فرغانی کو دو سو سواروں کی جمعیت سے اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ عمر فرغانی نے انقرہ میں پہونچکے اپنے ہمراہیوں کو رومیوں کی جستجو میں

پھیلا دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت رومیوں کی عمر فرغانی کی خدمت میں حاضر کی گئی جن میں سے بعض لشکر روم کے ملازم تھے اور بعض انقرہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے ان لوگوں نے بیان کیا کہ "والی روم ایک مہینہ سے بانتظار مقدمۃ الجیش فوج اسلامی پڑاؤ کئے ہوئے تھا تیسرے دن کا ذکر ہے کہ رومی بادشاہ یہ خبر پاکے کہ عساکر اسلامیہ (یعنی افشین کا لشکر) بلاد ارمینیہ کیجانب سے ممالک محروسہ روم میں داخل ہو گیا ہے اپنے ماموزاد بھائی کو اپنے لشکر پر مقرر کر کے ارمینیہ کی جانب کوچ کر گیا" عمر فرغانی ان لوگوں کو اشناس کے پاس لے آیا اور اشناس نے براہ راست خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا خلیفہ معتصم نے ایک خط افشین کے نام اس مضمون کا لکھا "تم تا صدور حکم ثانی قیام کر دو بادشاہ روم تم پر حملہ کرنے کے غرض سے تمھاری طرف بڑھ رہا ہے" اور افشین تک اس خط کے پہونچا دینے کا دس ہزار درہم صلہ مقرر کیا اتفاق یہ کہ افشین تک یہ خط نہ پہونچ سکا اس وجہ سے کہ اقصائے بلاد روم میں افشین داخل ہو گیا تھا دوسرا فرمان خلیفہ معتصم نے اشناس کے نام مشعر حملہ کرنے کا روانہ کیا اشناس نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی خلیفہ معتصم اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اسکے پیچھے پیچھے تھا جسوقت انقرہ کو تین منزل باقی رہ گئی اشناس نے رومیوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کرنے لگا ان میں سے ایک بوڑھے عیسائی نے دست بستہ عرض کیا "تم میرے قتل سے کیا فائدہ اُٹھاؤ گے اسوقت تم اور تمھارا لشکر رسد و غلہ کے نہ پہونچنے سے ایک مصیبت میں گرفتار رہے تم مجھے رہا کر دو تو میں تمھیں ایک ایسے گروہ کا پتہ بتلا دوں جو کہ انقرہ سے بخوف جنگ بھاگ گیا ہے اور اُس کے پاس غلہ کی کافی مقدار ہے" اشناس نے مالک بن کرد کو پانچسو سواروں کی جمعیت سے اس بوڈھے عیسائی کے ہمراہ کر دیا

اور یہ ہدایت کردی کہ جب یہ بوڑھا عیسائی اہل انقرہ کا پتہ صحیح صحیح بتادے تو رہا کردینا۔ بوڑھے عیسائی نے بہ امید رہائی اہل انقرہ کے سرپر پہنچا کے مالک بن کردکو کھڑا کردیا مالک بن کردنے حملہ کرکے ان لوگوں کو گرفتار کرلیا غلہ واسباب جو کچھ اُن کے پاس تھا لُوٹ لیا ان لوگوں کے ساتھ مجروحین بھی تھے جو بادشاہ روم کے ہمراہ جنگ افشین میں شریک تھے۔ ان مجروحوں نے عندالاستفسار بیان کیا کہ ہم لوگ بادشاہ روم کے رکاب میں تھے جسوقت یہ خبر پہونچی کہ کہ عساکر اسلامیہ اطراف ارمینیہ سے بلاد روم میں داخل ہوگیا ہے بادشاہ روم نے اپنے اعزہ میں سے ایک شخص کو اپنے لشکر کا سردار بنا کے ارمینیہ کی طرف کوچ کردیا ہم لوگ بھی بادشاہ کے رکاب میں تھے اتفاق وقت سے ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اُسوقت جاکے گھیر لیا جبکہ وہ نماز صبح ادا کرنے میں مشغول تھے ہم لوگوں نے اُن کو لڑکے پسپا کردیا' ان کے جنگ آوروں کو قتل کرڈالا اور باقیماندہ کے تعاقب میں ہماری فوج پھیل گئی دوپہر کے وقت وہ لوگ پھر واپس آئے لڑائی ہوئی وہ لوگ ہمپر غالب آئے ہمارے مورچہ کو ہمارے قبضہ سے نکال کے خیموں کو جلادیا ہمارا بادشاہ ہم سے جدا ہوگیا ہم لوگ میدان جنگ سے شکست کھاکے بھاگ کھڑے ہوئے ٹھوکریں کھاتے ہوئے اُس کیمپ کی طرف آئے جس پر بادشاہ روم نے اپنے ایک عزیز کو مقرر کیا تھا۔ یہاں یہ گُل کھلا ہوا تھا کہ کل لشکر اپنے سردار سے بگڑ گیا تھا کیمپ میں ہر چہار طرف ایک طوفان بے تمیزی برپا تھا اگلے دن ہمارا بادشاہ بھی آپہونچا۔ ہنگامہ فرو ہوگیا بادشاہ نے بالزام بغاوت اپنے نائب کو سزائے قتل دی اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ایک گشتی فرمان اس مضمون کا بھیجدیا کہ جس طرف منہزمین جائیں اُن کو مار پیٹ کے فلاں

مقام پر مسلمانوں سے لڑنے کی غرض سے مجتمع کرو اور انتظاماً اپنے ایک سردار کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے انقرہ کے بچانے پر مامور کیا یہ سردار انقرہ میں اُس وقت پہونچا جبکہ اہل انقرہ مسلمانوں کے خوف سے جلاء وطن ہو گئے تھے بادشاہ روم نے اس سردار کو عموریہ کیطرف چلے جانے کا حکم دیا" مالک بن کرد ان حالتوں کو سُن کے باغ باغ ہو گیا مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے اشناس کے پاس آیا اشناس نے اُس بوڑھے عیسائی کو رہا کر دیا اور خلیفہ معتصم کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر دی۔ اسکے بعد افشین کی عرضداشت مشعر سلامتی وعافیت آئی۔ یہ واقعہ جسکا تذکرہ اوپر کیا گیا ماہ شعبان کی چھبیسویں تاریخ کا ہے عرضداشت پہونچنے کے دوسرے دن افشین مقام انقرہ میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا تیسرے دن خلیفہ معتصم نے بقصد جنگ کوچ کیا۔ میمنہ پر افشین، میسرہ پر اشناس کو مقرر کیا اور خود بنفس نفیس قلب میں رہا ہر لشکر دوسرے لشکر سے دو دو کوس کے فاصلہ پر رکھا گیا اور مختلف راستوں سے عموریہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا ساتھ ہی اس کے یہ بھی ہدایت کر دی گئی کہ مابین انقرہ وعموریہ جسقدر قصبات و دیہات ملیں اُن کو ویران و مسمار کر دینا۔ چنانچہ سب کے پہلے عموریہ پر افشین پہونچا بعد ازاں خلیفہ معتصم بعد ازاں اشناس۔ خلیفہ معتصم نے عموریہ کو غور و تعمق کی نظروں سے دیکھ کے ہر ایک سمت کو اپنے سپہ سالاروں پر تقسیم کر دیا ہنوز لڑائی نہیں شروع ہوئی تھی کہ ایک شخص نے جسکو عیسائیوں نے عیسائی بنا ڈالا تھا خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کے ایک خفیہ راستہ کا پتہ بتایا جسپر پتھر کی دیوار بنی ہوئی تھی اور درحقیقت وہ دیوار کھوکھلی تھی خلیفہ معتصم نے اُسی سمت میں اپنا مورچہ قائم کیا منجنیقیں نصب کرائیں دو ہی چار پتھر دیوار پر پڑنے پائے تھے کہ دیوار میں ایک بڑا سا روزن ہو گیا بطریق یاطیس اور

والی قلعہ عموریہ نے ایک عرضی بادشاہ روم کی خدمت میں روانہ کی اتفاق سے یہ عرضی مسلمانوں کے ہاتھ پڑگئی عرضی میں لکھا ہوا تھا کہ ”چونکہ شہر پناہ کی دیوار شمالی گرگئی ہے اور عساکر اسلامیہ عنقریب عموریہ میں داخل ہوا چاہتا ہے اس وجہ سے بطریق باطیس اور والی قلعہ آج شب کے وقت نکل کے مسلمانوں کے لشکر سے لڑتے بھڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونگے“ خلیفہ معتصم نے سرداران لشکر کو اس سے مطلع کر کے محافظت کی سخت تاکید کی بعد ازاں دونوں برجوں کی درمیانی دیوار پر اسقدر سنگ باری کی گئی کہ دیوار ٹوٹ کے زمین پر آرہی شہر پناہ کی دیوار کے پائین میں جو خندق تھی اُسکو عساکر اسلامیہ نے جانوروں کی کھالوں سے جس میں مٹی بھری ہوئی تھی پاٹ دیا اور بڑے بڑے متعدد دبابہ طیار کرا کے ہر دبابہ میں دس دس آدمیوں کو مامور کیا اہل عموریہ نے دبابوں پر آتشباری شروع کی اور اسلامی فوجیں بھی حملہ کرتی ہوئی قلعہ کی طرف بڑھیں اہل دبابہ بڑی جد وجہد سے خندق عبور کر کے دیوار تک پہونچ گئے دونوں حریف جی توڑ کے لڑنے لگے تمام رات ایک دوسرے پر آگ اور پتھر برساتا رہا اگلے دن اسلامی لشکر نے منجنیقوں کو آگے بڑھایا اور سیڑھیاں لیکے لڑتا ہوا قلعہ کی طرف بڑھا راستہ تنگ ہونے کے وجہ سے باوجود خونریز جنگ ہونے کے مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی دوسرے دن پھر اشناس نے لڑائی شروع کی منجنیقوں سے سنگ باری ہونے لگی افشین اور خلیفہ معتصم نے بھی دوسرے طرف سے حملہ کیا تمام دن بڑے زور وشور سے جنگ ہوتی رہی نہ تو اہل قلعہ عساکر اسلامیہ کو پیچھے ہٹا سکے اور نہ عساکر اسلامیہ کا ہاتھ قلعہ تک پہونچ سکا تیسرے دن خلیفہ معتصم کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا ایتاخ نے دوسرے جانب سے حملہ کیا افشین قلعہ کی طرف بڑھا ر دمیوں نے

دروازے قلعہ کے بند کرلئے فصیلوں اور برجوں سے پتھر اور تیر کا مینہ برسانے لگے مگر اسلامی لشکر کمال جوش و مردانگی سے بڑھتا جاتا تھا لڑائی کا بازار گرم تھا رات تک لڑائی اُسی زور و شور سے جاری رہی جس طرح سے شروع ہوئی تھی اس معرکہ میں اہل عموریہ زیادہ کام آئے زخمیوں کی تعداد تندرستوں سے دو چند ہوگئی - جو بطریق اس سمت کی حفاظت پر مامور تھا اُس نے اور بطریقوں اور سرداروں سے زخمیوں اور مقتولوں کی کثرت کی شکایت کی امداد کا خواستگار ہوا اُن لوگوں نے انکار کر دیا تب اُس نے خلیفہ معتصم سے امن کی درخواست کی خلیفہ معتصم نے امان دیدی اگلے دن صبح کو دروازہ قلعہ کا کھول کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں چلا آیا اس بطریق کا نام "وندوا" تھا اس مابین میں وندوا خلیفہ معتصم سے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا عبدالوہاب بن علی نے مسلمانوں کو اشارہ کر دیا کہ سب کے سب اُسی راستہ سے جو سنگباری کے صدمہ سے دیوار میں ہوگیا تھا شہر میں گھس پڑے وندوا چکا چوندھ ہوکے دیکھنے لگا خلیفہ معتصم نے تسلی دیکے کہا "گھبراؤ نہیں تمہاری خواہش کے مطابق کام کیا جائے گا" وندوا خاموش ہوگیا اور اسلامی فوجیں جوق جوق شہر میں داخل ہوگئیں رومیوں نے کلیسہ میں جاکے پناہ لی مسلمانوں نے آگ لگا دی - باطیس بطریق قلعہ کے ایک برج میں چھپ رہا تا آنکہ خلیفہ معتصم کے امان دینے پر برج سے نکلا جس طرف نظر جاتی تھی ایک ایک مسلمان سپاہی پانچ پانچ دس دس قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے ہوئے لاتا تھا تھوڑی دیر میں ایک جم غفیر قیدیوں کا مجتمع ہوگیا خلیفہ معتصم نے شرفا اور رؤسا کو علحدہ کرکے بقیہ لوگوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور مال غنیمت کو پانچ دن میں جس قدر فروخت کرسکا فروخت کیا اور باقی ماندہ کو جلا دیا اثنائے بیع میں ایک روز بعض لشکریوں نے مال غنیمت کو لوٹنا شروع

کیا خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہونچی سوار ہوکے لشکریوں کی طرف آیا لشکر خلیفہ معتصم کی صورت دیکھتے ہی لوٹنے سے باز رہے اور اُسکے حکم سے دم کے دم میں عموریہ کا مضبوط و مستحکم قلعہ کو منہدم کرکے جلادیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خلیفہ معتصم نے قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کرکے طرسوس کی جانب کوچ کیا۔

خلیفہ معتصم اس قلعہ کا پچپن دن چھٹی رمضان سے آخر شوال تک محاصرہ کئے رہا اس زمانہ سے نوفل رومیوں پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ ۲۲۹ھ عہد خلافت خلیفہ واثق میں انتقال کیا اُسوقت رومیوں نے بجائے اسکے بیٹے میخائیل کو بسر پرستی اسکی ماں تدورہ کے تخت نشین کیا اس نے چھ برس حکومت کی بعد ازاں اسکے لڑکے میخائیل نے کسی مصاحب سے متہم کرکے خانہ نشین کردیا۔

عباس بن مامون کی گرفتاری اور موت

چونکہ خلیفہ معتصم افشین کو عجیف بن عنبسہ پر ہمیشہ تفضیل دیا کرتا تھا اسی وجہ سے جسوقت عجیف کو زبطرہ کی طرف روانہ کیا خرچ کرنے کی آزادی نہ دی جیسا کہ افشین کو خود مختاری اور آزادی دیدی تھی علاوہ بریں اکثر اوقات خلیفہ معتصم عجیف کے حرکات و سکنات اور افعال پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا انہیں وجوہات سے عجیف کے خیالات میں تبدیلی واقع ہوئی بغاوت اور بدعہدی کی ہوا دماغ میں سمائی عباس بن مامون سے ملاقات کی باتوں باتوں کہنے لگا "آپ نے خلیفہ مامون کے وفات پر بڑی غلطی کی ناحق خاموشی اختیار فرمائی آپ مستحق خلافت ہیں اگر آپ ذرا سا اشارہ کرتے تو لوگ آپ ہی کی بیعت کرتے" عباس بن مامون نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آیندہ اس غلطی کے دفعیہ کا اقرار کیا اور عجیف کی اتفاق رائے سے اپنے رازداروں میں سے ایک شخص سمرقندی نامی کو جو عبداللہ بن وضاح کا

قرابت دار تھا اس امر پہ مقرر کیا کہ امراء ورؤساء لشکر کو درپردہ خلیفہ معتصم سے بدظن اور عباس بن ماموں کے طرف مایل کیا کرے تھوڑے دنوں میں سپہ سالاران لشکر اور مقربین بارگاہ خلافت کا ایک گروہ عباس بن ماموں کی جانب مایل ہوگیا اور اسکی خلافت کی بیعت کرلی اور باہم یہ عہد وپیمان ہوگیا کہ ہر شخص اپنے ہمراہی سپہ سالار کو خواہ وہ خلیفہ معتصم کے اسٹاف کا ہو یا افشین واسناس کے ہمراہیوں میں سے ہو قتل کرڈالے عجیف نے حدود بلاد روم میں داخل ہونے کے وقت عباس بن ماموں سے کہا "یہ موقع اچھا ہے آؤ ہم لوگ اپنے عہد واقرار کو پورا کرکے بغداد کو واپس جائیں" عباس بن ماموں نے انکاری جواب دیا پھر جب عموریہ مفتوح ہوا اُسوقت عجیف نے لوگوں کو مال غنیمت کے لوٹ لینے کا اشارہ کردیا اور یہ ہدایت کردی کہ جس وقت خلیفہ معتصم سوار ہوکے تمہارے طرف آئے دفعۃً حملہ کردینا چنانچہ لوگوں نے عجیف کی پہلی رائے پر عمل کیا مگر اس رائے کی دوسری شق پر عملدرآمد کرنے کی جرأت نہ ہوئی عمر فرغانی کا ایک نوعمر عزیز خلیفہ معتصم کے خواصوں میں تھا اتفاق سے اسی شب کو یہ لڑکا فرغانی کے ہمنشینوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گپیں مار رہا تھا بسبیل تذکرہ لوگوں کے مال غنیمت لوٹنے اور خلیفہ معتصم کے سوار ہوکے آنے کا قصہ کہنے لگا فرغانی نے روک کے کہا "صاحبزادہ! تم اکثر اپنے خیمہ میں رہا کرو امیر المومنین کی خدمت میں کم حاضر ہوا کرو اگر کسی وقت شور وغوغا سُنا تو دیکھو گھبرا کے نکل نہ آنا کیونکہ تم ابھی صاحبزادہ اور سادہ لوح ہو"

ان واقعات کے بعد خلیفہ معتصم نے اپنے سرحدی بلاد کی جانب کوچ کیا اثناء راہ میں اشناس اور عمر فرغانی واحمد بن خلیل سے اَن بَن ہوگئی اشناس نے ان دونوں کو سخت وسُست کلمات سے مخاطب کیا اور بارگاہ خلافت میں

حاضر ہو کے ان دونوں کی شکایتیں جڑ دیں خلیفہ معتصم نے عمر فرغانی اور احمد بن خلیل کو طلب کر کے بغرض تنبیہہ اشناس کے حوالہ کر دیا اشناس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا جسوقت خلیفہ معتصم صفصاف وارد ہوا اُس لڑکے نے جو فرغانی کا عزیز تھا خلیفہ معتصم سے اس شب کا قصہ بیان کیا خلیفہ معتصم نے بغا کو اشناس کے پاس بھیجا کہ فرغانی کو گرفتار کر لاؤ تاکہ اُس سے اُس شب کا واقعہ دریافت کیا جائے فرغانی نے بیہوشی کا حیلہ کر کے واقعہ بیان کرنے سے انکار کیا خلیفہ معتصم نے فرغانی کو ابتاخ کے اور احمد بن خلیل کو پھر اشناس کے حوالہ کر دیا احمد بن خلیل نے اشناس سے عباس بن ماموں کے حالات اور سپہ سالاروں کی بیعت کرنے کا اور حرث سمرقندی کے حالات بتلائے اشناس نے حرث کو گرفتار کرا کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیجدیا (حرث اس وقت مقدمۃ الجیش میں تھا) حرث نے کل واقعات از اول تا آخر عرض کر دئے خلیفہ معتصم نے خلعت وانعام دیکے رہا کر دیا اور اسوقت سپہ سالاران لشکر سے بوجہ کثرت جماعت متعرض نہ ہوا البتہ عباس بن ماموں کو طلب کر کے نفس واقعہ کو دریافت کیا عباس بن ماموں نے کل حالات عرض کر دئے خلیفہ معتصم نے افشین کے زیر نگرانی قید کر دیا بعد اسکے بنجے جھاڑ کے سپہ سالاروں کے پیچھے پڑ گیا کسی کو قید کیا کسی کو قتل کیا منجملہ اُن لوگوں کے سب سے پہلے مشار بن سہیل کو سزائے موت دی منبج میں پہونچکے عباس بن ماموں نے کھانا طلب کیا کھانا دیا گیا مگر پانی سے ملاقات نہ ہونے پائی کھانا کھانے کے بعد ایک بورہ میں بھر کر سی دیا دم گھٹ کے مرگیا نصیبین میں پہونچکے خلیفہ معتصم نے ایک گڑھا کھدا کے عمر فرغانی کو زندہ دفن کر دیا موصل پہونچا تو عجیف کو اسی طرح مارا جس طرح عباس کی زندگی کا خاتمہ کیا تھا غرض رفتہ رفتہ کل سپہ سالاروں کو

جنھوں نے عباس بن مامون کی بیعت کی تھی قتل کر ڈالا اور عباس بن مامون کو عباس لعین کے لقب سے یاد کرنے لگا - سامرہ میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مامون کی بقیہ اولاد کو گرفتار کرا کے ایک مکان میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔

مازیار کی مخالفت

مازیار بن قارن بن وندا ہرمز والی طبرستان اور عبداللہ بن طاہر سے کسی معاملہ میں اَن بَن ہو گئی مازیار نے کہلا بھیجا کہ میں تمکو خراج نہ دونگا تمہارے سوا بارگاہ خلافت سے جو کوئی آئے گا اُسکو خراج دوں گا عبداللہ بن طاہر نے خراج کے وصول کرنے میں سختی کی مازیار بگڑ گیا فریقین کی کدورتوں نے جنگ وجدال کی صورت اختیار کر لی عبداللہ بن طاہر نے مازیار کی شکایات لکھ لکھ کے خلیفہ معتصم کا مزاج مازیار کی جانب سے برہم کر دیا افشین کو جسوقت مہم بابک میں کامیابی ہوئی اور خلیفہ معتصم کے نظروں میں اس کی توقیر بڑھ گئی اُسوقت گورنری خراسان کی طمع دامنگیر ہوئی مازیار سے خط وکتابت شروع کر دی اور وقتاً فوقتاً بوجہ عداوت عبداللہ بن طاہر بغاوت وسرکشی پر اُبھارنے لگا اس ظن فاسد پر کہ عبداللہ بن طاہر کو اس سے لڑنے کی جرأت نہ ہو گی خواہ مخواہ بارگاہ خلافت سے مجھے خراسان کی سند گورنری مرحمت ہو گی اور جنگ مازیار پر بھیجا جاؤنگا یہی ذریعہ خراسان پر میرے غالب اور متصرف ہونیکا ہو گا - مازیار اس دم پٹی میں آکے باغی ہو گیا لوگوں سے بجبر واکراہ اپنی بیعت لی - خراج جو ایک سال میں وصول ہوتا تھا ایک مہینہ کے اندر وصول کر لیا آمل اور ساریہ کے شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو ایک پہاڑ کیطرف جلاء وطن کر دیا جو مابین ساریہ وآمل کے واقع اور ہرمزآباد کے نام سے موسوم تھا ان شہروں کی شہر پناہوں کے توڑنے کے بعد مازیار کے نامی سپہ سالار

سرخاستان نے طمیس سے دریا تک جو تین میل کے فاصلہ پر تھا اس شہر پناہ کو درست کرایا جسکو شاہان فارس نے ترکوں کے دستبرد سے طبرستان کے بچانے کو بنوایا تھا اور اس شہر پناہ کے ہر چہار طرف عمیق خندق کھدوائی اہل جرجان اس طیاری کو دیکھ کے گھبرا گئے بخوف جان اپنے اپنے مکانات کو چھوڑ کے نیشاپور چلے گئے۔ عبداللہ بن طاہر نے جرجان کی حفاظت کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اپنے چچا حسن بن حسین کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کردی کہ اسی خندق پر اپنا مورچہ قائم کرنا جسکو سرخاستان نے کھدوایا ہے۔ دوسرا لشکر بسرافسری حیان بن جبلہ قومس کی جانب بھیجا حیان بن جبلہ نے حسب ہدایت عبداللہ بن طاہر جبال شروین پر صف آرائی کی دربار خلافت تک یہ خبر پہونچی تو خلیفہ معتصم نے دارالخلافت بغداد سے متعدد سپہ سالاروں کو اس شورانگیز طوفان کے فرو کرنے کو روانہ کیا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو براہ راست سرخاستان کی جانب بھیجا منصور بن حسن والی دنباوند کورے کی طرف سے طبرستان میں داخل ہونے کا حکم دیا ابوالساج کو دنباوند کی حفاظت پر مامور کیا غرض عساکر شاہی نے ہر چہار طرف سے سرخاستان کو گھیر لیا حسن بن حسین اور سرخاستان کے لشکروں میں ایک خندق حد فاصل تھی اکثر اوقات لشکریوں میں ہنسی مذاق ہوا کرتا حسن بن حسین کے لشکری ایک روز اپنے سرداروں سے چھپ کے سرخاستان کے مورچہ میں گھس گئے حسن بن حسین کو اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ مبادا میرے لشکری کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں سوار ہو کے چلا آتا ہوا دوڑا اس کے لشکریوں سے جب یہ دیکھا کہ حسن بن حسین غصہ میں بھرا ہوا دوڑا آتا ہے اپنا پھریرہ سرخاستان کے مورچہ پر اُڑا دیا سرخاستان اسوقت حمام میں تھا یہ سُن کے کہ حسن بن حسین کا لشکر خندق عبور کر کے لشکرگاہ میں گھس آیا ہے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا حسن بن حسین

کے لشکریوں نے سرخاستان کے لشکرگاہ پر باطمینان تمام قبضہ کرلیا اور اس کے بھائی شہریار کو گرفتار کرکے حسن بن حسین کے روبرو پیش کردیا حسن بن حسین نے اُس کے قتل کا حکم دیدیا بعد اسکے پانچ کوس کے فاصلہ پر سرخاستان کو جاکے گرفتار کیا اور پابزنجیر حسن بن حسین کے پاس لائے حسن بن حسین نے اسکی زندگی کا بھی خاتمہ کردیا۔

اس واقعہ کے بعد حیان بن جبلہ نے قارن بن شہریار برادرزادہ مازیار کو خط وکتابت کرکے ملا لیا اور اس سے یہ وعدہ کرلیا کہ تم بلا جنگ وخونریزی شہرسارہ کو حدود جرجان تک ہمارے حوالہ کردو ہم تمکو اس کے معاوضہ میں وہ بلاد دینگے جو تمہارے آباواجداد کے ہیں قارن اسپر راضی ہوگیا حیان نے عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا عبداللہ بن طاہر نے منظور کرلیا حیان نے قارن کو اس منظوری کی اطلاع دی چونکہ قارن تنہا اس مصالحت کو خلاف مرضی اپنے سپہ سالاروں کے نہ کرسکتا تھا دعوت کے بہانہ سے سبھوں کو اپنے خیمہ میں بلایا انہیں لوگوں میں قارن کا چچا عبداللہ بن قارن بھی تھا جب سبھوں نے باطمینان تمام دلے خوف وخطر اپنے اپنے ہتھیاروں کو کھول کے رکھ دیا اور کھانے میں مشغول ہوگئے تو قارن نے سبھوں کو گرفتار کرکے حیان کے پاس بھیجدیا حیان نے ان لوگوں کی گرفتاری پر لشکر کو طیاری کا حکم دیا سوار ہوکے جبال قارن میں گیا اور بلا جنگ وجدال قبضہ کرلیا مازیار کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا جوش بغاوت فرو ہوگیا ہاتھ کا طوطی اُڑ گیا کچھ بن نہ پڑتا تھا اسکے بھائی قوہیار نے رائے دی کہ تم اپنے ہمراہیوں کو رہا کردو اپنے اپنے وطنوں کو چلے جائیں لڑائی تو بگڑ ہی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی جانب سے بھی کوئی حادثہ پیدا ہوجائے مازیار نے اس رائے کے مطابق سبھوں کو اپنے اپنے وطن چلے جانے کا اختیار دیدیا چنانچہ افسر لوگ

افسرمال اور سکرٹری مازیار کے لشکرگاہ سے اپنے اپنے شہر واپس آئے۔ اہل ساریہ کو ان واقعات کی خبر لگی تو انھوں نے حاکم ساریہ مہرستان بن شہرین پر جو مازیار کیطرف سے مامور تھا حملہ کردیا مہرستان شہر چھوڑ کے بھاگ گیا لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ ڈالے جس قدر قیدی تھے نکل پڑے اس اثناء میں حیان شہر ساریہ میں پہنچگیا قوہیار برادر مازیار نے یہ واقعہ سن کے محمد بن موسی بن حفص والی طبرستان کے معرفت جو ایک زمانہ سے اسکے پاس قید تھا حیان کی خدمت میں یہ پیام بھیجا کہ تم مجھے امان دیدو اور میرے آباو اجداد کے مقبوضہ جبال پر میری حکومت تسلیم کرلو میں مازیار کو تمہارے حوالہ کردونگا حیان نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔ قوہیار کے بعض ہمراہیوں نے قوہیار کو اس رائے پر کہ وہ بجائے حسن کے حیان سے امان کا خواستگار ہوا نصیحت وملامت کی قوہیار ان لوگوں کے کہنے سننے میں آگیا پھر ان لوگوں نے حسن کو یہ پیام دیا کہ دیکھتے ہی خط آپ چلے آئیے ہم قوہیار کے بھائی مازیار کو آپ کے حوالہ کردینگے چنانچہ حسن اپنے لشکرگاہ طمیس سے روانہ ہو کے تین دن کی مسافت طے کرکے ساریہ کے قریب پہونچ گیا حیان نے حسن کا ایک کوس سے استقبال کیا حسن نے حیان کو جبال شروین سے چلے آنے پر زجر و توبیخ کی اور اسی وقت جبال شروین کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیا حیان نے جبال شروین کی جانب روانہ ہونے کے غرض سے ساریہ کی طرف مراجعت کی اتفاق وقت سے قضا آگئی مرگیا عبداللہ بن طاہر نے بجائے اس کے محمد بن حسین بن مصعب کو مامور کیا اور یہ ہدایت کردی کہ قارن کے کسی کام میں دست اندازی نہ کرنا۔ الغرض حیان کے واپسی کے بعد حسن خرماباد وسط جبال مازیار میں پہونچا حسب وعدہ قوہیار ملنے کو آیا دونوں فریق نے ایک دوسرے سے بکمال توثیق عہد وپیمان کیا اور مزید اطمینان کے لئے خلیفہ معتصم کے نامور سپہ سالاروں میں سے

محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ایک عہد نامہ حسب قرار داد شرایط باہمی لکھ کے قوہیار کے حوالہ کردیا قوہیار لوٹ کے مازیار کے پاس آیا اور اُسکو یہ اطمینان دیا کہ میں نے بہ کمال حزم و احتیاط آپ کے لئے امن حاصل کرلی ہے۔ اگلے دن حسن معہ اپنی فوج کے سوار ہوکے قوہیار کی جانب روانہ ہوا اور محمد بن ابراہیم کو دوسری راہ سے روانہ کیا حُسن اتفاق سے محمد بن ابراہیم قوہیار کے پہونچنے سے پہلے جس مقام پر ملنے کا وعدہ تھا پہونچ گیا بعدازاں قوہیار معہ اپنے بھائی مازیار کے آیا محمد بن ابراہیم نے مازیار کو گرفتار کرکے دو سپہ سالاروں کے ساتھ خرماباد اور خرماباد سے شہر ساریہ کی جانب لے جانے کا حکم دیا پھران لوگوں کی روانگی کے بعد خود سوار ہوا اس اثناء میں حسن آپہونچا محمد بن ابراہیم نے دریافت کیا "کہاں کا قصد ہے؟" حسن نے جواب دیا "مازیار کا" محمد بن ابراہیم نے کہا "وہ تو ساریہ پہونچ گیا ہوگا" حسن یہ سُن کے ہنس پڑا دوسری جانب نظر اُٹھی تو مازیار کا بھائی دکھائی دیا حکم دیا کہ اسکو بھی گرفتار کرکے ساریہ لیچلو اور خود بھی اسی وقت شہر ساریہ کی جانب مراجعت کردی۔ ساریہ پہونچکے مازیار کو اسی طرح مقید و محبوس کیا جس طرح اس نے محمد بن محمد بن موسیٰ بن حفص کو قید کیا تھا انہیں ایام میں عبداللہ بن طاہر کا خط بایں مضمون صادر ہوا کہ مازیار کو معہ اسکے بھائی اور اہل و عیال کے محمد بن ابراہیم کے ساتھ بارگاہ خلافت میں روانہ کردو حسن نے مازیار سے چلنے کے وقت اُسکے مال واسباب کو دریافت کیا مازیار نے ساریہ کے چند رؤساء کو نامزد کیا اور یہ بتلایا کہ میرا کل مال واسباب ان لوگوں کے پاس ہے حسن نے قوہیار کو مازیار کے مال واسباب کے فراہم کرنے پر مامور کیا جس وقت قوہیار مازیار کے مال واسباب کے فراہم کرنے کو جبال کیطرف روانہ ہوا کچھ دور چل کے مازیار کے دیلمی خادموں نے یورش کرکے گھیر لیا اور اپنے آقا کے معاوضہ

میں قوہیار کو قتل کر کے دیلم کی طرف بھاگ گئے یہ لوگ تعداد میں تقریبا بارہ سو تھے اثناء راہ میں محمد بن ابراہیم کی فوج سے مڈبھیڑ ہو گئی ان لوگوں نے اُنکو گرفتار کر کے شہر ساریہ بھیجدیا۔

بعضوں کا یہ خیال ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بے وفائی کی اور اس کو گرفتار کرایا وہ مازیار کا چچا زاد بھائی تھا جو جبال طبرستان کا مالک و حکمران تھا اور مازیار کی طرف سے ان شہروں پر حکومت کر رہا تھا۔ جبال طبرستان تین تھے جبل وندا دہرمز، جبل وندا سنجان اور جبل شروین بن سرخاب جسوقت جبال طبرستان میں ایک عام بغاوت پھیل گئی اور مازیار کے چچا زاد بھائی کو انتظام و امن قایم کرنے کے غرض سے فوج کی ضرورت ہوئی اُسوقت اُس نے اپنے چچا زاد بھائی بلاد طبرستان سے بُلا کے مُہتم بالشان مقامات کا والی بنایا بعد چندے یہ شک دامنگیر ہوا کہ اسکو ایک گونہ استحکام ہو گیا ہے اس بناء پر اس نے حسن سے خط و کتابت شروع کی اور افشین و مازیار کے نامہ و پیام سے مطلع کر کے اس شرط سے سازش کر لی کہ مجھ کو میرے آباء اجداد کے مقبوضات پر میری حکومت تسلیم کر لینا چنانچہ حسن نے بتوسط عبداللہ بن طاہر بارگاہ خلافت سے ان شرایط کی منظوری حاصل کر لی اور جس روز اور جس وقت کا وعدہ ہوا تھا اُسی دن اور اُسی وقت سوار ہو کے جبال طبرستان کی طرف گیا اور مازیار کے چچا زاد بھائی کی اعانت و سازش سے مازیار کا محاصرہ کر لیا تا آنکہ مازیار نے حسن کے کہنے سے اپنے کو حسن کے لشکریوں کے سپرد کر دیا۔

بعض مورخ یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ مازیار کو شکار کھیلتے ہوئے حسن نے گرفتار کیا اور اسکی گرفتاری کے بعد دوسرے والی جبل سے لڑنے کو گیا اُس کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی وہ مقابلہ پر آیا لڑائی ہونے لگی سامنے تو کشت و خون

کا بازار گرم ہی ہو رہا تھا پس پشت سے بھی اسلامی فوج نے پہونچکے حملہ کر دیا گھبرا کے بلاد دیلم کی جانب بھاگ کھڑا ہوا عساکر اسلامیہ نے تعاقب کیا اور گرفتار کرکے قتل کر ڈالا بعد اس کے حسن نے مازیار سے افشین کے خطوط طلب کئے مازیار نے پیش کر دئے عبداللہ بن طاہر نے اسکو معہ ان خطوط کے خلیفہ معتصم کے پاس بھیجدیا خلیفہ معتصم نے اس قدر درے پڑوائے کہ مرگیا بابک خرمی کے پہلو میں صلیب پر چڑھا دیا یہ واقعہ ۲۲۴ھ کا ہے۔

ابن سید کی گورنری

۲۲۴ھ میں سرداران اکراد سے ایک شخص جعفر بن فہر بن حسن نامی نے اطراف موصل میں برخلاف خلافت اسلامیہ علم بغاوت بلند کیا اکراد کا ایک گروہ کثیر اسکا مطیع ہو گیا پھر کیا تھا جعفر نے لوٹ مار شروع کر دی خلیفہ معتصم نے اسکی تنبیہ اور ہوش میں لانے پر عبداللہ بن سید بن انس کو متعین فرمایا اور موصل کی سند گورنری مرحمت کی چنانچہ عبداللہ بن سید نے اطراف موصل میں پہونچکے جعفر سے صف آرائی کی اور بکمال مردانگی سے لڑ کے ماتعیس پر قبضہ کر لیا جعفر ماتعیس سے نکل کے کوہ داسن کی چوٹی پر چلا گیا کوہ داسن کی دشوار گذار گھاٹیاں تھیں اسکی بلندی آسمان سے باتیں کر رہی تھیں راستہ نہایت تنگ تھا عبداللہ بن سید نے تعاقب کیا اور بہزار دقت وخرابی بسیار اُن دشوار گذار گھاٹیوں کو عبور کر کے جعفر سے جا بھڑا دونوں حریف جی توڑ کے لڑنے لگے جعفر کے بہت سے ہمراہی اس معرکہ میں کام آگئے لشکر اسلام کے سرداروں میں سے اسحاق بن انس (عبداللہ بن سید کا چچا) شہید ہوا انھیں واقعات پر ۲۲۴ھ کا خاتمہ ہوا جاتا ہے مگر ہنگامہ کارزار بدستور گرم رہتا ہے تمام نہیں ہوتا خلیفہ معتصم نے اپنے خادم خاص ایتاخ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موصل کی جانب عبداللہ بن سید کی کمک کو روانہ فرمایا ایتاخ سیدھا جبل داسن پر چڑھ گیا اور

پہلے ہی معرکہ میں جعفر کو نیچا دکھا کے عین معرکہ میں قتل کر ڈالا جعفر کے ہمراہی منتشر ہو کے تکریت کی جانب بھاگ گئے باقی جو سامنے پڑ گئے یا گرفتار کیۓ گئے اُن کا خون مباح کر دیا گیا۔

افشین کا ادبار اور موت

افشین اشروسنہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں زیر سایۂ عاطفت خلیفہ معتصم نشو ونما پائی خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی جن دنوں یہ بابک خرمی کا محاصرہ کیۓ ہوئے تھا جو مال واسباب ان معرکوں میں لشکر اسلام کے ہاتھ آتا وہ سب کا سب اشروسنہ بھیجدیا جاتا تھا عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اسکی ایک خفیہ رپورٹ بھیجدی خلیفہ معتصم نے اس واقعہ کے تفتیش پر جاسوسوں اور مخبروں کے مقرر کرنیکا حکم صادر فرمایا ایک مرتبہ افشین نے بہت سا مال واسباب میدان کارزار سے اشروسنہ روانہ کیا عبداللہ بن طاہر کو خبر ہو گئی سب مال واسباب چھین لیا مال و اسباب لانے والوں نے بیان کیا کہ یہ مال افشین کا ہے عبداللہ بن طاہر نے براہ تجاہل عارفانہ ڈانٹ کر کہا "اگر یہ مال ہمارے بھائی افشین کا ہوتا تو وہ مجھے ضرور اس سے مطلع کرتا یقینی تم لوگ چور ہو" وہ لوگ اسکا کچھ جواب نہ دے سکے عبداللہ بن طاہر نے ان لوگوں کو جیل بھیجدیا مال واسباب کو لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا اور افشین کو ایک خط اس مضمون کا لکھ بھیجا کہ اسقدر مال واسباب فلاں فلاں اشخاص لائے تھے اور وہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ مال واسباب آپ کا ہے مجھے ان کے کہنے کا یقین نہیں ہوا میں نے وہ مال واسباب ضبط کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا کیونکہ میں اسکو ترکوں کے مقابلہ پہ بھیجنے والا ہوں اور اُن کو چور سمجھ کے میں نے جیل میں ڈالدیا ہے" افشین نے رفع ندامت کی غرض سے تحریر کیا "بھائی جان! میرا مال اور امیر المومنین کا مال ایک ہے وہ لوگ

چور نہیں ہیں آپ اُن کو رہا کر دیجئے۔ والسلام" عبد اللہ نے افشین کے لکھنے پر
اُن لوگوں کو رہا تو کر دیا مگر دونوں کے دلوں کی کدورتیں زیادہ اور مستحکم ہو گئیں
اِدھر عبد اللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اسکی بھی رپورٹ اطلاعی بھیجدی
اُدھر افشین اس امید پر کہ گورنری خراسان کی مجھے ملجائے۔ مازیار کو آئے دن
بغاوت و مخالفت پر اُبھار رہا تھا تاکہ خلیفہ معتصم مجھے سند گورنری خراسان اور
جنگ مازیار پر متعین فرمائے مگر افشین کی یہ رائے غلط کاری پر مبنی تھی مازیار کی
مخالفت و بغاوت کا جو کچھ نتیجہ ہوا اُس کو تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ وہ گرفتار ہو کے
بغداد بھیجا گیا اور جنگ بابک کے خاتمہ پر خلیفہ معتصم نے افشین کو آذربیجان کا
والی مقرر فرمایا افشین نے اپنے اعزہ و اقارب سے منکجور نامی ایک شخص کو آذربیجان
کا اپنا قائم مقام بنایا اتفاق سے آذربیجان کے کسی قصبہ میں بابک کا بہت سا
مال و اسباب منکجور کے ہتّے چڑھ گیا جسکی نہ خلیفہ معتصم کو اطلاع تھی اور نہ افشین کو
پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اسکی خبر کر دی منکجور سے کیفیت طلب
ہوئی منکجور نے اس واقعہ کی تکذیب کی اور پرچہ نویسوں کے افسر کے قتل کے
درپے ہو گیا اہل اردبیل نے منکجور کو اس ارادہ سے روکا منکجور اہل اردبیل سے
گتھ گیا رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک اسکی خبر پہونچی خلیفہ معتصم نے افشین کے پاس
منکجور کے معزولی کا فرمان بھیجدیا اور ایک سپہ سالار کو بجائے منکجور کے روانہ کیا
منکجور اپنی معزولی کی خبر پاکے باغی ہو گیا اردبیل سے نکل کے صف آرائی کی
دار و گیر اور قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا شام ہوتے ہوتے منکجور کو ہزیمت
ہوئی بھاگ کر آذربیجان کے ایک قلعہ میں پناہ گزین ہوا جسکو بابک نے ویران
و خراب کر دیا تھا اور اُسکو درست کر کے باطمینان تمام رہنے لگا تقریباً ایک ماہ
تک قلعہ بند رہا بعد ازاں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص اسکو بحالت

غفلت گرفتار کرکے اُس سپہ سالار کے پاس لایا جو بجائے اسکے بارگاہ خلافت سے مقرر ہوکے آیا تھا اور وہ سپہ سالار اُسکو لئے ہوئے سامرا پہونچا خلیفہ معتصم نے اُسکو جیل میں ڈالدیا غرض ان معاملات سے خلیفہ معتصم کے نزدیک افشین مشتبہ اور مشکوک ہوگیا وہ عزت و توقیر جو اس سے بیشتر اسکی آنکھوں میں تھی جاتی رہی یہ واقعات ۲۲۵ھ کے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سپہ سالار بجائے منکجور بھیجا گیا تھا وہ بغا الکبیر تھا اور منکجور اس کے پاس امان حاصل کرکے حاضر ہوگیا تھا۔

جس وقت افشین کو خلیفہ معتصم کی سوء مزاجی کا احساس ہوا بدحواسی سی چھاگئی کچھ بن نہ پڑتا تھا کبھی یہ خیال کرتا کہ خفیہ طور سے بھاگ کے ارمینیہ چلا جاؤں اور ارمینیہ سے بلاد خزر کی طرف نکل جاؤں اور وہاں سے اشروسنہ آرہوں مگر پھر یہ سوچکے کہ چونکہ خلیفہ معتصم خود بہ نفس نفیس اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس ارادہ میں مجھے کامیابی نہ ہوگی رُک جاتا تھا اور کبھی یہ قصد کرتا کہ ایک روز خلیفہ معتصم کی معہ کل سرداران و اراکین سلطنت کی دعوت کردوں تمام دن وہ لوگ کھانے پینے میں مشغول رہیں گے شام ہوتے ہی سب کے سب تھک کے سو جائیں گے اور میں موقع پاکے نکل جاؤنگا۔ افشین انہیں خیالات میں ڈوبا ہوا تھا کوئی رائے مستقل نہیں قائم کرنے پایا تھا کہ اُسکو اپنے ایک خادم پہ غصہ آگیا جو اس کے ان مجنونانہ خیالات سے واقف تھا خادم یہ سمجھ کے کہ افشین اب چند روزہ مہمان ہے ایتاخ کے پاس گیا ایتاخ نے اُسکو خلیفہ معتصم کی خدمت میں پیش کردیا خادم نے افشین کے کل حالات اور خیالات کا خاکہ کھینچدیا خلیفہ معتصم نے اُسی وقت افشین کی حاضری کا حکم صادر فرمایا اور درباری لباس اُتروا کے جوسق میں قید کردیا۔

حسن بن افشین ماوراءالنہر کے بعض شہروں کا والی تھا خلیفہ معتصم نے عبداللہ

بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ اُس گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیجدو چونکہ حسن بن افشین اکثر نوح بن اسد والی بخارا کی شکایت کیا کرتا تھا عبداللہ بن طاہر نے حسن ابن افشین کے پاس بخارا کی حکومت کی سند لکھ کے بھیجدی اور در پردہ لکھ بھیجا کہ جسوقت حسن ابن افشین تمہارے پاس سند حکومت بخارا لے کے پہونچے گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدینا نوح بن اسد نے ایسا ہی کیا اور عبداللہ بن طاہر نے حسن کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کردیا بعد اس کے خلیفہ معتصم نے افشین کے مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا اور کمیشن کے روبرو افشین کے کے حاضر کئے جانے کا حکم صادر فرمایا اس کمیشن میں وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک بن الزیات، قاضی احمد بن ابی داؤد، اسحاق بن ابراہیم اور اراکین دولت وسپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت شریک تھی علاوہ ان لوگوں کے مازیار قیدخانہ سے طلب کیا گیا۔ موبد و مرزبان بن برکش بادشاہ صغد اور صغد کے دو شخص اور جن کا یہ دعویٰ تھا کہ افشین نے اُنکو مارا ہے اور یہ دونوں مسجد کے امام و موذن تھے بلائے گئے وزیر السلطنت کے روبرو مقدمہ پیش ہوا۔

وزیر السلطنت (صغدیوں سے مخاطب ہو کے) کیوں تمہارا کیا دعویٰ ہے؟

دونوں صغدی (کپڑے اُتار کے اور زخموں کو دکھلا کے) ملاحظہ فرمئے افشین نے ہم لوگوں کو بے جرم وگناہ اسقدر کوڑوں سے پٹوایا ہے کہ ہمارے بدن میں گوشت باقی نہیں رہا۔

محمد بن عبدالملک (افشین سے) کیوں افشین تم ان کو پہچانتے ہو؟

افشین۔ ہاں حضور میں ان کو جانتا ہوں (ایک کے طرف اشارہ کر کے) یہ اشروسنہ کا موذن ہے (دوسرے کے طرف اشارہ کر کے) یہ امام مسجد ہے۔

محمد بن عبدالملک۔ تم نے ان لوگوں کو اسقدر کیوں پٹوایا؟

افشین۔ اسوجہ سے کہ مجھ سے اور بادشاہ صغد سے یہ معاہدہ تھا کہ کسی قوم کے مذاہب سے تعرض نہ کیا جائے ہر شخص اپنے مذہب وملت پر چھوڑ دیا جائے چونکہ ان دونوں نے برخلاف اس معاہدہ کے اہل صغد کے بت خانہ میں گھس کے بتوں کو توڑ ڈالا اور بت خانہ کو مسجد بنا لیا لہذا میں نے ان کو اس جرم کی سزا دی۔

محمد بن عبدالملک ۔ تم اپنے اس بیان کی تائیدی شہادت پیش کر سکتے ہو؟

افشین نے اسکا جواب کچھ نہ دیا ندامت سے سر نیچا کر لیا۔

محمد بن عبدالملک ۔ وہ کتاب کس مضمون پر ہے جو مطلا و مذاہب تمہارے پاس ہے اور اس کے جلد پر جواہر بھی لگے ہوئے ہیں میں نے سنا ہے کہ اس میں کلمات کفریہ بھی ہیں۔

افشین ۔ وہ ایک کتاب ہے جو میرے آباواجداد سے مجھ تک وراثتاً پہونچی ہے اس میں عجم کے آداب لکھے ہوئے ہیں میرے بزرگ باپ نے اس کے آداب سیکھنے کی مجھے وصیت فرمائی تھی میں اس کے آداب کو سیکھ لیتا ہوں اور کفریات کو چھوڑ دیتا ہوں۔

محمد بن عبدالملک ”اس کتاب کی اس قدر عزت کیوں کرتے ہو؟

افشین ۔ ہاں مجھے اس کتاب پر سے سونا، چاندی اور جواہرات اتار لینے کی ضرورت نہیں پڑی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ان باتوں سے میرے اسلام میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوگا“ وزیر السلطنت افشین کے اس منطقی جواب کو سن کے نظر تعمق سے دیکھنے لگا اس کے چہرہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں اس جواب کی کچھ وقعت نہیں پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد موبد کی طرف اشارہ کیا موبد نے دست بستہ کھڑے ہو کے افشین کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا ”یہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت کھاتا

ہے اور مجھ کو بھی ایسے گوشت کے کھانے پر مجبور کرتا اور کہتا ہے کہ گردن مڑوڑے ہوئے جانوروں کا گوشت مذبوح جانوروں کے گوشت سے زیادہ لذیذ اور مزہ دار ہوتا ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا علانیہ کہہ رہا تھا کہ اس کمبخت قوم میں داخل ہو کے مجھے ہر مکروہ اور نامطبوع چیز کا سامنا کرنا پڑا زیت میں نے کھایا، اونٹ خچر پر سوار ہوا مگر بایں ہمہ اس وقت تک میں نے نہ ختنہ کرایا ہے اور نہ ایک بال میں نے اپنے زیر ناف سے جدا کیا ہے؟

افشین (طیش میں آکے) کیا یہ مجوسی آپ کے نزدیک ثقہ ہے؟

محمد بن عبد الملک۔ نہیں۔

افشین۔ پھر میرے مقابلہ میں اسکی شہادت کیوں قبول کی جاتی ہے (موبد کی طرف مخاطب ہو کے) کیوں موبد تو نے یہ بیان کیا ہے نا؟ کہ میں تجھ سے اپنے راز بیان کیا کرتا تھا اور جب تو میرے راز کو افشا کر دیا تو نہ تو باعتبار اپنے دین کے ثقہ رہا اور نہ صادق العہد والاقرار ہوا پھر تیری شہادت میرے مقابلہ میں کیوں قبول کی جائیگی؟"

محمد بن عبد الملک۔ بس بس تمہاری طلاقت لسانی بہت بڑھی ہوئی ہے خاموش ہو جاؤ شہادت پیش ہو لینے دو بعد اختتام شہادت بحث و مباحثہ کرنا۔ (مرزبان سے مخاطب ہو کے) کیوں مرزبان! افشین کے معاملہ میں تم کیا جانتے ہو؟

مرزبان۔ کیوں افشین تم کو اہل اشروسنہ اپنے خطوط میں کیا لکھتے ہیں۔

افشین۔ مجھے اسوقت خیال نہیں ہے۔

مرزبان۔ کیا تم کو وہ اپنی تحریروں میں ایسے القاب سے مخاطب نہیں کرتے جس کے معنی عربی میں الی الہ الالہہ من عبدہ فلاں (بخدمت خدائے خدائیگان از بندہ فلاں) ہے۔

افشین۔ ہاں اب خیال آیا غالباً یہی لکھتے ہیں۔
محمد بن عبدالملک۔ پھر تجھ میں اور فرعون میں کیا فرق ہوا؟
افشین۔ حضور! وہ لوگ ہمیشہ سے میرے آباواجداد کو اور قبل اسلام لانے کے مجھ کو بھی اسی القاب سے اپنی تحریروں میں مخاطب کیا کرتے تھے اگر اسلام لانے کے بعد میں ان کو ایسے القاب کی تحریر سے منع کرتا تو وہ لوگ میری اطاعت سے منحرف اور مجھ سے باغی اور سرکش ہو جاتے"۔
محمد بن عبدالملک۔ (مازیار کی طرف اشارہ کرکے) تم نے اس سے کچھ کبھی خط وکتابت کی ہے؟
افشین۔ میں نے اس سے کبھی کوئی خط وکتابت نہیں کی۔
محمد بن عبدالملک۔ کیوں مازیار (افشین کی طرف اشارہ کرکے) اس نے تم کو خط لکھا تھا؟
مازیار۔ ہاں حضور اس کے بھائی نے میرے بھائی قوہیار کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے "اس دین کا کوئی ناصرومددگار میرے یا تمہارے اور بابک کے سوا نہیں ہے مگر بدنصیب بابک نے اپنی حماقت کی وجہ سے اپنے کو ہلاکت میں ڈالدیا میں چاہتا تھا کہ وہ اس بلا میں نہ مبتلا ہو شدنی امر اپنی حماقت سے میرے کہنے پر خیال نہ کیا اس حالت میں اگر تم علم مخالفت بلند کردو تو تمہارے مقابلہ پر یہ لوگ میرے سوا کسی دوسرے کو نہ مامور کرینگے اسوقت میرے رکاب میں کارآزمودہ فوجیں اور سپہ سالار ہیں میں تم سے سازش کرلوں گا یہ جان رکھو کہ ہمارے مقابلہ پر سوائے عربی یا مغربی اور ترکی لشکر کے اور کوئی نہ آئیگا عربوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ پیٹ کے بندہ ہیں کتوں کی طرح ایک لقمہ دیدو اور اطمینان سے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلو۔ مغربی فوجیں

ایک تو وہ خود قلیل ہیں جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہے دوسرے انکی گوشمالی کیلئے ہماری فوج کا ایک دستہ کافی ہے۔ باقی رہے ترکی۔ ان کا جوش دودھ کا سا اُبال ہے اُٹھا اور فرو ہو گیا تھوڑے سے استقلال میں انکا قلع و قمع ہو جائیگا اور دین و مذہب جیسا کہ ملوک عجم کے عہد و حکومت میں تھا ویسا ہی پھر ہو جائیگا دیکھو اس موقع کو غنیمت جانو ہاتھ سے نہ دو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

افشین (قطع کلام کر کے) مازیار کا تو یہ دعوی ہے کہ میرے بھائی نے اس کے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا تھا اس میں مجھ پر کیا الزام عاید ہو بالفرض تقدیر اگر میں اس قسم کا خط اس کو لکھتا تو ضرور اپنے کسی معتمد کے معرفت اسکے پاس روانہ کرتا اور یہ امر امیر المومنین سے پوشیدہ نہ رہتا عبد اللہ ابن طاہر تو خراسان میں موجود ہی تھا" قاضی احمد بن ابی داؤد نے اس کہنے پر افشین کو ایک ڈانٹ بتلائی۔ وزیر السلطنت محمد بن عبد الملک نے غصہ کی تیز نگاہوں سے دیکھ کے اشارہ سے خاموشی کا حکم دیا مگر افشین سے خاموش نہ رہا گیا قاضی احمد بن ابی داؤد سے مخاطب ہو کے بولا "کیوں حضرت جب آپ عبا و قبا پہن کے گھر سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک جماعت کو بغیر قتل کئے ہوئے نہ گھر میں جاتے ہیں اور نہ عبا و قبا اُتارتے ہیں۔ آپ بھی عجیب چیز ہیں"

محمد بن عبد الملک۔ بس بس بہت تیزی اچھی نہیں ہوتی نمک حرام، بدتمیز دائرہ تہذیب سے قدم باہر نہ رکھ یہ بتلا کہ تو مختون ہے یا نہیں ؟

افشین نے انکاری جواب دیا محمد بن عبد الملک نے چیں بہ جبیں ہو کے کہا "کیوں بے دین! تجھ کو کس چیز نے ختنہ کرانے سے روکا یہ تو شعار اسلام سے ہے"

افشین۔ (دھیمی آواز سے) میں نے بخوف جان ختنہ نہیں کرایا۔
محمد بن عبدالملک۔ کیا خوب، جواب بہت معقول ہے یہ قد و قامت اور یہ خوف (طنز سے) کیوں افشین لڑائیوں میں تو نیزہ بازی کرتا ہے شمشیر بکف اعدا میں گھس جاتا ہے۔ اُسوقت تجھے اپنی جان کا خطرہ نہیں پیدا ہوتا ہے تعجب ہے کہ ایک انگل کھال کے کٹانے سے اسقدر خائف ہوا۔
افشین۔ لڑائی میں ضرورت مجبور کرتی ہے اور میں بہ مجبوری اُس کو برداشت کرتا ہوں۔ ختنہ کو اس پر قیاس نہ کیجیے اپنے ہاتھوں کوئی اپنے پاؤں پر کلھاڑی نہیں مارتا۔" محمد بن عبدالملک نے بانتظار صدور حکم قاضی احمد بن ابی داؤد کی طرف دیکھا قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا اس پر جرم ثابت ہے۔ محمد بن عبدالملک نے بغا کبیر کو اشارہ کر دیا بغا کبیر افشین کو گردنیاں دیتا ہوا جیل میں لے گیا۔ بعد اس کے محمد بن عبدالملک نے مازیار کو چار سو درّے کا حکم دیا جس کے صدمہ سے مازیار مر گیا۔ بعد چندے افشین نے خلیفہ معتصم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میرے پاس آپ اپنے کسی معتمد خاص کو بھیج دیجئے میں کچھ گذارش کیا چاہتا ہوں خلیفہ معتصم نے حمدون بن اسماعیل کو افشین کے پاس بھیجا افشین نے اُن الزامات کی جو اسکے ذمہ عاید کئے گئے تھے معذرت کی اور معافی کا خواستگار رہا حمدون بن اسماعیل نے ہنوز خلیفہ معتصم تک یہ پیام نہیں پہونچایا تھا کہ افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے جانے کا حکم صادر ہوا خدام دولت افشین کو ایتاخ کے مکان میں لے گئے اور خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق قتل کر کے باب عامہ پر سولی دیدی جب کل آیندو روندگان دیکھ چکے تو لاشہ کو صلیب سے اُتار کے جلا دیا یہ واقعہ شعبان ۲۲۶ھ کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ قید میں افشین کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا اسوجہ سے مر گیا۔

مبرقع کا خروج | مبرقع معروف بہ ابوحرب یمانی فلسطین کا رہنے والا تھا اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں کسی لشکری نے اس کے مکان میں اُترنیکا قصد کیا عورتوں نے ممانعت کی لشکری نے ان کو مارا جب مبرقع آیا تو اُن عورتوں نے اس لشکری کی شکایت کی مبرقع کو لشکری کے اس فعل ناروا سے اشتعال پیدا ہوا سیدھا لشکری کے پاس گیا اور اس کو قتل کر کے اردن کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اس غرض سے کہ کوئی پہچان نہ سکے اپنے مُنہ پر برقع ڈال لیا جو اس سے ملنے آتا اسکو امر کے کرنے نواہی سے بچنے کی ہدایت و تعلیم دیتا اور خلیفہ کے معایب بیان کرتا۔ یہ اپنے اموی ہونیکا بھی مدعی تھا اردن کے اطراف و جوانب سے کاشتکاروں اور زمینداروں کا ایک گروہ متبع و مطیع ہوگیا اور اسکو سفیانی کے لقب سے وہ یاد کرنے لگا بعد چندے سرداران یمانیہ کی ایک جماعت بھی اسکے گروہ میں شامل ہوگئی منجملہ ان کے ابن بیہس تھا جو اپنی قوم اور نیز دوسرے قبائل میں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اور خواص و عوام اسکی اطاعت کرتے تھے رفتہ رفتہ اسکی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک بڑھ گئی خلیفہ معتصم نے اسکی سرکوبی پر بسرافسری ایک ہزار فوج کے رجاء بن ایوب کو متعین کیا رجاء بن ایوب نے مبرقع کی کثرت جماعت سے ڈر کر معرکہ آرائی نہ کی مقابلہ پر پڑاؤ کیے پڑا رہا تا آنکہ کاشتکاری و زراعت کا زمانہ آگیا مبرقع کے ہمراہی جو اکثر و بیشتر زراعت پیشہ تھے کاشتکاری کی غرض سے اپنے اپنے شہروں میں واپس آنے لگے اس اثناء میں خلیفہ معتصم نے وفات پائی اور خلیفہ واثق سریر خلافت پر رونق افروز ہوا اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دمشق میں فتنہ و فساد برپا ہوگیا خلیفہ واثق نے بلوائیوں اور فتنہ انگیزوں کے قتل کرنے کا عام حکم دیدیا اور مبرقع

سے معرکہ آرائی کا اعلان کر دیا چنانچہ رجاء بن ایوب نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور مبرقع کو معہ ابن بیہس کے گرفتار کر کے سامرا روانہ کر دیا اس معرکہ میں مبرقع کے ہمراہیوں میں سے تقریباً بیس ہزار آدمی کام آئے یہ واقعہ ۲۲۷ھ کا ہے۔

معتصم کی موت واثق کی خلافت

خلیفہ معتصم[۱] ابواسحاق محمد بن ہارون الرشید نے پندرھویں ربیع الاول ۲۲۷ھ کو آٹھ برس آٹھ مہینے خلافت کر کے اس دار فانی سے انتقال کیا صبح ہوتے ہی اسکا بیٹا واثق باللہ سریر خلافت پر رونق افروز ہوا ارکین دولت وسرداران لشکر نے بیعت کی اسکی کنیت ابوجعفر تھی۔

خلیفہ واثق کے تخت نشین ہوتے ہی اہل دمشق باغی ہو گئے اپنے امیر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مرج واسط میں بقصد مقابلہ لشکر مرتب کیا رجاء بن ایوب ان دنوں رملہ میں مبرقع سے معرکہ آرائی کر رہا تھا مگر خلیفہ واثق کے حکم سے اپنے لشکر کا کچھ حصہ مبرقع کے مقابلہ پر چھوڑ کے بغاوت دمشق کے فرو کرنے کو آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رجاء نے اہل دمشق کو ہزیمت دی اور نہایت

[۱] بروایت ذہبی خلیفہ معتصم ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا اسکی ماں ام ولد مولدات کوفہ سے تھی نام ماردہ تھا صولی کہتا ہے کہ یہ نامور خلیفہ ماہ شعبان ۱۷۸ھ میں پیدا اور علامہ ابوالحسن علی معروف بہ ابن اثیر صاحب تاریخ کامل تحریر کرتا ہے کہ ۱۷۹ھ میں عالم وجود میں آیا روایت اول کے مطابق سینتالیس برس کی عمر پائی دوسری روایت کے روسے انچاس مرحلے عمر کے طے کئے اور تیسری روایت کے اعتبار سے اڑتالیس سال بقید حیات رہا خلد قار میں پیدا اور سامرہ میں مدفون ہوا اس کے بیٹے واثق باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ رنگ سفید سرخی مائل، داڑھی گھنی متوسط القامت تھا اسکی طبیعت میں شجاعت، ہمت، قوت، خلق حسن اور استقلال کا (باقی نوٹ صفحہ آئندہ)

بے جگری سے میدان جنگ میں پندرہ سو آدمیوں کو کاٹ ڈالا اس کے ہمراہیوں میں سے تین سو آدمی کام آئے۔ اس خونریز جنگ کے بعد اہل دمشق کے دماغ کی گرمی فرو ہو گئی آتش بغاوت خاموش ہو گئی ہر چہار طرف امن و امان قایم ہو گیا اور رجاء مبرقع سے ہم نبرد ہوئے کو رملہ کی جانب لوٹ آیا اور اسکو بھی ہزیمت دیکے گرفتار کر کے سامرا بھیجدیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

ہنگامہ دمشق کے فرو ہوئے پر خلیفہ واثق نے اشناس ترکی پر اپنی خاص عنایت مبذول کی اپنی سلطنت اور تمام ممالک محروسہ اسلامیہ کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار کامل دیدیا۔ شب کے وقت مصاحبین اور ہم نشین قصے اور خلفا و وزراء گذشتہ کے واقعات بیان کیا کرتے تھے اتفاق سے ایک مرتبہ برامکہ کا ذکر آگیا دیر تک انکی فیاضی، اولوالعزمی اور دولتمندی کا چرچا رہا خلیفہ رشید پر انکے متولی ہو جانے اور کل امور سلطنت پر قابض و متصرف ہونے کے حالات بیان ہوتے رہے ان واقعات کے سُننے سے خلیفہ واثق کے کان کھڑے ہو گئے اگلے دن ایک گشتی فرمان ہر چہار طرف روانہ کر دیا اور اشناس ترکی کے

بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ۔ کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہ خلفاء بنو عباس کا آٹھواں تاجدار اور عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا آٹھواں ممبر اور خلیفہ رشید کی اولاد کا آٹھواں شخص تھا آٹھ برس اور آٹھ مہینے حکومت کی آٹھ لڑکے آٹھ لڑکیاں چھوڑ کر وفات پائی۔ آٹھ فتوحات حاصل کیں آٹھ محلسرائیں بنوائیں آٹھ دشمنوں بابک، باطس، مازیار، افشین، عجیف، قارن، قائد رافضہ اور رئیس زنادقہ کو تہ تیغ کیا (آٹھ لاکھ) دینار سرخ اسی قدر دراہم سفید (آٹھ ہزار) گھوڑے آٹھ ہزار غلام اور آٹھ ہزار لونڈیاں متروکہ چھوڑا علم معمولی تھا فتح عموریہ میں تیس ہزار ۳۰۰۰۰ عیسائیوں کو قتل اور اسی قدر کو گرفتار کیا خلق قرآن کا یہ بھی قائل تھا اسی مسئلہ میں علماء کا اس نے بھی امتحان لیا ملخص از کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۱۵۔ فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۸

آور دوں کو گرفتار کر کے بجبر و تعدی مال و اسباب وصول کرنے لگا۔ احمد بن اسرائیل سے اسّی ہزار دینار مار پیٹ کے وصول کئے سلیمان بن ذہب سے (یہ ایتاخ کا سکرٹری تھا) چار لاکھ حسن بن وہب سے چودہ ہزار ابراہیم بن رباح اور اسکے سکرٹری سے ایک لاکھ اور ابوالوزر سے ایک لاکھ چالیس ہزار۔

ولایت یمن پر خلیفہ معتصم نے بعد معزولی جعفر بن دینار ایتاخ کو مقرر کیا تھا اور پھر اسکو معتوب کر کے قید کر دیا مگر بعد چندے خوش ہو کے رہا کر دیا جب خلیفہ واثق تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی جانب سے ایتاخ کو یمن کی گورنری مرحمت فرمائی۔ رسالہ باڈی گارڈ پر خلیفہ معتصم کے عہد خلافت میں بعد معزولی افشین اسحاق بن یحیٰی بن معاذ مقرر کیا گیا تھا خلیفہ واثق نے اسکو بحال رکھا۔ ۲۳۱ھ میں محمد بن صالح بن عباس مدینہ منورہ پر متعین کیا گیا اور محمد بن داؤد مکہ معظمہ کی حکومت پر بدستور قائم رکھا گیا ۲۳۰ھ میں عبداللہ بن طاہر والی صوبجات خراسان، کرمان، طبرستان اور رے کے انتقال کر جانے سے بارگاہ خلافت کے حکم کے مطابق اسکے بیٹے طاہر کو صوبجات مذکورہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔

جنگ بغا کبیر بنو سلیم کا ایک بہت بڑا گروہ اطراف مدینہ منورہ میں رہتا تھا خلافت اور عمال کی تبدیلی سے ان لوگوں کے دل بڑھ گئے جرات ہو گئی دن دہاڑے مسافروں اور نیز اہل شہر کو لوٹ لینے لگے ایک مرتبہ بنو کنانہ کے ایک شخص پر بحالت غفلت چھاپہ مارا مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا محمد بن صالح والی مدینہ نے ایک دستہ فوج جس میں قریش و انصار کے متطوعہ (والنٹیرز) بھی تھے بنو سلیم کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کیا بنو سلیم نے انکو بے ڈھب ہزیمت دی بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا مال و اسباب کو لوٹ لیا خیموں کو جلا دیا

آلات حرب چھین لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے مابین جسقدر قصبات اور دیہات تھے سبھوں کو لوٹ لیا آمد و رفت قافلوں کی بند ہوگئی۔ خلیفہ واثق نے اس طوفان بے امتیازی کے فرو کرنے پر بغا کبیر کو مامور فرمایا۔ بغا کبیر ماہ شعبان ۲۳۰ھ میں مدینہ منورہ پہونچا بنو سلیم مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں بغا کبیر نے ان کو ہزیمت دی اور ان میں سے تقریباً پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور اسی قدر کو قید کر لیا باقیماندگان بنو سلیم نے امن کی درخواست کی خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق امن دیدی گئی ہنگامہ فرو ہونے کے بعد ایک ہزار بلوائیوں اور مفسدہ پردازوں کو بجرم بغاوت و فتنہ انگیزی گرفتار کرکے مدینہ منورہ کے جیل میں قید کر دیا یہ واقعہ ۲۳۰ھ کا ہے۔

اس ہنگامہ و بغاوت کو فرو کرکے بغا کبیر نے فریضہ حج ادا کیا اور ذات عرق میں پہونچکے بنو ہلال کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جیسا کہ بنو سلیم کے ساتھ پیش آیا تھا اور ان میں سے تین سو مفسدہ پردازوں کو گرفتار کرکے مدینہ منورہ کے جیل میں بھیجدیا اور پھر فوج کو مرتب کرکے بنو مرہ کی جانب چلا گیا ان مفسدہ پرداز قیدیوں نے جیل میں نقب لگائی اور محافظین جیل کو قتل کرکے نکل آئے اہل مدینہ کو خبر ہوئی رات ہی کے وقت مجتمع ہو کے روک ٹوک کی قیدی بھڑ پڑے صبح تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر اہل مدینہ غالب آئے اور قیدیوں کو قید حیات سے رہائی مل گئی۔ بغا کبیر کو اسکی خبر کے سننے سے سخت صدمہ ہوا۔

بنو مرہ کی طرف بغا کبیر کے جانے کی وجہ تھی کہ فزارہ اور بنو مرہ نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا بغا کبیر نے یہ خبر پاکے بنو مرہ پر دھاوا کر دیا اور اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بنو مرہ کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا بنو مرہ اسکی سطوت اور رعب داب سے خائف ہو کے شام کیطرف بھاگے بغا کبیر کے سپہ سالار نے سرزمین شام تک تعاقب کیا اور بغا کبیر چالیس

روز تک فدک میں ٹھہرا رہا بعد ازاں معہ اُن لوگوں کے جنکو بنو مرہ اور فزارہ سے گرفتار کر لیا تھا مدینہ منورہ واپس آیا بطون، غفار، فزارہ، اشجع اور ثعلبہ کے رؤساء اور سرداروں نے حاضر ہو کے اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں بغا کبیر کو ان لوگوں کے جانب سے ایک گونہ اطمینان ہوا بنو کلاب کی طرف متوجہ ہوا تین ہزار نفر پیش کئے گئے ان میں سے ایک ہزار آدمیوں کو بالزام مفسدہ پردازی مدینہ منورہ کے جیل میں ڈالدیا اور باقی لوگوں کو رہا کر دیا پھر ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق بنو نمیر کی سرکوبی کو یمامہ گیا شرفاء بنو نمیر کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہو گئی دونوں فریق نے ایک دوسرے پر حملہ کیا بغا کبیر نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور چالیس کو گرفتار کر لیا بعد اسکے اہل یمامہ کا قصد کیا اور بشرط اطاعت قبول کرنے کی معافی دینے کا وعدہ کیا مگر ان لوگوں نے یہ رعایت منظور نہ کی جبال سندھ کی جانب روانہ ہو گئے بغا کبیر نے یمامہ کا ایک چکر لگا کے اپنی فوج کو مختلف و متعدد حصوں پر تقسیم کیا اور حصہ لشکر کو بجائے خود ایک فوج مستقل قرار دیکے اطراف یمامہ میں پھیل جانے کا حکم دیا اس سے ہر چہار طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا جس طرف نظر اُٹھتی تھی سوائے کشت خون اور مقتولوں کے لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا اضاخ کے قریب پھر اہل یمامہ کا بغا کبیر نے ایک ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کیا اتفاق سے اس معرکہ میں اسکے مقدمۃ الجیش اور میسرہ کو شکست ہوئی قتل اور غارت کا قیامت خیز ہنگامہ اس کے لشکرگاہ میں برپا ہو گیا شام تک اہل یمامہ غارتگری میں مصروف رہے رات ہوتے ہی یا تو وہ کامیابی کے بھاگ کھڑے ہوئے بغا کبیر نے انکا تعاقب کیا اور اطاعت قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ تھوڑی دور چل کے اپنے رکاب کی فوج

ایک دستہ کو اہل یامہ کے پاس سمجھانے کو بھیجا اہل یامہ نے اسکی کمی فوج کا احساس کرکے صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا بغا کبیر شکست کھا کے اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اس اثناء میں بغا کبیر کے لشکر کا وہ دستہ اہل یامہ کے پیچھے سے آگیا جو یامہ کے اطراف و جوانب پہ شبخون مارنے کو گیا ہوا تھا اہل یامہ اس دستہ فوج کو اپنی پشت پر سے آتے ہوئے دیکھ کے گھبرا گئے قتل و خونریزی سے خود بخود رک گئے فوج سواران اہل یامہ اپنے پیادوں کی پلٹنوں کو بغا کبیر کی فوج کے حوالے کرکے بھاگ گئی بغا کبیر کی فوج نے اہل یامہ کی پیادوں کی پلٹنوں کو بات کی بات میں خیار و کدو کی طرح کاٹ کے رکھ دیا ان میں سے ایک بھی جانبر نہ ہوا مقتولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ خاتمہ جنگ کے بعد بغا کبیر ایک روز میدان کارزار میں ٹھہرا رہا اسکے دن مظفر و منصور یامہ میں داخل ہوا امراء یامہ نے امن کی درخواست کی بغا کبیر نے ان لوگوں بحکمت عملی قید کرکے بصرہ کے جیل میں بھیج دیا اس کے بعد وجن اشروسنی بسر افسری سات سو فوج کے بغا کبیر کی کمک پر آیا بغا کبیر نے اس تازہ دم فوج کو سواران اہل یامہ کے تعاقب پر بھیج دیا نبالہ مضافات یمن تک اس نے ان کا تعاقب کیا بعد اسکے بغا کبیر نے معہ ان قیدیوں کے جو ان معرکوں میں گرفتار کئے گئے اور جن کی تعداد بائیس سو تھی بغداد کی جانب مراجعت کی اور محمد بن صالح والی مدینہ کو معہ ان لوگوں کے جو اسکے زیر حراست قید تھے بغداد میں لانے کو لکھ بھیجا چنانچہ محمد بن صالح حسب تحریر بغا کبیر معہ قیدیان مدینہ بغداد میں آیا اور ان قیدیوں کو بغا کبیر کے حوالہ کر دیا۔

واقعہ قتل احمد بن نصر

احمد بن نصر بن مالک بن ہیثم خزاعی کا دادا مالک بن ہیثم خزاعی خلافت عباسیہ کے نقباء سے تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں

احمد بن نصر کا شمار محدثین میں تھا اسکی نشست و برخاست اصحاب حدیث کی صحبت
میں اکثر رہا کرتی تھی ان میں سے ایک گروہ نے جس میں ابن حصین، ابن دورقی
اور ابوزہیر وغیرہم تھے احمد بن نصر کو بھڑ ہ دیدیا آدمی سادہ لوح تھا خلیفہ واثق
پر خلق قرآن کے قائل ہونے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرنے لگا رفتہ رفتہ طعن و
تشنیع نے سب وشتم کی صورت کرلی خنزیر و کافر کہنے لگا عوام الناس میں اسکی
شہرت ہوگئی اسکے ہمراہیوں میں سے دو شخصوں ابوہارون شداخ اور طالب
نے لوگوں کو اسکی بیعت کی ترغیب دی ایک خلق نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
پر اسکی بیعت کرلی ابوہارون اور طالب نے ایک لشکر مرتب کرکے لشکریوں کو
انعامات اور جایزے مرحمت کئے اور شب پنجشنبہ ۳ شعبان ۲۳۱ھ کو بغرض
اظہار دعوت خروج کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا منجملہ اُن لوگوں کے جنھوں نے
احمد بن نصر کی بیعت کی تھی بنو اشرس کا ایک شخص قبل وعدہ آپہونچا حالت نشہ
میں تھا نقارہ بجادیا اسحاق بن ابراہیم افسر پولیس اسوقت موجود نہ تھا اس کا
قائمقام اور بھائی محمد بن ابراہیم نقارہ کی آواز سن کے گھبرا گیا ایک آدمی کو دریافت
حال کی غرض سے روانہ کیا کوئی شخص نظر نہ آیا اتفاق سے ایک اعور (بھنگا)
شخص عیسیٰ نامی حمام میں مل گیا اس نے بنو اشرس، احمد بن نصر، ابوہارون اور
طالب کا پتہ بتلادیا بعد اسکے احمد بن نصر کا ایک خادم گرفتار کیا گیا اس نے
عیسیٰ اعور کے بیان کی تائید کی محمد بن ابراہیم نے اسی وقت ایک دستہ فوج
احمد بن نصر وغیرہم کی گرفتاری کو بھیجدیا سب کے سب گرفتار ہو آئے محمد بن ابراہیم
نے ان لوگوں کو سامرا بھیجدیا خلیفہ واثق کے روبرو دربار عام میں پیش کئے گئے
اس جلسہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد بھی تھا خلیفہ واثق نے احمد بن نصر سے
بغاوت اور خروج کی وجہ دریافت نہ کی خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا احمد بن نصر نے

عرض کیا "وہ کلام الٰہی ہے" پھر خلیفہ واثق نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا مسئلہ دریافت کیا احمد بن نصر نے کہا "اللہ تعالیٰ کی رویت اخبار صحیحہ سے ثابت ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ قرآن مجید اور حدیث شریف کی مخالفت نہ کیجئے" خلیفہ واثق نے علماء کی طرف دیکھ کے احمد بن نصر کی بابت دریافت "عبدالرحمٰن بن اسحاق قاضی جانب غربی بغداد نے کھڑے ہو کے عرض کیا "امیرالمومنین کو اس شخص کا خون مباح ہے" قاضی احمد بن ابی داؤد بولا "یہ شخص کافر ہو گیا اسکو توبہ کی ہدایت کی جائے" خلیفہ واثق نے صمصامہ (یہ عمر بن معدی کرب زبیدی کی تلوار تھی) منگوائی نیام سے کھینچ کے احمد بن نصر کیطرف چلا احمد بن نصر نے گردن جھکا لی خلیفہ واثق نے ایک تلوار کندھے پر ماری دوسری سر پہ رسید کی پھر پیٹ کو اسی تلوار سے ناف سے سینہ تک چاک کر دیا بعد اسکے سیما الدمشقی نے بڑھ کے سر اُتار کے بغداد بھیجدیا جو جسر بغداد پر آویزاں کر دیا گیا اور لاشہ کو بغداد کے دروازہ پر صلیب پر چڑھا دیا۔

مختلف واقعات سنہ ۲۳۱ھ کے خاتمہ دور پر خلیفہ واثق نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو ثغور اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور یہ ہدایت کی کہ عیسائی قیدیوں کو بعوض مسلمان قیدیوں کے والی روم کو دیکے مصالحت کر لو مگر ساتھ ہی اسکے مسلمان قیدیوں سے قرآن کے مخلوق ہونے اور رویت اللہ کا مسئلہ دریافت کرتے جانا جو شخص خلق قرآن کا قائل اور رویت اللہ کا منکر ہو اُسکا معاوضہ دیکے عیسائیوں کے قید سے چھڑا لینا اور ایک دینار علاوہ زاد سفر کے بطور انعام مرحمت کرنا اور جو شخص خلق قرآن کا منکر اور رویت اللہ کا قائل ہو نہ اُسکے معاوضہ میں کسی عیسائی قیدی کو رہا کرنا اور نہ اسکی رہائی کی فکر کرنا چنانچہ رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لئے ہوئے نہر لامس پر آئے جو

طرسوس سے ایک منزل پرتھی مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو مسلمان قیدی جنکو عیسائیوں کے پنجۂ غضب سے نجات دلائی گئی تھی تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد آٹھ سو لڑکے اور عورتیں ایک سو اہل ذمہ تھے۔

احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کے ایام سرما کے آتے ہی ایک لشکر مرتب کر کے سرحدی بلاد پر جہاد کر دیا اثناء راہ میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہو گئی بطریق نے موسم سرما میں سفر وجہاد کرنے سے بوجہ صعوبت راہ منع کیا احمد بن سعید نے اسکے کہنے پر التفات نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور کثرت بارش سے بے حد نقصان کا سامنا کرنا پڑا تقریباً دو سو آدمی برف و بارش کے نذر ہو گئے، اسی قدر کفار نے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ کثیر نہر بدندون میں ڈوب مر گیا مجبوراً بے نیل مرام واپس آیا خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت وفضیحت کی اور معزول کر کے بجائے اس کے نصر بن حمزہ خزاعی کو متعین فرمایا۔

واثق کی وفات خلیفہ واثق باللہ[۱] ابو جعفر ہارون بن معتصم نے پانچ برس نو مہینے خلافت کر کے بعارضہ استسقاء جبکہ چھ راتیں ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کی باقی رہ گئی تھیں

---

[۱] خلیفہ واثق کی ماں کا نام قراطیس تھا ام ولد (کنیزک) تھی مکہ کی راہ میں بیسویں شعبان ۱۹۶ھ کو پیدا ہوا چھتیس برس چار مہینے کی عمر پائی احمد بن ابی داؤد اور بروایت بعض اسکے بھائی خلیفہ متوکل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مکہ کی راہ مقام ہارونی میں دفن کیا گیا۔ یہ اپنے آباد واجداد کی طرح خلق قرآن کا قایل اور رویت باری کا منکر تھا۔ مذہباً اعتزال کی جانب مایل کیا بلکہ معتزلی تھا ۲۳۱ھ میں اس نے بھی مامون اور موذنوں سے مسئلہ خلق قرآن اور رویت باری کا امتحان لیا جس نے خلق قرآن سے انکار اور رویت باری کا اقرار کیا اسکو سزا دی (باقی نوٹ صفحہ آیندہ میں)

وفات پائی۔ علاج کی غرض سے موت سے ایک دن پہلے گرم تنور میں بیٹھایا گیا اس سے مرض میں خفت محسوس ہوئی دوسرے دن تنور زیادہ گرم کیا گیا اور گذشتہ یوم کے بہ نسبت زیادہ دیر تک تنور میں بیٹھا رہا بخار آگیا تنور سے نکال کے محفہ[1] میں سوار کرایا بعد چند ساعت کے اُتارنے کی غرض سے پردہ اُٹھایا تو مردہ تھا بعضے کہتے ہیں کہ قاضی ابن ابی داؤد نے بعد وفات خلیفہ واثق کے بدن کو مس کیا تھا جس سے سب کے پہلے اسکو اُسکی موت کا احساس ہوا۔

متوکل کی خلافت خلیفہ واثق باللہ کے مرنے پر قاضی احمد بن ابی داؤد، ایتاخ، وصیف، عمر بن فرج اور ابو الزیات وغیرہم قصر خلافت میں مجتمع ہوئے اور محمد بن واثق باللہ کو جو ایک نو عمر لڑکا تھا تخت خلافت پر بٹھانے کی غرض سے سیاہ زرہ پہنائی اتفاق سے بوجہ نو عمری چھوٹا نکلا وصیف نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو جو ایسے کم عمر صاحبزادے کو سریر خلافت پر متمکن کیا چاہتے ہو؟" حاضرین یہ سُن کے چونک گئے مستحقین خلافت کے بابت رائیں قایم کرنے لگے بالآخر سبھوں نے باتفاق رائے جعفر بن معتصم کو طلب کیا احمد بن ابی داؤد نے لباس فاخرہ پہنایا، عمامہ باندھا، دست بوسی کر کے

(بقیہ نوٹ صفحہ گذشتہ) صولی کہتا ہے کہ خلیفہ واثق ادب وفضل کی وجہ سے مامون اصغر کہلاتا تھا۔ خود شاعر فن شاعری اور غنا سے واقف تھا عود اچھا بجاتا تھا۔ فضل یزیدی کا بیان ہے کہ خلفاء بنو عباس میں اس سے زیادہ کوئی راوی شعر کا نہ تھا کسی نے کہا "کیا مامون اعظم سے زیادہ یہ کثیر الروایت ہے" فضل یزیدی نے جواب دیا ہاں مامون نے علم عرب میں نجوم، طب، منطق اور فلاسفہ خلط ملط کر دیا تھا اور خلیفہ واثق علم عرب میں کسی چیز کو نہیں ملاتا تھا ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲ تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۴۳۔

[1] محفہ بکسر میم وفتح حاء وتشدید فا مثل ہودج کے عورتوں کو سوار کرانے کی ایک سواری ہے زمانہ قدیم میں اس پر قبہ نہیں بنایا جاتا تھا جیسا کہ ہودج پر قبہ بنایا جاتا ہے۔ اقرب الموارد جلد اول صفحہ ۲۱۲۔

کہا ''السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اور المتوکل علی اللہ کا لقب دیا۔
خلیفہ متوکل نے بیعت لینے کے بعد خلیفہ واثق کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کا حکم دیا بعد ازاں شاہی لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ مرحمت فرمائی، بلاد فارس پر ابراہیم بن محمد بن مصعب کو متعین کیا، غانم بن محمد طوسی کو حکومت موصل پر بحال رکھا، ابن عباس محمد بن صول کو دیوان نفقات سے معزول کیا اور اپنے بیٹے منتصر کو حرمین، یمن اور طایف کی حکومت عنایت کی۔

ابن الزیات کا ادبار اور موت

خلیفہ واثق نے اپنے عہد خلافت میں محمد بن عبد الملک بن الزیات کو قلمدان وزارت سپرد کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیدیا تھا اور محمد بن عبد الملک اپنی ذاتی قابلیت سے کل ارکین دولت پر حاوی ہو رہا تھا متوکل اور نیز خاندان خلافت کے کسی ممبر کا کچھ پاس ولحاظ نہ کرتا تھا ایک مرتبہ خلیفہ واثق اپنے بھائی متوکل پر ناراض ہوا متوکل ابن الزیات کے پاس گیا حالات بیان کئے اور خلیفہ واثق کو راضی کرنے کی التجا کی ابن الزیات نے نہ تو خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا، نہ خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور نہ متوکل کی باتیں توجہ سے سنیں بلکہ نہایت روکھائی سے کہا ''آپ تشریف لے جائیے اگر آپ کے حالات اور اطوار درست ہو جائیں گے تو امیر المومنین بلا کسی سفارش کے آپ سے خوش ہو جائیں گے میرے سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے'' متوکل یہ سوکھا جواب پا کے مغموم و رنجیدہ اٹھ کے قاضی احمد بن ابی داؤد کی خدمت میں گیا قاضی احمد بن ابی داؤد متوکل کی صورت دیکھتے ہی سروقد تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا، نہایت اخلاق سے پیش آیا، عزت و احترام سے صدر مقام پر بیٹھایا، اور آنے کا شکریہ ادا کیا متوکل نے کہا ''میں آپکے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ بھائی جان مجھ سے ناراض سے ہو گئے ہیں بہت اچھا ہوتا

اگر آپ اُن کو راضی کر دیتے" قاضی احمد نے بہ کمال مسرت اس امر کے انجام دینے کا اقرار کیا اور اسی روز سے وقتاً فوقتاً خلیفہ واثق باللہ سے جب موقع ملجاتا تھا تو متوکل کی سفارش کر دیتا تھا یہاں تک کہ خلیفہ واثق باللہ کا دل متوکل کی طرف سے صاف ہو گیا۔

ابن الزیات نے بوقت ملاقات متوکل سے جو بے توجہی اور بداخلاقی کا برتاؤ کیا تھا اُس کا کیا ذکر طرہ اسپر یہ ہوا کہ خلیفہ واثق باللہ کی خدمت میں ایک رپورٹ اس مضمون کی بھیجدی کہ "جعفر (یعنی متوکل) میرے پاس مخنثوں کے لباس میں آیا تھا اور مجھ سے امیرالمومنین کو راضی کرنے کی التجا کی تھی" خلیفہ واثق اس رپورٹ کو سن کر آگ بگولا ہو گیا اُسی وقت ابن الزیات کے پاس حکم بھیجدیا کہ "جعفر کو بال پکڑ کے گھسیٹتے ہوئے میرے پاس حاضر لاؤ" ابن الزیات نے اس حکم کی پوری تعمیل تو نہ کی مگر متوکل کو بلا بھیجا متوکل اس خیال میں کہ امیرالمومنین شاید مجھ سے راضی ہو گئے ہیں دل ہی دل میں ہنستا ہوا دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ واثق نے ایک حجام کو اشارہ کیا حجام نے لپک کے متوکل کے بال پکڑ لئے اور چار جھٹکے دیکے کاٹ ڈالے متوکل کو ابن الزیات کے اس فعل سے بے حد ناراضی پیدا ہوئی مگر اُس وقت کیا کر سکتا تھا خاموش رہا جس وقت سریر خلافت پر متمکن ہوا بعد ایک مہینہ کے ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن الزیات کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دو اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ میں ابن الزیات کے مال و اسباب کے ضبط کر لینے کا بھیجدیا یہ واقعہ ماہ صفر ۲۳۳ھ کا ہے۔ ایتاخ نے اس فرمان کے مطابق جہاں جہاں ابن الزیات کا مال و اسباب تھا ضبط کرا کے دارالخلافت میں منگوا لیا اور خلیفہ متوکل کے اشارہ سے ابن الزیات کو روز بروز طرح طرح کی تکالیف دینے لگا اور جب ان صدمات

اور مصائب سے بھی ابن الزیات کا کام تمام نہ ہوا تو ایک تنور میں جس میں چاروں طرف لوہے کی سلاخیں لگی ہوئیں تھیں اور اس قدر چھوٹا تھا کہ آدمی پورے طور سے نہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ آسانی سے اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا بند کر دیا چند روز زندہ رہ کے نصف ربیع الاول ۲۳۳ھ میں جان بحق تسلیم کر دی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الزیات کو گرفتاری کے بعد متوکل نے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مر گیا ابن الزیات کے زبان سے اس وقت سوائے تشہد اور ذکر اللہ کے ایک بار بھی کلمہ اُف نہیں نکلا۔

عمر بن فرج رخجی نے بھی متوکل کے ساتھ بہ زمانہ ناراضی خلیفہ واثق ابن الزیات کا سا برتاؤ کیا تھا جس کی پاداش میں خلیفہ متوکل نے بعد تخت نشینی ماہ رمضان میں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا مگر پھر گیارہ لاکھ زرجرمانہ وصول کر کے رہا کر دیا۔

ایتاخ کی بداقبالی اور موت

ایتاخ۔ سلام ابرص کا خادم اور اس کا باورچی تھا چونکہ قد و قامت کا بلند ہاتھ پاؤں کا سڈول اور شجاع تھا خلیفہ معتصم کے نظروں میں سما گیا ۱۹۹ھ میں خرید لیا۔ آدمی دانشمند مزاج شناس تھا خلیفہ معتصم اور واثق کے عہد خلافت میں اسکی بڑی عزت افزائی ہوئی ہر چہار طرف اسی کا دور دورہ ہو گیا بڑے بڑے صوبجات کا انتظام اسی کے سپرد ہوا سامرا میں بلحاظ دولت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کا بھی ہم پلہ تھا ارکین دولت کی بربادی اور تباہی اسی کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی اسی کے مکان میں اور اسی کی نگرانی میں وہ لوگ مثل اولاد مامون، ابن الزیات، صالح، عجیف، عمر بن فرج اور ابن جنید وغیرہم قید کئے جاتے تھے۔ سفارت، حجابت اور محکمہ جنگ کا یہی مالک تھا ترکی، شامی اور خراسانی

پلٹنیں اسی کے ماتحت تھیں غرض جسقدر اہم اور ذمہ داری کے کام تھے وہ سب
اسی کے سپرد تھے ایک روز شب کے وقت خلیفہ متوکل کے ساتھ بیٹھا ہوا
پی رہا تھا دونوں نشہ میں چور تھے لڑنے لگے خلیفہ متوکل نے کچھ سختی کی ایتاخ نے
نیام سے تلوار کھینچ لی خواصوں نے دوڑ کے ایک کو دوسرے سے علیحدہ کردیا
صبح ہوتے ہی ایتاخ دربار خلافت میں حاضر ہوکے قدموں پر گر پڑا اشب کی
گستاخی کی معذرت کی بظاہر قصہ رفت گذشت ہوگیا مگر خلیفہ متوکل کے دل
میں گرہ پڑگئی اور ایتاخ کو اسکا احساس ہوگیا اس اثناء میں زمانہ حج آگیا ایتاخ
نے حج کی اجازت چاہی متوکل نے اجازت دیدی ساتھ ہی اسکے ایک خلعت
گراں بہا عنایت فرمائی ایک دستہ فوج ہمراہ کردیا اور اُن شہروں کی اس کو
سند امارت عطا کی جو سفر حجاز میں اس کے راہ میں پڑتے تھے۔ چنانچہ ایتاخ
بقصد حج ماہ ذیقعدہ ۲۳۳؁ھ یا ۲۳۴ھ میں رخصت ہوکے روانہ ہوگیا اسکی
روانگی کے بعد خلیفہ متوکل نے حجابت پر اپنے خادم وصیف کو مامور کیا اور
جب ایتاخ نے سفر حج سے مراجعت کی تو خلیفہ متوکل نے ایتاخ کے پاس
ہدایا اور تہائف روانہ کئے اور بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ ایتاخ
کو کسی حیلہ سے بغداد میں لیجا کے قید کردو جوں ہی ایتاخ بغداد کے قریب
پہونچا اسحاق بن ابراہیم نے ایتاخ کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون
یہ تھا " امیر المومنین نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ پہلے بغداد میں تشریف
لائیے" سرداران بنو ہاشم وارکین سلطنت سے ملاقات کیجئے اور خزیمہ بن
خازم کے مکان میں سبھوں کو جمع کرکے حسب مراتب انعامات اور صلے مرحمت
کیجئے" ایتاخ بہ تعمیل اس حکم کے بغداد میں داخل ہوا اسحاق بن ابراہیم درپردہ
استقبال کے لئے کھڑا تھا جس وقت ایتاخ مکان کے اندر چلا گیا اسحاق نے

اس کے ہمراہیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور دروازہ پر پہرہ بیٹھا دیا بعد اس کے دونوں لڑکوں منصور و مظفر اور دونوں سکرٹریوں سلمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا ایتاخ کو یہ خبر لگی تو اسحاق بن ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے دونوں لڑکوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے اگر خطاوار ہوں تو میں ہوں اسحاق نے ایتاخ کی یہ درخواست منظور کر لی۔ ایتاخ اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہا تا آنکہ مر گیا بعضوں کا بیان ہے کہ ایتاخ کا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا اور اسکے دونوں لڑکے جیل ہی میں رہے یہانتک کہ متوکل کے بعد مستنصر سریر خلافت پر رونق افروز ہوا اور اس نے ان دونوں کو رہا کیا۔

ابن بعیث کی موت محمد بن بعیث بن جلیس آذربیجان کے مشہور و مضبوط ترین قلعہ مرند میں پناہ گزین تھا زمانہ خلیفہ متوکل میں بہ حکمت عملی قلعہ مرند سے نکال کے سامرا میں قید کیا گیا مگر بعد چندے جیل سے بھاگ کر پھر مرند میں جا کے اپنی جان بچائی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن بعیث جیل میں مقید نہ تھا بلکہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے زیر نگرانی قید تھا اور بغا الشرابی کی سفارش سے بہ ضمانت محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی رہا کیا گیا بعد رہائی کے چندے سامرا میں ادھر ادھر پھرتا رہا تا آنکہ خلیفہ متوکل علیل ہوا محمد بن بعیث بھاگ کر مرند چلا گیا اور اسکو غلہ اور سامان جنگ سے خاطر خواہ مضبوط کیا اس اثناء میں قبیلہ ربیعہ وغیرہا کے فتنہ پردازوں اور باغیوں کا ایک گروہ جو تعداد میں بائیس سو کے قریب تھے مرند میں مجتمع ہو گیا ان دنوں آذربیجان کا والی محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھا محمد بن بعیث کی کثرت جماعت سے ڈر کر دم بخود رہا کسی قسم کا تعرض نہ کیا خلیفہ متوکل نے اسکو معزول کر کے حمدویہ بن علی بن فضل سعدی

کو متعین فرمایا چنانچہ حمدویہ ایک مدت تک محمد بن بعیث کا مرند میں محاصرہ کئے رہا خلیفہ متوکل نے امدادی فوجیں بھیجیں مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کے بغا الشرابی کو دو ہزار سواروں کی جمعیت سے مرند کی فوج محاصر کی کمک پر مامور کیا بغا الشرابی نے میدان جنگ میں پہونچکر قلعہ مرند کے ارد گرد ایک چکر لگایا اور دل ہی دل میں یہ رائے قایم کی کہ بجز حکمت عملی اور دھوکھا کے یہ قلعہ بزور جنگ مفتوح نہیں ہو سکتا شام ہو گئی تھی اپنے مورچہ میں واپس آیا اگلے دن بغا الشرابی نے جنگ کے چھیڑنے سے پہلے عیسیٰ بن شیخ بن شلیل کو محمد بن بعیث کے پاس یہ پیغام لے کے بھیجا کہ "میں تمکو اور تمہارے کل سرداروں کو امان دیتا ہوں تم لوگ خلیفہ متوکل کے حکم سے دروازہ قلعہ کا کھولدو" محمد بن بعیث کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اسکے ہمراہیوں کا ایک گروہ کثیر قلعہ کا دروازہ کھول کے بغا الشرابی کے پاس چلا آیا محمد بن بعیث گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا شاہی لشکر نے قلعہ میں گھس کے محمد بن بعیث کے مکانات کو لوٹ لیا اسکی عورتیں اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں بعد اسکے وہ خود بھی معہ اپنے بھائیوں صقر و خالد اور بیٹوں جلیس، صقر اور بعیث کے اثناء راہ سے گرفتار ہو آیا بغا الشرابی ان قیدیوں کو لئے ہوئے بغداد کی طرف روانہ ہوا قریب بغداد پہونچ کے لوگوں کو دکھلانے کے غرض سے محمد بن بعیث کو معہ اس کے ہمراہیوں کے اونٹوں پر سوار کرایا خلیفہ متوکل نے ان لوگوں کو جیل میں ڈالدیا۔ محمد بن بعیث بغداد میں پہونچ کے ایکماہ بعد ۲۳۵ھ میں مرگیا خلیفہ متوکل نے اس کے لڑکوں کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے ساتھ شاکریہ میں بھرتی کر دیا۔

ولیعہدی کی بیعت ۲۳۵ھ میں خلیفہ متوکل نے اپنے تینوں بیٹوں

محمد، طلحہ اور ابراہیم کی ولیعہدی کی بیعت لی بعض مورخین نے بجائے طلحہ کے زبیر کا نام لکھا ہے۔ بیعت لینے کے وقت یہ قرار دیا کہ میرے بعد پہلے محمد تاج و تخت کا مالک ہوگا اور اسکو المنتصر کا لقب دیکے افریقہ، مغرب، قنسرین، ثغور شامیہ، جزیرہ، دیار مضر، دیار ربیعہ، ہیت، موصل، عانہ، خابور، کور دجلہ، سواد، بحرین، حضرموت، حرمین، سندھ، مکران، قندابیل، کور اہواز، بحر کوفہ، بحر بصرہ اور سامرا کے مستغلات کو جاگیر میں دیا اور بعد المنتصر کے اپنے دوسرے بیٹے طلحہ کو سریر خلافت کا وارث ٹھہرایا اور اسکو المعتز کا لقب مرحمت فرما کے صوبجات خراسان، طبرستان، رے، ارمینیہ، آذربیجان اور صوبجات فارس کو عنایت کیا بعد چندے ۲۴۰ھ میں اپنے کل ممالک محروسہ کے خزاین اور دار الضرب کو اسکی جاگیر میں اضافہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ المعتز کا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ ان دونوں وارثان تاج و تخت کے بعد ابراہیم کی ولیعہدی کی بیعت لی اور اسکو حمص، دمشق، فلسطین اور صوبجات شامیہ عنایت کیے۔

اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے لشکریوں کو تبدیلی وضع و لباس کا حکم دیا چنانچہ لشکریوں نے کمرکوں کے بجے پہننے بجائے پیٹی کے کمر کو ڈوریوں سے باندھا اور خدام کے لباس میں جھالریں ٹکوائیں پیٹی باندھنے کی ممانعت کی اور ذمیوں کی عبادت گاہوں کو جو جدید تعمیر ہوئی تھیں منہدم کر دینے کا گشتی فرمان جاری فرمایا اور اس امر کی ممانعت کی کہ ممالک محروسہ میں کوئی شخص کسی حاکم کی دہائی نہ دے اور نہ ذمی اپنے جلسوں میں صلیب نکالیں اور ان کے دروازوں پر علامت کی غرض سے شیاطین کی صورتیں لکڑی کی بنا دیجائیں۔

محمد بن ابراہیم کی موت

محمد بن ابراہیم بن حسن بن مصعب برادرزادہ طاہر بلاد فارس کا والی تھا اور اسکا بھائی اسحاق بن ابراہیم بغداد کا افسر

پولیس عہد خلافت مامون اعظم معتصم، واثق اور متوکل میں تھا اور اس کا بھتیجہ محمد بن اسحاق سامرہ میں دارالخلافت کے دروازہ پر اسکی نیابت کرتا تھا ۲۳۵ھ میں اسحاق بن ابراہیم کی وفات پر خلیفہ متوکل نے اسکو (یعنی محمد بن اسحاق کو) محکمہ پولیس پر متعین کیا اور کل صوبجات کو جو اسکے باپ کے تھے مرحمت فرمائے۔ اور معتز نے اپنی جانب سے یمامہ، بحرین، اور مکہ کی نیابت عطا کی محمد بن اسحاق نے کل قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات جو اسکے باپ کے تھے خلیفہ متوکل اور اسکی اولاد کی خدمت میں بھیجدئے محمد بن ابراہیم تک یہ خبر پہونچی خلیفہ متوکل اور نیز اپنے بھتیجے سے سخت ناراض ہوا محمد بن اسحاق نے خلیفہ متوکل سے جڑ دیا خلیفہ متوکل نے محمد بن اسحاق کو فارس کی سند گورنری عنایت فرماکے بجائے محمد بن ابراہیم کے فارس بھیجدیا محمد بن اسحاق نے فارس میں پہونچ کے اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو معزول کرکے اپنے چچازاد بھائی حسین بن اسمٰعیل بن مصعب کو مامور کیا اور ساتھ ہی اسکے محمد بن ابراہیم کے قتل کا بھی اشارہ کردیا حسین بن اسمٰعیل نے اسکے قتل کی یہ تدبیر نکالی کہ پانی بند کردیا جس کی وجہ سے محمد بن ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔

بغاوت ارمینیہ صوبہ ارمینیہ کی گورنری پر یوسف بن محمد مامور تھا بطریق بقراط بن اسواط جو بطریقوں کا سردار تھا امن کا خواستگار ہوکے دارالامارت میں حاضر ہوا یوسف بن محمد نے اسکو مع اسکے بیٹے کے گرفتار کرکے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیجدیا یوسف کے اس فعل سے ارمینیہ کے بطریقوں کو سخت اشتعال پیدا ہوا بقراط بن اسواط کے چچازاد بھائی اور اس کا داماد موسیٰ بن زرارہ کے پاس مجتمع ہوئے اور باتفاق رائے سبھوں نے یوسف بن محمد کے مار ڈالنے کی قسمیں کھائیں چنانچہ رمضان ۲۳۷ھ مقام طرون میں یوسف

بن محمد کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا یوسف بن محمد یہ خبر پاکے اہل ارمینیہ سے جنگ کرنے کو نکلا اہل ارمینیہ نے پہلے ہی معرکہ میں یوسف ابن محمد کو ہزیمت دیکے اسکو معہ اسکے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا بارگاہ خلافت سے حسب حکم خلیفہ متوکل بغا کبیر اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا موصل اور جزیرہ ہوتا ہوا ارزن پر جا اُترا اور بزور تیغ اسپر قبضہ حاصل کرکے موسیٰ بن زرارہ اور اُسکے بھائیوں کو قید کرکے خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کردیا اس معرکہ میں موسیٰ بن زرارہ کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تیس ہزار آدمی مارے گئے اور ایک گروہ کثیر گرفتار کرلیا گیا بعد اسکے بغا کبیر نے شہر دبیل میں جا کے پڑاؤ کیا ایک مہینہ تک ٹھہرا رہا پھر شہر دبیل سے روانہ ہوکے تفلیس پر پہونچ کے محاصرہ ڈالدیا اور زیرک ترکی کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور مقدمۃ الجیش کے تفلیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اسحاق بن اسمٰعیل بن اسحاق نے (یہ بنوامیہ کا خادم تھا) تفلیس سے نکل کے زیرک کا مقابلہ کیا قتل وخونریزی کا بازار گرم ہوگیا شہر تفلیس کے مکانات اور نیز دارالامارت لکڑی کی بنی ہوئی تھی بغا کبیر کے حکم سے نفاطین نے شہر پر آتشباری شروع کردی قصر امارت میں آگ لگ گئی جل گیا علاوہ اسکے ہزارہا مکانات جل کے خاک وسیاہ اور پچاس ہزار آدمی اس آتش زنی کے نذر ہوگئے جو باقی رہے وہ گرفتار کرلئے گئے ترکی اور مغربی پلٹنوں نے اسحاق بن اسمٰعیل کو گھیر کے گرفتار کرلیا بغا کبیر نے اسی وقت اسحاق کو قتل کر ڈالا اسحاق کے اہل وعیال معہ اپنے مال واسباب کے شہر صغدبیل چلے گئے جو شہر تفلیس کے برابر نہر کرمن کے شرقی جانب تھا جس کو نوشیرواں نے آباد کیا تھا اور اسحاق نے انھیں ضرورتوں کو پیش نظر کرکے پہلے ہی سے رسد وغلہ سے اسکو مضبوط کر رکھا تھا مگر ان اجل رسیدوں کو

اس قلعہ نے بھی بغا کبیر کے پنجہ ظلم سے نہ بچایا بعد اسکے بغا کبیر نے ایک لشکر دوسرے قلعہ کی جانب جو مابین بردعہ اور تفلیس کے واقع تھا روانہ کیا اہل قلعہ نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر بغا کبیر کے لشکریوں نے بزور تیغ مفتوح کر لیا اور اسکے بطریق کو گرفتار کر لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کے قلعہ کبیس پر دھاوا کیا جو بلقان کے سرزمین میں تھا اور جس کا والی عیسیٰ بن یوسف تھا عیسیٰ بن یوسف نے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن بغا کبیر کے لشکریوں نے اسکو گرفتار کر لیا اور بغا کبیر نے اسکو معہ چند بطریقوں کے بغداد کی طرف روانہ کر دیا یہ واقعہ سنہ ۲۳۸ھ کا ہے۔

قضاۃ کی معزولی اور تقرری

سنہ ۲۳۷ھ میں خلیفہ متوکل کو قاضی احمد بن ابی داؤد سے ناراضی پیدا ہوئی اور یہ کشیدگی و ناراضی اس درجہ تک بڑھی کہ خلیفہ متوکل نے قاضی احمد کا کل مال و اسباب اور جاگیریں ضبط کر کے اس کے لڑکوں کو قید کر دیا قاضی احمد کے لڑکوں میں سے ابو الولید نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار قیمت کے جواہرات پیش کئے اسپر بھی خلیفہ متوکل کا غیظ و غضب فرو نہ ہوا تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار دراہم اور پیش کئے امراء و رؤساء شہر نے شہادت دی کہ ابو الولید نے اپنا مال و اسباب فروخت کر کے اس رقم کو حاضر کیا ہے۔ قاضی احمد ان دنوں عارضہ فالج میں مبتلا تھا خلیفہ متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو طلب کر کے قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا اور ابو الولید بن ابی داؤد کو صیغہ فوجداری کے اختیارات دیئے بعد چندے اس کو معزول کر کے ابو الربیع محمد بن یعقوب کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے اس صیغہ کے بھی اختیارات قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو دیدیئے پھر سنہ ۲۴۰ھ میں قاضی یحییٰ بن اکثم بھی خلافت پناہی کا مورد

عتاب ہوکے معزول کیا گیا پچھتر ہزار دینار اور چار ہزار جریب زمین جو بصرہ میں قاضی یحییٰ بن اکثم کی مملوکہ تھی ضبط کرلی گئی۔ بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی مامور ہوا۔

اسی سنہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے ابوالولید کے مرنے کے بعد بیس دن بعد وفات پائی۔ مذہباً معتزلی تھا اس نے بشر مریسی سے اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اور بشر مریسی نے جہم بن صفوان سے اور جہم بن صفوان نے جعد[1] بن ادہم معلم مروان سے ان خیالات اور عقاید کو حاصل کیا تھا۔

بغاوت حمص چونکہ ابوالمغیث موسیٰ بن ابراہیم رافعی والی حمص نے بعض رؤساء حمص کو بلا کسی جرم وخطا کے قتل کرڈالا تھا اس وجہ سے ۲۴۰ھ میں اہل حمص نے مجتمع ہوکے بلوہ کردیا اور اس کو دارالامارت سے نکال کے اس کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں کو قتل کرڈالا خلیفہ متوکل نے بجائے اس کے محمد بن عبدویہ انباری کو متعین فرمایا اس نے بھی اہل حمص کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے سختی سے پیش آیا اہل حمص اس سے بھی منحرف اور باغی ہوگئے دارالخلافت سے دمشق اور رملہ کی فوجیں اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر متعین کی گئیں چنانچہ اہل حمص پر ان کو فتحیابی حاصل ہوئی ایک گروہ کثیر بلوائیوں کا اس معرکہ میں کام آگیا۔ عیسائی شہر بدر کردئے گئے، کنائس (گرجے) گرادئے گئے اور انہیں سے جو جامع مسجد کے قرب واتصال میں تھے جامع مسجد میں شامل کرلئے گئے

[1] اور جعد بن ادہم نے ابان بن سمعان سے اور ابان بن سمعان نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن اعصم یہودی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا مذہب معتزلہ کی تعلیم پائی تھی لبید خلق توریت مقدس کا قائل تھا سب کے پہلے طالوت ہی نے اس مضمون پر کتاب تصنیف کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۹۔

بجاۃ کی بدعہدی جن دنوں اسلامی فتوحات کا سیلاب مصر کی دیواروں تک پہونچ گیا تھا اُسی زمانہ سے مابین اہل مصر اور بجاۃ مصالحت ہو گئی تھی اسی عہد نامہ کے لحاظ سے بجاۃ کے بلاد میں جس قدر سونے کی کانیں تھیں وہ اُنکا خمس والی مصر کو دیا کرتا تھا مگر عہد خلافت متوکل میں خمس کا دینا بند کر دیا اور اُن مسلمانوں کو جو معادن میں کام کرتے تھے اپنی سفاہت اور بزدلی سے قتل کر ڈالا پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی خبر کر دی خلیفہ متوکل نے ارا کین سلطنت سے بجاۃ پر جہاد کرنے کی بابت مشورہ کیا ارا کین سلطنت نے عرض کیا کہ "وہ اقوام بادیہ نشین ہیں ان کے پاس اونٹ اور بکریوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ان کے شہروں تک پہونچنا آسان نہیں ہے کیونکہ ان کا ملک بلاد اسلامیہ سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے اور راستہ نہایت دشوار گذار ہے ایسی حالت میں رسد و غلہ کا انتظام کافی ہونا چاہیے ورنہ اسلامی لشکر کا بلا جدال و قتال واقعہ ہو جائے گا" خلیفہ متوکل یہ سن کے ہمت ہار گیا اس سے بجاۃ کا حوصلہ بڑھ گیا اور اہل صعید کو بجات کی شرارت اور آئے دن فساد سے خوف پیدا ہوا بارگاہ خلافت میں ایک درخواست بھیجدی خلیفہ متوکل نے محمد بن عبداللہ قمی کو اسوان، قفط، اقصر، اسنا اور ارمنت کی سند گورنری مرحمت فرما کے بجاۃ سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا اور عنبسہ بن اسحاق ضبی والی مصر کے نام محمد بن عبداللہ قمی کی مالی اور فوجی مدد کرنے کا فرمان بھیجدیا چنانچہ محمد بن عبداللہ قمی بیس ہزار فوج کے ساتھ جس میں شاہی پلٹنیں اور مطوعہ (والنٹیرز) کی فوج بھی شامل تھی بلاد بجاۃ کی طرف خشکی کی راہ سے روانہ ہوا اور براہ قلزم متعدد کشتیاں آٹا، ستو، کھجوروں اور روغن زیت سے بار کرا کے بلاد بجاۃ کی جانب روانہ کر دیں رفتہ رفتہ محمد بن عبداللہ قمی اُن کے قلعوں تک

پہونچ گیا بادشاہ بجاۃ علی بابا نامی محمد بن عبداللہ قمی سے دو چند لشکر مرتب کر کے
مقابلہ پر آیا اور نہایت دھیمی رفتار سے لڑائی شروع کی اس امید پر کہ تھوڑے دنوں
میں انکا رسد و غلہ ختم ہو جائیگا اُسوقت ہم ان کو بغیر جدال و قتال کے گرفتار کرلیں گے
اس اثناء میں وہ کشتیاں ساحل پر پہونچ گئیں جن کو اس نے اپنی روانگی کیوقت
مصر سے براہ قلزم روانہ کیا تھا محمد بن عبداللہ قمی نے اپنے لشکریوں کو حسب ضرورت
اشیاء خوردنی تقسیم کردیں علی بابا اس انتظام اور دور اندیشی کو دیکھ کے دنگ ہو گیا
اگلے دن خم ٹھونک کے میدان میں آیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی چونکہ
اس کے اونٹوں میں وحشت زیادہ تھی ہر چیز کو دیکھ کے بدک اُٹھتے تھے کامیابی
نہ ہوئی - دوسرے دن محمد بن عبداللہ قمی نے گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں
بندھوا کے حملہ کرنے کا حکم دیا علی بابا کی فوج کے اونٹ ٹھنٹیوں کی آواز سن کے
بدک کر بھاگے شتر سواروں نے ہر چند سنبھالا نہ سنبھلے مجبور ہو کے علی بابا
بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا محمد بن عبداللہ قمی نے تعاقب اور قتل
و غارت کا حکم عام دیدیا ہزارہا آدمی مارے اور قید کئے گئے تا آنکہ علی بابا نے
امن و مصالحت کی درخواست کی محمد بن عبداللہ قمی نے یہ شرط کی کہ تم بقایا
اور مال خراج ادا کردو ہم تم کو تمہارا ملک جسکو ہم فتح کر چکے ہیں واپس دیدینگے
علی بابا نے بطیب خاطر ان شرائط کو منظور کرلیا اور بعد تحریر و تکمیل عہدنامہ محمد بن
عبداللہ قمی کے ہمراہ بقصد حاضری دربار خلافت کو روانہ ہوا اور بجائے اپنے
اپنے لڑکے (قیعس) کو مقرر کر گیا خلیفہ متوکل نے علی بابا کو کمال احترام و عزت
سے ٹھہرایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اس کے اونٹوں پر دیبا اور قیمتی قیمتی کپڑوں
کی جھولیں ڈالیں اور بہ نظر عزت افزائی مصر سے مکہ تک کی راہ کی حکومت عنایت
کی اور اس کے بلاد پر سعد ایتاخی خادم کو بطور ریذیڈنٹ کے مقرر فرمایا سعد نے

اپنی طرف سے محمد قمی کو مامور کیا چنانچہ محمد قمی اس کے ساتھ واپس آیا اور ہر چہار طرف بلاد بجاۃ میں امن و امان قائم ہوگیا۔

صوائف ۲۳۸ھ میں رومیوں کا ایک بیڑہ جس میں سو کشتیاں تھیں ساحل دمیاط پر پہونچا اتفاق یہ کہ اُس وقت سرحدی فوج کو عنبسہ بن اسحاق ضبی والی مصر نے کسی ضرورت سے مصر میں طلب کر لیا تھا تھوڑی سی فوج ساحل دمیاط پر موجود تھی رومیوں نے موقع مناسب پاکے خاطر خواہ دمیاط کو لوٹا، جامع مسجد کو جلایا اور کشتیوں کو مال و اسباب اور قیدیوں سے بھر کر تینس کی طرف کوچ کر دیا تینس میں بھی پہونچ کے رومیوں نے یہی برتاؤ کئے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

اسی سنہ میں علی بن یحییٰ ارمنی افسر صوائف نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۲۴۱ھ میں ندورہ ملکہ روم نے مسلمان قیدیوں کو بجبر و تعدی عیسائی بنایا جس نے کچھ بھی چون و چرا کیا اُس کو قتل کیا ایک گروہ کثیر نے عیسائیت قبول کر لی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کے خود ہی مفادات[1] کی خواستگار ہوئی خلیفہ متوکل نے سیف خادم کو بہمراہی قاضی بغداد جعفر بن عبد الواحد مفادات کی غرض سے روانہ کیا اور بغداد میں عہدہ قضاء پر ابن ابی الشوارب کو مامور فرمایا چنانچہ نہر لامس پر رومیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکے ایک دوسرے کے قید سے رہا کرایا بعد اسکے پھر رومیوں نے بد عہدی کی عین زربہ پر شبخون مارا۔ جس قدر وہاں زط تھے سبھوں کو معہ عورتوں اور لڑکوں کے گرفتار کر لیا۔ اور صائفہ سے علی بن یحییٰ ارمنی کی واپسی کے بعد سمیساط کی جانب قدم بڑھائے آمد تک قتل و غارت کرتے ہوئے چلے گئے سیکڑوں مسلمانوں کو

[1] ایک دوسرے کو فدیہ دیکر اپنے قیدیوں کو چھڑانا۔

مار ڈالا ہزارہا مکانات لوٹ لئے سرحدی اور جزیرہ بلاد کو تاخت وتاراج کر دیا
اور تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کرکے واپس گئے قرشاس، عمر بن عبیداللہ اقطع
اور ایک گروہ مجاہدین نے تعاقب کیا مگر بے نیل مرام واپس آئے۔ اس کے بعد
اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے علی بن یحییٰ کو صائفہ کے ساتھ بلاد روم میں جہاد
کرنے کو روانہ کیا اور ۲۴۴ھ میں بغداد سے دمشق چلا آیا۔ اس کے ساتھ کل اراکین
دولت بھی دمشق میں آگئے۔ شاہی دفاتر اور کل محکمہ جات جن کو خلافت پناہی
سے تعلق تھا بغداد سے دمشق میں منتقل ہو آئے دو مہینے تک مقیم رہا بعدہ اتفاق
وقت سے دمشق میں وباء پھوٹ نکلی اس وجہ سے پھر بغداد لوٹ گیا۔ روانگی
سے پہلے بغا کبیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کرنے کو
بھیجا پس اس نے بلاد روم میں داخل ہوکے جنگ وخونریزی کا بازار گرم کر دیا
روم کے بڑے بڑے گردن کش اور سورما پہلوان کام آگئے سیکڑوں دیہات
قصبات اور شہر ویران کر دئے گئے۔ جب ہر سمت سے الامان الامان کی پکار
ہوئی تو بغا کبیر نے بلاد اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔ پھر ۲۴۵ھ میں رومیوں
نے سمیساط پر دھاوا کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا اور صائفہ نے بسرافسری علی بن
یحییٰ ارمنی کرکرہ پر جہاد کیا اہل کرکرہ اپنے بطریق سے بگڑ گئے گرفتار کرکے خلیفہ
متوکل کے خدام کے حوالہ کر دیا بادشاہ روم نے ایک ہزار مسلمان قیدیوں کو
رہا کرکے بطریق کو چھوڑا لیا۔ ۲۴۶ھ میں عمر بن عبیداللہ اقطع نے صائفہ
کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کی چار ہزار راس کو مویشیاں ہاتھ آئیں، قرشاس
پانچہزار راس گرفتار کر لایا، فضل بن قارن ایک بیڑہ جہازات کو لے گئے جس میں
بیس کشتیاں تھیں قلعہ انطاکیہ پر چڑھ گیا اور اس کو بزور تیغ مفتوح کرکے
بلکا جور پر چڑھاو ترا بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا ہزارہا عیسائی گرفتار کر لئے گئے

اور علی بن یحیی نے پانچہزار عیسائی دس ہزار راس جانور گرفتار کئے اسی سنہ میں اسی کے ہاتھ عیسائی اور مسلمان قیدیوں کا مبادلہ کیا گیا فریقین نے دو ہزار تین سو قیدی رہا کرائے۔

عمال کی تفصیل ۲۳۲ھ میں خلیفہ متوکل نے بلاد فارس پر محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مقرر کیا تھا اندنوں موصل کی حکومت پر غانم بن حمید طوسی تھا۔ اس کے اوایل زمانہ خلافت میں محمد بن عبد اللہ بن الزیات قلمدان وزارت کا مالک تھا اور دیوان الخراج (محکمہ مال یا بورڈ آف ریونیو) کا یحیی بن خاقان اسانی (ازد کا غلام) افسر اعلیٰ تھا اسی زمانہ میں فضل بن مروان معزول کیا گیا اور بجائے اس کے دیوان نفقات پر ابراہیم بن محمد بن ختول مامور ہوا۔ ۲۳۳ھ میں محمد بن عیسی کو معزول کر کے حرمین امین، اور طائف کی گورنری اپنے بیٹے منتصر کو عنایت کی اور جب ایتاخ حج کو چلا گیا تو حجابت پر وصیف خادم کو مامور کیا۔ ۲۳۵ھ میں اپنے بیٹوں کی ولیعہدی کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور بعد وفات اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب اس کے بیٹے ابراہیم کو بغداد کی پولیس پر مامور کیا اسکی (یعنی اسحاق بن ابراہیم کی) اور حسن بن سہل کی وفات ایک ہی سنہ میں واقع ہوئی ۲۳۶ھ میں عبید اللہ بن یحیی بن خاقان عہدہ سکرٹری سے بعد ازاں وزارت سے سرفراز کیا گیا اور صوبہ ارمینیہ و آذربیجان کے صیغہ جنگ و خراج پر یوسف بن ابی سعید محمد بن یوسف مروزی کو اس کے باپ کی وفات کے بعد مقرر کیا چنانچہ اس نے ارمینیہ و آذربیجان میں پہونچ کے بطارقہ کے ساتھ کج ادائی کے برتاؤ کئے اہل ارمینیہ و آذربیجان نے بغاوت کردی اور اسکو مار ڈالا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو ان لوگوں کی سرکوبی پر خلیفہ متوکل نے ایک لشکر جرار کے ساتھ

بغا کبیر کو مامور کیا پس اس نے ان لوگوں سے یوسف کے خون کا معاوضہ لیا اور معادن سواد پر عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم کو مامور کیا۔ ۲۳۹ھ میں قاضی احمد بن ابی داؤد عہدہ قضا سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے یحییٰ بن اکثم قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ سے سرفراز ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر خراسان سے دارالخلافت بغداد میں آیا خلیفہ متوکل نے پولیس بغداد کی افسری اور جزیرہ و اعمال سواد کی حکومت عنایت کی ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا یہی امیر الحاج تھا اس نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج ادا کیا بعدازاں سال آیندہ میں بجائے اسکے عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ مامور کیا گیا اس زمانہ میں جعفر بن دینار مکہ معظمہ اور کل بلاد حجاز کے راستوں کی محافظت پر متعین ہوا۔ حمص میں ابوالمغیث موسیٰ بن ابراہیم رافقی مامور تھا اسی ۲۳۹ھ میں اہل حمص نے اس سے سرکشی کی تب بجائے اسکے محمد بن عبدویہ کو حمص کی سند گورنری عطا کی گئی اور اسی سنہ میں یحییٰ بن اکثم عہدہ قضا سے معزول کیا گیا اور بجائے اس کے جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ ۲۴۲ھ میں مکہ معظمہ کی گورنری عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام کو مرحمت ہوئی دیوان نفقات پر بعد وفات ابراہیم بن عباس صولی حسن بن مخلد بن جراح مامور ہوا اس سے پیشتر حسن اسی محکمہ میں ابراہیم کی نیابت میں تھا سنہ ۲۴۵ھ میں خلیفہ متوکل نے ایک جدید شہر موسوم بہ جعفریہ تعمیر کرایا سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کو اس میں آباد کیا دو لاکھ دینار اس کی تعمیر میں صرف ہوئے وسط شہر میں ایک بہت بڑا محل بنام نہاد لولوہ بنوایا جسکی بلندی کل شاہی محلسراؤں سے زیادہ تھی۔ اس محل میں صاف و شفاف

پانی کی ایک نہر بھی جاری کی گئی جو پہاڑ سے کاٹ کر لائی گئی اس شہر کے متعدد نام تھے کوئی متوکلیہ کہتا تھا کوئی جعفریہ اور ماخورہ۔ اسی سنہ میں جعفر بن دینار کے مرنے پر مکہ معظمہ اور حجاز کے راستہ پر ابوالساج اور دیوان ضیاع و توقیع پر نجاح بن سلمہ مامور ہوا نجاح بن سلمہ بڑے رعب و داب کا آدمی تھا ارکین سلطنت اور وزراء اس کا پاس کرتے تھے خلیفہ متوکل بھی اس کی عزت کرتا تھا حسن بن مخلد اسکے ساتھ دیوان ضیاع میں تھا اور موسیٰ بن عقبہ دیوان الخراج کا افسر تھا نجاح بن سلمہ نے ان دونوں کی خلیفہ متوکل سے چغلی کر دی اور یہ جڑ دیا کہ یہ دونوں چالیس ہزار غبن کر گئے ہیں خلیفہ متوکل یہ سن کے آپے سے باہر ہو گیا نجاح کو حسن و موسیٰ کی تعزیر دینے پر متعین کیا حسن و موسیٰ کو اس کی خبر لگی تو وہ گھبرائے ہوئے عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت کے خدمت میں گئے اور ان حالات سے مطلع کیا وزیر السلطنت نے نجاح سے ان لوگوں کی سفارش کی اور جب وہ کچھ نقد و جنس لے کے درگذر کرنے پر آمادہ ہوا تو ان لوگوں سے معذرت کا خط لکھوا کے نجاح کے پاس بھیجدیا نجاح نے بے سوچے سمجھے پشت خط پر یہ لکھ کر یہ واپس کر دیا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار علاوہ فرو فرش و سامان آرایش اور اسباب کے حاضر کرو تو میں تمہاری تعزیر سے درگذر کروں وزیر السلطنت نے اس خط کو جس سے نجاح کی بد دیانتی ثابت ہوتی تھی خلیفہ متوکل کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ متوکل نے اسی وقت نجاح کو بلوا کے اس قدر پٹوایا کہ مر گیا اور اس کے لڑکوں اور وکلاء سے جو مختلف بلاد میں پھیلے ہوئے تھے بطور جرمانہ کے مال کثیر وصول کر لیا۔

قتل متوکل و بیعت منتصر

اگرچہ خلیفہ متوکل نے ارکین سلطنت سے اپنے بیٹے منتصر کی ولیعہدی کی بیعت لی تھی مگر اس وجہ سے

کہ منتصر کی طرف سے اُس کے دماغ میں یہ خیالات قائم ہو گئے تھے کہ یہ جلد باز، ناعاقبت اندیش ہے خود کردہ پریشمان اور نادم تھا خلیفہ متوکل اسی وجہ سے کہ منتصر میں عجلت کا مادہ زیادہ تھا منتصر کو مستعجل کے لقب سے اکثر یاد کرتا تھا اور منتصر کو متوکل سے اسوجہ سے کشیدگی پیدا ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے اسلاف کا مذہب (اعتزال اور تشیع) چھوڑ دیا تھا بسا اوقات سر مجلس اسکے مصاحبین علی ابن ابیطالب پر چوٹ کرتے تھے اور متوکل بیٹھا ہوا ہنستا رہتا منتصر کو یہ حرکات ناگوار گذرتی تھیں مصاحبین کو موقع و محل دیکھ کے دھمکی دیتا تھا اور کبھی کبھی جب ضبط نہ کرسکتا تو خلیفہ متوکل سے کہہ اُٹھتا تھا "یہ بات اچھی نہیں ہے علی ہم لوگوں کے بزرگ، سردار اور بنو ہاشم کے شیخ تھے اگر آپ کے نزدیک وہ (عیاذاً باللہ) بُرے تھے تو آپ جو چاہیئے کہہ لیجئے مگر ان کمینوں اور بیہودوں کو تو روک دیجئے" خلیفہ متوکل اس کہنے پر منتصر کی تحقیر و تذلیل کرتا، گالیاں دیتا، معزولی و قتل کی دھمکی دیتا اور اکثر وزیر السلطنت عبید اللہ بن یحیٰی بن خاقان کو حکم دیدیتا کہ اسکو گردنی دیکے نکالدو کبھی کبھی اپنے بیٹے معتز کو نماز و خطبہ پر مامور کرتا اور گاہے معزول کر دیتا۔ یہی وجوہات تھے جن سے لوگوں کو اس سے ناراضی اور کشیدگی پیدا ہوئی انہیں دنوں متوکل نے بغا، وصیف کبیر، وصیف صغیر، اور دواجن کو بھی اپنی تلون طبعی سے بدظن کر دیا اور ان لوگوں نے موالی (آزاد غلاموں) خلافت پناہی کی مخالفت پر اُبھار دیا اسی زمانہ میں بغا کبیر بحکم خلیفہ متوکل سمیساط کی طرف بانتظار صوائف کوچ کر گیا۔ بجائے اسکے اس کا بیٹا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کے خالہ کا لڑکا تھا محلسرائے شاہی کی حفاظت پر مامور ہوا اور سرا پردہ خلافت پر بغا شرابی صغیر متعین کیا گیا۔ بعد اسکے خلیفہ متوکل نے وصیف سے ناراض ہو کے

اسکے مال واسباب اور جاگیر کو اصفہان اور جبل وغیرہ میں تھی ضبط کرکے فتح بن خاقان کو دیدی وصیف کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ منتصر سے ملا تھوڑی دیر تک دونوں اپنے اپنے دل کا غبار نکالتے رہے بالآخر یہ راے قائم کی کہ خلیفہ متوکل کی زندگی کا خاتمہ کر دینا چاہئے چنانچہ اس مقصود کے حاصل کرنے کے لئے خدام کی ایک جماعت کو مامور کیا اور اپنے لڑکے صالح اور احمد عبد اللہ اور نصر کو ان کے ہمراہ کر دیا جس رات کو یہ سب محلسراے شاہی میں خفیہ طور سے داخل ہوئے حسب عادت منتصر بھی حاضر ہوا چند ساعت بیٹھ کے بدستور قدیم اپنے خادم زرافہ کو لئے ہوئے واپس آیا منتصر کی واپسی کے بعد بغا شرابی نے اور مصاحبین اور حاضرین کو مراجعت کا اشارہ کیا ایک ایک دو دو کرکے رخصت ہوگئے خلیفہ متوکل اور فتح بن خاقان معہ چار مخصوص مصاحبین کے باقی رہ گیا کل دروازے بند تھے صرف باب دجلہ کھلا ہوا تھا اسی راستہ سے وہ لوگ دبے پاؤں اس کمرہ میں آئے جس میں خلیفہ متوکل رونق افروز تھا خلیفہ متوکل اور اسکے مصاحبوں کو جو اس وقت موجود تھے ان لوگوں کے آنے کا احساس ہوگیا سر اٹھاکے دریافت کیا "بغا شرابی! یہہ کیا معاملہ ہے؟" عرض کیا "خداوند عالم آج انہیں لوگوں کے پہرہ کی باری ہے" خلیفہ متوکل یہ سنکے خاموش ہوگیا ان لوگوں نے یہ خیال کرکے کہ خلیفہ متوکل ہمارے بے وقت آنے پر متعرض ہوا ہے صبح ہوتے ہی ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگا مارنے اور مر جانے کی قسمیں کھائیں اور سب کے سب شمشیر بکف خلیفہ متوکل پر ٹوٹ پڑے فتح بن خاقان بچانے کے قصد سے خلیفہ متوکل پر جا پڑا ان لوگوں نے اسکو بھی قتل کر ڈالا اور خون آلودہ تلواریں لئے ہوئے منتصر کے پاس آئے اس وقت منتصر زرافہ

کے مکان میں سو رہا تھا ان لوگوں کے شور و غوغا سے جاگ کر باہر آیا یہ لوگ آداب خلافت کے مطابق منتصر کو سلام کر کے زرافہ کی طرف قتل کے ارادہ سے بڑھے منتصر نے ان لوگوں کو روک دیا زرافہ نے ہاتھ بڑھا کے بیعت کر لی۔ بعد اسکے خلیفہ منتصر سوار ہو کے محلسرائے شاہی میں داخل ہوا حاضرین سے بیعت لی اور وصیف کو لکھ بھیجا کہ میں نے فتح کو اس جرم میں کہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا قتل کر ڈالا" وصیف اس خبر سے مطلع ہو کے حاضر ہوا اور بیعت کی۔ اسی وقت خلیفہ منتصر نے اپنے دونوں بھائیوں معتز اور موید کو بھی طلب کر کے اپنی خلافت کی ان سے بیعت لے لی رفتہ رفتہ یہ خبر عبید اللہ بن یحییٰ تک پہونچی رات ہی کو سوار ہو کے معتز کے مکان پر آیا ملاقات نہ ہوئی بات کی بات میں اس کے پاس دس ہزار آدمی مجتمع ہو گئے جس میں ازدی، ارمنی، اور عجمی تھے ان لوگوں نے متفق الکلمہ ہو کے عرض کیا" آپ ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم منتصر کا مع اسکے ہمراہیوں کے خاتمہ کر دیں" عبید اللہ بن یحییٰ نے ان لوگوں کو اس فعل سے روکا اور خود بھی اپنے خیالات پریشان و منتشر کو جمع کر کے جو قصداً سکار رہا ہو باز آیا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ منتصر نے خلیفہ متوکل[1] اور فتح کے دفن کئے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ واقعہ چوتھی شوال ۲۴۷ھ کا ہے۔

[1] خلیفہ متوکل علی اللہ جعفر ابو الفضل بن معتصم بن رشید کی ماں ام ولد (کنیزک) تھی شجاع نام تھا ۱۸۶ھ میں پیدا ہوا ماہ ذی حجہ ۲۳۲ھ میں بعد خلیفہ واثق باللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے چودہ[14] برس دس مہینے تین دن خلافت کی۔ اسکا میلان طبع اہل سنت وجماعت کیطرف تھا ۲۳۴ھ میں اسنے تمام ملک محروسہ میں اعلان کر دیا محدثین کو گرانبہا خلعتیں مرحمت فرمائیں اور احادیث صفات و رویت کی روایت کا عام حکم دیدیا چنانچہ ابو بکر بن ابی شیبہ نے جامع رصافہ میں اور انکے بھائی عثمان نے جامع منصور میں بیٹھ کے حدیثوں کی روایت بیان کی جسکی سماعت تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے کی[2]

[2] تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۳۰ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۴۳۔

خلیفہ متوکل کے مارے جانے کی خبر مشہور ہونے پر لشکریوں میں ایک شورش سی پیدا ہوگئی بازاری اور اوباش ان کے پیچھے ہولئے شور وغوغا مچاتے ہوئے محلسرا شاہی کے دروازہ پر پہونچے ارکین سلطنت میں سے ایک شخص باہر آیا اور ان لوگوں کی گفتگو سن کے واپس گیا بعد ازاں خلیفہ منتصر بنفس نفیس محلسرائے شاہی سے برآمد ہوا اُسکے گرد و پیش فوج جاں نثاران کا ایک دستہ تھا ان لوگوں نے اُن کو مارنا شروع کر دیا سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے بعد اسکے کہ ان میں سے چھ آدمی کام آگئے۔

اخبار خلفاء عباسیہ جنھوں نے عہد خلافت منتصر سے زمانہ حکومت مستکفی تک خلافت و حکمرانی کی جبکہ آتش فتنہ ہر طرف مشتعل ہو رہی تھی اور ارکین سلطنت ممالک محروسہ کو دبائے جاتے تھے اور بوجہ خودسری و خود مختاری گورنران صوبجات قوائے دولت مضمحل اور کمزور ہو رہے تھے

جس وقت بنو عباس کرسی خلافت پر رونق افروز ہوئے تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا سکہ چل گیا جیسا کہ اسکے پہلے بنو امیہ کی حکومت کا چراغ جل رہا تھا اسی زمانہ میں جبکہ بنو امیہ کا بچہ بچہ اس جرم میں کہ وہ خاندان خلافت کا آیندہ ایک ممبر ہوگا قتل ہو رہا تھا ہاشم بن عبد الملک کی اولاد سے عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام نامی ایک شخص اس عام خونریزی سے بہ کمال بے کسی و بے سر و سامانی اپنی جان بچا کر بھاگا۔ دریا عبور کر کے اندلس پہونچا چونکہ

حکمرانی کی بو دماغ سے نہ گئی تھی اُندلس کو عبدالرحمن بن یوسف فہری کے قبضہ سے نکال کے خود حکمرانی کرنے لگا ایک برس تک خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ اُندلس کے مساجد میں پڑھا گیا بعد اسکے جب عبدالرحمن بن معاویہ کے خاندان والے مشرق سے اُندلس آگئے تو ان لوگوں نے سفاح کے نام کا خطبہ پڑھنے پر غیرت دلائی اور نصیحت کی عبدالرحمن بن معاویہ کے دل میں اپنی اور اپنی قومی تباہی کی چوٹ موجود تھی سفاح کی دعوت اور اسکے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جس سے اُندلس کو دولت اسلامیہ سے جس کے مالک بنو عباس ہو گئے تھے علیحدگی ہو گئی پھر جب عہد خلافت خلیفہ ہادی ۱۶۹ھ میں علی بن حسن بن علی کا واقعہ پیش آیا اور ان کے سرگروہ حسین بن علی بن حسن مثنی معہ ایک گروہ کے جوان کے خاندان سے تھا قتل کر ڈالے گئے اور کچھ لوگ اپنی جان بچا کے بھاگ گئے از انجملہ ادریس بن عبداللہ بن حسن مغرب اقصیٰ کی جانب چلے گئے اور بربریوں میں اُسی زمانہ سے اپنی دعوت کی بنیاد ڈالی پس اس طرح سے مغرب بھی بنو عباس کے دائرہ حکومت سے باہر ہو گیا اور وہاں انکی ایک حکومت مستقل قائم ہو گئی پھر بعد چندے جسوقت خلیفہ متوکل مارا گیا اُسوقت سے خلافت عباسیہ اور ضعیف ہو گئی ہر چہار طرف سے گورنران صوبجات اسلامیہ کی خود مختاری کی صدائیں آنے لگیں حکمرانی کی مشین کے پرزے ایک دوسرے سے جدا ہو کے بجائے خود ایک مشین کے قائم ہو گئے۔ بغداد میں بغاوت پھوٹ نکلی علویہ نے بلاد اسلامیہ میں نکلکے اپنی دعوت کا نقارہ بجا دیا چنانچہ ابو عبداللہ شیعی نے ۲۸۶ھ میں افریقیہ پہونچکے طامہ میں عبیداللہ المہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق کی خلافت کی دعوت دی اور اُن لوگوں سے عبیداللہ المہدی

کی خلافت کی بیعت لے لی اور افریقیہ کو بنو اغلب کے قبضہ سے نکال کے اس پر اور مغرب اقصی، مصر اور شام پر متصرف ہو گئے پس ان کل صوبجات نے خلفائے بنو عباسیہ کے قبضہ اقتدار سے نکل کے ایک جدید دولت کی صورت اختیار کر لی جو دو سو ستر برس تک قائم رہی جیسا کہ ان کے حالات اور اخبار میں بیان کیا جائے گا۔

پھر بعد چندے سنہ ۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین میں علویہ سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط معروف بہ داعی نے طبرستان میں خروج کیا اور دیلم میں جا ملے وہ لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور انھوں نے طبرستان و اطراف طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا بعدہ اسی مقام پر ایک اور دولت و حکومت کا بنیادی پتھر سنہ ۳۰۱ھ میں بنو حسین سے اطروش کے ہاتھ سے رکھا گیا پھر بنو علی سے عمر داعی طالقان کی حکومت زمانہ مقتدر میں قائم ہوئی جیسا کہ تم آئندہ اسکو پڑھوگے اس اطروش کا نام حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر تھا پھر ان پر دیلم غالب آئے جس سے ایک دوسری حکومت کی بنا پڑی یمن میں رئیس یعنی ابن طبا طبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنی کا ظہور ہوا انھوں نے دعوت زیدیہ کا آغاز کیا۔ صعدہ، صنعاء اور بلاد یمن پر متصرف ہو گئے اور یہاں پر ان کی ایک علیحدہ حکومت قائم ہوئی جو اس وقت تک قائم ہے۔ سب کے پہلے ان میں سے جن کا ظہور ہوا وہ یحیی بن حسین بن قاسم تھے جنھوں نے سنہ ۲۹۰ھ میں خروج کیا بعد ازاں زمانہ فتنہ میں دعاۃ علویہ سے صاحب زنج اس دعوی سے کہ وہ احمد بن عیسی بن زید شہید ہے سنہ ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس کے نسب میں طعن و جرح کی تو اس نے اپنے کو یحیی بن زید شہید جرجان کی طرف منسوب

کر دیا - بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے کو طاہر بن حسین بن علی کی جانب منسوب کیا تھا مگر محققین کے نزدیک یہ علی بن عبد الرحیم بن عبد القیس ہے - چنانچہ اسکی اور اسکی اولاد کی ایک حکومت اطراف بصرہ میں زیادہ تنتنہ سے قائم ہوئی جس کا انقراض وخاتمہ خلیفہ معتضد کے ہاتھ ہوا - پھر اطراف بحرین اور عمان میں قرمطہ کا ظہور ہوا یہ کوفہ سے ۲۷۹ھ عہد خلافت معتضد میں وارد بحرین ہوا اور اپنے کو اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف جھوٹے دعوی سے منسوب کیا حسن جمالی اور زکرونہ قاشانی اس کے ہمراہیوں اور مشیروں سے تھا ان لوگوں نے اس کے بعد بھی اس دعوت کو قائم رکھا اور عبد اللہ مہدی کی خلافت و امارت کی دعوت دیتے رہے چنانچہ بصرہ اور کوفہ پر متصرف ہو گئے بعد از اں اس سے منقطع ہو کے بحرین اور عمان کے طرف چلے گئے اور وہاں پر ایک علیحدہ سلطنت قائم کر لی جس کا انقراض وخاتمہ قبایل عرب کے بنو سلیم اور بنو عقیل کے ہاتھوں آخری چوتھی صدی میں ہوا - انہیں واقعات کے اثنا ر میں بنو سامان نے اطراف ماوراء النہر میں خود سری کا آخری ۲۶۱ھ میں اعلان کیا مگر دعوت خلافت کو بدستور قائم رکھا بایں ہمہ خلفاء کے احکام کی تعمیل نہ کرتے تھے انکی حکومت آخری چوتھی صدی ہجری تک قائم رہی بعد اس کے ایک دوسری حکومت ان کے موالی (آزاد غلاموں) کی غزنہ میں چھٹی صدی ہجری تک ان سے ملحق و متصل رہی اور ابتداء ۲۵۰ھ زمانہ فتنہ سے اغالبہ قیروان وافریقیہ کی ایک دوسری سلطنت مصر و شام میں خود مختاری وخود سری کی وجہ سے آخری تیسری صدی ہجری تک قائم رہی پھر انکے بعد ہی ایک علحدہ حکومت ان کے موالی بنو طغج کی قائم ہوئی جس کا قیام ۳۵۵ھ تک رہا ان واقعات کے اثنا میں دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی مضمحل و کمزور

ہوتے گئے اور انکی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا یہاں تک کہ ان کے قبضہ سے سواد وجزیرہ بھی نکل گیا صرف بغداد انکے قبضہ وتصرف میں رہا۔ بعدازاں ایک دوسری سلطنت دیلم کی قائم ہوئی جس نے کل صوبجات ممالک اسلامیہ پر قبضہ حاصل کرکے بغداد کا قصد کیا اور اُس پر بھی مستولی ہوگئے سنہ ۳۳۴ھ عہد خلافت مستکفی سے خلیفہ برائے نام سریر خلافت پر متمکن رہا درحقیقت دوسروں کے قبضہ اقتدار میں زمام خلافت رہی سلطنت دیلم کل سلطنتوں سے جو بحالت کمزوری دولت عباسیہ قائم ہوئی تھیں باعتبار اقتدار اور وسعت ملکی کے بڑی اور شاندار تھی۔ پھر ان کے ہاتھوں سے ملک وحکومت کو سلجوقیہ نے غز سے جو ترک کی ایک شاخ ہے لے لیا پس سنہ ۴۴۷ھ زمانہ خلافت قائم سے آخری چھٹی صدی ہجری تک یہ حکومت قائم رہی ان کی حکومت وسلطنت بھی دنیا کی اعظم ترین سلطنتوں سے شمار کی جاتی ہے پھر اس سے چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی بنا پڑی جو اس وقت تک قائم ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر کیا جائیگا۔

اس کمزوری کی حالت میں خلفاء بنی عباس مابین دجلہ، فرات، صوبجات سواد اور بعض صوبہ فارس میں اپنا قدم استقلال کے ساتھ جمائے رہے تا آنکہ تاتاریوں نے چین کی جانب سے سر اُٹھایا اور دولت سلجوقیہ پر ٹوٹ پڑے اس وقت تک تاتاری مذہب مجوسی کے پابند تھے بعدازاں بغداد پر چڑھ آئے خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور خلافت اسلامیہ کے شیرازہ حکومت کو درہم وبرہم کر دیا یہ واقعہ سنہ ۶۵۶ھ کا ہے بعد اس واقعہ کے تاتاری دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کی بہت بڑی دولت ہوئی بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اس سے نکلیں جو اس وقت تک اطراف وجوانب میں باقی ہیں جیسا کہ ہم انکو انکے موقع پر بیان کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

معتز و موید کی معزولی

خلیفہ منتصر نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بیعت خلافت لینے کے بعد دیوان مظالم پر ابو عمر احمد بن سعید کو، دمشق پر عیسیٰ بن محمد نوشزی کو مامور فرمایا قلمدان وزارت احمد بن خصیب کے سپرد تھا ممالک محروسہ میں کسی قسم کی بدنظمی نہ واقع ہوئی چونکہ وصیف، بغا اور احمد بن خصیب کو بوجہ قتل خلیفہ متوکل معتز اور موید کی سطوت سے آیندہ خطرہ کا اندیشہ تھا خلیفہ منتصر کی تخت نشینی کے چالیسویں روز ان دونوں کے معزول کرنے پر منتصر کو آمادہ کر دیا خلیفہ منتصر نے ان دونوں کے پاس معزولی کا پیغام کہلا بھیجا موید نے منظور کر لیا اور معتز نے انکار کر دیا وصیف وغیرہم کی بن آئی طرح طرح کی اسپر سختی کی اور قتل کی بھی دھمکی دی موید یہ رنگ دیکھ کے معتز سے تنہائی میں ملائمی اور ملاطفت سے اونچا نیچا سمجھایا یہاں تک کہ معتز بھی اس کی رائے سے متفق ہو گیا اور اپنے آپ کو معزول کر دیا۔ بعد اسکے دونوں اپنے قلم خاص سے اپنی معزولی کا محضر لکھ کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ منتصر نے کمال احترام سے اپنے پاس بٹھا لیا اور اطاعت شعاری کا نتیجہ دیکھ کے معذرت کرنے لگا کہ میں نے امراء دولت کے کہنے سننے سے تم لوگوں کے معزول کرنے کا اسوجہ سے قصد کیا تھا کہ مبادا یہ لوگ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہونچائیں اب چونکہ تم لوگوں نے اپنی معزولی اپنے قلم خاص سے لکھی ہے وہ اندیشہ جاتا رہا۔ اُن دونوں نے دست بوسی کی شکریہ ادا کیا قضاۃ، سرداران بنو ہاشم، سپہ سالاران لشکر، اراکین دولت اور رؤساء شہر نے اس محضر پر اپنی اپنی گواہی لکھی خلیفہ منتصر نے اس مضمون کا ایک گشتی فرمان اپنے تمام ممالک محروسہ اور نیز بغداد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا۔

احمد بن خصیب کو جب ان دونوں ولیعہدوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا

اور ان کی معزولی میں اسکو پوری پوری کامیابی ہوگئی تو وصیف کے درپے ہوگیا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ کی نظر سے دُور پھینک دینا چاہیئے کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت سے اَن بن ہو رہی تھی خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کے اشارہ سے وصیف کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد وصیف نے حاضر ہو کے دست بوسی کی خلیفہ منتصر نے اس سے مخاطب ہو کے ارشاد کیا "وصیف! ہم کو یہ خبر پہونچی ہے کہ رومی گمراہوں نے سرحدی ممالک میں داخل ہو کے بدنظمی پھیلادی ہے اس حالت میں ان کی سرکوبی کے لئے تم کو یا مجھ کو لشکر کے ہمراہ ضرور جانا چاہیئے وصیف نے عرض کیا "خادم کے ہوتے ہوئے امیرالمومنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کو وصیف کی روانگی کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا لشکریوں کو حسب حاجت آلات جنگ اور رسد و غلہ مرحمت فرما کے روانہ کیا اور وصیف کو یہ ہدایت کی کہ لشکر اسلام حدود ملطیہ میں جا ملنا اس کے مقدمتہ الجیش پر مزاحم بن خاقان (فتح کا بھائی) اور رسد رسانی لشکر اور مال غنیمت کے فراہم و تقسیم کرنے پر ابوالولید قیروانی تا صدور حکم ثانی مقرر کیا گیا۔

منتصر کی موت مستعین کی خلافت

خلیفہ منتصر[۱] نے اپنی تخت نشینی کے چھٹے مہینے پانچویں ربیع الاول سنہ ۲۴۸ھ میں بعارضہ ذبحہ وفات پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی طبیب نے محجمہ زہرآلودہ لگا دیا تھا جس سے اسکی موت

---

[۱] خلیفہ منتصر باللہ محمد بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی بن منصور کی ماں ام ولد رومیہ حبشیہ نامی تھی سنہ ۲۲۳ھ مقام سامرہ میں پیدا ہوا چھ مہینے کی عمر پائی سامرہ میں انتقال ہوا احمد بن محمد معتصم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ملیح صورت، گندم رنگ اور بارعب و داب تھا علویوں کے ساتھ خاص رعایتیں کرتا تھا تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۴۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۴۔ فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۱۸۴۔

وقوع میں آئی۔

خلیفہ منتصر کے مرنے پر ارکین سلطنت اور خدام خلافت محلسرائے شاہی میں مجتمع ہوئے جس میں بغا صغیر، بغا کبیر، اور اتامش وغیرہم تھے خلیفہ بنانے کی بابت رائے زنی کرنے لگے سپہ سالاران اتراک اور سرداران مغاربہ اور اشروشیہ نے حلف اٹھا کے بیان کیا کہ جس کو بغا کبیر، بغا صغیر اور اتامش خلیفہ مقرر کرینگے اُسی کو ہم لوگ بھی اپنا سردار اور امیر تسلیم کرینگے چنانچہ یہ لوگ مشورہ کی غرض سے ایک علٰحدہ کمرہ میں گئے اس کمیٹی میں احمد بن خصیب وزیر السلطنت بھی تھا یہ لوگ باتفاق رائے اس خیال سے کہ مبادا آئندہ کسی قسم کا صدمہ اٹھانا پڑے خلیفہ متوکل کی اولاد سے اعراض کرکے اولاد خلیفہ معتصم کی طرف نظر انتخاب سے دیکھنے لگے بالآخر احمد بن محمد بن معتصم کو طلب کرکے اسکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور مستعین باللہ کا خطاب دیا احمد بن خصیب کو بطور قائم مقامی عہدہ کتابت (یعنی سکرٹری شپ) اور اتامش کو عارضی طور سے عہدہ وزارت دیا گیا (یہ واقعہ چھٹی[1] ربیع الثانی سنہ ۲۴۸ھ شب پنجشنبہ کا ہے) اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مستعین خلافت کی شان سے دار العوام میں آیا ابراہیم بن اسحاق شمشیر برہنہ لئے ہوئے آگے آگے تھا عساکر اسلامیہ اور قواعد دولت دو رویہ صف بستہ کھڑے ہوئے تھے سرداران عباسیہ اور طالبیین نیز سب اراکین موجود تھے یکایک شور وغل کی آواز آنے لگی تھوڑی دیر کے بعد لشکریوں کی ایک جماعت نے دار العوام کے دروازہ پر پہونچکے ایک ہنگامہ برپا کر دیا دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ہمراہی ہیں اور معتز کو سریر خلافت پر بٹھانے کے خواہاں ہیں ان لوگوں سے ناقہ بازار یول

[1] ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۴۴۔

اور تماشائیوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ دواجن کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا اس اثناء میں سفید پھریرے والے اور شاکریہ آپہونچے دوسری جانب سے مغاریہ اور اشروشنیہ نے حملہ کر دیا معرکہ کارزار گرم ہو گیا زرہیں اور آلات جنگ خزائن شاہی اور دار العوام سے لوٹ لئے گئے بغا صغیر نے پہونچکے اُن غوغائیوں اور بلوائیوں کو ہٹایا اور انمیں سے چند لوگوں کو قتل کر ڈالا اسی ہنگامہ کے اثناء میں قیدیوں نے جیل کا دروازہ توڑ ڈالا نکل آئے اس مابین میں ترکوں نے خلیفہ مستعین کی بعیت کر لی و بیعت کرنے والوں کو انعامات اور جائزے ملنے لگے بعد اس کے محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس بیعت کرنے کا پیام بھیجا۔ اُس نے اور سبھوں نے جو بغداد میں تھے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔

تکمیل بیعت کے بعد یہ خبر لگی کہ طاہر بن عبد اللہ بن طاہر والی خراسان کا خراسان میں اور اس کے چچا حسین بن طاہر کا مرو میں انتقال ہو گیا خلیفہ مستعین نے ۲۴۸ھ میں محمد بن طاہر کو بجائے طاہر بن عبد اللہ کے مرو پر اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو خراسان پر مامور کیا اور اس کے ایک چچا طلحہ کو نیشاپور کی، اس کے بیٹے منصور بن طلحہ کو مرو، سرخس، اور خوارزم کی، اور دوسرے چچا حسین بن عبد اللہ کو صوبجات ہرات کی۔ تیسرے چچا سلیمان بن عبد اللہ کو طبرستان کی اور چچازاد بھائی عباس کو جرجان اور طالقان کی حکومت عنایت فرمائی۔ بغا کبیر کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ کو اس کے کل صوبجات پر متعین کیا۔

ترکی سپہ سالاروں میں سے ابو جور کو بسرافسری ایک لشکر کے عمود ثعلبی کی جانب روانہ کیا پس اس نے اُس کو قتل کر ڈالا۔ اسی ۲۴۸ھ میں عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے ادائے حج کی اجازت چاہی خلیفہ مستعین نے اجازت دیدی مگر

اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ایک شخص کو اپنے سرداروں میں سے عبد اللہ بن یحیٰی کو جلا وطن کر دینے پر مامور کیا چنانچہ اس نے اُس کو حج سے روک کر رقہ کی طرف جلاء وطن کر دیا انھیں دنوں ترکوں نے معتز اور موید کے قتل کا قصد کیا احمد بن خصیب نے ان لوگوں کو اس سے منع کیا خلیفہ مستعین نے ان دونوں شہزادوں کو جوسق میں نظر بند کر دیا بعد اس واقعہ کے احمد بن خصیب مورد عتاب ہوا خدام دولت نے اس کا اور اس کے لڑکوں کا مال و اسباب ضبط کر کے قریطش کی جانب جلاء وطن کر دیا اتامش کو عہدۂ وزارت پر مستقل کیا مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی بغا شرابی کو حلوان، ماسندان اور مہرجانقذق پر شاہک خادم کو محلسرائے شاہی، فوج جان نثاران اور خاص خاص کاموں پر اور اتناس کو بقیہ اراکین سلطنت پر متعین فرمایا علی بن یحیٰی ارمنی کو ثغور شامیہ سے صوبجات ارمینیہ اور آذربیجان کی گورنری پر تبدیل کر دیا۔ صوبہ حمص پر کندر نامی ایک شخص تھا اہل حمص نے بلوہ کر کے اسکو نکال باہر کیا دربار خلافت سے فضل بن قارن برادر مازیار مامور ہوا اُس نے اہل حمص کا خون مباح کر دیا اور ان کے سرداروں کو سامرہ میں گرفتار کرلایا۔ وصیف کو جو ثغر شامی میں تھا صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم بھیجا گیا چنانچہ وصیف نے اس حکم کے مطابق بلاد روم میں داخل ہو کے قلعہ قروریہ کو فتح کر لیا۔ پھر ۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو گیا اور مطامیر کو فتح کر کے واپس آیا۔ عمر بن عبد اللہ اقطع نے بلاد روم پر جہاد کرنے کی دربار خلافت سے اجازت حاصل کی مجاہدین اہل ملطیہ کی ایک جماعت کے ساتھ بلاد روم پر فوج کشی کی بادشاہ روم پچاس ہزار فوج سے مرج اسقف میں مقابلہ پر آیا عساکر اسلامیہ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا عمر بن عبد اللہ مع دو ہزار مسلمانوں کے شہید ہو گئے۔ اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے

ثغور جزیرہ پر چڑھائی کردی علی بن یحییٰ کو جس وقت کہ وہ ارمینیہ سے میافارقین کو جا رہا تھا
یہ خبر لگی جوش حمیت قومی سے ٹوٹ پڑا ایک عظیم خونریزی کے بعد مع چار سو آدمیوں کے
شہید ہو گیا۔

اہل بغداد و سامرا کا جوش

جس وقت ان دونوں نامی سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر بغداد تک پہونچی اہل بغداد کی آنکھوں سے خون ٹپک پڑا اس وجہ سے کہ یہ دونوں شہید جہاد کے سخت حریص، اسلام اور اسلامیوں کے دلی دوست تھے نیز اور قوم کو ان کی ذات سے بڑی تقویت تھی ترکوں پر غفلت اور لاپرواہی کا الزام لگایا خلیفہ متوکل کے مارے جانے اور امور سلطنت پر ترکوں کے متصرف و غالب ہو جانے کا تذکرہ کرتے ہی جوش انتقام سے بھڑ اٹھے عوام الناس نے مجمع ہو کے جہاد جہاد کا شور برپا کر دیا فوج شاکریہ اس منادی کو سن کے ان لوگوں میں جا ملی اور باعلان اپنی تنخواہیں طلب کیں۔ جیل کے دروازے توڑ کے قیدیوں کو نکال لیا بغداد کا پل توڑ ڈالا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے سکریٹری کے مکانات لوٹ لئے اہل بغداد نے بہت سامال و اسباب مجاہدین کو دیا جبال، فارس اور اہواز سے مجاہدین کا گروہ دل بادل کی طرح امڈ آیا مرتب و مسلح ہو کے جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مستعین اور اراکین دولت نے دم تک نہ مارا۔ بعد اس کے عوام الناس نے سامرہ میں آتش فساد روشن کر دی جیل کے دروازے توڑ کے قیدیوں کو نکال لیا۔ خدام دولت کی ایک جماعت اس طوفان کے روک تھام کو آئی عوام الناس ان پر ٹوٹ پڑے خدام دولت کو ہزیمت ہوئی بغا، وصیف اور اتامش سوار ہو کے ترکوں کی فوج لے کے آپہونچے ایک گروہ کثیر عوام الناس کا مارا گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

قتل اتامش

خلیفہ مستعین نے سریر خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اتامش اور اسکی ماں اور شاہک خادم کو اس قدر آزادی دیدی کہ یہ لوگ بلا استفسار بیت المال اور خزانۂ شاہی سے جس قدر چاہتے لے لیتے جو چاہتے کر گزرتے جو ہدایا اور تحائف اطراف و جوانب سے آتے بے تکلف تصرف کر ڈالتے اور جو ان لوگوں کے دستبرد سے بچتا اوسکو اتامش عباس بن مستعین کے مصرف کے بہانہ سے لے لیتا کیونکہ یہ اُس کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا اس سے، بغا اور وصیف کو ناراضی پیدا ہوئی اتراک اور فراغنہ کا حال پتلا ہو گیا بغا اور وصیف کو اس امر کا احساس ہو گیا انہوں نے ان لوگوں سے سازش کر کے اوبھار دیا چنانچہ ان میں سے اہل شہر اور محلسرائے شاہی کے محافظین اُٹھ کھڑے ہوئے جوسق کا قصد کیا جہاں پر اتامش خلیفہ مستعین کے ساتھ مقیم تھا اتامش نے اس سے مطلع ہو کے بھاگنے کا قصد کیا مگر نہ بھاگ سکا خلیفہ مستعین کے پاس پناہ گزین ہونے کا ارادہ کیا خلیفہ مستعین نے پناہ نہ دی دو روز تک محاصرہ میں رہا تیسرے روز بلوائیوں نے جوسق کا دروازہ توڑ ڈالا اُہلڑ مچا کے گھس پڑے اُس کو اور اُسکے نائب شجاع بن قاسم کو قتل کر کے مال و اسباب کو لُوٹ لیا۔

خلیفہ مستعین نے بجائے اس کے ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن علی کو عہدۂ وزارت سے ممتاز کیا وصیف کو اہواز کی اور بغا صغیر کو فلسطین کی سند حکومت عطا کی بعد چندے بغا صغیر اور وزیر السلطنت ابو صالح سے اَن بن ہو گئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بغداد بھاگ گیا تب خلیفہ مستعین نے قلمدان وزارت محمد بن فضل جرجانی کے سپرد کر دیا اور دیوان رسائل پر سعید بن حمید کو مامور فرمایا۔

ظہور یحییٰ ابن عمر یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید کوفہ میں رہتے تھے کنیت ابوالحسین تھی ان کی ماں عبداللہ بن جعفر کی نسل سے تھیں یہ بنوطالب کے مشاہیر بزرگوں سے تھے غربت اور کس مپرسی کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی نے گھیر لیا تھا نان شبینہ کو محتاج ہو رہے تھے انھیں دنوں عمر بن فرج کوفہ میں عہد حکومت متوکل میں بنوطالب کا سردار مقرر ہو کے خراسان سے آیا ابوالحسین اس سے ملنے کو گئے اپنی مقروضی، افلاس، تہیدستی اور کثرت عیال کا حال بیان کر کے ہمدردی اور صلہ رحم کے خواستگار ہوئے عمر بن فرج نے سخت و درشت الفاظ سے مخاطب کر کے قید کر دیا جب لوگوں نے ضمانت کی تو رہا کیا۔

ابوالحسین قید سے رہا ہو کے بغداد پہونچے پھر بغداد سے سامرا آئے وصیف سے ملاقات کی اپنی بے کسی اور محتاجی کو بیان کر کے کچھ وظیفہ مقرر کئے جانے کی بابت عرض و معروض کیا وصیف بھی بدمزاجی سے پیش آیا سخت و ناملائم الفاظ کہہ کے نکلوا دیا۔ بہ مجبوری بحال پریشان کوفہ واپس آئے اُن دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے ایوب بن حسین بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن علی والی کوفہ تھا۔ ابوالحسین نے کوفہ میں پہونچکے بادیہ نشینان عرب اور اہل کوفہ کو بقصد خروج مجتمع کیا اور آل محمد کی حمایت اور اُن سے راضی ہونے کی ترغیب دی سبھوں نے بطیب خاطر اس دعوت کو منظور و قبول کیا جیل کے دروازے توڑ کے قیدیوں کو نکال لیا عمال شاہی کو شہر سے نکال باہر کیا شاہی دفاتر کو جلا دیا بیت المال کے دروازے توڑ ڈالے دو ہزار دینار سرخ اور ستر ہزار دراہم لوٹ لئے پرچہ نویس نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن محمود سرخسی گورنر سواد کو لکھ بھیجا کہ ایوب بن حسین کے ساتھ جنگ یحییٰ ابن عمر پر

چلے جاؤ چنانچہ عبداللہ بن محمود اور ابوب نے ابوالحسین سے صف آرائی کی ابوالحسین نے پہلے ہی معرکہ میں انکو ہزیمت دیدی جو کچھ ان کے ساتھ تھا لوٹ کے سوادِ کوفہ کی جانب قدم بڑہائے زیدیہ اور اطراف وجوانب کے رہنے والوں کا ایک گروہ ساتھ ہولیا۔ سرزمین واسط پر پہونچتے پہونچتے ایک عظیم الشان لشکر مجتمع ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ نے گھبرا کر حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کے روک تھام پر مامور کیا اس حکم کے مطابق حسین بن اسماعیل اپنا لشکر مرتب کرکے ابوالحسین کے طرف روانہ ہوا اور ابوالحسین نے کوفہ کی طرف مراجعت کی عبدالرحمٰن بن خطاب معروف بوجہ الفلس سے مڈبھیڑ ہوگئی ابوالحسین اسکو ہزیمت دیکے کوفہ چلا گیا اور عبدالرحمٰن بن خطاب نے میدان جنگ سے بھاگ کر شاہی میں دم لیا۔

اہل بغداد اور کوفہ کے عوام وخواص نے زیدیہ کی امداد پر کمریں باندھ لیں ابوالحسین کے پاس جوق جوق آکے مجتمع ہونے لگے اس اثناء میں حسین بن اسماعیل کوفہ کے قریب آپہونچا عبدالرحمٰن بن خطاب بھی یہ خبر پاکے اُس سے آملا ابوالحسین نے کوفہ سے نکل کے صف آرائی کی تمام رات ترتیب لشکر میں مصروف رہا صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ حسین بن اسماعیل کے ہمراہیوں نے سنبھل کے ایسا پرزور دھاوا کیا کہ ابوالحسین کے رکاب کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی ہنگامہ دارو گیر و قتل برپا ہو گیا سیکڑوں آدمی کام آگئے ایک گروہ کثیر ابوالحسین کے متبعین کا گرفتار کر لیا گیا از انجملہ ہیصم عجلی تھا بالآخر یحییٰ بن عمر (یعنی ابوالحسین) کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا سر اُتار کے نامہ بشارت فتح کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا گیا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے خلیفہ مستعین کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعین نے ایک صندوق

میں بند کرا کے سلاح خانہ میں رکھوا دیا۔ اور قیدیوں کو جیل میں ڈال دیا یہ واقعہ پندرھویں رجب سنہ ۲۵۰ھ کا ہے۔

طبرستان میں دولت علویہ کا آغاز

جس وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو یحییٰ بن عمر پر فتحیابی حاصل ہوئی جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خلیفہ مستعین نے اس حسن خدمت کے صلہ میں طبرستان میں جاگیریں مرحمت فرمائیں ازانجملہ ایک جاگیر حدود دیلم کے قریب اوسالوس نامی تھی اس جاگیر کے متعلق ایک قطعہ زمین تھی جس میں بکثرت سبزہ زار اور چراگاہیں تھیں جس سے قرب و جوار والے فائدہ اُٹھاتے تھے ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے اسکا چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر (محمد بن عبداللہ بن طاہر جاگیر دار کا بھائی) عامل طبرستان تھا۔ محمد بن اوس بلخی نامی ایک شخص سلیمان عامل طبرستان کی ناک کا بال ہو رہا تھا جو چاہتا تھا کر گزرتا سلیمان دم تک نہ مارتا اس نے اپنی اولاد کو طبرستان کے شہروں میں مختلف عہدوں پر مقرر کر دیا رعایا کو ان لوگوں کی عادات رذیلہ خصائل خسیسہ سے شکایتیں پیدا ہوئیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ محمد بن اوس بلاد دیلم میں داخل ہو کے ایک گروہ گرفتار کر لایا حالانکہ اہل دیلم اور طبرستان والوں سے مصالحت تھی اس سے ان لوگوں کو برہمی پیدا ہوئی منحرف ہو گئے اس اثناء میں محمد بن عبداللہ کا نائب ان جاگیرات پر قبضہ کرنے کو وارد طبرستان ہوا اور اس قطعہ زمین پر قابض و متصرف ہونے کا قصد کیا جس سے وہاں کے رہنے والے مستفید ہوتے تھے محمد و جعفر پسران رستم نے مزاحمت کی اور ان لوگوں کو لے کے اُٹھ کھڑے ہوئے جو اس بلاد میں اُن کے مطیع و فرمانبردار تھے محمد بن عبداللہ کا نائب ان لوگوں سے خائف ہو کے سلیمان عامل طبرستان کے پاس چلا آیا۔ رستم نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیلم

کے پاس بھیجا کہ سلیمان والی طبرستان کے مقابلہ پر ہماری مدد کرو بعد اسکے طبرستان میں علویوں میں سے محمد ابن ابراہیم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ امارت کا دعویٰ کیجئے ہم آپ کے احکام اور اوامر کی تعمیل کرینگے محمد بن ابراہیم نے اس سے خود تو انکار کر دیا مگر یہ ہدایت کر دی کہ تم رے میں جا کے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرو وہ ہم لوگوں کے سردار اور مقتدا ہیں۔ رستم نے اپنے ایک خاص آدمی کو معہ محمد بن ابراہیم کے خط کے حسن بن زید کی خدمت میں روانہ کیا حسن بن زید اس درخواست اور محمد بن ابراہیم کے خط کو دیکھ کے پھولے نہ سمائے رے سے طبرستان آپہونچے اس عرصہ میں اہل کلار، سالوس، ریان اور دیلم کا ایک جم غفیر مجتمع ہو گیا پسران رستم ان کے سردار اور پیشوا تھے ان سب لوگوں نے باتفاق حسن بن زید کی امارت کی بیعت کی اور سلیمان و محمد بن اوس کے عمّال کو طبرستان سے نکال باہر کیا سلیمان و محمد بن اوس کے عمّال کے نکال دینے کے بعد جبال طبرستان والے بھی اس گروہ میں آملے ایک خاصہ لشکر مرتب ہو گیا۔

حسن نے میدان خالی دیکھ کے آمد پر چڑھائی کر دی محمد بن اوس ساریہ سے آمد کے بچانے کو آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے ساریہ میں سلیمان سے جا ملا حسن نے آمد پر قبضہ حاصل کر کے ساریہ کا رخ کیا سلیمان نے اپنا لشکر مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا غلطی یہ ہوئی کہ شہر کی حفاظت کا کچھ انتظام نہ کیا اور اسکا احساس حسن بن زید کے سپہ سالاروں کو ہو گیا پس جسوقت شہر کے باہر ایک میدان میں صف آرائی اور دونوں حریف باہم گتھ گئے حسن بن زید کے دو ایک سپہ سالار میدان جنگ کا راستہ کاٹ کے شہر میں گھس پڑے سلیمان یہ خبر پا کے حواس باختہ بھاگ کھڑا ہوا حسن بن زید نے کامیابی کے ساتھ ساریہ پر قبضہ کر لیا اور سلیمان کے

اہل و عیال کو ایک کشتی پر سوار کرا کے سلیمان کے پاس جرجان بھیجدیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے بالقصد ہزیمت اُٹھائی تھی اسوجہ سے کہ کل بنی طاہر کا میلان تشیع کی جانب تھا۔

ساریہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد حسن بن زید نے اپنے چچازاد بھائی قاسم بن علی بن اسماعیل یا بروایت بعض مورخین محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن علی بن زین العابدین کو بسرافسری ایک فوج کے رے کی جانب روانہ کیا چنانچہ انھوں نے رے پر بھی قبضہ کرلیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہونچی خلیفہ مستعین نے ایک لشکر ہمدان کی جانب حسن بن زید کے قبضہ وتصرف سے بچانے کو روانہ کیا۔

محمد بن جعفر (حسن بن زید کا سپہ سالار) رے پر قابض ہونے کے بعد اہل رے سے بدسلوکی کرنے لگا اہل رے کو کشیدگی پیدا ہوئی محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے ایک سپہ سالار محمد بن میکال برادر شاہ بن میکال کو بسرگروہی ایک فوج رے کی جانب روانہ کیا محمد بن میکال نے پہونچتے ہی رے پر قبضہ کرکے محمد بن جعفر کو گرفتار کرلیا حسن بن زید نے واجن نامی ایک سپہ سالار کو مامور کیا ابن میکال مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی ابن میکال کو ہزیمت ہوئی اثنار دار وگیر میں مارا گیا اور رے پر دوبارہ حسن بن زید کا قبضہ ہوا۔ بعد چندے سلیمان بن طاہر نے جرجان سے طبرستان کی جانب مراجعت کی اور اسکو حسن بن زید کے قبضہ سے نکال لیا حسن بن زید طبرستان کو خیرآباد کہہ کے دیلم چلے گئے اور سلیمان نے ساریہ وآمد کی طرف کوچ کردیا اس کے ہمراہ قارن بن شہرزاد کے لڑکے بھی تھے سلیمان نے ان کی عفو تقصیر کردی اور اپنے ہمراہیوں کو ان کی تکلیف دینے سے روک دیا۔

اس واقعہ کے بعد موسیٰ بن بغا کبیر بسرافسری ایک لشکر جرار وارد رے ہوا

اور اسکو ابو دلف کے قبضہ سے نکال لیا بعد اسکے ایک لشکر صوبجات طبرستان کی جانب روانہ کیا حسن بن زید سے لڑائی ہوئی آخر الامر حسن بن زید صوبجات طبرستان سے بھاگ کے دیلم چلے گئے موسیٰ بن بغا کبیر نے صوبجات طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا اور حسن بن زید کے مکان اور فوجی کمپ کو ویران کر کے رے کے طرف لوٹ آیا۔

قتل باغر

باغر ترکی ترکوں میں ایک نامور سپہ سالار اور بغا صغیر کے مصاحبوں سے تھا خلیفہ متوکل کے قتل کئے جانے کے بعد اسکا وظیفہ بڑھا دیا گیا کئی گانوں سواد کوفہ میں بطور جاگیر مرحمت کئے گئے۔ ایک شخص نے اہل باروسما سے ان دیہاتوں کو دو ہزار دینار پر ٹھیکہ لے لیا اتفاق وقت سے ابن ماریہ نامی ایک شخص باغر کے وکیل سے الجھ گیا اور اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا بعد چندے باغر کا وکیل رہا ہو کے سامرا پہونچا دلیل بن یعقوب نصرانی سے ملا جس کے قبضہ میں اندنوں زمام حکومت تھی اور یہ ابن ماریہ کا دوست تھا اس نے باغر کے وکیل کی کچھ سماعت نہ کی باغر کا وکیل باغر کے پاس گیا کل واقعات بیان کئے باغر کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اسی وقت بغا صغیر کے پاس گیا دلیل نصرانی کی شکایت کی سخت و سست الفاظ سے اسکو یاد کیا بغا صغیر نے تشفی و تسلی آمیز کلمات میں کہا "تم گھبراؤ نہیں میں بہت جلد اس نصرانی سے بدلہ لونگا چونکہ امور خلافت اسکے ہاتھ میں ہیں عجلت اچھی نہیں ہیں ذرا اس کے کاموں کا انتظام کرلوں تو تم جو اسکے ساتھ چاہنا کرنا" باغر کا جوش اس فقرہ کے سننے سے قدرے فرو ہو گیا لوٹ آیا بغا صغیر نے دلیل نصرانی کو ان کل واقعات سے مطلع کر دیا اور نیز یہ کہلا بھیجا کہ باغر کے تیور اچھے نظر نہیں آتے ذرا ہوشیار رہنا اور باغر سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے دلیل کو معزول کر دیا ہے مگر پھر بھی باغر کا غصہ کم نہ ہوا

دربار خلافت کی آمد ورفت بند کردی ایک روز بغا صغیر حسب عادت قدیمہ اپنا منصبی فرض ادا کرنے کو خلیفہ مستعین کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مستعین نے وصیف سے ایتاخ کے اعمال اور باغر کی کیفیت دریافت کی وصیف نے عرض کیا "امیر المومنین اس معاملہ کو مجھ سے زیادہ اچھا جانتے ہیں لیکن میرے نزدیک باغر اچھا آدمی نہیں ہے" خلیفہ مستعین یہ سن کے بغا صغیر کی طرف رائے طلب کرنے کے غرض سے متوجہ ہوا اس نے صاف انکار کر دیا۔ باغر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے اُن ہمراہیوں کو مجتمع کیا جنھوں نے خلیفہ متوکل کے قتل کا اس سے عہد و پیمان کیا تھا اور اُن لوگوں سے دوبارہ خلیفہ مستعین اور وصیف کو مار ڈالنے اور خلیفہ معتصم یا واثق کے اولاد کو سریر خلافت پر بٹھانے کا اقرار لیا۔ اس شرط سے کہ زمام حکومت اس کارروائی کرنے کے بعد انہیں کے ہاتھ میں ہوگی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر خلیفہ مستعین کے کانوں تک پہونچگئی بغا صغیر اور وصیف کو بُلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد دونوں حاضر ہوئے خلیفہ مستعین نے اُن سے یہ واقعات بیان کئے بغا اور وصیف نے قسم کھا کے اس سے اپنی لاعلمی ظاہر کی خلیفہ مستعین نے باتفاق رائے بغا اور وصیف باغر کو معہ اُن دو ترکوں کے جو اس کے ہمراز تھے گرفتار کرکے قید کر دینے کا حکم دیا جسکی تعمیل حکم کے صادر ہوتے ہی نہایت مستعدی سے کر دی گئی۔

ترکوں تک اس خبر کا پہونچنا تھا کہ آگ بگولہ ہو گئے مسلح ہو کے نکل کھڑے ہوئے شاہی اصطبل کو لوٹ لیا خاصے کے گھوڑوں پر سوار ہو ہو کے محلسرائے شاہی کی طرف آئے اور اسکو چہار طرف سے گھیر لیا۔ وصیف نے ترکوں کی یہ حالت دیکھ کے باغر کے قتل پر ایک سردار کو متعین کیا تھوڑی دیر بعد باغر کا سر بغا اور وصیف کے روبرو آگیا۔

باغر کے قتل ہونے پر جیسا کہ بغا اور وصیف کا خیال تھا ترکوں کا جوش فرو

نہ ہوا بلکہ مضبوطی اور استقلال کے ساتھ ترقی پذیر ہوا سامرا میں جس طرف نظر اٹھتی تھی بلوائیوں کا جھنڈ نظر آتا تھا ہر کوچہ و بازار میں ترکوں نے طوفان بے امتیازی برپا کر رکھا تھا مجبوراً بغا، وصیف، شاہک خادم احمد بن صالح بن شیرزاد اور خلیفہ مستعین سامرا سے نکل کے بغداد چلے آئے اور محرم ۲۵۱ھ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان پر فروکش ہوئے۔ ان لوگوں کے چلے آنے کے بعد بقیہ سپہ سالاران لشکر، کتاب، عمال اور کل بنو ہاشم باستثناء جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ سامرا سے بغداد میں آگئے۔

سامرا سے ان لوگوں کی روانگی بعد ترکوں کو خود کردہ پشیمانی ہوئی چند سرداران لشکر سوار ہو کے خلیفہ مستعین اور اس کے ہمراہیوں کو واپس لانے کے غرض سے روانہ ہوئے مگر اُن لوگوں نے ان کے عرض و معروض کرنے پر خیال نہ کیا نا امید ہو واپس آئے اور معتز کو خلیفہ بنانے کے بابت غور و فکر کرنے لگے۔

معتز کی بیعت مستعین کا محاصرہ

جس وقت خلیفہ مستعین نے دار الخلافت بغداد میں بظاہر مستقل سکونت اختیار کر لی ترکوں کو اس سے ایک گونہ تشویش پیدا ہوئی چند سرداران لشکر عذر خواہی کے لئے بغداد میں خلیفہ مستعین کے پاس آئے خود کردہ پشیمانی ظاہر کی مراجعت پر منت و خوشامد اصرار کرنے لگے خلیفہ مستعین اپنے احسانات اور انکی بے وفائیوں اور بد عہدیوں کا اظہار کر کے بات بات پر جھڑک دیتا تھا بالآخر خلیفہ مستعین نے اپنی خوشنودی مزاج ظاہر کر دی ترکوں میں سے کسی نے کہا "اچھا اگر امیر المومنین ہم سے راضی ہو گئے ہیں تو بسم اللہ اٹھو اور ہمارے ساتھ سوار ہو کے سامرا کا راستہ لو" محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس بیباکانہ اور غیر مہذب گفتگو کرنے پر ریمارک کیا خلیفہ مستعین نے ہنس کے ارشاد کیا "یہ لوگ جاہل ہیں عجمی ہیں ان کو آداب شاہی کی خبر نہیں ہے" محمد بن عبداللہ

یہ سُن کے خاموش ہو گیا خلیفہ مستعین نے ترکوں سے مخاطب ہو کے فرمایا " بالفعل تم لوگ سامرا واپس جاؤ تمہارا وظیفہ بحال رہے گا اور عنقریب میں بھی آؤنگا" ترک واپس ہوئے مگر خلیفہ مستعین کے نہ آنے اور محمد بن عبداللہ کے اعتراض کرنے سے کشیدہ خاطر آئے نتیجہ یہ ہوا کہ معتز کو جیل سے باہر نکالا اور اسکی خلافت کی بیعت کر لی ملازمین کو دو دو ماہ کی تنخواہیں تقسیم کیں۔

بیعت عامہ کے وقت ابو احمد بن الرشید بھی بُلائے گئے تھے انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر کے معتز سے مخاطب ہو کے تعریضاً کہا " تم نے تو اپنے آپ کو معزول کر دیا تھا" معتز نے جواب دیا " ہاں مگر باکراہ و جبر" ابو احمد بولے " مجھے اس کی کیا خبر۔ میں تو اُس کی (مستعین کی) بیعت کر چکا ہوں اب میں تمہارے ہاتھ پر کس طرح بیعت کروں " معتز نے معقول ہو کے چھوڑ دیا۔

تکمیل بیعت کے بعد محکمہ پولیس پر ابراہیم دیرج مامور کیا گیا کتابت، دواوین (فوج) اور بیت المال (خزانہ) کا انتظام بھی اس کے سپرد ہوا۔ سپہ سالاروں میں سے جنہوں نے معتز کی بیعت کی تھی۔ عتاب بن عتاب بغداد بھاگ کر چلا گیا۔

محمد بن عبداللہ کو معتز کی بیعت کی خبر لگی تو اس نے انتظاماً سلیمان بن عمران والی موصل کو لکھ بھیجا کہ اہل سامرا کا رسد و غلہ بند کر دو اس اثنا میں مالک بن طوق معہ اپنے اہل و عیال اور لشکر کے آ پہونچا۔ حوبہ بن قلیس والی انبار کے نام فراہمی لشکر کا فرمان روانہ کیا۔ بیرونی انتظام کرنے کے بعد بغداد کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ شہر پناہ کو درست کرایا، ہر دروازے پر منجنیقیں نصب کرائیں، کار آزمودہ سپہ سالار مقرر کئے، فصیلوں پر نامی نامی قدر انداز اور جنگ آوروں کو مامور کیا اور شہر کے دونوں جانب عمیق خندقیں کھدوائیں۔ اس انتظام و درستی میں تین لاکھ تیس ہزار دینار صرف ہوئے۔ وظائف اور روزینے واقف کاروں کو

سپرد کئے گئے کہ عندالضرورت لوگوں کو دیا کریں۔ خلیفہ مستعین نے بھی گورنران صوبجات ممالک محروسہ کے نام فرامین جاری کئے کہ خراج وغیرہ تا صدور حکم ثانی بجائے سامرا کے بغداد روانہ کرو۔ ترکوں کے سرداروں کو لکھا کہ اسوقت تک جو کچھ تم نے کیا ہم نے اس سے درگذر کیا اب بھی اپنے باغیانہ خیالات اور ناشایستہ افعال سے باز آؤ اور خلافت پناہی کی اطاعت قبول کرو۔ معتز اور محمد بن عبداللہ میں خط وکتابت شروع ہوئی معتز محمد سے اپنی بیعت کرنے کو کہتا تھا خلیفہ متوکل کی بیعت کی یاد دہانی کراتا تھا جو اس سے لی گئی تھی کہ بعد منتصر کے معتز کو سریر خلافت کا مالک سمجھنا۔ اور محمد معتز کو مستعین کی اطاعت قبول کرنے اور باغیانہ خیالات سے باز آنے کی ترغیب دیتا تھا ایک مدت تک دونوں میں خط وکتابت جاری رہی کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔ موسیٰ بن بغا کبیر ان دنوں بقصد جنگ اہل حمص شام گیا ہوا تھا خلیفہ مستعین اور معتز اس سے خط وکتابت کر رہے تھے اور ہر ایک اس کو اپنی طرف مائل کیا چاہتا تھا آخر الامر موسیٰ بن بغا کبیر معتز کی جانب مائل ہوگیا خلیفہ مستعین کی بیعت خلافت توڑ کے معتز کے پاس چلا گیا عبداللہ بن بغا کبیر سامرا سے بغداد آیا خلیفہ مستعین کی دست بوسی کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں آپ کے قدموں پہ جان نثاری کو آیا ہوں بعد چندے جب موسیٰ بن بغا کبیر معتز سے جا ملا تو یہ بھی بغداد سے بھاگ کے سامرا پہونچا اور معتز سے یہ بیان کیا کہ میں مستعین کے حالات دریافت کرنے کو بغداد گیا تھا معتز نے اس معذرت کو قبول کر لیا اور اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا۔ بعدہ حسن بن افشین سامرا سے بغداد آگیا خلیفہ مستعین نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے اشروسیہ کی سرداری عنایت کی۔

جس وقت امرا شہر و ارکین دولت جس کو جس طرف ملنا تھا مل گئے اور ایک سکون کا عالم جانبین پر طاری ہوا اس وقت معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل

ملقب بہ موفق کو جنگ بغداد کا پھر پہرہ عنایت کیا اور ایک بہت بڑا لشکر مرتب کرکے
بسرافسری نامی سپہ سالار کلباتکین ترکی موفق کی ماتحتی میں دیا چنانچہ موفق پچاس ہزار
کی جمعیت سے جس میں اتراک، فراعنہ، اور مغاربہ تھے بغداد کی جانب سیلاب کیطرح
بڑھا۔ مابین عکبرا اور بغداد کے جس قدر قصبات اور دیہات تھے سبھوں کو لوٹ لیا
بغا صغیر کے ہمراہیوں کی ایک جماعت موفق کے پاس چلی آئی موفق کا لشکر
بڑھتے بڑھتے باب شماسیہ[1] تک پہونچا۔ خلیفہ مستعین نے حسین بن اسماعیل بن ابراہیم
بن حسن بن مصعب کو باب شماسیہ پر مامور کیا اور چند نامی سپہ سالاروں کو اسکی
ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ نویں صفر ۲۵۱ھ کو ترکوں کا پٹرول آہستہ آہستہ
باب شماسیہ کے قریب پہونچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہ بن میکال اور
بیدار طبری کو حسین بن اسماعیل کی کمک پر روانہ کیا اور اگلے دن کہ ماہ صفر ۲۵۱ھ
کی دسویں تاریخ تھی محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ بغا، وصیف اور فقہا و قضاۃ کے سوار
ہو کے موفق کے لشکر کے قریب آئے اور یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ خلیفۂ وقت سے
بغاوت نکرو جیسا کہ اس کے پیشتر تم لوگ اسکی اطاعت میں تھے اسی طرح
اب بھی دائرہ اطاعت میں آجاؤ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ معتز کو خلیفہ مستعین کے بعد
سریر خلافت کا مالک بنائیں گے" موفق کے لشکریوں نے منظور نہ کیا لوٹ آئے۔
دوسرے دن اُن سپہ سالاروں کی جو باب شماسیہ پر متعین تھے بغرض صدور حکم جنگ
یہ رپورٹ آئی کہ ترکوں کا آج قصد جنگ کرنے کا ہے باب شماسیہ سے وہ لوگ
بہت قریب آگئے ہیں" محمد بن عبداللہ بن طاہر نے پشت رپورٹ پر لکھ بھیجا
کہ بالفعل تم لوگ انپر حملہ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو جنگ کو آیندہ دنوں پر ٹالو اور
اگر وہ حملہ بھی کریں تو تم بجز مدافعت کے جنگ نہ کرو، اسی روز عبداللہ بن سلیمان

[1] موفق کا لشکر باب شماسیہ پر ساتویں صفر ۲۵۱ھ میں پہونچا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۵۔

نائب بغا صغیر مکہ معظمہ سے تین سو آدمیوں کی جمعیت سے آپہونچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے انعام اور جائزے مرحمت کئے اس کے دوسرے دن ترکوں نے باب شماسیہ کی طرف پھر پیش قدمی کی حسین بن اسماعیل معہ اپنے لشکر کے مقابلہ پر آیا لڑائی چھڑ گئی دونوں طرف کے بہت سے آدمی کام آئے سیکڑوں زخمی ہوئے۔ بالآخر حسین بن اسماعیل کے لشکر کو ہزیمت ہوئی ترکوں میں سے ایک گروہ نے نہروان کا رخ کیا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر اس سے مطلع ہوکے اپنے سپہ سالار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ ترکوں کے روک تھام کو روانہ کیا۔ ترکوں نے اس سپہ سالار کو شکست دیکے خراسان کے راستہ پر قبضہ کرلیا اور بغداد کو خراسان سے بے تعلق کردیا۔ بعد اسکے معتز نے ایک دوسرا لشکر بغداد کی جانب روانہ کیا جسکی تعداد چار ہزار تھی اس لشکر نے بغداد کے جانب غربی مورچہ قائم کیا ابن طاہر نے اس کے مقابلہ پر شاہ ابن میکال کو متعین کیا فریقین خم ٹھونک کے میدان میں آئے لڑائی ہوئی شاہ ابن میکال نے معتز کے لشکر کو ہزیمت دی مظفر و منصور میدان جنگ سے واپس ہوکے بغداد آیا ابن طاہر نے اسکو اور ان کل سپہ سالاروں کو جو اس معرکہ میں اس کے ہمراہ تھے ہر ایک کو چار چار خلعتیں سونے کے کنگن اور طوق مرحمت کئے جنگی ضرورتوں کے خیال اور میدان جنگ کے وسیع ہونے کے لحاظ سے باب شماسیہ تک جس قدر مکانات، باغات اور دوکانیں تھیں منہدم کرادیں۔ اس اثنا میں فارس اور اہواز کا خراج منکجور اشروسنی کے ساتھ آپہونچا ترکوں نے لوٹ لینے کا قصد کیا ابن طاہر کو اسکا خطرہ پہلے ہی سے پیدا ہوگیا تھا ایک جماعت کو اسکی حفاظت پر مامور کیا ترکوں کی ایک بھی پیش نہ گئی منکجور معہ خراج فارس و اہواز بغداد میں داخل ہوگیا۔

جب ترکوں کو اس غارتگری میں کامیابی نہ ہوئی تو کھسیاتے ہوئے نہروان

کی طرف گئے اور پل کی کشتیوں کو جلا دیا۔

اس سے پیشتر خلیفہ مستعین نے محمد بن خالد بن یزید بن مزید کو سرحد جزیرہ کا والی مقرر کیا تھا چنانچہ محمد بن خالد بانتظار لشکر وفراہمی مال واسباب وہاں ٹھیرا ہوتھا اتفاقاً ترکوں کی بغاوت اور خلیفہ مستعین کے محصور ہوجانے کی خبر لگ گئی جھٹ پٹ کوچ کردیا اور براہ رقہ بغداد آپہونچا ابن طاہر نے اس کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ایک عظیم الشان لشکر کا افسر اعلی بنا کے ترکوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا ترکوں نے اسکو بھی ہزیمت دیدی بھاگ کر سواد چلا گیا اور وہیں پر مقیم رہا ابن طاہر کو اس واقعہ کی خبر ہوئی بیساختہ بول اٹھا "لا یفلح احد من العرب الا ان یکون معہ نبی ینصرہ اللہ بہ"

ان واقعات سے ترکوں کی جرأت بڑھ گئی کمال تیزی سے شہر کے طرف بڑھے نہایت شدت سے لڑائی شروع کردی لڑتے لڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہونچکے گرد ونواح کے بازاروں کو لوٹ لیا۔اس روزانہ جنگ وخونریزی سے اہل بغداد پر عرصۂ جہان تو تنگ ہوہی رہا تھا ناگاہ سرحد سے یہ خبر وحشت اثر پہونچی کہ بلکاجور لوگوں سے معتز کی بیعت خلافت لے رہا ہے ارکین سلطنت یہ سن کے گھبرا اٹھے ابن طاہر بولا "وہ ایسا نہیں ہے غالباً اسکو خلیفہ مستعین کے مرنے کا گمان پیدا ہوگیا ہے" ابن طاہر کا یہ خیال درحقیقت نہایت صحیح تھا چنانچہ جس وقت بلکاجور کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مستعین صحیح وسلامت سریر خلافت پر رونق افروز ہے اسی وقت معتز کی فسخ بیعت کرکے خلیفہ مستعین کی تجدید بیعت کی اور ایک اطلاعی عرضداشت مشعر اطاعت وفرمانبرداری دربار خلافت میں بھیج دی۔

موسی بن بغا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں ترکوں کے ہمراہ تھا لیکن پھر کچھ

سوچ سمجھ کے خلیفہ مستعین سے ملنے کا قصد کیا ہمراہیوں نے اس رائے سے مخالفت کی مکالمہ سے مباحثہ شروع ہوگیا اور پھر مباحثہ سے مجادلہ کی نوبت پہونچگئی چند آدمی کام آگئے موسیٰ بن بغا مجبور ہو کے اپنے ارادہ سے باز آیا۔

اس واقعہ کے بعد بصرہ سے دس کشتیاں آگئیں ہر کشتی میں تقریباً پینتالیس[۴۵] پینتالیس[۴۵] آدمی تھے جن میں اکثر نفاط[۱] تھے باب شماسیہ کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کے ترکوں نے حملہ کرنے کا قصد کیا ان لوگوں نے ترکوں پر رومن لفظ کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں۔ ترکوں کو نقصان اُٹھا کے پیچھے ہٹنا پڑا۔

محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو ترکوں کا جوش جنگ آئے دن ترقی پذیر دیکھ کے اور بلاد اسلامیہ کی حفاظت کا انتظام کرنا پڑا۔ اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک کار آزمودہ سپہ سالار کو مداین کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا اور تین ہزار سواروں کو اس کی کمک پر متعین کیا۔ حوبہ بن قیس کو انبار بھیجا۔ ڈیڑھ ہزار فوج اسکی امداد پر روانہ کی گئی۔ حوبہ نے انبار میں پہونچکے فرات کو انبار کی خندق سے نہر کاٹ کے ملا دیا ساری خندق پُر آب ہوگئی معتز کی طرف سے اسحاقی انبار پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا لیکن اس کے پہونچنے سے پہلے ابن طاہر کی فوج پہونچ گئی تھی انبار کے باہر دونوں فوجیں لڑ گئیں ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد ابن طاہر کی امدادی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی اسحاقی انبار کی جانب بڑھا حوبہ نے ان واقعات کو سُنکے بغداد کیطرف مراجعت کر دی۔ ابن طاہر نے حسین[۲] بن اسمٰعیل کو

---

[۱] نفاط اسکو کہتے ہیں جو رومن لفظ پچکاری یا کسی اور ذریعہ سے مکانات اور فوجی کیمپ وغیرہ پر پھینکے۔ اس زمانہ میں اسکا بہت رواج تھا۔ اور لوگ رومن لفظ پھینکتے تھے بعد اسکے آگ جس سے آگ لگجاتی تھی۔

[۲] حسین بن اسماعیل حسب حکم ابن طاہر بغداد سے تیئسویں جمادی الاول ۲۵۱ھ یوم پنجشنبہ کو انبار کیطرف روانہ ہوا۔ دس ہزار فوج اسکے رکاب میں تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۹۔

ترکوں کے دستبرد سے انبار کے بچانے پر مامور کیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو معہ ایک بہت بڑے لشکر کے اُسکی ماتحتی میں دیا ترکوں کے پتر ول سے مقام دمما پر مقابلہ ہوگیا حسین بن اسماعیل کا لشکر زیادہ تھا ترکوں کو ہزیمت ہوئی بھاگ کر انبار پہونچے حسین بن اسماعیل نے آگے بڑھکے قریب انبار قیام کرنے کا قصد کیا اس اثناء میں کہ اس کے لشکری اسباب وغیرہ اتارنے اور رکھنے میں مشغول تھے ترکوں کی فوج آپہونچی لڑائی ہونے لگی حسین کے ہمراہیوں نے ترکوں کو ہزیمت دیکے پیچھے ہٹا دیا اور جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے ترکوں نے اس کے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بیٹھا دیا تھا جسوقت حسین کی فوج اُس کمینگاہ سے آگے بڑھی ترکوں نے کمینگاہ سے نکل کے پیچھے سے حملہ کر دیا اور آگے سے ترکوں نے سنبھل کے دھاوا کیا اس اچانک حملہ سے حسین کے ہمراہیوں کے ہوش وحواس جاتے رہے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا فرات میں ڈوب گیا ایک جماعت کو ترکوں نے گرفتار کر لیا کچھ لوگ بھاگ کے اواخر ماہ جمادی الثانی میں یاسریہ پہونچے ابن طاہر نے ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک کے انبار کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور ایک دوسری تازہ دم فوج کو انکی کمک پر متعین کیا۔ چنانچہ حسین نے دوبارہ اپنی فوج کو مرتب کر کے یاسریہ سے انبار کی طرف کوچ کیا۔ (آٹھویں[1] رجب سنہ ۲۵۱ھ یوم شنبہ کو) ایک جاسوس نے آکے یہ خبر دی کہ ترکوں کا لشکر فرات کے چند پایاب مقامات سے عبور کر کے شہر پر حملہ کرنے والا ہے حسین نے اُسی وقت حسین بن علی بن یحییٰ ارمنی کو بسر افسری دو سو قدر اندازوں کے

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۶۰

ان پایاب مقامات پر متعین کیا جہاں سے ترکوں کا لشکر عبور کرنے والا تھا چنانچہ ترکوں کا لشکر عبور کرنے کو آیا حسین بن علی نے مزاحمت کی ایک دوسرے سے گتھ گئے آخر الامر حسین کو ہزیمت ہوئی ایک کشتی پر سوار ہو کے بھاگ کھڑا ہوا ترکوں نے اسکے لشکر گاہ اور کل مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ منہزموں کا ایک گروہ اسی شب کو بھاگ کے بغداد پہونچا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت اسکے لشکر سے جدا ہو کے معتز سے مل گئی جس میں علی و محمد پسران خلیفہ واثق بھی تھے یہ واقعہ اوایل رجب ۲۵۱ھ کا ہے۔

بعد اس واقعہ کے فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جانبین سے ہزارہا آدمی کام آئے انہیں لڑائیوں کی اثنار میں ایک مرتبہ ترکوں کا لشکر بغداد میں داخل ہوگیا اور پھر اہل بغداد نے ان کو مار کر نکال باہر کیا بعد ازاں ترکوں نے مداین کی طرف کوچ کر دیا ابو الساج والی مداین سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو الساج ترکوں کی مدافعت نہ کر سکا ترکوں نے مداین پر قبضہ کر لیا اس اثناء میں وہ ترکی لشکر جو انبار میں تھا سواد بغداد میں غربی جانب سے قتل و غارت کرتا ہوا آ پہونچا صرصر اور قصر ابن ہبیرہ تک لوٹتے ہوئے بڑھ آئے ماہ ذیقعدہ ۲۵۱ھ تک سلسلہ محاصرہ قائم رہا۔ ماہ ذیقعد کی کسی تاریخ میں بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی جسکی نظیر پیشتر کی لڑائیوں میں نظر نہیں آتی۔ ایک روز ابن طاہر نے ماہ مذکور میں طول محاصرہ سے گھبرا کے اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور سرداران لشکر کو جمع کیا دیر تک اپنی پر زور تقریر سے ان کو ابھارا جب ان لوگوں کے چہرہ سرخ ہوئے اور سرخ سرخ آنکھوں سے جوش انتقام جنگ کا خون ٹپکنے لگا تو ابن طاہر نے نصر من اللہ فتح قریب کہہ کے حملہ کا حکم دیا لشکریاں اس حکم کے صادر ہوتے ہی شیر غراں کی طرح ڈکارتے ہوئے

ترکوں کے لشکر پر جا پڑے ہنگامہ قتل و خونریزی گرم ہو گیا اس واقعہ میں ترکوں کو ہزیمت ہوئی ایک حصہ کثیر انکی فوج کا کام آگیا۔ بغا اور وصیف کے رکاب میں جو ترکی دستہ تھا اپنی قوم کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کے ترکوں سے جا ملا اس سے ترکوں کو ایک گونہ قوت ہو گئی تب ہو کے پھر لوٹ پڑے اہل بغداد شکست کھا کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ماہ ذی حجہ ۲۵۱ھ میں رشید بن کاؤس اور افشین فریقین میں صلح کرانے کی غرض سے ترکوں کے لشکر میں امن حاصل کرکے گیا لوگوں نے ابن طاہر پر خلیفہ مستعین کے معزول کرنے کی تہمت لگائی جب رشید ترکوں کے لشکر سے واپس آیا اور اہل بغداد کو معتز اور اس کے بھائی ابو احمد کا سلام پہونچایا اہل بغداد نے اس کو اور ابن طاہر کو گالیاں دیں سخت و سُست کلمات سے مخاطب کیا اور منہدم کر دینے کے قصد سے رشید کے مکان کی طرف لپکے ابن طاہر خلیفہ مستعین سے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آیا۔ اُس فعل سے جسکو وہ کیا چاہتے تھے روکا۔ الزامات سے اپنی برأت کی۔ اہل بغداد کے خیالات اس کے سمجھانے سے درست ہو گئے فتنہ فرو ہو گیا اپنے اپنے مکانات پر واپس آئے۔

پھر ابن طاہر اور ابو احمد میں خط و کتابت شروع ہوئی عوام الناس اور لشکریوں کو بدظنی کا موقع مل گیا خیالات فاسدہ جو اس کے طرف سے قبل اس کے پیدا ہو گئے تھے پھر دوبارہ تازہ ہو گئے لشکریوں نے اپنی تنخواہیں اور روزینے طلب کئے ابن طاہر نے اُن لوگوں کو فتنہ فرو کرنے کا حکم دیا اور دو مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا لشکریوں نے ایک زبان ہو کے کہا "ہم اُس وقت تک اس فعل سے باز نہ آئیں گے جب تک ہمکو خلیفہ مستعین کی صحیح

صحیح رائے معلوم نہ ہوگی کہ وہ کیا چاہتے ہیں ہم کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ مبادا ترکی لشکر بغداد پر متصرف و قابض نہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی وہی برتاؤ نہ کرے جیسا کہ اہل مداین اور انبار کے ساتھ کر چکا ہے" ابن طاہر نے یہ کل واقعات خلیفہ مستعین سے حاضر ہو کے بیان کئے خلیفہ مستعین دار العوام کی چھت پر آیا ایک ہاتھ میں ردار خلافت تھی دوسرے میں عصا تھا قسم شرعی کھا کے کہا "تم لوگ کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جو بیان کیا ہے وہ سب صحیح ہے اور درست ہے" اہل بغداد کو خلیفہ مستعین کی قسم کھانے سے اعتبار ہو گیا خیالات فاسدہ دور ہو گئے سب کے سب لوٹ کھڑے ہوئے فتنہ و فساد کا ہنگامہ فرو ہو گیا۔

ابن طاہر نے اہل بغداد کا آئے دن یہ رنگ و ڈھنگ دیکھ کے بغداد سے مداین چلے جانے کا قصد کیا روساء شہر نے حاضر ہو کے معذرت کی کہ یہ فعل بازاریوں کا ہے ہم لوگ اس سے بری ہیں اور اگر ہم ہی تقصیر وار سمجھے جاتے ہیں تو معاف فرمایئے' ابن طاہر نے ان لوگوں کو کمال شائستگی سے نہایت معقول جواب دے کے واپس کیا' انہیں دنوں خلیفہ مستعین مصلحتاً ابن طاہر کے مکان سے اٹھ کے رصافہ میں رزق خادم کے مکان پر چلا آیا۔ مگر سپہ سالاران لشکر اور سرداران بنی ہاشم کو ابن طاہر کے ہمراہ رہنے اور اس کے ساتھ ہو کے جنگ کرنے کی ہدایت و تاکید کی۔

ایک روز ابن طاہر بقصد جنگ مسلح ہو کے مکان سے باہر آیا سوار ہو کے لشکریوں کی طرف گیا اور سرداران لشکر کو مجتمع کر کے کہنے لگا "واللہ میں خلیفہ مستعین کے سوا اور کسی کا خیر خواہ نہیں ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے اس وقت تک خلافت پناہی کی بہتری اور بہبودی کا خواہاں رہونگا" لوگوں کے

دل اس فقرے کے سُننے سے بھر آئے مرحبا مرحبا جزاک اللہ جزاک اللہ چلا اُٹھے ابن طاہر ان لوگوں سے رخصت ہو کے خلیفہ مستعین کی طرف چلا اثنائے راہ میں کسی فتنہ پرداز نے یہ پٹی دی کہ تم کس خیال میں ہو جسکی ہمدردی اور خیر خواہی کر رہے ہو اس نے تو بغا اور وصیف کو تمہارے قتل پر مامور کیا تھا مگر ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی" اس خبر کے سُننے سے ابن طاہر کے چہرہ کا رنگ اُڑ گیا اسی تردد و اضطراب کی حالت میں اپنے مکان واپس آیا اس اثناء میں احمد بن اسرائیل اور حسین بن ابی مخلد آ گئے ان دونوں نے بھی خلیفہ مستعین کی طرف سے اسی قسم کی خبر یں سنائی تب تو ابن طاہر کا دماغ ہوش پراں ہوا طرح طرح کے خیالات دل میں آنے لگے مگر کمال استقلال سے انکو ضبط کیا کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا تا آنکہ عید الاضحیہ کا دن آ گیا۔

نماز عید الاضحیٰ کے بعد ابن طاہر خلیفہ مستعین کی خدمت میں سلام کرنیکو حاضر ہوا اسوقت فقہاء و قضاۃ اور ارکین دولت بھی موجود تھے ابن طاہر نے عرض کی "امیر المومنین کی اگر مرضی و حکم ہو تو ابو احمد سے مصالحت کر لیجائے اور صلحنامہ بھی لکھ دیا جائے" خلیفہ مستعین نے کہا "بہتر" ابن طاہر رخصت ہو کے باب شماسیہ کی جانب آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے خلیفہ مستعین کی خدمت میں پھر واپس گیا اور یہ عرض کی کہ صلحنامہ من کل الوجوہ مرتب ہو گیا ہے اور شرائط صلح یہ ہیں (۱) آپ اپنے کو خلافت سے معزول کیجئے (۲) پچاس ہزار دینار نقد لشکریوں کو مرحمت کیجئے تیس ہزار کی جاگیر دیجئے۔ (۳) دار الخلافہ چھوڑ کے حجاز میں مابین حرمین قیام فرمائیے (۴) بغا کو گورنری حجاز اور وصیف کو حکومت جبل دیجائیے (۵) خراج کا تیسرا حصہ ابن طاہر اور لشکر بغداد کو دیا جائے اور باقی دو ثلث موالی اور اتراک کو" خلیفہ مستعین نے اولاً

اس زعم فاسد سے کہ ضعیف اور بغا میرے ہوا خواہ ہیں ان شرائط کو منظور نہ کیا لیکن جب یہ راز سربستہ کھل گیا کہ یہ دونوں بھی ابن طاہر کے ہمصفیر ہیں راضی ہو گیا علاوہ ازیں جن شرائط کو اس نے پسند کیا لکھا فقہار و قضاۃ کو طلب کر کے اس امر کا ان کو شاہد کیا کہ میں نے اپنے کل کاموں کو ابن طاہر کے سپرد کر دیا ہے بعد اسکے سپہ سالاروں کو بلا بھیجا جب وہ سب حاضر آئے تو یہ بیان کیا کہ اس سے میرا یہ مقصود ہے کہ خونریزی نہ ہو تم لوگوں کی جانیں ناحق معرض زوال میں نہ پڑیں لہذا تم لوگ میری اس تحریر کے ساتھ بھراہی ابن طاہر معتنز کے پاس جاؤ اور میرے اقرار کی شہادت دو چنانچہ یہ لوگ معہ ابن طاہر کے جبکہ محرم ۲۵۲ھ کی چھ راتیں گذر چکی تھیں معتنز کے پاس آئے۔

مستعین کی معزولی اور قتل

جس وقت وہ صلحنامہ جس کو ابن طاہر نے مرتب کیا تھا بدستخط سپہ سالاران لشکر اور معتنز مکمل ہو گیا اہل بغداد سے معتنز کی خلافت کی بیعت لی گئی جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا معزول خلیفہ مستعین نے بھی بیعت کی اور اپنی معزولی کا اعلان کیا خلیفہ معتنز نے اسکو رصافہ سے قصر حسن بن سہل میں لاکے ٹھیرایا اسکے ہمراہ اسکے اہل و عیال بھی تھے۔ چادر، عصا اور خاتم خلافت لے لی مکہ معظمہ جانے کی ممانعت کر دی بصرہ جانے کی درخواست پیش کی یہ بھی نامنظور کی گئی مزید براں یہ ہوا کہ قصر حسن بن سہل سے کشتی پر سوار کرا کے واسط بھیجدیا۔ ان واقعات کے بعد امور سلطنت میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں خلیفہ معتنز نے احمد بن ابی اسرائیل کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ ابو احمد (خلیفہ معتنز کا بھائی) بغداد سے سامرا واپس آیا۔ آخر محرم ۲۵۲ھ میں ابو الساج دیوداد بن دیودست مراجعت کر کے وارد بغداد ہوا ابن طاہر نے معادن سواد کا

انتظام اسکے سپرد کیا چنانچہ اس نے اتراک اور مغاربہ کی مدافعت پر اپنے نائب کو مقرر کیا اور خود کوفہ کی جانب روانہ ہوگیا۔ بعد اسکے خلیفہ معتز نے ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا، وصیف اور ان لوگوں کے اسماء جو ان کے ہم آہنگ ہیں دفتر شاہی سے خارج کر دیئے جائیں۔ اس اثناء میں محمد بن ابی عون نامی ایک شخص نے جو ابن طاہر کے سپہ سالاروں میں تھا ابو اسحاق کی سازش سے بغا اور وصیف کے قتل کا بیڑہ اٹھایا اور بارگاہ خلافت سے اس حسن خدمت کے صلہ میں یمامہ، بحرین، اور بصرہ کی سند گورنری مرحمت کی گئی۔ اتفاق یہ کہ بغا اور وصیف تک یہ خبر پہونچ گئی سوار ہو کے ابن طاہر کی خدمت میں آئے کل حالات سے مطلع کیا لوگوں کی بدعہدی اور پیمان شکنی کی شکایت کی ابن طاہر نے ان کو تسلی دیکے واپس کیا بعد اسکے وصیف نے اپنی بہن سعاد کو موید کے پاس بھیجا (موید نے اس کے آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی) موید خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہوا اور وصیف کی سفارش کر کے عفو تقصیر کرائی۔ ایسا ہی ابو احمد بن متوکل نے بغا کے ساتھ ہمدردی کی خلیفہ معتز نے عفو تقصیر کر کے ایک فرمان مشعر خوشنودی مزاج ان دونوں کے نام بھیجا بعد اسکے پھر ترکوں نے ادھر خلیفہ معتز سے کہہ سن کے بغا اور وصیف کے نام سامرا میں حاضری کا فرمان بھجوایا اور ادھر ابن طاہر کو لکھ بھیجا کہ بغا اور وصیف اگر سامرا آنے کا قصد کریں تو ہرگز نہ آنے دینا۔ بغا اور وصیف نے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی سامرا کی طیاری کر دی ابن طاہر نے روکنا چاہا لیکن وہ نہ رکے بغداد سے روانہ ہو کے سامرا پہونچے خلیفہ معتز نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے ان کی گورنریوں پر انکو بحال رکھا اور موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس اس کے وکیل کو واپس کر دیا۔

ماہ رمضان ۲۵۲ھ میں مابین لشکر بغداد اور ابن طاہر ایک فتنہ برپا ہوگیا

یہ لوگ اپنی تنخواہیں طلب کرنے کو ابن طاہر کے پاس آئے تھے ابن طاہر نے جواب دیا "میں نے بارگاہ خلافت میں تمہاری تنخواہوں کی بابت ایک عرضداشت بھیجی تھی خلافت پناہی نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم نے لشکر بغداد کو اپنے لئے رکھا ہے تو اس کے مصارف تم برداشت کرو اور اگر ہمارے لئے رکھا ہو تو ہم کو اس کی حاجت نہیں ہے موقوف کر دو" بغدادی لشکر یہ سنکے شور وغل مچانے لگا ابن طاہر نے مجبور ہو کر دو ہزار دینار دیئے ہنگامہ فرو ہو گیا اپنے فرودگاہ پہ واپس آیا بعد اسکے پھر دوبارہ لشکر بغداد نے یورش کی اس مرتبہ اس کے ساتھ پھریرے اور طبل بھی تھے سرداران لشکر کے لئے باب شماسیہ پر خیمے نصب کئے اور عام سپاہیوں کے لئے سائے اور لکڑیوں کے مکانات بنائے محمد ابن ابراہیم نے بھی اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کیا اور صحن مکان کو جنگ آوروں سے پُر کر لیا۔ ان غوغائیوں کا یہ قصد ہوا کہ جمعہ کے روز خطیب کو معتز کے حق میں دعا کرنے سے روک دیں خطیب یہ خبر پا کے گھر بیٹھ رہا علالت طبیعت کا بہانہ کر دیا لشکر بغداد پل توڑنے کی غرض سے پل کی طرف بڑھا ابن طاہر کی فوج نے مدافعت کے خیال سے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن طاہر کی فوج اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئی بعد ازاں لشکر بغداد نے جانب شرقی لشکر کی مدد سے ابن طاہر کی فوج کو شکست فاش دی غوغائیوں نے پولیس کمپ کو لوٹ لیا ابن طاہر نے اس ہنگامہ ہوش ربا کو دیکھ کے ان دو دکانوں کے جلادینے کا حکم دیا جو دروازہ پل پر تھیں۔ ان دو دکانوں میں آگ کا لگنا تھا کہ لشکر بغداد کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا فریقین میں آگ حائل ہو گئی ابن طاہر کی فوج نے پامال ہونے سے نجات پائی اور فتحمند گروہ اپنے کمپ میں واپس آیا۔ ابن طاہر نے پھر اسی وقت سے فراہمی لشکر کی طرف توجہ کی اپنے نائب

نامی سپہ سالاروں اور جنگ آوروں کو مجتمع کیا کارآزمودہ سپاہیوں سے ایک تازہ دم فوج مرتب کی اس اثناء میں لشکر بغداد سے دو شخص ابن طاہر کے پاس آئے اور لشکر بغداد کا ایک پوشیدہ راستہ بتلا دیا ابن طاہر نے شاہ بن میکال کو چند سپہ سالاروں اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ اُس راستہ کی طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ یہ معرکہ بہت جانگداز اور روح فرسا تھا لشکر بغداد کا نامی سپہ سالار ابن خلیل اس لڑائی میں مارا گیا اس کے دوسرے سردار ابو القاسم عبدون بن فوق نے ابن طاہر پر حملہ کیا مگر کامیابی نہ ہوئی یہ بھی انھیں لڑائیوں کے اثناء میں مر گیا۔

ماہ رجب ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے اپنے بھائی موید کو ولیعہدی سے معزول کیا اس وجہ سے کہ علاء بن احمد عامل ارمینیہ نے موید کے پاس پانچ ہزار دینار کسی ضرورت کے لئے بھیجے عیسیٰ بن فرخانشاہ کو خبر لگ گئی اثناء راہ سے لے لئے موید نے اتراک اور مغاربہ کو عیسیٰ بن فرخانشاہ کی مخالفت پر ابھار دیا عیسیٰ نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کے موید کی شکایت جڑ دی معتز نے موید اور ابو احمد کو اسی وقت گرفتار کرا کے قید کر دیا اسی زمانہ میں موید سے اسکی معزولی کا محضر لکھوایا بعدہ خلیفہ معتز تک کسی نے یہ خبر پہونچا دی کہ اتراک موید کو جیل سے نکال لانے کا ارادہ رکھتے ہیں خلیفہ معتز نے موسیٰ بن بغا سے استفسار کیا موسیٰ بن بغا نے لاعلمی ظاہر کی خلیفہ معتز نے اگلے دن موید کو جیل سے باہر لانے کا حکم دیا چنانچہ موید باہر نکالا گیا تو مردہ تھا اسکی ماں نے اسکی تجہیز و تکفین کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک اور مُنہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دم گھٹا مر گیا بعضوں کا بیان ہے کہ برف میں بٹھا دیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا نمدا سر پر رکھ دیا تھا اس سبب

اسکی موت وقوع میں آئی غرض موید کے مرجانے کے بعد اسکا بھائی ابواحمد پھر جیل میں بیڑیاں کھڑکھڑانے کے لئے بھیجدیا گیا۔ خلیفہ معتز نے موید کے قتل کے بعد معزول خلیفہ مستعین کے قتل کا قصد کیا محمد بن عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ "بدنصیب معزول خلیفہ مستعین کو سیما خادم کے حوالہ کردو" ابن طاہر نے سیما خادم کی معرفت ایک خط حسب مضمون متذکرہ بالا اُن دو شخصوں کے نام لکھ بھیجا کہ جو مستعین کی نگرانی پہ واسط میں مامور تھے بیان کیا جاتا ہے کہ احمد بن طولون کی معرفت یہ خط روانہ کیا گیا تھا چنانچہ احمد بن طولون معزول خلیفہ کو واسط سے لیکے قاطول آیا اور سعید بن صالح کے حوالہ کردیا سعید بن صالح نے اسقدر مارا کہ معزول خلیفہ مستعین[1] مرگیا بعضے کہتے ہیں کہ مستعین کے پاؤں میں پتھر باندھ کے دجلہ میں ڈالدیا بہرکیف مستعین کے مرجانے کے بعد اسکی سواری کا جانور بھی سر پٹک کے مرگیا مستعین کا سر اُتار کے بارگاہ خلافت میں بھیجدیا خلیفہ معتز نے حکم دیا کہ سر دفن کردیا جائے اور اس حسن خدمت کے صلہ میں سعید بن صالح کو پچاس ہزار دراہم اور بصرہ کی سندگورنری مرحمت کی جائے۔

اتراک اور مغاربہ غرہ ماہ رجب ۲۵۲ھ میں مابین اتراک اور مغاربہ چل گئی اور خوب چلی۔ ترکوں نے موید کے اشارہ سے ایک روز عیسیٰ بن فرخانشاہ کو گرفتار کرکے مارا گھوڑا چھین لیا مغاربہ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا مجتمع ہوکے باہم مشورہ کیا اور موقع پاکے جوسق پر دھاوا کردیا ترکوں کو اسکی خبر نہ تھی مغلوب

(۱) خلیفہ مستعین باللہ ابوالعباس احمد بن معتصم بن رشید برادر خلیفہ متوکل ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اسکی ماں ام ولد (کنیزک) مخارق نامی تھی ملیح صورت، سفید رنگ، چہرہ پر چیچک کے داغ تھے زبان میں لثغ یعنی لکنت تھی حروف را، لام، غین اور شین کو ادا نہ کرسکتا تھا تقریباً اکیس ۲۱ برس کی عمر پائی سب کے پہلے اسنے چھوٹی ٹوپیاں اوڑھنا اور جوغہ آستین دار کا پہننا شروع کیا اسکی آستینیں تین بالشت چوڑی ہوتی تھیں۔ واللہ اعلم۔ تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر ۲۴۵۔

ہو گئے اُن کے گھوڑوں کو لے لیا اور اُس پر سوار ہو کے بیت المال کی طرف آئے قبضہ کر لیا۔ ترکوں نے اس ہزیمت کے بعد ان لوگوں کو اپنی جماعت میں ملا کے صف آرائی کی جوان میں سے کرخ اور شاہی مکانات میں تھے بازاری اور شاکر یہ مغاربہ سے مل گئے اس سے ترکوں کی قوت گھٹ گئی ہنگامہ کارزار گرم کرنے کی جرأت نہ ہوئی جعفر بن عبدالواحد دونوں فریق میں مصالحت کی کوشش کرنے لگا فریقین نے چند روز حیلہ و حوالہ میں رکھا بعد ازاں جس وقت مغاربہ متفرق و منتشر ہو گئے ترکوں نے پھر مجمع کیا۔ محمد بن ارشد اور نصر بن سعید یہ خبر پا کے محمد بن عون کے مکان میں جا چھپے ترکوں کو یہ خبر لگ گئی شور و غل مچاتے ہوئے محمد بن عون کے مکان پر چڑھ گئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے اسی مکان میں مار ڈالا۔ خلیفہ معتز نے یہ سن کے محمد بن عون کو اس جرم میں کہ اس نے ان دونوں کی جان بچانے میں غفلت کی قتل کرنے کا قصد کیا مگر لوگوں کی سعی و سفارش سے قتل تو نہ کیا جلاء وطن کر دیا۔

حالات مساور خارجی

موصل کی گورنری پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن اشعث بن ہانی خزاعی تھا اور موصل جدید کی پولیس حسین بن بکیر کی ماتحتی میں تھی مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی خارجی بوازیج میں رہتا تھا ایک روز حسین بن بکیر افسر پولیس نے مساور کے حوثرہ نامی لڑکے کو موصل جدید میں گرفتار کر لیا حوثرہ ایک حسین نو عمر لڑکا تھا حوثرہ نے اپنے باپ مساور کو لکھ بھیجا کہ حسین بن بکیر افسر پولیس نے مجھے جبراً گرفتار کر لیا ہے دن کو تو میں قید و تنہائی کی مصیبت جھیلتا ہوں اور شب کے وقت وہ مجھ سے خلاف وضع فطرت کے فعل کا ارتکاب کرتا ہے مساور کو اس خط کے دیکھنے سے سخت اشتعال پیدا ہوا قرب و جوار کے لوگوں کو مجتمع کر کے موصل جدید کا قصد کیا حسین بن بکیر یہ خبر

پاک روپوش ہوگیا مساور نے اپنے بیٹے حوثرہ کو جیل سے نکال لیا رفتہ رفتہ
اکراد اور اعراب کے کانوں تک یہ خبر پہونچی ان میں بھی جوش پیدا ہوگیا مستعد و
آمادہ ہو کے مساور کے پاس آئے ان لوگوں کے آملنے سے مساور کی جمعیت
بڑھ گئی فوج مرتب کر کے موصل کا رخ کیا اور جانب شرقی میں پہونچکے لڑائی کا
نیزہ گاڑ دیا چند دنوں تک عقبہ بن محمد والی موصل سے لڑتا رہا۔ پھر وہاں سے
مراجعت کر کے خراسان کے راستہ پر آٹھیرا خراسان کی راہ کی محافظت پر بندار
اور مظفر بن مشبک مامور تھے بندار یہ خبر پا کے تین سو کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا
مساور کے ہمراہ سات سو خوارج تھے لڑائی ہوئی مساور نے بندار کے ہمراہیوں
کو ہزیمت دیکے سبھوں کو مار ڈالا از انجملہ بندار بھی تھا صرف پچاس آدمی جانبر ہوئے
مظفر بن مشبک بھاگ کے بغداد پہونچا اور خوارج حلوان کی جانب چلے آئے
اہل حلوان اور مساور سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جن میں فریقین کے سیکڑوں
آدمی کام آگئے بعد ازاں بارگاہ خلافت سے خطرمش مامور کیا گیا ایک عظیم
لشکر سے کے مقابلہ پر آیا مساور نے اس کو بھی ہزیمت دیدی اور اکثر
اعمال موصل پر قابض ہوگیا۔

پھر سنہ ۲۵۴ھ میں ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی حکومت دیگئی
اس نے اپنی طرف سے اپنے بیٹے حسن کو بطور نائب کے موصل پر تعین کیا
اس نے ایک بڑا لشکر فراہم کیا جس میں حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان (امراء بنی حمدان
کا دادا) اور محمد بن عبداللہ بن سید بن انس بھی تھا حسن نے لشکر مرتب کرنے
کے بعد بقصد جنگ مساور کوچ کیا اور نہر زاب کو عبور کر کے مساور سے سر پر
جا پہونچا مساور اپنا کیمپ چھوڑ کے پیچھے ہٹ آیا حسن نے بڑھ کے وادی سیاحت
میں طبل جنگ بجوا دیا لڑائی کا بازار گرم ہوگیا لشکر موصل کو ہزیمت ہوئی محمد بن

سید ازدی مارا گیا حسن بن ایوب مضافات اربل کی جانب بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد ۲۵۵ھ میں ایک خلیفہ (معتمر) کی معزولی دوسرے خلیفہ (مہتدی) کی خلافت اور گورنر موصل کی تبدیلی سے خوارج نے فایدہ حاصل کرنیکی کوشش کی عبداللہ بن سلیمان ایک ناتجربہ کار شخص موصل کی گورنری پر مقرر کیا گیا مساور نے موقع پا کے موصل پر چڑھائی کر دی عبداللہ بن سلیمان والی موصل خوف جنگ سے چھپ رہا مساور نے شہر میں پہونچکے بلا مزاحمت و جنگ قبضہ کر لیا اہل موصل میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی اس اثناء میں جمعہ کا دن آگیا جامع مسجد میں معہ اپنے ہمراہیوں کے نماز ادا کرنے کو گیا خطبہ دیا نماز پڑھی اور بعد ادائے نماز جمعہ موصل جدید کی طرف چلا گیا جو اس کا دار الہجرۃ تھا۔

۲۵۶ھ میں خوارج میں سے ایک شخص عبیدہ بن زہیر عمری نامی نے مساور کی مخالفت کا علم بلند کیا عبیدہ اور مساور سے توبہ خاطی (گنہگار) کی بابت بہت بڑا مباحثہ ہوا عبیدہ کہتا تھا کہ خاطی کی توبہ قبول ہی نہ کی جائے گی۔ اور مساور اس کے خلاف تھا خوارج کا ایک گروہ عبیدہ کے ساتھ ہو گیا مساور نے موصل جدید سے عبیدہ کی طرف بقصد جنگ خروج کیا بہت سخت لڑائی ہوئی عبیدہ مارا گیا اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھوڑے دنوں بعد بنی زہیر سے ایک دوسرا شخص طوق نامی مساور کی مخالفت پر اٹھا حسن بن ایوب بن احمد عدوی نے اس کے لئے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کیا طوق نے ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں مساور سے صف آرائی کی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا۔ مساور نے عراق کے اکثر بلاد پر قبضہ کر لیا اور

سلہ یہ لڑائی موصل کے قریب اطراف جہینہ میں ہوئی تھی مخالفت ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئی اور جنگ ماہ جمادی الاول ۲۵۶ھ میں ہوئی ۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۸۹۔

خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔ موسیٰ ابن بغا اور بابکیال نے بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے مساور پر فوجکشی کی سن[۱] تک بڑھ آئے ہنوز لڑائی نہ چھڑنے پائی تھی کہ خبر پا کے کہ ترکوں نے خلیفہ مہتدی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے اور سریر خلافت سے اُس کو اُتار نے کی کوشش کر رہے ہیں سامرا واپس آئے۔ پس جس وقت خلیفہ معتمد رونق افروز سریر خلافت ہوا تو اُس نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مفلح کو جنگ مساور پر روانہ کیا مساور نے حدیثہ سے نکل کے اُن دو پہاڑوں کا قصد کیا جو اُس کے مقابل میں تھے مفلح یہ خبر پا کے مساور کے لشکر کے پچھلے حصہ پر جا پڑا اور نہایت تیزی سے معرکہ کارزار گرم کر دیا مساور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور مفلح اس کا محاصرہ کئے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا ایک مدت تک دونوں فریق میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں چونکہ مساور کے ہمراہیوں میں زمانہ جنگ عبیدہ سے اس لڑائی تک زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے موقعہ پا کے پہاڑ کی چوٹی سے اُتر آیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف مفلح کا لشکر نظر آیا مفلح نے اپنے حریف سے میدان کو خالی دیکھ کے موصل کا رخ کیا پھر موصل سے روانہ ہو کے دیار ربیعہ پہونچا اور دیار ربیعہ سے سنجار، نصیبین ہوتا ہوا خابور پہونچا اور اس کا انتظام کر کے موصل واپس آیا دو ایک روز قیام کر کے حدیثہ کی طرف کوچ کر دیا جوں ہی مفلح نے موصل کو چھوڑا مساور لوٹ پڑا اور اسکے لشکر کے پچھلے حصہ پر قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرتا ہوا حدیثہ تک پہونچا مفلح کے ہمراہی روزانہ جنگ اور سفر سے تھک گئے تھے لڑائی سے جان چرانے لگے مفلح نے چند روز حدیثہ میں قیام کر کے رمضان ۲۵۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کر دی اور مساور نے دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا ان واقعات سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ بعد اسکے ۲۵۸ھ میں مسرور بلخی نے حدیثہ پر چڑھائی کی اور

[۱] یہ نام میں نے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹ سے لکھا ہے اصل کتاب میں جگہ خالی ہے (مترجم)

سپہ سالاران ترک سے جعلان نامی سپہ سالار کو ایک فوج کثیر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا پھر سنہ ۲۶۱ھ میں حکمرانان خراسان سے یحیی بن جعفر مساور کی خونریز لڑائی کے تذر ہو گیا مسرور نے اسکا تعاقب کیا موفق نے بھی اس تعاقب میں مسرور کا ساتھ دیا مگر ان دونوں نے اسکو نہ پایا۔

قتل وصیف و بغا سنہ ۲۵۳ھ عہد خلافت خلیفہ معتز میں اتراک فراعنہ اور اشروسنہ کی فوجیں مجتمع ہو کے چار چار مہینے کی تنخواہیں مانگنے لگیں شور و غوغا برپا ہوئی دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی بغا وصیف اور سیما طویل ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے آئے وصیف نے آگے بڑھ کے کہا "بالفعل خزانہ خالی ہے چار چار مہینے کی تنخواہیں کہاں دی جائیں" لشکریوں نے جواب دیا "ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں یہاں سے پاؤ دو" وصیف ایک مٹھی خاک اٹھا کر بولا "اے لو یہ مٹی حاضر ہے تنخواہ کے عوض لے جاؤ" لشکریوں کو اس جواب سے برہمی پیدا ہوئی بغا نے کہا "ذرا صبر کرو میں امیر المومنین سے استفسار کر کے آتا ہوں تم لوگ اشناس کے مکان میں چلو وہیں یہ معاملہ طے کیا جائے گا" لشکری اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی اشناس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور وہیں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ بغا اور سیما خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کے لشکریوں کے معاملہ میں عرض و معروض کرنے لگے اور وصیف انہیں لشکریوں کے پاس رہا لشکریوں نے یورش کر کے اسکو مار ڈالا اور سر اتار کے نیزہ پر نصب کر دیا۔

وصیف کے مارے جانے کے بعد ہی لشکریوں کا جوش خود بخود فرو ہو گیا خلیفہ معتز نے بغا شرابی کو وہی عہدہ عنایت کیا جو وصیف کا تھا تاج پہنایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا لیکن بعد چندے اس خیال سے کہ بغا شرابی کو امور سلطنت میں دخل تام ہو گیا ہے مبادا کسی وقت فتنہ و بغاوت کا بانی مبانی نہ ہو جائے

خفیہ طور سے بابکیال کی طرف مائل ہوگیا اور آہستہ آہستہ اسکو انتظامی امور میں دخل دیتا گیا آخر میں یہ بھی وعدہ کر لیا کہ بعد بغا شرابی کے میں تم کو اس کے جگہہ پر مامور کرونگا ہنوز کوئی امر ظہور پذیر نہ ہوا تھا کہ بغا شرابی نے اپنی بیٹی آمنہ کا عقد صالح بن وصیف سے کر دیا اور اس کی رخصتی کے سامان میں مصروف ہوا اس اثناء میں خلیفہ معتز معہ حسان بن اسرائیل کے سوار ہو کے بابکیال کے پاس کوشک سامرا میں گیا چونکہ معتز اور بغا سے دلی رنجش تھی یہ خبر پا کے پانچسو آدمیوں کی جمعیت سے سوار ہوا جس میں اکثر اسکے خدام، لڑکے اور سپہ سالار تھے مگر ان ہمراہیوں کا زیادہ حصہ اس سے منحرف و کشیدہ خاطر تھا۔ سن میں پہونچکے قیام کر دیا خلیفہ معتز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا جان کے خوف سے مسلح ہوتے اسکا بغا کے ہمراہیوں نے شدت سرما کی شکایت کی بیماری کا حیلہ کیا بغا نے براہ دریا بغداد کی طرف مراجعت کی رات کے وقت پل پر پہونچا غرض یہ تھی کہ ملازموں کو عبور کرنے کی اطلاع نہ ہو اتفاق سے ملازموں کو اس کے آنے کی خبر ہوگئی خلیفہ معتز سے اطلاع کی خلیفہ معتز نے قتل کا حکم دیدیا ملازمین نے سر اُتار کے دربار خلافت میں بھیجدیا جو دروازہ سامرا پر نصب کر دیا گیا اور مغاربہ نے اسکی لاش کو جلا دیا۔

بغا کا اس پوشیدہ طور سے آنے کا یہ مقصود تھا کہ صالح بن وصیف کے مکان میں جا کے چھپ رہونگا اور حالت غفلت میں خلیفہ معتز پر حملہ کر کے اسکی زندگی کا خاتمہ کر دونگا لیکن اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا پل کے ملازموں کے ہاتھ مارا گیا۔

آغاز حکومت صفار یعقوب بن لیث اور اسکا بھائی عمرو سجستان میں تانبے پیتل کی دوکان رکھے ہوئے تھا اسی زمانہ میں ایک شخص ہوا خواہان اہل بیت صالح بن نضر کنعانی نامی اس اطراف میں ظاہر ہوا اور خوارج سے معرکہ آرائی میں

مصروف ہوگیا چونکہ اس کے ہمراہی مُطوعہ کے نام سے موسوم ہوئے اسوجہ سے
لوگ اسکو صالح مطوعی کہنے لگا امراء ورؤساء شہر اور عوام الناس کا ایک گروہ
اس کے معتقدوں میں داخل ہوگیا ازانجملہ درہم بن حسن اور یہی یعقوب بن لیث
تھا۔ تھوڑے دنوں میں صالح نے بزور جنگ حکمت عملی سجستان پر قبضہ کرکے طاہر
بن عبداللہ والی خراسان کو نکال دیا اتفاق یہ کہ اس کے بعد ہی صالح کی پرحوصلہ
زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ درہم بن حسن بجائے اس کے مطوعہ پر حکومت کرنے لگا
اس کے زمانہ میں معتقدین کی بہت کثرت ہوئی مگر یہ حد درجہ کا بزدل اور سادہ
لوح تھا والی خراسان نے بحیلہ و مکر اسکو گرفتار کرکے بغداد بھیجدیا مُطوعہ نے
مجتمع ہو کے یعقوب بن لیث کو اپنا امیر بنایا یعقوب بن لیث ایک شجاع و باتدبیر
شخص تھا اس نے شرات سے جنگ چھیڑدی اور کمال مردانگی سے لڑکر ان کو زیر کیا
ان کے قصبات اور گاؤں کو ویران کردیا آدمی ہوشیار اور چالاک تھا دربار خلافت میں
ایک عرضی اس مضمون کی بھیجدی کہ میں نے خلافت پناہی کے مخالفین (شرات) کو
لڑکے زیر کردیا ہے اور میں ہر طرح خلیفۃ المسلمین کا مطیع و فرمانبردار ہوں" اور آہستہ
آہستہ بحکمت عملی سجستان پر قبضہ کرکے اس کے راستوں کی حفاظت کا انتظام کرلیا
لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وعظ و پند کرنے لگا اس سے اس کی
وجاہتِ ظاہری میں ترقی ہوئی ارکین دولت بھی اسکی عزت کرنے لگے بعد چندے
یعقوب بن لیث نے سجستان سے اطراف خراسان کی جانب کوچ کیا ان دنوں
خراسان کی حکومت پر محمد بن عبداللہ بن طاہر تھا اور اس کی جانب سے ہراۃ پر
محمد بن اوس انباری۔ محمد بن اوس یعقوب کی آمد کی خبر سُن کے ایک لشکر مرتب
کرکے مقابلہ پر آیا یعقوب سے لڑائی ہوئی میدان جنگ یعقوب کے ہاتھ رہا
محمد بن اوس بھاگ کھڑا ہوا یعقوب نے ہراۃ اور بوشنج پر اپنی کامیابی کا جھنڈا

گاڑدیا اس واقعہ سے والی خراسان اور اطراف وجوانب کے امراء کے ہوش و حواس جاتے رہے اُن کے دلوں پر اسکی ہیبت اور رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔

اسی زمانہ میں علی بن حسین بن شبل نامی ایک شخص فارس کی گورنری پر تھا باوجودیکہ اس نے خراج دربار خلافت میں ایک مدت سے نہ بھیجا تھا لیکن سجستان پر یعقوب کے تصرف وقبضہ کو گوارا نہ کرکے کرمان کی گورنری کی درخواست خلیفہ معتز کی خدمت میں بھیجدی چونکہ خلیفہ معتز ان دونوں (علی بن حسین اور یعقوب بن لیث) کی حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا دونوں کے پاس سند گورنری کرمان بھیجدی تاکہ دونوں لڑبھڑکر ختم ہوجائیں اور کم ازکم یہ ہے کہ ان دو میں سے ایک ضرور فنا ہوجائے ادھر علی بن حسین نے فارس سے طوق بن غلس کو اپنا نائب مقرر کرکے کرمان بھیجا اُدھر سجستان سے خلافت پناہی کا فرمان پاتے ہی یعقوب صفار بھی کرمان کی طرف روانہ ہوگیا مگر اسکے پہونچنے سے پہلے طوق نے کرمان میں پہونچکے قبضہ کرلیا یعقوب نے قریب کرمان پہونچکے قیام کردیا دو مہینے تک طوق کے انتظار میں ٹھیرا رہا جب طوق نے کرمان سے قدم باہر نہ نکالا تو یعقوب نے سجستان کی طرف کوچ کردیا طوق نے اسکی مراجعت کے بعد بجائے آراستگی لشکر اور طیاری جنگ کے لہو ولعب کی مجلس منعقد کردی ہنوز یعقوب سجستان ہی کے راستہ میں تھا کہ جاسوسوں نے اسکی اطلاع کردی لوٹ پڑا دو دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کرکے طوق کے سر پر آپہونچا اور چہار طرف سے گھیر کے قتل وغارت کا بازار گرم کردیا طوق اور اس کے مصاحبین کا نشہ ہرن ہوگیا حواس باختہ ہوکے بھاگ کھڑے ہوئے یعقوب نے کرمان پر قبضہ حاصل کرلیا اور طوق کو پابزنجیر جیل میں ڈالدیا۔

علی بن حسین کو اسکی خبر لگی جس وقت یہ شیراز میں تھا سُننے کے ساتھ بدن میں

آگ سی لگ گئی یہ سمجھ کے کہ اب شیراز کی بھی خیر نہیں ہے یعقوب اس طرف ضرور آئیگا فوراً ایک لشکر مرتب کر کے شیراز کے باہر ایک ایسے مقام پر اُتر پڑا جسکے ایک جانب نہر پر ایک پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف نہر تھی راستہ ایسا تنگ تھا کہ دو آدمی ایک ساتھ مل سکتے تھے یعقوب بھی انتظام کرمان سے فارغ ہو کے شیراز کیطرف بڑھا اور علی بن حسین کے مقابلہ پر پہونچکے پڑاو کر دیا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی دوسرے دن یعقوب نے اپنے رکاب کی فوج سواران کو مرتب کر کے ایک پر جوش خطبہ دیا اور گھوڑے کو مہمیز کر کے نہر میں ڈالدیا اس کے پیچھے پیچھے فوج سواران نے بھی تیرے آرٹ کر کے گھوڑوں کو نہر میں ڈالدیا رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے بات کی بات میں نہر عبور کر کے علی بن حسین سے جا بھڑے گھمسان لڑائی ہونے لگی بالآخر علی بن حسین کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور علی بن حسین گرفتار کر لیا گیا یعقوب نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کے شہر کا رخ کیا اور شیراز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے سجستان کی طرف واپس آیا۔ یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد عبور نہر علی بن حسین اور یعقوب سے سخت لڑائی ہوئی جبکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن حسین کو ہزیمت ہوئی اس کا لشکر تقریباً پندرہ ہزار تھا جس میں موالی (آزاد غلام) اور اکراد تھے۔ علی بن حسین کا لشکر شکست کھا کے غروب آفتاب کے وقت شیراز کی طرف لوٹا شہر پناہ کے دروازہ پر منہزموں کا ایک جمگھٹا تھا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو سب سے پہلے میں شیراز میں داخل ہو جاؤں کچھ لوگ اطراف فارس میں منتشر و متفرق ہو کے اہواز تک پہونچگئے۔ اس معرکہ میں علی بن حسین کے ہمراہیوں میں سے پانچہزار آدمی کام آئے۔

یعقوب نے فارس پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد علی بن حسین کو طرح طرح کی

ایذائیں دیں اور بجبر لعقدی ایک ہزار تھے جو اہرات اگھوڑے آلات حرب اور عمدہ عمدہ قیمتی قیمتی اسباب جس کی کوئی انتہا نہ تھی وصول کئے اور دربار خلافت میں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ایک عرضداشت بھیجدی اور اسکے ساتھ ہی نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا بھی بھیجے از انجملہ دس بازات سفید، ایک باز ابلق چینی اور سونا چاندی وغیرہ کے تھے روانگی تحائف اور عرضداشت کے بعد یعقوب نے سجستان کی جانب کوچ کر دیا اس کے ساتھ علی بن حسین اور طوق بھی تھا خلیفہ معتز نے اس کے ابتدائی فارس کو اپنے ممالک محروسہ میں شامل کرنے کی غرض سے اپنے گورنروں کو روانہ کر دیا۔

مصر میں ابن طولون کی حکومت کی ابتداء

چونکہ بابکیال منجملہ اُن سربرآوردہ ارکان دولت کے تھا جو بغا و صیف اور سیما طویل کے ساتھ رہتے تھے جس وقت اندرونی فتنہ برپا ہونے لگے اور گورنران صوبجات کی سرتابی اور خود مختاری سے قوائے حکومت مضمحل ہو چلے اُسوقت اطراف و جوانب کے عمال نے دست درازی شروع کر دی جو جہاں تھا اسکو اپنا موروثی ملک سمجھ کے دبا بیٹھا انہیں دنوں خلیفہ معتز نے بابکیال کو بجائے ابن مدبر کے صوبہ مصر کی گورنری عنایت کی اسوقت بابکیال حضیرہ میں مقیم تھا اس نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو بطور نائب کے مامور کیا۔

طولون ترکی النسل تھا اس کا باپ فرغانہ کی لڑائی میں قید ہو کے آیا تھا اسنے خاندان خلافت میں پرورش پائی اس کا بیٹا احمد نے بھی وہیں نشو ونما پائی۔ ہوش سنبھالا حکمرانی اور انتظام کے طریقے سیکھے۔

بابکیال کو سند حکومت مصر ملنے کے بعد ایک یہ بڑی فکر دامنگیر ہوئی کہ کس کو نیابت دیجائے اور کون حکومت مصر پر میری جانب سے بھیجا جائے مشیروں نے احمد بن طولون کی طرف اشارہ کیا چنانچہ بابکیال نے اسکو اپنا نائب بنا کے

مصر بھیجدیا اس نے مصر پر باستثناء مضافات مصر اور اسکندریہ قبضہ حاصل کر لیا پھر جب خلیفہ مہتدی نے بابکیال کو قتل کر کے یارکوج ترکی کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی یارکوج نے احمد بن طولون کو چونکہ اس سے مراسم قدیمہ تھے اس کے عہدہ پر بحال رکھا بلکہ کل بلاد مصریہ کا اپنی جانب سے نائب مقرر کر دیا اس سے حکومت مصر پر اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور بعد اس کے اسکے بیٹے وارثتہً ملک مصر کے حکمراں ہوئے اور خوب زور وشور سے انکی حکومت و دولت کا سکہ چلا۔

سلیمان ابن طاہر کی گورنری ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین بن عراق وسواد کی گورنری پر تھا، اس کے اعزہ واقارب محکمہ پولیس وغیرہ کی افسری کر رہے تھے مگر یہ خود بذاتہ بغداد میں مقیم اور خلیفہ مستعین کے ساتھ سرفروشی کر رہا تھا بالآخر مستعین اور معتز سے مصالحت ہو گئی اور خلیفہ معتز نے مستقل طور سے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی ۲۵۳ھ عہد خلافت خلیفہ معتز میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کا انتقال ہو گیا۔ وقت وفات اس نے حکومت دولت اور مال غرض جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا اپنے بھائی عبیداللہ کے سپرد کر دیا۔ محمد بن عبداللہ کے مرنے پر اس کے بیٹے طاہر اور عبیداللہ میں نماز جنازہ پڑھانے کی بابت نزاع ہوئی عوام الناس کا میلان طبع طاہر کی طرف تھا اور سپہ سالاران لشکر بہ خیال وصیت عبیداللہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ دربار خلافت سے بوجہ وصیت خلعت فاخرہ سے عبیداللہ سرفراز فرمایا گیا اور خلعت کے ساتھ پچاس ہزار دراہم عنایت کئے گئے۔ بعد اسکے خلیفہ معتز نے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان سے طلب کر کے عراق اور سواد کی حکومت بجائے اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کے مرحمت کی اور عبیداللہ کو معزول کر دیا عبیداللہ یہ خبر پا کے بیت المال میں جو کچھ تھا اس کو لے کے براہ غربی دجلہ چلتا پھرتا نظر آیا سلیمان

معہ اپنے نامی سپہ سالار محمد ابن اوس بغداد میں داخل ہوا اِس کے ہمراہ خراسان کا ایک عظیم الشان لشکر بھی تھا اِن لوگوں نے اہل بغداد کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیے بجا ادائی سے پیش آئے باشندگان بغداد کو اس سے ناراضی اور بیدلی پیدا ہوئی باقی رہا بغداد کا لشکر اُس کو اس سے برہمی پیدا ہوئی کہ سلیمان بن طاہر نے بیت المال میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اُس کو لشکر بغداد اور شاکریہ کی حق تلفی کرکے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا لشکریوں نے متفق ہوکے بلوہ کر دیا جیل کے دروازے توڑ ڈالے محمد ابن اوس دجلہ عبور کرکے جزیرہ کی طرف بھاگا عوام الناس اور لشکریوں نے تعاقب کیا لڑائی ہوئی آخر الامر محمد ابن اوس کو شکست فاش ملی۔ لشکر بغداد نے باب شماسیہ سے اُس کو نکال باہر کیا اور اُس کے مکان سے دو لاکھ دراہم کے قیمتی اسباب لوٹ کے لشکرگاہ کیجانب گیا اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ سلیمان نے مجبور ہوکے بغاوت و ہنگامہ بلوہ فرو کرنے کی غرض سے لشکر خراسان کو خراسان کی جانب واپس کر دیا۔

پھر زمانہ معزولی خلیفہ معتز اور خلافت مہتدی میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا جیسا کہ آیندہ بیان کیا جائے گا۔ مہتدی نے آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ میں سلیمان بن عبداللہ کے پاس بغداد میں اپنی خلافت کی بیعت لینے کا پیام بھیجا اتفاق یہ کہ اِن دنوں ابو احمد بن متوکل بھی بغداد میں موجود تھا جس کو خلیفہ معتز نے اس شورانگیز طوفان کے روک تھام کو بغداد روانہ کیا تھا سلیمان نے حکمت عملی سے اُسکو چھپا دیا لشکریوں اور عوام الناس نے اسی وجہ سے بلوہ کر دیا اور مجتمع ہوکے سلیمان کے مکان پر آئے سلیمان کے ہمراہیوں نے مقابلہ کیا شام تک لڑائی ہوتی رہی اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ معتز کے نام کا خطبہ پڑھا گیا بلوہ فرو ہو گیا۔ پھر ان لوگوں نے مجتمع ہوکے ابو احمد

کی بیعت کرنے کی عوام الناس کو ترغیب دی اور اسکے دیکھنے کی خواہش کی سلیمان نے ابو احمد کو باہر نکال کے اُن لوگوں کو دکھلایا اور جس چیز کے وہ خواہاں تھے اُس کے دینے کا وعدہ کیا بلوائیوں کا مجمع منتشر ہو گیا سلیمان نے ابو احمد کی حفاظت پر چند لوگوں کو متعین کر دیا اور بعد اسکے اسی سنہ کے شعبان میں مہتدی کی خلافت کی بیعت لیگئی

کرخ اصفہان اور ابو دلف

ہم اوپر ابو دلف کے حالات عہد خلافت خلیفہ مامون میں بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ ابو دلف کرخ میں مقیم تھا اور خلیفہ مامون نے اس کی اس تقصیر کو کہ اس نے اُسکی امداد سے خاموشی اختیار کر لی تھی معاف کر دیا تھا اور اس نے اُس کی مرضی کے مطابق اس اطراف میں قیام کیا تھا۔ اس کے مرجانے پر اس کا بیٹا عبدالعزیز جانشین ہوا جن دنوں خلیفہ مستعین اور معتز میں چل رہی تھی اُسوقت مصلحتاً اس نے خلیفہ مستعین کی اطاعت قبول کر لی خلیفہ مستعین نے وصیف کو جبل اور اصفہان کی گورنری مرحمت فرمائی وصیف نے عبدالعزیز کو بلاد مذکورہ کی نیابت کو لکھا اور خلعت نیابت روانہ کی اس کے بعد خلیفہ مستعین کی خلافت کا شیرازہ درہم و برہم ہو گیا خلیفہ معتز سریر خلافت پر رونق افروز ہوا اس نے موسیٰ بن بغا کبیر کو ماہ رجب ۲۵۳ھ میں جبل و اصفہان کے فتح کرنے کا لواء مرحمت کیا اس کے مقدمۃ الجیش پہ مفلح تھا عبدالعزیز بن ابی دلف نے بیس ہزار کی جمعیت سے ہمدان کے باہر صف آرائی کی ایک نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد عبدالعزیز کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی اسکے اکثر ہمراہی اس معرکہ میں کام آگئے۔ مفلح نے کامیابی کے جوش میں کرخ کا قصد کیا عبدالعزیز اپنی فوج کو از سر نو مرتب کرکے دوبارہ میدان جنگ میں آیا مگر شومی بخت سے اس مرتبہ بھی شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا مفلح نے اپنی فتحمندی کا جھنڈا کرخ پر گاڑ دیا۔ بدنصیب عبدالعزیز بھاگ کے

قلعہ نہاوند پہونچا اور وہیں قلعہ بند ہوگیا۔ مفلح نے اس کے اہل و عیال اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا دلف بن عبدالعزیز اس کا بیٹا جانشین ہوا قاسم بن مہاۃ نامی ایک شخص نے اہالی اصفہان سے دلف سے معرکہ آرائی کی۔ دلف کو شکست ہوئی قاسم نے اثناء گیر و دار میں دلف اور اُس کے چند ہمراہیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اس سے دلف کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا چند سپاہی قاسم پر دفعتہً لوٹ پڑے اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ قاسم کے مارے جانے سے فتحمند لشکر کا بھی حوصلہ پست ہو گیا ہزیمت یافتہ گروہ کی طرح حسرت اور مایوسی کے ساتھ اپنے فرودگاہ پر واپس آئے۔ دلف کے ہمراہیوں نے متفق ہو کے اس کے بھائی احمد بن عبدالعزیز کو ۲۶۰ھ میں اپنا امیر بنا لیا ۲۶۶ھ میں عمر صفار نے جبکہ خلیفہ معتمد نے اس کو اصفہان کی حکومت عنایت کی اپنی طرف سے احمد کو اصفہان پر مامور کیا۔ ۲۶۹ھ میں کعلیغ ترکی اس سے برسر مقابل آیا احمد نے اس کو شکست فاش دیکے صمیرہ کی جانب نکال دیا۔ اس سے پیشتر ۲۶۸ھ میں عمر صفار نے احمد کے پاس خراج کا تقاضا بھیجا تھا چنانچہ احمد نے روانہ کر دیا بعد اسکے ۲۷۶ھ میں خلیفہ موفق نے بقصد احمد اصفہان کی جانب کوچ کیا احمد خلیفہ موفق کے قیام کے لئے شہر اور اپنا آراستہ مکان چھوڑ کے چلا گیا ۲۸۰ھ میں اس کی وفات ہوئی عمرو بن عبدالعزیز (اسکا بھائی) جانشین ہوا۔ بکیر اپنے بھائی کے مشورہ سے کام کرنے لگا خلیفہ معتضد کے حکم سے رافع بن لیث سے برسر مقابلہ آیا رافع بن لیث نے ان کو ہزیمت دیدی جیسا کہ آیندہ ہم بیان کرینگے۔ بعد ازاں ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اصفہان نہاوند اور کرخ کی حکومت پر عمرو بن عبدالعزیز کو مامور کیا اور عمرو بن عبدالعزیز

اظہار اطاعت کے خیال سے دربار خلافت میں حاضر آیا۔

معتز کی معزولی مہتدی کی خلافت

صالح بن وصیف بن بغا خلیفہ معتز کی ناک کا بال ہو رہا تھا جو چاہتا دعوی سے کر گذرتا خلیفہ معتز دم تک نہ مارتا۔ احمد بن اسرائیل اسکا کاتب (سکرٹری) اور حسن بن مخلد عہدۂ وزارت پر تھا۔ کتاب (سکرٹریوں) میں ابو نوح عیسیٰ بن ابراہیم کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا جو اور سکرٹریوں کو نصیب نہ تھا۔ ترکوں نے مجتمع کرکے ایوان خلافت کو گھیر لیا اپنی تنخواہیں اور نیز اور وظائف طلب کرنے لگے صالح نے خلیفہ معتز سے عرض کی "بیت المال میں اب ایک حبہ باقی نہیں ہے جو کچھ تھا وزیروں اور سکرٹریوں نے لے لیا" احمد بن اسرائیل نے مخالفت کی صالح نے پھر اس کی تردید کی احمد بن اسرائیل نے سختی سے جواب دیا دونوں میں نوک جھونک کی ہونے لگی صالح بات کرتے کرتے طیش میں آکے احمد بن اسرائیل پر گر پڑا اس کا گرنا تھا کہ اس کے ہمراہی جو قصر خلافت کے دروازہ پر تھے برہنہ شمشیر لئے ہوئے گھس آئے صالح نے حسن، احمد اور ابو نوح کی طرف اشارہ کرکے حکم دیا "ان تینوں کمبختوں کو قید کرلو" سرہنگوں میں سے دو چار شخصوں نے بڑھ کے حسن، احمد، ابو نوح کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معتز نے ان لوگوں کی سفارش کی مگر پذیرا نہ ہوئی بالآخر بہت سا مال لے کے ان لوگوں کو رہا کیا۔

جب لشکریوں کو اس فعل قبیح کے ارتکاب سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور کل مال جو معاوضہ میں ملا تھا صالح نے ہڑپ کر لیا نہ تو ان کو اس مال سے کچھ ملا اور نہ ان کی تنخواہیں ملیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکریوں پر تہمت لگائی جانے لگی کہ انہوں نے رشوت اور سازش سے یہ حرکت کی ہے حالانکہ یہ امر ایسا نہ تھا۔ صالح سے برہم ہوگئے مجتمع ہوکے اپنی تنخواہیں پھر مانگنے لگے اور خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہوکے یہ درخواست پیش کی کہ کمبخت صالح نے ہمکو بہت بڑی ذک دی ہے آپ

ہم کو پچاس ہزار دینار مرحمت فرمائیے ہم اُس کا کام تمام کر دینگے تاکہ ہم کو اور نیز آپ کو آیندہ راحت ملے" بیچارے خلیفہ معتز کے پاس کیا تھا بیت المال کو امراء اور اراکین سلطنت نے پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا شاہ شطرنج کی طرح نام کا خلیفہ تھا۔ اپنی ماں کی طرف دوڑا گیا کل حالات عرض کیے پچاس ہزار کی درخواست کی۔ ماں نے کبھی نہ دیا۔ لشکری جاہل مزاج تو ہوتے ہی ہیں یہ خبر پا کے کہ امیر المومنین کے پیشگاہ سے درخواست نامنظور ہوئی ہے بگڑ گئے اور اسکی معزولی پر متفق الکلمہ ہو کے ہلڑ مچاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے۔ صالح بن وصیف، محمد بن بغا عرف ابو نصر اور بایکیال مُسلّح قصر خلافت کے دروازہ پر آئے۔ خلیفہ معتز کو بلا بھیجا خلیفہ معتز نے معذرت کی اور ان میں سے بعض کو حاضری کی اجازت دی سب کے سب گھس پڑے خلیفہ معتز کا پاؤں پکڑ کے دروازہ تک کھینچتے ہوئے لائے، مارا گالیاں دیں، صحن مکان میں برہنہ سر دھوپ میں کھڑا کیا۔ اور جو شخص گذرتا تھا طمانچہ مارتا تھا۔ الغرض جب کوئی دقیقہ بے توقیری اور زد و کوب کا باقی نہ رہا اسوقت قاضی ابن ابی الشوارب کو اس جلسہ میں بلوایا قاضی ابن ابی الشوارب معہ چند اراکین دولت کے آیا بیچارے معتز کی معزولی کا محضر لکھا گیا قاضی ابن ابی الشوارب اور حاضرین جلسہ نے گواہی لکھی صالح بن وصیف اس کی ماں، بہن، لڑکوں اور خود اسکی ماں کا گواہ بنایا گیا۔ مگر اسکی ماں قبیحہ بذریعہ سرنگ جو اسکے مکان میں تھی بھاگ گئی اور غریب معتز[۱] کو اس کے دشمنوں کے حوالہ کر گئی ان لوگوں نے اسکو ایک تہ خانہ میں بے آب و دانہ بند کر دیا یوں سمجھئے کہ زندہ درگور کر دیا سرداران بنی ہاشم اور اراکین دولت نے اس کے مر جانے کی شہادت دی یہ واقعہ

---

[۱] خلیفہ معتز باللہ محمد ابو عبداللہ خلیفہ متوکل بن معتصم بن رشید کا بیٹا تھا ۲۳۲ھ مقام سرمن رائے میں پیدا ہوا اسکی ماں ام ولد (کنیزک) رومیہ قبیحہ نامی تھی چار برس چھ ماہ اور چند یوم خلافت کی چوبیس برس کی عمر پائی۔ تاریخ کامل جلد، صفحہ ۷، و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۵۔

آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ کا ہے۔

جس وقت خلیفہ معتز نے ترکوں کے دباؤ سے اپنے آپ کو معزول کرلیا اور اس امر کا اقرار کرلیا کہ میں خلافت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا ہوں اور بخوشی و رغبت تمام امور خلافت کو مہتدی کے سپرد کرتا ہوں اُسوقت کل ارکین دولت، امراء لشکر، رؤساء شہر اور عوام الناس نے خلیفہ معتز کے چچازاد بھائی محمد بن واثق کو سریر خلافت پہ بٹھلایا اور اس کے ہاتھ پر اطاعت و خلافت کی بعیت کی[۱] مہتدی باللہ کا لقب دیا۔

تم ادیر ابس پرپہ آ ... فتیحہ اپنے بیٹے خلیفہ معتز کو دشمنوں کے حوالہ کرکے براہ سرنگ بھاگ گئی۔ خلیفہ معتز کے بعد لوگوں نے اُس کو ڈھونڈھا نہ پایا۔ بھاگنے کا یہ سبب تھا کہ جسوقت صالح نے وزراء کے ساتھ بے عنوانی کی اور بے توقیری سے پیش آیا، اُن کی آبروریزی کی اور اُن لوگوں سے بجبر و تعدّی روپیہ وصول کرکے رہا کیا اسوقت بہ تحریک فتیحہ انھیں وزراء میں سے دو ایک شخص صالح سے بدلہ لینے پر تُل گئے اتفاق سے صالح کو اسکی اطلاع ہوگئی صالح نے ترکوں کو جمع کرکے بغاوت پر اُبھار دیا فتیحہ نے یہ سمجھ کے کہ اب میرا راز فاش ہوجائے گا اور میں کسی طرح زندہ نہ بچونگی چپکے چپکے اپنے محل سرا سے ایک سرنگ کُھدوائی اور خزائن شاہی میں جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے اس کو برآمد کرکے بطور امانت کسی کے پاس رکھ دیا پس جب لوگوں نے خلیفہ معتز کو آکے گھیر لیا تب فتیحہ بخوف جان براہ سرنگ بھاگ گئی۔ اب ظاہر ہونے کا واقعہ سنئے کہ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد صالح کے پاس امن کا پیام بھیجا صالح نے ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں فتیحہ کو بلا بھیجا۔ فتیحہ نقاب ڈال کے حاضر ہوئی پانچ لاکھ دینار کی تھیلی پیش کی صالح نے دم پٹی اور دھمکی دیکے اس خزانہ کا پتہ دریافت کرلیا جو زمین کے

[۱] مہتدی کی خلافت کی بعیت یوم چارشنبہ کو لی گئی جبکہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کی ایک رات باقی رہ گئی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷۷۔

نیچے تھا اس خزانہ میں ایک کروڑ تین لاکھ دینار ایک مکوک[۱] زبر جد اسی قدر بڑے موتی اور ایک کیلجہ یاقوت سرخ تھا جس کا نظیر ملنا من قبیل محالات تھا صالح نے ان سب مال و اسباب کو برآمد کرکے اپنے قبضہ میں کیا لوگوں نے فتیحہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا کہ "اس کمبخت نے پچاس ہزار دینار کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کرا دیا باوجودیکہ اس کے پاس اس قدر مال تھا" فتیحہ نقصان مایہ او رشماتت ہمسایہ نہ برداشت کرسکی مکہ معظمہ چلی آئی اور وہیں مقیم رہی۔

بعدازیں صالح نے احمد بن اسرائیل اور زید بن معتمر کو گرفتار کرایا تکلیفیں دینے لگا بالآخران کا مال و اسباب بھی ضبط کرلیا اور مارتے مارتے ان کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا بعد اس کے ابو نوح کو گرفتار کرایا اور اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا پھر حسن بن مخلد کی گرفتاری کرائی یہی برتاؤ اس کے ساتھ بھی کیا گیا حیات مستعار کا کچھ حصہ باقی تھا نہ مرا۔

خلیفہ مہتدی تک ان واقعات کی خبر پہونچی ناراض ہوا چیں بجبیں ہو کے بولا "ان لوگوں کی سزا دہی کے لئے قید کی مصیبت کیا کم تھی ناحق قتل کئے گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

خلیفہ مہتدی نے سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ہی لونڈیوں اور مغنیوں کو سامرا سے نکلوا دیا۔ محلسرائے شاہی میں جس قدر درندے تھے ان کے مار ڈالنے اور کتوں کے نکال دینے کا حکم صادر فرمایا۔ عدل و انصاف کرنے کی غرض سے دربار عام کیا حالانکہ ان دنوں ہر چہار طرف فتنہ و فساد کا ہوش ربا طوفان اٹھ رہا تھا

---

[۱] مکوک ایک پیمانہ ہے جس میں تین کیلجہ سماتے ہیں۔ اور ایک کیلجہ ا ۷ من کا اور من دو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور بحساب مثقال نوے مثقال کا ہوتا ہے اور بحساب وزن ا ۷ الوقت ایک رطل ڈیڑھ پاؤ ۴ تولہ کے برابر ہوا۔ (مترجم)

اور دولت عباسیہ اسکے انتظام اور رفع و کرنے میں مضطرب تھی خلیفہ مہتدی نے اصلاح و انتظام پر کمر ہمت باندھی قلمدان وزارت سلیمان بن وہب کے سپرد کیا مگر صالح بن وصیف نے اپنی حکمت عملی یا خوش انتظامی سے اسکو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا اور رعب و داب کے ساتھ حکومت و سلطنت کرنے لگا۔

قتل صالح بن وصیف

موسی بن بغا عہد خلافت خلیفہ معتز ۲۵۳ھ سے اطراف رے اور اصفہان میں روپوش تھا اس کے ساتھ مفلح (ابو السلاح کا غلام) بھی تھا جس وقت خلیفہ معتز کے قوائے حکمرانی کمزور اور اس کے امور سلطنت میں اضطراب واختلال واقع ہو رہا تھا قبیحہ مادر معتز نے موسی بن بغا کو یہ حالات لکھ بھیجے قبیحہ کا یہ خط موسی کے پاس اسوقت پہونچا جب کہ اس نے مفلح کو حسن بن زید علوی کے مقابلہ پر بھیجا تھا چنانچہ مفلح نے طبرستان میں حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی حسن بن زید کو ہزیمت ہوئی مفلح نے اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے اس کے محلات کو جو آمد میں تھے جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اور اس کے تعاقب میں دیلم تک چلا گیا موسی بن بغا نے مفلح کی درخواست کے مطابق مراجعت کا حکم دیا اس اثنار میں کہ موسی بن بغا مفلح کے آنے کا انتظار کر رہا تھا خلیفہ معتز کی معزولی و قتل اور مہتدی کی بیعت و تخت نشینی کا واقعہ پیش آگیا رفتہ رفتہ ان واقعات کی اور نیز اس امر کی بھی خبر پہونچ گئی کہ صالح نے براہ نمکحرامی خلیفہ معتز کے مال واسباب کو لے لیا۔ اس کے وزراء اور امراء کی توہین کی ہے اور امیر المومنین کی ماں قبیحہ کا مال واسباب چھین کے نکال دیا ہے۔ موسی بن بغا کے ہمراہیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا مجتمع ہو کے موسی بن بغا کے پاس گئے کہہ سن کے سامرا چلنے پر طیار کر لیا اتنے میں مفلح بھی بلاد دیلم سے واپس آگیا ان دنوں موسی بن بغا رے میں تھا موسی بن بغا نے سامرا کی طرف کوچ کیا خلیفہ مہتدی نے موسی بن بغا کی آمد کی خبر سن کے رے میں قیام کرنے کا فرمان بھیجا اور آئے دن علویوں کی

بغاوت اور شورش سے ڈرایا مگر موسیٰ بن بغا نے کچھ سماعت نہ کی اس کے ہمراہی نامہ بر بن
کے ساتھ جو خلیفہ مہتدی کا خط لائے تھے سختی سے پیش آئے موسیٰ نے دربار خلافت
میں معذرت لکھ بھیجی نامہ بروں نے اسکی تصدیق کی اگر موسیٰ بن بغا بموجب حکم والا
رے کی طرف مراجعت کرتا تو اس کے ہمراہی اسکو زندہ نہ چھوڑتے اُن لوگوں میں
حد درجہ کا اشتعال پیدا ہو رہا ہے۔ خلیفہ مہتدی یہ سُن کے خاموش ہو گیا اور صالح بن
وصیف کو موسیٰ کی جانب سے خلیفہ مہتدی کے برہم کرنے کا موقع مل گیا وقت بےوقت
جب خلیفہ مہتدی کا مزاج کسی قدر کسی کی طرف سے برافروختہ پاتا موسیٰ کی شکایت کا دفتر
کھولدیتا بغاوت اور سرکشی کے الزامات اسکے سر تھوپتا تا آنکہ ماہ محرم ۲۵۶ھ میں
موسیٰ بن بغا معہ اپنے ہمراہیوں کے سامرا آپہونچا صالح بن وصیف یہ سن کے چھپ رہا
موسیٰ بن بغا سیدھا دربار خلافت کی طرف گیا حاضری کی اجازت طلب کی اسوقت
خلیفہ مہتدی دربار خاص میں سریر خلافت پر بیٹھا ہوا لوگوں کی داد فریاد سُن رہا تھا
چند لمحہ تک سکوت کے عالم میں حاضری کی اجازت دینے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا
اسکے مصاحبین بھی سکتہ کے عالم میں سر نیچا کئے ہوئے بیٹھے تھے جس سے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ صالح بن وصیف اور اسکے لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر
کے بعد خلیفہ مہتدی مُہر سکوت توڑ کے بولا "اچھا موسیٰ بن بغا کو حاضری کی اجازت
دیجائے" اجازت کا ملنا تھا کہ موسیٰ معہ اپنے سرداروں کے پہونچ گیا اور خلیفہ مہتدی
کو گرفتار کرکے باجورہ کے محل میں نظر بند کر دیا۔ ایوان خلافت میں جو کچھ تھا لوٹ
لیا۔ گرفتاری کے بعد مہتدی نے موسیٰ بن بغا سے معذرت کا خط لکھا لطف وعنایت
کا خواستگار ہوا موسیٰ بن بغا نے خلیفہ مہتدی سے پہلے اس امر کا عہد وپیمان لیا کہ
آیندہ صالح کو کسی قسم کا اختیار امور سلطنت میں نہ دیا جائے اور ظاہر وباطن مجھے
رسم دوستانہ ایکساں رکھی جائے بعد ازاں بیعت کی اور ہر کام میں بھی پیش پیش رہنے لگا

اگلے دن صالح کو ایوان خلافت میں بلا بھیجا۔ وزراء کے قتل اور خلیفہ معتز کے مال واسباب چھین لینے کا جواب طلب کیا صالح نے دوسرے دن کا وعدہ کیا جوں ہی رات ہوئی سب ہمراہی ایک ایک دو دو کرکے متفرق و منتشر ہوگئے معدودے چند کے سوا کوئی باقی نہ رہا چار ناچار بخوف جان چھپ رہا۔ اور موسیٰ بن بغا کے آدمی اسکی جستجو کرنے لگے۔ آخری محرم ۲۵۶ھ میں خلیفہ مہتدی نے ایک خط دکھلایا جس کو سیما شرابی نے اسکی خدمت میں پیش کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک اجنبی عورت مجھے یہ خط دیکے غائب ہوگئی ہے۔ اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر مجتمع کئے گئے سلیمان بن وہب نے خط کھولا سواد خط سے یہ ثابت ہوا کہ صالح بن وصیف کے ہاتھ کا یہ خط لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں وزراء کے قتل کے وجوہات اور خلیفہ معتز اور اسکے مال واسباب کے لینے کے واقعات تحریر کئے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ "میں بخوف جان اور فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے خیال سے سامرا میں چھپا ہوں" مضمون خط سن کے خلیفہ مہتدی کا دل بھر آیا اراکین سلطنت سے مخاطب ہوکے بولا "صالح سے اب تو صلح اور اتفاق کر لو تمہارا وہ سردار ہے اگر اس سے کسی قسم کی لغزش ہوگئی ہے تو اس سے درگذر کرو تمہارے ساتھ اس نے کبھی کسی قسم کی برائی نہیں کی" سرداران ترک یہ کہہ کے کہ خلیفہ کا میلان پھر صالح کی طرف ہوگیا ہے اور اس نے اس سے سازش کر لی ہے اور یہ اسکا پتہ جانتا ہے" دربار سے اٹھ کے چلے آئے۔ اس کے دوسرے دن ایوان شاہی کے اندر موسیٰ بن بغا کے مکان پر ترکوں نے مجتمع ہوکے یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مہتدی کو سریر خلافت سے اتار دو بابکیال نے اس رائے سے مخالفت کی اور ان لوگوں کو اس کی دھمکی دی کہ اگر تم لوگ ایسے شنیع امر کے مرتکب ہوئے تو یہ یاد رکھنا کہ میں تم لوگوں سے علیحدہ ہوکے خراسان چلا جاؤنگا اتفاق یہ کہ خلیفہ مہتدی کو اسکی خبر لگ گئی اسی وقت مجلس کا رنگ بدل دیا عمدہ نفیس

کپڑے پہنے خوشبو لگائی تلوار حمایل کرکے غصہ کی صورت بنا کے سریر خلافت پر بیٹھا اور بابکیال وغیرہ کو بلا بھیجا تھوڑی دیر کے بعد بابکیال معہ چند ارکین دولت کے حاضر ہوا خلیفہ مہتدی نے غضب آلودہ نگاہوں سے دیکھ کے پُرغیظ آواز سے ڈانٹ کہا "کیوں ناعاقبت اندیشو! تم میں کل کیا مشورہ ہو رہا تھا مجھے تمہارا کل حال معلوم ہو گیا ہے۔ میں اُن لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں میں مرنے اور مارنے کو کھیل سمجھتا ہوں ورنہ جب تک یہ تلوار میرے قبضہ میں ہے اُس وقت تک تم میں سے کوئی شخص میرا بال بیکا نہیں کر سکتا واللہ مجھے صالح کا پتہ نہیں معلوم ہے تم لوگ خلفاء اسلام کو قتل کرکے بے حد جری ہو گئے ہو۔ کیوں بابکیال اور محمد بن بغا! تم دونوں صالح کے شریک حال نہ تھے جب اس نے مادر معتز کے اسباب اور مال کو غصب کیا تھا کیا تم لوگوں نے اس میں شرکت نہیں کی تنہا اُسی کو ہڑپ کر جانے دیا؟ دیکھو یاد رکھو کہ مجھے اِن سب واقعات کی اطلاع ہے" حاضرین نے اس تقریر کا کچھ جواب نہ دیا۔ عوام میں یہ خبر مشہور ہوتے ہی کہ ترکوں نے امیر المومنین کی معزولی پر اتفاق کر لیا تھا اور اس امر کے درپے تھے مگر ناکام رہے مساجد میں مجتمع ہو کے امیر المومنین کے حق میں دعا کرنے میں مصروف ہوئے ارکین سلطنت کی فتنہ پردازی اور خلیفہ وقت سے سپہ سالاران لشکر کی بغاوت کرنے پر راستوں میں رقعے لکھ لکھ کے پھینکے اور اُن کو علانیہ سخت و ناملائم خطاب سے یاد کرنے لگے۔

بعد اسکے (یوم چہار شنبہ چوتھی صفر ۲۵۶ھ) میں اُن خدام نے جو کرخ اور شاہی محلات میں تھے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کے یہ درخواست کی کہ امیر المومنین اپنے بھائی ابوالقاسم عبداللہ کو ہم لوگوں کے پاس روانہ فرمائیں جان نثاران خلافت پناہی کچھ عرض معروض کیا چاہتے ہیں" خلیفہ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور اپنے بھائی ابوالقاسم کو اُن لوگوں کے پاس بھیجدیا اُن لوگوں نے متفق الکلمہ

ہو کے کہا "ہم لوگوں پر موسیٰ، بابکیال اور اُن کے ہمراہیوں کے حالات روز روشن کی طرح ہویدا ہیں ہم لوگ خلافت پناہی کے جان نثاروں اور تابعداروں میں ہیں ادنیٰ اشارہ پر ہم سر کٹانے اور کاٹنے پر طیار رہیں ان کمبخت سپہ سالاران لشکر اور نمکحرام ارکین دولت نے ہماری تنخواہیں بند کر دی ہیں روزینے دیر میں دیتے ہیں بڑی بڑی جاگیرات کے مالک ہیں ہماری بے کسی اور بیچارگی سے غافل اور بے پرواہ ہیں۔ جو خراج آتا ہے اُس کو اپنے تصرف میں لاتے ہیں تحائف اور ہدایا پر بھی ہاتھ مارتے ہیں" ابوالقاسم نے اسکا کچھ جواب نہ دیا اُن لوگوں نے اسی مضمون کی ایک عرضداشت لکھی اور ابوالقاسم کی معرفت خلافت مآب کی خدمت میں بھیجدی خلیفہ مہتدی نے اس عرضداشت کو غور سے پڑھ کے قلم خاص سے تحریر کیا "تمہاری عرضداشت ملاحظہ سے گذری اللہ تعالیٰ تم کو جزاء خیر اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے ہیں تمہاری اطاعت اور ہوا خواہی سے بہت خوش ہوا میں عنقریب تمہارے روزینے اور تنخواہوں کا معقول بندوبست کرتا ہوں جاگیرات اور ممالک محروسہ کا بھی انتظام کرنے والا ہوں والسلام" ابوالقاسم اس فرمان کو لئے ہوئے شاہی محلات اور کرخ کے خدام کے پاس آیا وہ لوگ اس کو پڑھ کے خوش ہو گئے دعائیں دینے لگے اور متفق ہو کے یہ رائے قائم کی کہ "آج سے کوئی کام بلا حکم امیرالمومنین کے نہ کیا جائے اور نہ کوئی خلافت پناہی کے کاموں میں دخیل ہونے پائے اور جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہد خلافت کا دستور تھا ویسا ہی پھر جاری ہو کہ ہر دس پر ایک عریف، ہر پچاس پر ایک خلیفہ اور ہر سو پر ایک افسر مقرر کیا جائے عورتوں کی جاگیر میں یک قلم ضبط کر لی جائیں۔ ہر دوسرے مہینے وظائف اور تنخواہیں تقسیم کی جائیں ہم لوگ اپنی حاجت روائی اور عرض و معروض کرنے کو امیرالمومنین کے باب عالی پر حاضر ہوا کریں جو شخص ذرا بھی چون و چرا کرے فوراً اُس کا سر اُتار لیا جائے اور اگر امیرالمومنین کا

ایک بال بھی بیکا ہو تو اُس کے عوض میں موسیٰ بن بغا، بابکیال اور ماجور کا کام فوراً تمام کر دیا جائے" جلسہ برخاست ہونے پر اسی مضمون کی عرضداشت ابو القاسم کی معرفت دربار خلافت میں ارسال کی گئی۔ یہ عرضداشت خلیفہ مہتدی کے پاس اُس وقت پہونچی جبکہ وہ دربار عام میں انفصال قضایا اور خصومات کی غرض سے رونق افروز تھا فقہاء قضاۃ، سپہ سالاران لشکر، اور اراکین دولت حسب مراتب کھڑے ہوئے تھے لفافہ کھولا گیا اور عرضداشت اُن لوگوں کے مواجہ میں پڑھی گئی سبھوں کے چہروں پر ہوائی سی اُڑنے لگی کچھ بن نہ پڑا جن جن امور کو اُن لوگوں نے پیش کیا تھا از اوّل تا آخر سب کی منظوری کا جواب لکھا ابو القاسم نے سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کو عذر و معذرت کرنے کے لئے چند سفیروں کے بھیجنے کی رائے دی چنانچہ سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت نے اِس رائے پر عملدرآمد کیا اور ابو القاسم معہ فرمانِ خلافت اور ان لوگوں کے سفیروں کے کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے پاس گیا اُنھوں نے اِن کے عذرات کو گوشِ التفات سے استماع کیا فرمان خلافت کو سر اور آنکھوں سے لگا کے پڑھا اور ذیل کی پانچ توقیعات کے صدور کی درخواست کی۔

(۱) زیادات کی ضبطی فرمائی جائے۔

(۲) جاگیرات واپس کر دی جائیں۔

(۳) بیرونی خدام خاصہ سے نکال دیئے جائیں۔

(۴) طریقہ سیاست و ملک داری جیسا خلیفہ مستعین کے عہد خلافت میں تھا ویسا ہی اب اختیار کیا جائے۔

(۵) موسیٰ بن بغا اور صالح بن وصیف سے حساب فہمی کی جائے۔ ہر دوسرے مہینے تنخواہ تقسیم ہو۔ عساکر اسلامی کی افسری پر امیر المومنین کا کوئی بھائی یا عزیز و قریب

مقرر فرمایا جائے آزاد غلاموں کے قبضہ سے یہ معزز عہدہ نکال لیا جائے۔

اسی مضمون کا ایک خط سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کے نام بھی لکھ کے روانہ کیا خلیفہ مہتدی نے درخواست کو پڑھ کے توقیعات متذکرہ بالا کے لکھنے اور صادر کئے جانے کا حکم دیا۔ اور سپہ سالاران لشکر و ارکین دولت نے بھی اُن کُل باتوں کو منظور کر لیا جس کے وہ خواستگار تھے۔ علاوہ اسکے موسیٰ بن بغا نے ایک علیحدہ خط مشعر صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے اور اُس سے حساب سمجھنے کا لکھ بھیجا ان لوگوں نے ان خطوط کو پڑھ کے جواب بھیجنے کا وعدہ کر کے جلسہ برخاست کیا اگلے دن ابو القاسم سوار ہو کے اُن لوگوں کی طرف جواب لینے کی غرض سے روانہ ہوا موسیٰ بن بغا بھی ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے اس کے پیچھے پیچھے چلا اثناء راہ میں ایک مقام پر پہونچکے جس طرف اُن لوگوں کا راستہ تھا کھڑا ہو گیا ابو القاسم بھی دوسری طرف سے آگیا اس عرصہ میں جوق جوق وہ لوگ بھی آگئے ہر شخص اپنے فہم و ادراک کے مطابق رائے زنی کرنے لگا شور و غل سے کان کے پردے پھٹنے لگے جب وہ لوگ کسی امر پر متفق نہ ہوئے تو ابو القاسم نے ایوان خلافت کی طرف مراجعت کی اور اپنے ساتھ موسیٰ بن بغا کو بھی لوٹا لایا تب خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو ابو القاسم کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک فرمان لکھ کے ان کو مرحمت کیا جس میں نہایت تاکید سے صالح بن وصیف کو امان دی گئی تھی ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی کہ موسیٰ اپنے باپ کا قائم مقام کیا جائے اور صالح کو اُسکے باپ کا عہدہ عنایت ہو۔ اور لشکر بدستور سابق اسکے قبضہ میں رہے اور امان دینے پر دربار خلافت میں حاضر ہو۔ ارکین دولت نے اسکی بھی منظوری کر لی مگر پھر بھی وہ لوگ متفق الکلمہ ہوکے کرخ سامرا اور شاہی محلات میں منتشر ہو گئے۔

اس کے دوسرے دن بنو وصیف نے اپنے ہمراہیوں کو مجتمع کیا آلات جنگ سے

مسلح ہوئے اہل شہر کے جانوروں کو لوٹ لیا اور سامرا میں انکو فوج کی طرح مرتب
کرکے ابوالقاسم کے مکان کو جا گھیرا صالح کو لاؤ صالح کو لاؤ چلانے لگے خلیفہ مہتدی
نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ "اگر انکے پاس صالح ہو تو اُس کو حاضر کر دیں اس شور و
غوغا سے کیا فائدہ ہے" موسی بن بغا نے یہ حالت دیکھ کے سپہ سالاران لشکر کو طیاری
کا حکم دیا چند لمحہ میں سپہ سالاران لشکر معہ اپنے رکاب کی فوج کے طیار ہوگئے موسی معہ
ان لوگوں کے سوار ہو کے بلوائیوں کی طرف چلا اب اسوقت اس کے ہمراہ چار ہزار
فوج تھی بلوائیوں نے موسی کو اس طیاری سے آتے ہوئے دیکھ کے دم نہ مارا کمال
خاموشی کے ساتھ نظر بچا بچا کے چلتے پھرتے نظر آئے یہ دن بخیر و خوبی تمام ہوگیا نہ تو
کرخیوں نے موسی بن بغا کے خلاف کوئی حرکت کی اور نہ شاہی محلات اور سامرا والوں
نے چون و چرا کیا۔ موسی بن بغا نے صالح کی جستجو میں بے حد کوشش کی شہر میں چاروں
طرف منادی کرادی۔ غوغائیوں میں سے کسی نے اسکو کسی صورت سے گرفتار کرایا
ایوان خلافت کی طرف لے کے چلا عوام الناس کا ایک جم غفیر پیچھے پیچھے تھا موسیٰ
بن بغا کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے لپک کے صالح پر تلوار چلائی سیدھا
ہاتھ مونڈھے سے اُتر گیا بے ہوش ہو کے گرا دوسرے نے دوڑ کے سر اُتار لیا اور
تشہیر کی غرض سے نیزہ پر نصب کرکے شہر میں پھرایا۔

اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر موسی بن بغا شرارت سے جنگ کرنے کو حسن
کی طرف روانہ ہوا۔

عہد منتصر سے ایام مہتدی تک کے حوادث

سنہ ۲۴۸ھ عہد خلافت منتصر میں ایک شخص محمد بن عمر
شاربی نے اطراف موصل میں دولت عباسیہ کے
خلاف علم مخالفت بلند کیا دربار خلافت سے اسحاق بن ثابت فرغانی اُس کی
سرکوبی پر متعین ہوا انہیں اس نے اس کو معہ اُس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کرکے

قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا - اسی سنہ میں وصیف بسرافسری لشکر صایفہ جہاد کرنے کو گیا خلیفہ منتصر نے حکم دیا کہ تا صدور حکم ثانی چار برس تک ملطیہ میں قیام پذیر رہو اور موسم جہاد میں کفار کو آرام وچین سے نہ بیٹھنے دو - یہ ان دنوں بلاد سرحدی شام میں مقیم تھا چنانچہ اس حکم کے مطابق وصیف نے بلاد روم پر فوج کشی کی اور قلعہ فرد ربہ کو کامیابی کے ساتھ فتح کرلیا -

سنہ ۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور قلعہ مطامیر پر بزور تیغ قبضہ کرلیا بعد اسکے عمر بن عبداللہ اقطع نے بلاد روم پر فوج کشی کرنے کی جعفر سے اجازت طلب کی جعفر نے اہل ملطیہ کا ایک لشکر مرتب کر کے بلاد روم پر حملہ کرنے کی اجازت دی بادشاہ روم سے مرج اسقف میں مڈبھیڑ ہو گئی پچاس ہزار لشکر اس کے ہمراہ تھا اس نے مسلمانوں کو جنکی تعداد دو ہزار تھی گھیر لیا عساکر اسلامیہ نے محاصرہ توڑنے کی ہرچند کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی ایک بہت بڑی لڑائی کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع معہ اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا - اس واقعہ سے رومیوں کے دل بڑھ گئے جوش فتحمندی میں حدود جزیرہ کیطرف بڑھے اور حالت غفلت میں پہونچکے مسلمانوں کو خوب پامال کیا علی بن یحییٰ ارمنی کو اسکی خبر لگی اس وقت یہ ارمینیہ سے میافارقین کی طرف جارہا تھا - اس موحش خبر کو سن کے لوٹ پڑا اور رومیوں سے دست بدست لڑ کے معہ چار سو مسلمانوں کے شہید ہو گیا (یہ واقعہ سنہ ۲۴۹ھ کا ہے) -

سنہ ۲۵۳ھ عہد خلافت معتز باللہ محمد بن معاذ نے اطراف ملطیہ سے جہاد شروع کیا لیکن اتفاق وقت سے شکست کھا کے بھاگا گرفتار کرلیا گیا -

عمّال خلیفہ منتصر نے سریر خلافت پر متمکن ہوتے ہی احمد بن خصیب کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور ابو عمر احمد بن سعید (بنی ہاشم کے آزاد غلام) کو صیغہ

فوجداری کی حکومت عنایت کی۔ بعدازاں (سنہ ۲۴۸ھ میں) خلیفہ مستعین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس اثناء میں طاہر بن عبداللہ والی خراسان کا انتقال ہوگیا دربار خلافت سے بجائے اس کے اسکے بیٹے محمد کو خراسان کی اور محمد بن عبداللہ کو عراق کی گورنری مرحمت فرمائی گئی حرمین معادن سواد اور سررشتہ پولیس کی افسری بھی اسکو دیگئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو بطور نائب طبرستان پر مامور کیا۔ بغا کبیر کی وفات پانے پر اسکا بیٹا موسیٰ مامور ہوا ساتھ ہی اسکے محکمہ خبر رسانی کی افسری بھی اسکو عنایت کی گئی۔ اہل حمص کی سرکشی اور عامل حمص سے بغاوت کرنے پر فضل بن قارن (مازیار کا بھائی) متعین کیا گیا اس نے حمص میں پہونچکے قتل عام کا حکم دیدیا ایک گروہ کثیر مارڈالا گیا اور سرداران حمص سے سو آدمی گرفتار کرکے سامرا بھیجدئے گئے۔ بعد اسکے خلیفہ مستعین نے احمد بن خصیب کو عہدہ وزارت سے معزول کرکے قلمدان وزارت اتامش کے سپرد کیا مصر و مغرب کی حکومت عنایت کی۔ اور معزول وزیر احمد بن خصیب کو بعد معزولی اور ضبطی مال و اسباب جزیرہ اقریطش کی طرف جلاء وطن کردیا۔ انہیں دنوں بغا شرابی کو حلوان، ماسبدان اور مہرجانقذق کی گورنری مرحمت ہوئی (یہ واقعات سنہ ۲۴۸ھ کے ہیں) بعد اسکے اتامش کو لوگوں نے مار ڈالا تب خلیفہ مستعین نے بجائے اسکے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن داؤد کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور فضل بن مروان کو دیوان الخراج (انتظامی محکمہ مال) سے معزول کرکے عیسیٰ بن فرخانشاہ کو خصیبت کوا ہوار پر بغا صغیر کو فلسطین پر مامور کیا بعد اسکے بغا صغیر اور ابو صالح سے ان بن ہوگئی ابو صالح بخوف بغا صغیر بغداد بھاگ گیا خلیفہ مستعین نے بجائے اسکے عہدۂ وزارت پر محمد بن فضل جرجائی کو اور دیوان الرسائل پر سعید بن حمید کو متعین فرمایا جعفر بن عبدالواحد کو عہدۂ قضا سے معزول کرکے جعفر بن محمد بن عثمان برجمی کو مقرر کیا اور معزول قاضی کو بصرہ کیجانب جلاء وطن کردیا (یہ واقعات سنہ ۲۴۹ھ کے ہیں)

سنہ ۲۵۰ھ میں دربار خلافت سے جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ معروف بہ بشاشات کو مکہ کی حکومت دی گئی۔ اہل حمص میں بغاوت پھوٹ نکلی بلوہ کرکے اپنے گورنر فضل بن قارن کو مار ڈالا خلیفہ مستعین نے انکی سرکوبی اور گوشمالی پر موسیٰ بن بغا کو مامور فرمایا اہل حمص بر سر مقابلہ آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل حمص کو ہزیمت ہوئی اور موسیٰ بن بغا نے حمص کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا۔ اسی سنہ میں شاکریہ اور لشکریوں نے فارس میں عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم والی فارس پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ اور اسکے مکان کو تاخت و تاراج کرکے محمد بن حسن بن قارن کو مار ڈالا عبداللہ بن اسحاق کسیطرح اپنی جان بچا کے بھاگ گیا۔ اطراف طبرستان میں علویہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا۔ سنہ ۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے بغا اور وصیف کو اُن کے عہدوں پر بحال کیا اور محکمہ خبر رسانی کی افسری پر موسیٰ بن بغا کبیر کو واپس فرمایا۔ اسی سنہ میں محمد بن طاہر نے ابوالساج کو کوفہ کی حکومت پر مامور کیا چنانچہ یہ عبدالرحمٰن کے پاس گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ میں اعراب سے جنگ کرنے کو آیا ہوں۔ ابواحمد نے اسیل جول پیدا کرکے بحکمت عملی قید کرکے بغداد بھیجدیا یہ واقعہ سنہ ۲۵۲ھ کا ہے۔ اسی سنہ ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے حسین بن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عنایت فرمایا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ابوالساج کو راہ مکہ پر متعین کیا۔ دربار خلافت سے عیسیٰ ابن شیخ بن سلیل شیبانی (یہ حساس بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد سے تھا) سندھ کی گورنری پر بھیجا گیا اس نے فلسطین اور دمشق کو مع اسکے مضافات کے دبا لیا۔ شام کا خراج جو ہمیشہ دارالخلافت کو روانہ کیا جاتا تھا بند کر دیا۔ انہیں دنوں ابراہیم بن مدبر مصر کی گورنری پر تھا اس نے سات لاکھ دینار مصر سے دارالخلافت بغداد روانہ کیا اتفاق سے عیسیٰ کو خبر لگ گئی اثنا راہ میں قافلہ کو روک کے لوٹ لیا دارالخلافت سے جواب طلب کیا گیا تو اس نے یہ الزام لشکریوں کے سر تھوپ دیا خلیفہ معتمد نے

اسکو بنظر انتظام مملکت ارمینیہ کی گورنری پر تبدیل کر دیا اور باجور کو دمشق و شام کی حکومت عنایت فرمائی جسوقت باجور دمشق کے قریب پہونچا عیسی نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے باجور کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا باجور و منصور میں جنگ ہوئی منصور شکست کھا کے بھاگا اور مارا گیا اس واقعہ سے عیسی کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے مجبوراً بہ تعمیل فرمان خلافت پناہی براہ ساحل ارمینیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے اسی سنہ میں وصیف نے عبد العزیز بن ابو دلف عجلی کو صوبجات جبل پر اپنی طرف سے متعین کیا۔

۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا جبل کی طرف روانہ ہوا اسکے مقدمۃ الجیش پر مفلح مولی ابو الساج تھا عبد العزیز بن ابی دلف نے صف آرائی کی مگر شکست کھا کے اپنے قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا مفلح نے کرخ پر قبضہ کر کے اسکے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے بغداد میں وفات پائی اسکی وصیت کی مطابق اسکا بھائی عبید اللہ مامور ہوا اس کے بعد خلیفہ معتز نے اسکے دوسرے بھائی سلیمان کو طبرستان سے طلب کر کے بجائے اسکے متعین فرمایا ان دنوں سلیمان بن عمران ازدی موصل کی گورنری پر تھا اس سے اور ازدست اطراف موصل میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اسی سنہ میں مزاحم بن خاقان کا مصر میں انتقال ہو گیا یعقوب صفار نے اسی سنہ میں سجستان، فارس اور ہراۃ پر قبضہ حاصل کر کے اپنی دولت و حکومت کی بنیاد قائم کی۔ اور بابکیال نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو حکومت مصر پر متعین کیا اسی زمانہ میں بنو طولون کی حکومت کا بنیاد دی ہنہ مصر میں رکھا گیا بعد ازاں خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں یارجوج کو مصر کی گورنری مرحمت فرمائی۔ اس سے اسکی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور مضبوطی ہو گئی ۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں مساور خارجی موصل پر قابض ہو گیا تھا۔ اسی سنہ میں

زنگیوں کے سردار کا ظہور و خروج ہوا اور یہی زمانہ اسکے فتنہ کے آغاز کا ہے۔

زنگیوں کے حالات اکثر دعاۃ علویہ جنھوں نے عہد خلافت معتصم یا بعد اسکے عراق میں خروج کیا تھا۔ زیدیہ تھے۔ انہیں کے آئمہ سے علی بن محمد بن احمد بن عیسی بن زید شہید تھے جو بصرہ میں رہتے تھے۔ پس جسوقت اُن لوگوں نے خلفاء وقت سے منازعت شروع کی اور خلفاء وقت نے اُن کی جستجو کی جانب توجہ فرمائی اور اُنکے ابن عم علی بن محمد بن حسین کا مقام فدک میں کام تمام کیا گیا اُسی زمانہ میں ایک شخص نے رے میں خروج کیا اس دعوی سے کہ میں علی بن محمد بن احمد بن عیسی ہوں۔ یہ واقعہ عہد خلافت مہتدی ۲۵۵ھ کا ہے۔ اور جب ابن علی نے بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو عابدین اور مشہور خاندان والوں نے اس پر جرح و قدح شروع کی اُسوقت اِس نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے یحیی شہید جرجان برادر عیسی مذکور کی طرف اپنے کو منسوب کر دیا۔

مسعودی نے اِسکو طاہر بن حسین کی جانب منسوب کیا ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ یہ حسین۔ طاہر بن یحیی محدث بن حسین بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی کا بیٹا تھا لیکن ابن حزم نے حسین سبط کے نسبت یہ لکھا ہے کہ انکا نسلی سلسلہ سوائے علی بن حسین کے اور کسی سے نہیں چلا۔ طبری اور ابن حزم وغیرہما محققین کی یہ رائے ہے کہ یہ شخص عبدالقیس کے قبیلہ سے تھا اور اس کا نام علی بن عبدالرحیم ہے اور شہر رے کے کسی گانوں کا رہنے والا تھا۔ زیدیہ کے متواتر خروج کرنے سے اسکے دل میں خروج کا ایک ولولہ اور جوش پیدا ہوا اور اسی وجہ سے اس نے اپنے کو اس خاندان سے منسوب کر دیا۔ اس دعوی کی اس امر سے پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ خوارج ازارقہ کے عقاید کا پابند تھا اور ان عقاید سے اہل بیت منزلوں دور ہیں۔

بہرکیف یہ خلیفہ منتصر کے حاشیہ نشینوں کے ایک گروہ سے ملا اور انکی تعریف

اور محامد میں قصائد لکھے جس سے اس کا رسوخ اُن لوگوں کی مجلسوں میں ہو گیا بعد ازاں ۲۴۹ھ میں سامرا سے بحرین چلا آیا اور یہ دعوی کیا کہ میں عبداللہ بن محمد بن فضل بن حسن بن عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابیطالب کی نسل سے ہوں، لوگوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی اکثر اہل ہجر وغیرہ نے اس کی اتباع کی اور اسی کی وجہ سے بادشاہ وقت کے لشکر سے لڑے اور بہت بڑے فتنہ و فساد کے بانی مبانی ہوئے بعد چندے علی ان لوگوں سے جدا ہو کے احسا چلا آیا اور قبیلہ سعد بن تمیم میں بنی شماش کے ہاں فروکش ہوا۔ بحرین سے چند آدمی بھی اس کے ساتھ چلے آئے تھے از انجملہ یحییٰ بن محمد ازرق بحرانی اور سلیمان بن جامع تھا، یہ دونوں اس کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اس سے اور اہل بحرین سے لڑائی ہوئی میدان جنگ اہل بحرین کے ہاتھ رہا اور علی شکست کھا کے بھاگا۔ اس ہزیمت سے عرب کا گروہ اس سے جدا ہو گیا مگر علی ابن ابان نے ساتھ نہ چھوڑا بصرہ پہونچا اور بنی ضبیعہ کے ہاں مقیم ہوا ان دنوں محمد بن رجاء عامل بصرہ تھا۔ بلالیہ وسعدیہ میں آتش فتنہ مشتعل ہو رہی تھی اس نے فریقین سے ایک کے ملانے کی کوشش کی راز افشا ہو گیا محمد بن رجاء نے اسکی گرفتاری پر چند سپاہیوں کو متعین کر دیا علی یہ خبر پاکے بھاگ گیا اسکا بیٹا، اسکی بیوی اور اسکے ہمراہیوں کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا علی بہزار خرابی بغداد پہونچا ایک برس تک مقیم رہا بغداد میں پہونچکر اس نے اپنے کو محمد بن احمد بن عیسیٰ کی جانب منسوب کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ ایک گروہ اسکی جانب مایل ہو گیا از انجملہ جعفر بن محمد صوحانی (یہ یزید بن صوحان کی اولاد سے تھا) مسروق اور رفیق تھا (یہ دونوں یحییٰ بن عبد الرحمن کے غلام تھے) علی کے مصاحبین میں داخل ہونے کے بعد مسروق و رفیق کے نام بدل دئے گئے مسروق کو حمزہ کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابو احمد رکھی گئی اور رفیق کو جعفر کے نام سے نامزد کر کے کنیت

ابوالفضل رکھی گئی بعد اسکے روساء بلالیہ وسعدیہ نے متفق ہو کے محمد بن رجاء عامل بصرہ کو نکال دیا اور جیل کا دروازہ توڑ کے قیدیوں کو رہا کر دیا رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر بغداد میں علی تک پہونچی ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کی جانب مراجعت کی یحییٰ بن محمد، سلیمان بن جامع، مسروق اور رفیق اسکے ہمراہ تھے بصرہ پہونچکے قصر قرشی میں اُترا اور زنگی غلاموں کو آزاد کرنے کے وعدہ پر بلایا بات کی بات میں ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ ایک پُرجوش تقریر کے بعد ملک ومال دینے کا وعدہ کیا احسان اور حُسن سلوک کی قسم کھائی اور حریر کے ایک ٹکڑہ پر ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ تا آخر آیت لکھ کے رایت بنایا اور ایک بلند مقام پر نصب کر دیا زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ پتلا پڑ گیا ایک ایک دو دو کر کے علی کے پاس آئے غلاموں کی بابت کہنے سُننے کو آئے علی نے اشارہ کر دیا زنگی غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ شرفاء بصرہ یہ رنگ دیکھ کے دم بخود ہو گئے اور علی نے ان لوگوں کو رہا کر دیا جن کو زنگی غلاموں نے قید کر دیا تھا۔ الغرض یہ رایت کامیابی کی ہوا میں برابر یوں ہی لہرا رہا تھا اور ہر چہار طرف سے زنگی غلام جوق جوق اسکے نیچے آ کے غلامی سے اپنے کو رہا کراتے جاتے تھے اور علی ان لوگوں کو ہر وقت اپنے پرجوش تقریر سے اُبھار رہا تھا اور ملک ومال کے حاصل کرنے کی رغبت دلا رہا تھا۔ جس وقت ان لوگوں کا ایک خاصہ گروہ مجتمع ہو گیا دجلہ کو نہر میمون کیطرف عبور کیا اور حمیری کو دجلہ سے نکال کے قبضہ کر لیا بعد ازاں ابلہ کیطرف بڑھا اندنوں ابلہ میں ابن ابی عون تھا چار ہزار فوج لے کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر ابن عون کو ہزیمت ہوئی علی کے ہمراہیوں نے بہت سامال واسباب لُوٹ لیا۔ پھر قادسیہ کا رخ کیا ہمراہیوں نے اسکے اشارہ سے قادسیہ کو بھی تاخت وتاراج کیا۔ ان واقعات سے اسکی قوت بڑھ گئی آلات حرب کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ اہل بصرہ کا

ایک گروہ آیندہ خطرہ کا خیال کرکے اِس سے لڑنے کو آیا اِس نے یحییٰ بن محمد کو
بسرافسری پانچسو لشکر کے مقابلہ پر بھیجا یحییٰ نے پہلے ہی حملہ میں اہل بصرہ کو ہزیمت
دیکے ان کے سامان جنگ اور آلات حرب کو چھین لیا بعد اسکے دوسرا پھر تیسرا گروہ
اہل بصرہ کا آیا اور وہ بھی نیچا دیکھ کے واپس گیا۔ بعد ازاں بصرہ کے دو نامی سپہ سالار
خم ٹھونک کے میدان جنگ میں آئے اور شومی بخت سے ہزیمت کھا کے بھاگ کھڑے
ہوئے سیکڑوں آدمی کام آگئے ان کے ہمراہ رسد وغلہ اور سامان جنگ کی کشتیاں تھیں
ہوا نے مخالف نے کنارہ پر پہونچا دیا علی کے ہمراہیوں نے جی کھول کے لوٹ لیا اور
جن لوگوں کو اس پر پایا مار ڈالا۔ ان واقعات سے زنگی غلاموں کی جرأت بڑھ گئی۔ بات
بات پر فتنہ وفساد برپا کرنے لگے اس اثناء میں انکے شور انگیز طوفان کے فرو کرنے کو
دربار خلافت سے ابو ہلال ترکی چار ہزار کی جمعیت سے مامور کیا گیا نہر ریان پر
صف آرائی ہوئی زنگی غلاموں نے اس کو بھی ہزیمت دیدی اسکے لشکرگاہ کو لوٹ
لیا سیکڑوں آدمی پامال ہوگئے۔ بعد اسکے ابو منصور (یہ بنو ہاشم کا آزاد غلام تھا)
ایک لشکر عظیم الشان لے کے زنگیوں کی گوشمالی کو چلا اس لشکر میں متطوعہ (والنٹیر)
کی بہت بڑی جماعت تھی بلالیہ اور سعدیہ کی فوجیں بھی شریک تھیں علی نے اس کے
مقابلہ پر علی ابن ابان کو متعین کیا ابو منصور کے ایک دستہ فوج سے مڈبھیڑ ہوئی علی ابن
ابان نے اسکو شکست فاش دی اور ایک گروہ کو گھاٹ پر بھیجدیا جہاں کہ تقریباً ایکہزار
کشتیاں لنگر انداز تھیں اہل کشتی زنگیوں کو آتے ہوے دیکھ کے بھاگ گئے زنگیوں نے
بلا جدال وقتال لوٹ لیا اس واقعہ سے ابو منصور کو طیش آگیا مسلح ہو کے خود میدان
جنگ میں آیا زنگیوں نے نخلستان میں پرہ جمایا ان کے لشکر کے دو ٹکڑے کئے گئے
ایک علی بن ابان کی ماتحتی میں اور دوسرا محمد بن مسلم کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو بڑھا
اتفاق یہ کہ ابو منصور کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر معرکہ کارزار میں کام آگیا زنگیوں نے

ان کے مال واسباب اور آلات حرب کو لے لیا۔ اطراف وجوانب کے دیہات اور قصبات پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا جس سے زنگیوں کو بہت بڑا نمول ہو گیا مال و اسباب سے مالامال ہو گئے بعد ازاں علی نے بصرہ کا رخ کیا اثناء راہ میں لشکر بصرہ مقابلہ پر آیا اور زنگیوں سے شکست کھا کے بھاگ گیا اگلے دن بصرہ کے قریب پہونچکے پڑاؤ کیا اہل بصرہ مجتمع ہو کے میدان جنگ میں آئے خشکی اور دریا سے حملہ کیا۔ زنگیوں نے اس معرکہ میں بھی ان کو ہزیمت دی اور بہت بڑی ہزیمت دی ہزارہا آدمی کام آگئے اہل بصرہ نے ان واقعات سے خلیفہ کو مطلع کیا دربار خلافت سے جعلان ترکی اہل بصرہ کی کمک پر بھیجا گیا۔ ایلہ پر ابو الاحوص باہلی متعین کیا گیا اور ترکوں کا ایک عظیم الشان لشکر اسکے ہمراہ کیا گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ زنگیوں کے سردار نے اپنے ہمراہیوں کو دائیں بائیں قتل وغارت کے لئے پھیلا دیا تھا۔ جعلان نے بصرہ کے قریب پہونچکے زنگیوں کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اردگرد خندق کھدوائی۔ چھ ماہ تک ٹھہرا ہوا زینبی اور بنو ہاشم کو زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجتا رہا ان لڑائیوں سے کوئی نتیجہ فریقین کے نفع ونقصان کا پیدا نہ ہوا۔ ایک روز زنگیوں نے جعلان کے لشکر پر شبخون مارا اور حالت غفلت میں پہونچکے ایک گروہ کثیر کو کاٹ ڈالا مجبور ہو کے جعلان نے مورچہ چھوڑ دیا اور جنگ سے دست کش ہو کے بصرہ کو واپس آیا زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ لشکر کو لوٹا کشتیوں کو تاخت وتاراج کیا اور کشتی والوں کو قتل کر ڈالا بے حد مال واسباب ہاتھ آیا بعد اسکے قتل وغارت کرتے ہوئے ایلہ کی طرف گئے اور آخری رجب ۲۵۶ھ میں بزور تیغ ایلہ میں گھس کے اس کے گورنر ابو الاحوص عبید اللہ بن حمید کو مع ایک گروہ کثیر کے مار ڈالا آگ لگا دی ایلہ جلکر خاک وسیاہ ہو گیا۔ اس واقعہ قیامت خیز کی خبر اہل عبادان کو پہونچی تو ان لوگوں نے بخوف قتل وغارت امن کی درخواست کی زنگیوں نے ان کو امن دیدی اور جو کچھ وہاں

مال واسباب، آلات حرب اور لونڈی غلام تھے غرض سب پر اہواز تک قبضہ کرلیا اندنوں اہواز میں دیوان الخراج (محکمہ مال) کا افسر اعلیٰ ابراہیم بن مدبر تھا اہل اہواز زنگیوں کے خوف سے بھاگ گئے زنگیوں نے اہواز میں گھس کے خاطر خواہ لوٹا۔ اور ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کرلیا۔ اہل بصرہ زنگیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کے اطراف وجوانب بلاد میں چلے گئے۔ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو ۲۵۶ھ میں زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجا پس اس نے سیاہ بخت زنگیوں کو ہزیمت دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔ انھیں سیاہ بختوں کے پنجۂ غضب میں ابراہیم ابن مدبر گرفتار تھا یحییٰ بن محمد بحرانی کا رکان اس کے لئے جیل بنایا گیا تھا دو سپاہی اسکی محافظت ونگرانی پر مامور تھے ابن مدبر نے ان سے سازش کرکے ایک سرنگ کھدوائی اور اس کی راہ سے نکل کے اپنے اہل وعیال سے جا ملا۔

مہتدی کی معزولی معتمد کی خلافت

اوایل رجب ۲۵۶ھ میں اُن ترکوں نے جن کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اور جو کرخ اور شاہی مکانات کی محافظت پر مامور تھے تنخواہ اور روزینے کے مانگنے کا حیلہ کرکے پھر ایک ہنگامہ برپا کیا خلیفہ مہتدی نے اپنے بھائی ابوالقاسم اور کیغلغ ترکی وغیرہما کو ترکوں کے پاس بھیجا ابوالقاسم اور کیغلغ کے سمجھانے سے شورش فرو ہوگئی اپنے اپنے مکانات اور فرودگاہ پر واپس آئے کسی نے ابونصر محمد بن بغا تک یہ خبر پہونچا دی کہ خلیفہ مہتدی نے ترکوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ کُل مال وخزانہ محمد وموسیٰ پسران بغا کے قبضہ میں ہے۔ محمد بن بغا اپنے بھائی کے پاس سن بھاگ گیا اس کا بھائی سن میں مساور خارجی سے لڑرہا تھا خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو طلبی کے متعدد خطوط لکھے امن دی محمد بن بغا مع اپنے بھائی حنون اور کیغلغ کے واپس آیا خلیفہ مہتدی نے اسکو گرفتار کرکے قید کردیا اور پندرہ ہزار دینار اسکے وکیل سے وصول کرکے اسکو قتل کر ڈالا[۵]۔

[۵] یہ واقعہ تیسری رجب ۲۵۶ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰۔

جن دنوں محمد بن بغا نید میں تھا انھیں ایام میں خلیفہ مہتدی نے ایک فرمان بنام موسیٰ بن بغا بابکیال کی معرفت روانہ کیا اس مضمون کا کہ لشکر اسلام کا چارج بابکیال کو دیکے تم دار الخلافت میں چلے آؤ اور وقت روانگی بابکیال کو یہ ہدایت کردی کہ لشکر اسلام کا چارج لینے کے بعد مساور خارجی سے جنگ کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور موسیٰ بن بغا اور مفلح کو کسی حیلہ سے موقع پاکے مار ڈالنا۔ بابکیال نے موسیٰ کے پاس پہونچکے خلیفہ مہتدی کا فرمان پڑھا ہنوز موسیٰ کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بابکیال نے اپنی روانگی اور محمد بن بغا کی گرفتاری و قید اور خلیفہ مہتدی کی خفیہ ہدایت کا حال لفظ بلفظ کہہ دیا موسیٰ اور مفلح کے طائر ہوش یہ سُن کے اُڑ گئے آپس میں مشورہ کرنے لگے بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ بابکیال دار الخلافت واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے قتل کرنے کی صورتیں اور تدابیر پیدا کرے چنانچہ بابکیال معہ یارجوج، اساتکین اور سیما طویل کے نصف رجب سنہ مذکور میں دار الخلافت واپس آیا۔ خلیفہ مہتدی نے بابکیال کو گرفتار کراکے قید کر دیا بابکیال کے ہمراہیوں اور ترکوں نے مجتمع ہوکے اسی بناء پر بلوہ کر دیا خلیفہ مہتدی کے پاس اسوقت صالح بن علی بن یعقوب بن منصور بیٹھا ہوا تھا خلیفہ مہتدی نے صالح سے رائے طلب کی صالح نے ترکوں کے قتل اور پامال کرنے کی رائے دی خلیفہ مہتدی جوش شجاعت میں آکے اُٹھ کھڑا ہوا ترکوں، فراعنہ اور مغاربہ فوجوں کو طیاری کا حکم دیا اور بقصد جنگ مسلح ہوکے نکلا۔ میمنہ میں مسرور بلخی تھا میسرہ میں یارکوج اور خود بدولت معہ اساتکین وغیرہ سپہ سالاران لشکر کے قلب میں تھا۔ رعب وداب دکھلانے کی غرض سے بابکیال کے قتل کا حکم صادر کیا عتاب بن عتاب نے اس کا سر اُتار کے ترکوں کے روبرو پھینکدیا۔ بجائے مرعوب ہونیکے ترکوں کو اس سے حد درجہ کا اشتعال پیدا ہوا طرہ اس پر یہ ہوا کہ جس قدر ترکی فوجیں اسکے میمنہ و میسرہ میں تھیں وہ بابکیال کے قتل سے بگڑ کے بلوائیوں سے

جاملیں باقی لشکر وقتِ مقابلہ شکست کھاکے بھاگ کھڑا ہوا تنہا خلیفہ مہتدی کیا کرتا شمشیر بکف لڑتا ہوا بھاگا جاتا تھا اور چیخ چیخ کر پکار رہا تھا "یا معشر المسلمین انا امیر المؤمنین قاتلوا عن خلیفتکم" (اے گروہ مسلمانان میں امیر المؤمنین ہوں کہاں بھاگے جاتے ہو اپنے خلیفہ کیطرف سے لڑو) مگر کوئی جواب نہ دیتا تھا جیل پر پہونچا اس خیال سے کہ شاید رہائی پانے کے بعد قیدی میری طرف سے لڑیں جیل کا دروازہ کھول دیا اور انکی ہتکڑیاں بیڑیاں کاٹ دیں قیدیوں میں سے کسی نے اسکے خیال کی تائید نہ کی رہائی پاتے ہی ہُر ہوگئے۔ مجبور ہوکے احمد بن جمیل افسر پولیس کے مکان میں جا چھپا بلوائیوں نے پہونچکے دروازے توڑ ڈالے نکال لائے ایک خچر پر سوار کراکے جوسق میں لائے اور احمد بن خاقان کے پاس نظر بند کر دیا۔ بعد اسکے بلوائیوں میں خلیفہ مہتدی کے معزول کرنے کا مشورہ ہونے لگا خلیفہ مہتدی نے اس سے انکار کیا بلکہ بجائے معزولی کے مرجانے پر آمادگی ظاہر کی بلوائیوں نے ایک خط جو موسیٰ بن بغا' بابکیال اور دیگر سپہ سالاران لشکر کے نام تھا دکھلایا یہ خط خاص اسکے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا مضمون خط یہ تھا "کہ نا مبردگان کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کو دھوکا دیا جاوے گا نہ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی چال چلی جاوے گی اور نہ ان لوگوں کے قتل کا حیلہ ڈھونڈھا جاویگا اور جب کوئی فعل اس قسم کا کیا جاوے تو یہ لوگ جسکو چاہیں خلیفہ بنائیں میرے بیعت کی پابندی ان پر ضروری نہیں ہے" خلیفہ مہتدی یہ خط دیکھکے خاموش ہو رہا اور ان لوگوں نے غریب خلیفہ مہتدی کے قتل کو مباح تصور کرکے خلیفہ مہتدی[1] کا کام تمام کر دیا۔

---

[1] خلیفہ مہتدی باللہ خلفاء عباسیہ میں نہایت دیندار' منصف مزاج' اور لباس ورع و تقوی سے آراستہ تھا اس نے لہو و لعب' ناچ رنگ' گانا بجانا اور شراب کی ممانعت کردی تھی اکابر سلطنت کو ظلم کرنے سے روکتا تھا گیارہ مہینے پندرہ راتیں خلافت کی اڑتالیس مرحلے عمر کے طے کئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰۔

روایت متذکرہ بالا کے علاوہ مورخین نے خلیفہ مہتدی کے معزول ہونے کی یہ روایت بھی کی ہے کہ کرخ اور مکانات شاہی کے ترکوں نے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض و معروض کرنے کی اجازت چاہی خلیفہ مہتدی نے حاضری کی اجازت دی محمد بن بغا دربار خلافت سے اُٹھ کے محمدیہ کی طرف چلا گیا ترک چار ہزار کی جمعیت سے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ موجودہ سپہ سالاران لشکر معزول کردئے جائیں۔ اُن سے حساب فہمی کی جائے اور عہدہ ہائے جلیلہ پر خاندان خلافت کے ممبر مقرر کئے جائیں۔ خلیفہ مہتدی نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا اپنے اپنے فرودگاہ پر واپس آئے صبح ہوئی تو یہ لوگ ایفاء وعدہ کے خواستگار ہوئے خلیفہ مہتدی نے معذرت کی کہ بالفعل بچند وجوہ ان وعدوں کا ایفاء نہیں ہو سکتا ہاں آہستہ آہستہ تمہاری خواہش کے مطابق کل کام انجام دئے جائیں گے ترکوں نے نہ مانا خلیفہ مہتدی نے ارشاد کیا "اچھا تم لوگ بحلف اقرار کرو کہ ہمیشہ تم اپنے اس قول پر قائم رہوگے اور جس سے امیر المومنین لڑینگے اس سے لڑوگے" ترکوں نے قسمیں کھا کے اس امر کا عہد و پیمان کیا۔ بعد اسکے اپنے اور خلیفہ مہتدی کی جانب سے محمد بن بغا کو خط لکھا جس میں اُس کو دربار خلافت سے چلے جانے پر ملامت کی اور یہ بھی لکھا کہ ہم تو اپنا حال عرض کرنے کو آئے تھے مکان خالی پاکے تیا م کر دیا۔ محمد بن بغا اس خط کو دیکھ کے واپس آیا ان لوگوں نے محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا بعد اسکے موسیٰ بن بغا اور مفلح کو طلبی کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ لشکر اسلام کا فلاں شخص کو (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) چارج دیدو اور خفیہ طور سے چند لوگوں کو جبکہ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کی گرفتار کر لانے کی ہدایت کر دی۔ جس وقت یہ خط موسیٰ اور اس کے ہمراہیوں کے روبرو پڑھا گیا سبھوں نے اسکی تعمیل سے انکار کر کے بالاتفاق سامرا کی جانب کوچ کر دیا خلیفہ مہتدی نے بقصد جنگ لشکر مرتب کیا فریقین میں کا غازی گھوڑے دوڑنے

لگے موسیٰ کے ہمراہی اس امر کے خواستگار تھے کہ موسیٰ کو کسی صوبہ کی گورنری دیجائے تاکہ موسیٰ اس صوبہ کے طرف واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کے مصاحبوں کا یہ منشا تھا کہ موسیٰ دربار خلافت میں حاضر ہو کے مال وخزانہ کا حساب سمجھائے دونوں فریق کسی امر پر متفق نہ ہوئے یہانتک کہ موسیٰ کے بہت سے ہمراہی موسیٰ سے علیحدہ ہوگئے مجبوراً موسیٰ اور مفلح نے خراسان کا قصد کیا اور بابکیال معہ ایک گروہ سپہ سالاران لشکر کے خلیفہ مہتدی سے آملا خلیفہ مہتدی نے چونکہ پہلے یہ مخالف تھا قتل کر ڈالا ترکوں کو اس سے ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی مگر کسی نے کچھ چون وچرا نہ کیا بعد ازاں ترکوں کو فراعنہ اور مغاربہ کا ہم پلہ وہم جنسب سمجھا جانا ناگوار گذرا مکانات شاہی سے ان لوگوں کے نکال دینے کا قصد کیا خلیفہ مہتدی نے ممانعت کی ترکوں کو ایک خاصہ حیلہ ہاتھ آگیا بابکیال کے معاوضہ خون کے بہانہ سے نکل کھڑے ہوئے ۔ خلیفہ مہتدی اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے کو سوار ہوا اسکے رکاب میں چھ ہزار فوج فراعنہ اور مغاربہ کی تھی اور تقریباً ایک ہزار ترک بھی تھے جو صالح بن وصیف کے ہمراہیوں سے تھے یہ خبر پاکے ترکوں نے بھی مجمع کیا دس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آئے خلیفہ مہتدی کو ہزیمت ہوئی اور وہی واقعات پیش آئے جن کو تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

اس واقعہ کے بعد ابو العباس احمد بن متوکل جو کہ جوسق میں قید تھا حاضر کیا گیا حاضرین نے خلافت کی بیعت کی۔ ترکوں نے موسیٰ بن بغا کو یہ واقعات لکھ بھیجے یہ اسوقت خانقین میں تھا پس اس نے بھی حاضر ہو کے بیعت کی۔ الغرض تکمیل بیعت اور تخت نشینی کے بعد احمد بن متوکل کو معتمد علی اللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

خلیفہ معتمد کے سریر خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو عہدہ وزارت دیا گیا بیعت کے دوسرے دن نصف رجب ۲۵۶ھ کے صبح کو خلیفہ مہتدی کو مردہ پایا جبکہ اپنی خلافت کا پہلا سال تمام کر رہا تھا ۲۶۳ھ میں عبید اللہ

بن یحییٰ امیدان میں گھوڑے سے گر کے مر گیا سر میں سخت چوٹ آئی سارا دماغ نتھنوں سے بہ گیا خلیفہ معتمد نے قلمدان وزارت محمد بن مخلد کے سپرد کیا بعد چندے اس سے اور موسیٰ بن بغا سے ان بن ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کی ناراضی کی وجہ سے اس کو معزول کر کے سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت سے ممتاز فرمایا پھر اسکو بھی معزول کر کے قید کر دیا حسن بن مخلد کو وزارت دی گئی - موفق کو سلیمان بن وہب کے قید کر دینے سے سوء مزاجی پیدا ہوئی بغداد کی غربی جانب صف آرائی کی فریقین میں خط و کتابت شروع ہوئی آخر الامر دونوں میں مصالحت ہو گئی - ابن وہب رہا کر دیا گیا یہ واقعہ ۲۶۴ھ کا ہے -

مصر و کوفہ میں علویہ کا ظہور

۲۵۶ھ میں ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ معروف بہ ابن صوفی مصر میں ظاہر ہوا آل محمد کی حمایت کی لوگوں کو دعوت دینے لگا بلاد صعید کے چند قصبات پر قابض و متصرف ہو گیا احمد بن طولون نے ایک لشکر مصر سے روانہ کیا ابن صوفی نے اس کو ہزیمت دیکے اسکے سپہ سالار کو قتل کر ڈالا - دوسرا لشکر آیا مقام اخمیم میں صف آرائی ہوئی ابن صوفی کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی بھاگ کر الواحات میں دم لیا اور لشکر کی فراہمی کی کوشش کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک لشکر فراہم ہو گیا مرتب و مسلح ہو کے اشمونین کیجانب کوچ کیا ابو عبد الرحمٰن عمری (یعنی عبد المجید بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عمر) سے مڈبھیڑ ہو گئی -

چونکہ بجاۃ آئے دن بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کرتے تھے اور سرحدی مسلمانوں کو جمعیت خاطر سے نہیں رہنے دیتے تھے اسوجہ سے ابو عبد الرحمٰن عمری نے اپنے کو جنگ بجاۃ اور ان کے ملک پر جہاد کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا - اسی ہمدردی اور حمیت اسلامی سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی اس اطراف میں اسکے متبعین کثرت سے تھے - احمد بن طولون نے یہ خبر پا کے ایک لشکر ابو عبد الرحمٰن کی طرف روانہ کیا ابو عبد الرحمٰن نے امیر لشکر سے معذرت کی کہ میں نے فتنہ و فساد برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کی

اذیت اور تکلیف دفع کرنے کے قصد سے کمر ہمت باندھی ہے ابن طولون میری حالت سے واقف نہیں ہے تم جاکے اُس سے میری حالت بیان کرو اگر وہ تمکو واپس بُلالے تو فبہا ورنہ تم لوگ معذور سمجھے جاؤگے امیر لشکر نے اس معذرت پر توجہ نہ کی صف آرائی کرکے بھڑ گیا ابوعبدالرحمٰن نے اسکو شکست دی بھاگ کر اسوان پہونچا۔ احمد ابن طولون کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی امیر لشکر سے سخت ناراض ہوا اور ابوعبدالرحمٰن کو اسکی حالت پر چھوڑ دیا چنانچہ ابوعبدالرحمٰن نے بزور تیغ بجاۃ کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا مقام اشمونین میں جہاں کہ تم ابھی سیر کر رہے تھے علوی اور عمری سپہ سالاروں سے جنگ ہونے والی تھی اپنے اپنے لشکروں کو لئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا ہوا تھا دونوں حریف جنگ پر تُلے ہوئے تھے مگر تم عمری کی سوانح سُننے میں ایسے مصروف ہوئے کہ تم کو خبر تک نہ ہوئی عمری نے متعدد لڑائیوں کے بعد علوی دلاور (ابن صوفی) کو شکست دی جس سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا ابن صوفی بھاگ کے اسوان پہونچا اطراف وجوانب پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا احمد ابن طولون نے مصر سے ایک لشکر جرار روانہ کیا ابن صوفی اس سے مطلع ہوکے عیذاب کی جانب بھاگا دریا عبور کرکے مکہ معظمہ پہونچا ہمراہی تتر بتر ہوگئے والی مکہ نے ابن صوفی کو گرفتار کرکے احمد بن طولون کے پاس بھیجدیا ایک مدت تک جیل میں رہا بعد ازاں رہا کر دیا گیا مدینہ منورہ چلا آیا اور اسی سرزمین پاک میں جان بحق تسلیم کی۔

اسی ۲۵۶ھ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کرکے گورنر کوفہ کو نکال دیا خلیفہ معتمد نے شاہ بن میکال کو روانہ کیا علی بن زید نے پہلے ہی معرکہ میں شاہ بن میکال کو ہزیمت دیکے اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا تب خلیفہ معتمد نے کیجور ترکی کو جنگ علی بن زید پر متعین فرمایا علی بن زید یہ خبر پاکے کوفہ سے قادسیہ چلا آیا کیجور نے پہلی شوال ۲۵۶ھ میں

کوفہ پر قبضہ کر لیا اور علی بن زید بلاد بنی اسد میں مقیم رہا بعد چندے آخر ذی الحجہ سنہ مذکور میں کیجور ترکی نے دوبارہ علی بن زید پر چڑھائی کی لڑائی ہوئی علی بن زید کے بہت سے ہمراہی مارے اور قید کر لیے گئے چنانچہ جنگ کے بعد کیجور کوفہ لوٹ آیا پھر کوفہ سے بلا اجازت خلیفہ سرمن راسے چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا تاآنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۵۶ھ میں ایک لشکر معہ چند سپہ سالاروں کے روانہ کیا مقام عکبرا میں ان لوگوں نے اسکو مار ڈالا جس سے اسکی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ زنگیوں کے سردار کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے اس کو ۲۶۰ھ میں قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں حسین بن زید طالبی نے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور موسیٰ بن بغا اس سے جنگ کرنے کو روانہ کیا گیا تھا۔

زنگیوں کے بقیہ حالات

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب کو زنگیوں کی گوشمالی پر متعین کیا تھا چنانچہ سعید نے میدان جنگ میں پہونچکے زنگیوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں اُن کو میدان جنگ سے بھگا دیا پھر دوبارہ وہ اپنی حالت کو درست کر کے اور مجتمع ہو کے لڑنے کو آئے سعید کو اس معرکہ میں ناکامی ہوئی اسکے اکثر ہمراہی کام آگئے لشکر گاہ جلا دیا گیا خایب و خاسر لوٹ کے سامرا آیا خلیفہ معتمد نے جعفر بن منصور خیاط کو متعین فرمایا جعفر نے پہلے کشتیوں کی آمد و رفت بند کر دی جس سے زنگیوں کی رسد بند ہو گئی بعد ازاں براہ دریا زنگیوں سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا مگر اُن سے شکست کھا کے بحرین چلا آیا۔ زنگیوں کے سردار نے اپنے سپہ سالاروں میں سے علی بن ابان کو اربک کے پل توڑنے کو روانہ کیا ابراہیم بن سیما سے جبکہ وہ فارس سے واپس آرہا تھا مقابلہ ہو گیا ابراہیم نے علی بن ابان کے لشکر پر حملہ کر دیا علی بن ابان زخمی ہوا اور بہت سے اسکے ہمراہی مارے گئے خلفتام

جنگ پر ابراہیم نہر جی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے کاتب (سیکرٹری) شاہین بن بسطام کو علی بن ابان کے تعاقب پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تھوڑی دور تعاقب کر کے دوسری راہ سے نہر جی پر آکے ملجانا۔ علی بن ابان کو اس کی خبر لگ گئی طیار ہو کے حالت غفلت میں عصر کے وقت شاہین کے لشکر پر جا پڑا ایک گروہ کثیر کام آگیا شاہین اور اُس کا چچازاد بھائی مارڈالا گیا۔ جوں ہی علی بن ابان جنگ شاہین سے فارغ ہوا ایک مخبر نے ابراہیم بن سیما کے قریب آجانے کی خبر کر دی اُسی وقت علی بن ابان نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر لیا عشاء کے وقت مڈبھیڑ ہو گئی ایک سخت اور بڑی خونریز جنگ کے بعد علی بن ابان نہر جی کی جانب واپس آیا۔

جس وقت سے منصور بن جعفر دریا میں زنگیوں سے شکست کھا کے واپس آیا تھا زنگیوں کے مقابلہ پر جانے سے جی چُراتا تھا کشتیوں کی اصلاح، خندق کھودنے اور مورچہ کے قایم کرنے پر اکتفا کر رہا تھا اس اثنا میں علی بن ابان نے اسپر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے بصرہ پر چڑھائی کر دی اور اہل شہر کو اپنی روزانہ لڑائیوں اور چھیڑ چھاڑ سے تنگ کرنے لگا گرد و نواح کے بادیہ نشینان عرب کو سمجھا بجھا کے اپنا ہم صفیر بنالیا اُنکا ایک گروہ کثیر اس سے آملا اس نے اُن لوگوں کو بصرہ کے ہر چہار طرف پھیلا دیا دور و زنک برابر لڑتا رہا بالآخر نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بزور تیغ فتح کر لیا نہایت بے رحمی سے اہل بصرہ کو قتل و غارت کر کے واپس آیا اسپر بھی اس کے بے رحم دل کو تسکین نہ ہوئی دوبارہ سہ بارہ قتل و غارت کرتا ہوا بصرہ میں گیا تا آنکہ اہل بصرہ نے امان طلب کی علی بن ابان نے امان دیکے ان لوگوں کو دارالامارت کے ایک مکان مین مجتمع ہونے کا حکم دیا جب وہ مجتمع ہو گئے تو اس نے اُن سبھوں کو قتل کر ڈالا جامع مسجد اور اکثر محلات بصرہ میں آگ لگا دی۔ آتش زنی کی اسقدر وسعت ہوئی کہ بصرہ میں اس سرے سے اُس سرے تک آگ ہی آگ کے شعلہ دکھائی دیتے تھے لُوٹ

مار کی کوئی حد نہ تھی اہل بصرہ جہاں نظر پڑتے مار ڈالے جاتے تھے چند دنوں تک یہی حالت قائم رہی بالآخر الامان الامان کی منادی کرادی چونکہ اہل بصرہ اس سے پیشتر ایکبار دھوکا کھا چکے تھے کوئی متنفس باہر نہ نکلا رفتہ رفتہ اسکی خبر خبیث (زنگیوں کے سردار) تک پہونچی علی بن ابان کو معزول کرکے یحییٰ بن محمد بحرانی کو مامور کیا۔

جنگ مولد | جسوقت زنگیوں نے بصرہ میں داخل ہوکے ویران وخراب کردیا خلیفہ معتمد نے محمد معروف بہ مولد کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ مولد روانہ ہوکے ابلہ پہونچا اور پھر ابلہ سے کوچ کرکے بصرہ میں جا اترا اہل بصرہ اسکے پاس آکے مجتمع ہوئے زنگیوں کے ظلم وجور کی شکایت کی مولد نے انکو اور نیز اپنے لشکر کو مرتب کرکے زنگیوں پر دھاوا کردیا زنگی بصرہ سے نکل کے نہر معقل کی طرف چلے آئے خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالار یحییٰ بن محمد کو جنگ مولد پر روانہ کیا دس روز تک لڑائی ہوتی رہی کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا تب خبیث نے ابولیث اصفہانی کو یحییٰ بن محمد کی کمک پر بھیجا اور حالت غفلت میں شبخون مارنے کی ہدایت کی چنانچہ ابولیث اور یحییٰ بن محمد نے مولد کے لشکر پر شبخون مارا تمام رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مغرب کے وقت مولد کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی زنگیوں نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا یحییٰ نے جامدہ تک منہزم گروہ کا تعاقب کیا اثنار تعاقب میں جسکو پایا گرفتار کرلیا جو کچھ ملا لوٹ لیا قرب وجوار کے قصبات اور دیہات کو تاخت وتاراج کردیا غرض جہاں تک ان کی قوت تھی اسکو اُن لوگوں نے قتل وخونریزی اور غارت میں صرف کیا اور خاتمہ جنگ کے بعد نہر معقل کی جانب واپس آئے۔

قتل منصور | جس وقت زنگیوں کو مہم بصرہ سے فراغت حاصل ہوئی علی بن ابان نے نہرجی کا رخ کیا اہواز میں ان دنوں منصور بن جعفر خیاط گورنر تھا خلیفہ معتمد نے

اس کو زنگیوں کی لڑائی کے بعد جو بحرین میں ہوئی تھی اہواز کی گورنری پر مامور کیا تھا چنانچہ منصور نے اہواز میں پہونچکے نہر جی پر قیام کیا اس عرصہ میں زنگیوں کا نامی سپہ سالار علی ابن ابان آ پہونچا اس کے بعد ہی ابولیث اصفہانی براہ دریا اسکی کمک پر آگیا اور بلا حکم و اجازت علی منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اتفاق یہ کہ منصور کے لشکر کو فتحیابی حاصل ہوگئی ابولیث کے ہمراہیوں کا اکثر حصہ اس معرکہ میں کام آگیا معدودے چند بھاگ کے خبیث کے پاس پہونچے بعد اسکے علی بن ابان اور منصور سے معرکہ آرائی ہوئی ظہر کے وقت سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر منصور کے لشکر کو ہزیمت ہوئی زنگیوں نے تعاقب کیا منصور اس خیال سے کہ میں گرفتار نہ ہو جاؤں نہر میں کود پڑا تیر نہ سکا ڈوب گیا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ایک زنگی سپاہی نے جبکہ منصور نہر میں کود پڑا تھا پانی میں کود کے منصور کا کام تمام کر دیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد اسکا بھائی خلف بن جعفر بھی مار ڈالا گیا۔ یارجوج نے سپہ سالاران ترک سے بجائے منصور کے اصطیخور کو متعین کیا۔

جنگ موفق ابو احمد موفق (خلیفہ معتمد علی اللہ کا بھائی) مکہ معظمہ کی گورنری پر تھا۔ جس وقت زنگیوں نے آتش فساد مشتعل کی خلیفہ معتمد نے مکہ معظمہ سے طلب کر کے کوفہ، حرمین، راہ مکہ اور یمن کی حکومت عنایت کی بعد چندے بغداد، سواد، واسط، کور دجلہ، بصرہ اور اہواز کی سند گورنری بھی دیدی اور یہ ہدایت کی کہ اپنی جانب سے یارجوج کو بصرہ، کور دجلہ، یمامہ اور بحرین پر مقرر کر دو چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد ان بلاد سعید بن صالح کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا۔ جب صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو یارجوج نے بصرہ کور دجلہ اور اہواز بجائے اس کے منصور کو متعین کیا اور جب منصور انہیں لڑائیوں میں مارا گیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مصر، قنسرین اور عواصم کی گورنری عنایت

فرمائی۔ مفلح کو خلعت فاخرہ دی گئی۔ یہ واقعہ ۲۵۸ھ کا ہے۔ اور ان دونوں کو زنگیوں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ یہ دونوں سردار روانہ ہوئے خلیفہ معتمد اپنے بھائی کی مشایعت کو ایک منزل تک آیا۔

اس وقت علی بن ابان نہر یحییٰ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا یحییٰ بن محمد بحرانی نہر عباس پر پڑا تھا اور خبیث (زنگیوں کا سردار) معہ اپنے ہمراہیوں اور معدودے چند سپاہیوں کے لوٹ کے مال واسباب کے لانے کی غرض سے بصرہ تک آجا رہا تھا پس جس وقت موفق نے نہر موسل پر پہونچکے پڑاؤ کیا زنگیوں کا لشکر مرعوب ہو کے اپنے سردار کے پاس چلا گیا زنگیوں کے سردار نے علی بن ابان کو موفق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مفلح سے مڈبھیڑ ہوگئی جو موفق کے مقدمتہ الجیش پر تھا گھمسام لڑائی ہونے لگی اثناء جنگ میں مفلح کو ایک تیر آلگا جس کے صدمہ سے اُسی وقت وہ تڑپ کے مرگیا اسکا مارا جانا تھا کہ لشکر بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ہمراہی گرفتار کرلئے گئے۔

اس واقعہ سے موفق کو فراہمی اور ترتیب لشکر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مفلح کے مارے جانے سے بمجبوری میدان جنگ سے ابلہ کی جانب چلا آیا نہر اسد پر قیام کر کے درستی فوج میں مصروف ہوا۔ سوء اتفاق سے لشکر میں وبا پھوٹ نکلی اکثر ہمراہی بیمار ہوگئے اور بعض بعض مر بھی گئے۔ نہر اسد سے کوچ کرکے بادرود چلا آیا آلات حرب، سامان جنگ، درستی بیڑہ جہازات اور ترتیب لشکر میں مشغول ہوگیا جب اس طرف سے ایک گونہ اسکو اطمینان ہوگیا تو خبیث کے لشکر پر جا پڑا یہ لڑائی نہر ابو خصیب پر ہوئی۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک اور خونریز تھا اس معرکہ میں زنگیوں کا ایک گروہ کثیر مار ڈالا گیا بہت سی عورتیں جنکو ان سیاہ بختوں نے گرفتار کرلیا تھا چھڑالی گئیں

اختتام جنگ پر ابو احمد اپنے لشکرگاہ بادرود میں واپس آیا بادرود میں آنے کے ساتھ ہی لشکرگاہ میں آگ لگ گئی فوراً واسط کی جانب کوچ کردیا واسط پہونچکے آرام

وآسائش کی غرض سے اِس کے اکثر ہمراہی اس سے جدا ہو گئے اس نے بھی واسط میں محمد بن مولد کو بجائے اپنے چھوڑ کے سامرا کی طرف مراجعت کر دی۔

قتل بحرانی جس وقت اصطیخور بعد منصور خیاط گور نرا ہواز ہو کے آیا اور جب کہ موفق زنگیوں کی طرف بقصد جنگ جا رہا تھا یہ خبر لگی کہ یحییٰ بن محمد زنگیوں کا نامور سپہ سالار نہر عباس کی جانب روانہ ہوا ہے۔ اسی وقت اصطیخور نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے کوچ کر دیا نہر عباس پر یحییٰ بن محمد سے مڈبھیڑ ہو گئی یحییٰ نے اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ کو اصطیخور کے مقابلہ پر چھوڑا دوسرے حصہ کے ساتھ نہر عبور کر کے اُن کشتیوں پر جا پڑا جو اصطیخور کے ساتھ رسد لے کے آئی تھیں اور ان کو لوٹ لیا شام کے وقت اپنے پترول کو دجلہ کی جانب روانہ کیا موفق کے لشکر سے جو نہر اسد کی طرف بڑھ رہا تھا دوچار ہو گیا دو دو ہاتھ لڑ کے بھاگ کھڑا ہوا موفق کے مقدمۃ الجیش نے تعاقب کیا ہزیمت خوردہ گروہ نے گیرودار کی گھبراہٹ میں جس طرف یحییٰ تھا عبور نہ کیا بلکہ دوسری جانب عبور کر گیا اور فتحمند گروہ جو اس کے تعاقب میں تھا یحییٰ سے آ کے مڈبھیڑ ہو گیا اس وقت یحییٰ کے ساتھ معدودے چند آدمی تھے تھوڑی دیر لڑ کے شکست کھا کے بھاگے یحییٰ زخمی ہو کے ایک کشتی میں جا چھپا موفق کے مقدمۃ الجیش نے زنگیوں کے مال غنیمت اور کشتیوں کو لوٹ لیا اور بعض کو جلا کے خاک وسیاہ کر دیا۔ اہل کشتی نے شاہی سطوت سے خوف کھا کے یحییٰ کو ایک گھاٹ پر جا کے اُتار دیا گھاٹ کے قریب ایک چھوٹا سا گانوں تھا یحییٰ بحال پریشان اس گانوں میں پہونچا زخموں کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی بغرض علاج ایک طبیب سے رجوع کیا۔ طبیب کو اسکے رنگ و ڈھنگ سے شبہہ پیدا ہوا ابو احمد کے ہمراہیوں سے جا کے اسکی خبر کر دی ابو احمد نے اسکو گرفتار کرا کے سامرا بھیجدیا۔ پہلے اس کے ہاتھ پانوں کاٹے گئے بعد ازاں مار ڈالا گیا۔

قبضۂ اہواز زنگیوں کو اس سانحۂ قیامت خیز سے سخت صدمہ ہوا ۲۵۹ھ میں خبیث نے اپنے نامی سپہ سالاروں سے علی ابن ابان اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور اُس لشکر کو بھی انکی فوج میں شامل کر دیا جو یحییٰ بن محمد بحرانی کے رکاب میں تھا مقام دشتمیسان میں اصطیخور سے مقابلہ ہوا زنگیوں نے جی توڑ کے حملہ کیا اصطیخور کو ہزیمت ہوئی اثناء گیرو دار میں اصطیخور مارا گیا ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس واقعہ کے نذر ہو گیا حسن بن ہرثمہ، حسن بن جعفر وغیرہا گرفتار کر لئے گئے۔ فتحمند گروہ کامیابی کے ساتھ اہواز میں داخل ہوا ایک مدت تک اطراف وجوانب اہواز میں لوٹ مار کرتا رہا دن دہاڑے جس کو پایا لوٹ لیا تاآنکہ موسیٰ بن بغا انکے مقابلہ پر آیا۔

جنگ ابن بغا جب زنگیوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز پر قبضہ کر لیا اسوقت خلیفہ معتمد نے ان سے جنگ کرنے کو موسیٰ بن بغا کو اور جنگ عنایت فرما کے متعین کیا۔ موسیٰ بن بغا نے اہواز پر عبدالرحمن بن مفلح کو، البصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو اور بادرود پر ابراہیم بن سیا کو مقرر کر کے ہر چہار طرف سے زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب کے پہلے عبدالرحمن بن مفلح نے میدان جنگ میں پہونچکے علی بن ابان پر حملہ کیا علی بن ابان کا لشکر اس مستعدی سے مقابلہ پر آیا کہ عبدالرحمن بن مفلح کے رکاب کی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی شام تک فتحمند گروہ اپنے فریق منہزم کو قتل وقید کرتا رہا جوں ہی تاریک شب نے اپنے سیاہ دامان پھیلائے لڑائی خود بخود رک گئی دوسرے دن عبدالرحمن بن مفلح نے پھر اپنے لشکر کو مرتب وآراستہ کیا اور بکمال مستعدی سے صبح ہوتے ہی زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اس شدت کا تھا کہ علی بن ابان کا لشکر بے قابو ہو کے میدان جنگ سے بھاگ نکلا علی بن ابان نے ہرچند اس کے روکنے کی کوشش کی کارگر نہ ہوئی زنگیوں کی ایک تعداد کثیر اس معرکہ میں کام آگئی اور بہت سے سیاہ بخت قید کر لئے گئے

علی بن ابان خبیث کے پاس لوٹ آیا اور عبدالرحمٰن بن مفلح درستی و طیاری لشکر کے خیال سے قلعہ مہدی میں چلا آیا۔

علی بن ابان نے خبیث (اپنے سردار) کے پاس پہونچکے پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور خبیث سے اجازت حاصل کر کے قلعہ مہدی پر جہاں کہ عبدالرحمٰن بن مفلح اپنی فوج کی درستی میں مصروف تھا دھاوا کر دیا۔ چونکہ عبدالرحمٰن نے نہایت ہوشیاری سے قلعہ بندی کی تھی علی بن ابان کو کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی بے نیل مرام ابراہیم بن سیما کی طرف لوٹ پڑا ابراہیم بن سیما اسوقت بادرود میں تھا پہلے واقعہ میں تو ابراہیم کو ہزیمت ہوئی مگر دوبارہ ابراہیم نے سنبھل کے اس سختی کا حملہ کیا کہ علی بن ابان کے لشکریوں پر عرصہ کارزار تنگ ہو گیا میدان جنگ سے منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے علی بن ابان نے عیاض کا راستہ اختیار کیا اثناء راہ میں نے اور بید کا جنگل تھا اس وجہ سے عیاض تک ہنوز نہ پہونچنے پایا تھا کہ ابراہیم کے ہمراہیوں نے آگ لگا دی علی بن ابان معہ اپنے ہمراہیوں کے جنگل سے نکل کے بھاگا ایک جماعت کثیر گرفتار کر لی گئی بعد اس کے عبدالرحمٰن نے یہ خبر پاکے علی بن ابان پر دھاوا کر دیا اس عرصہ میں خبیث کی طرف سے براہ دریا علی بن ابان کی کمک آپہونچی فریقین نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ علی بن ابان نے اپنے ایک حصہ فوج کو عبدالرحمٰن پر پیچھے سے حملہ کرنے کو بھیج دیا عبدالرحمٰن کو اس کی اطلاع ہو گئی ایک حصہ فوج کو مقابلہ پر چھوڑ کے فوراً دوسرے حصہ کو لیکے لوٹ پڑا علی بن ابان کے ہمراہیوں سے اور کچھ ہاتھ نہ لگا صرف دو چار چھوٹی کشتیاں ہاتھ آئیں۔ دوسرے دن عبدالرحمٰن نے علی بن ابان پر حملہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر طاشتمر[1] تھا علی بن ابان نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں طاشتمر سے شکست کھا کے بھاگا اور خبیث (زنگیوں کے سردار) کے پاس جا کے دم لیا۔

---

[1] طاشتمر ایک ترکی سپہ سالار تھا عبدالرحمٰن نے اسکو علی بن ابان کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا۔ مترجم

عبدالرحمٰن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما نے دو مختلف راستوں سے خبیث پر چڑھائی کی مدتوں دونوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ اسحاق بن کنداجیق والی بصرہ نے زنگیوں کی رسد بند کردی جسوقت تک خبیث ابراہیم اور عبدالرحمٰن سے مصروف جدال وقتال رہا اسوقت تک اس نے اسحاق سے کچھ تعرض نہ کیا لیکن جوں ہی ان لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا اپنی ایک دستہ فوج کو بصرہ کی طرف روانہ کردیا جو سترہ ماہ تک اہل بصرہ سے لڑتا رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا نے زنگیوں کی لڑائی سے مراجعت کی اور بجائے اس کے مسرور بلخی کو اس مہم کی سرداری دیگئی۔

صفار کا فارس و طبرستان پر قبضہ اس سے پیشتر عہد خلافت خلیفہ معتز میں یعقوب بن لیث صفار کے فارس پر قابض و متصرف ہو جانے اور علی بن حسین ابن قُریش کے قبضہ سے نکل جانے کے واقعات لکھے جا چکے ہیں بعد چندے پھر فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت کے پھریرے کامیابی کی ہوائیں لہرانے لگے حرث بن سیما کو اسکی گورنری دی گئی۔ ان دنوں فارس میں ایک شخص عراق عرب کا رہنے والا محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی مقیم تھا اس نے احمد بن لیث سے راہ و رسم پیدا کرکے اُن کردوں سے میل جول پیدا کیا جو اس اطراف میں رہتے تھے اور موقع پاکے حرث بن سیما پر حالت غفلت میں حملہ کردیا حرث بن سیما اس واقعہ میں مارا گیا محمد بن واصل نے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کرلیا اس عرصہ میں خلیفہ معتمد کی خلافت کا دور آگیا اس نے حسن بن فیاض کو والی فارس مقرر کرکے روانہ کیا محمد بن یعقوب بن لیث نے یہ خبر پاکے ۲۵۷ھ میں فارس کا رخ کیا خلیفہ معتمد کو اسکی خبر لگی سخت برہم ہوا موفق نے مصلحتاً آتش فساد فرو کرنیکی غرض سے بلخ اور طخارستان کی سند گورنری لکھکے یعقوب بن لیث کے پاس بھیجدی چنانچہ یعقوب بن لیث نے فارس سے اعراض کرکے بلخ و طخارستان پر پہونچکے قبضہ کرلیا پھر بلخ سے روانہ ہو کے کابل پہونچا اور تبیل کو گرفتار کرلیا بعد اسکے ایک قاصد خلیفہ معتمد کی خدمت میں معہ ہدایا اور تحائف کے روانہ کیا اور مراجعت کرکے بست میں

آگے اُتر پڑا سجستان کی جانب واپس آنے کا قصد تھا مگر بعض سپہ سالاروں کی عجلت سے بھلا کے
ایک برس تک ٹھہرا رہا بعد ایک سال کے قیام کے سجستان واپس آیا پھر سجستان سے ہرات
چلا آیا اور شہر کروخ پر محاصرہ ڈالدیا۔ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل شہر نے شہر پناہ کے
دروازہ کھولدئیے یعقوب بن لیث نے اس پر قبضہ حاصل کرکے بوشنج پر دھاوا کردیا اور
حسین بن علی بن طاہر بن حسین کو گرفتار کرلیا محمد بن طاہر بن عبداللہ نے سفارش کی مگر
یعقوب بن لیث نے اسکو رہا نہ کیا بعد اسکے ہرات اور باذغیس پر بھی قبضہ حاصل کرکے
سجستان کی جانب لوٹا ان دنوں سجستان کی گورنری پر عبداللہ سنجری تھا ایک زمانہ دراز سے
یعقوب بن لیث سے اور اس سے چل رہی تھی جس وقت یعقوب کی مالی اور فوجی قوت
بڑھ گئی اور اس نے عبداللہ سنجری کو اپنی حکمت عملیوں سے ضعیف دکمزور کردیا اسوقت
عبداللہ سنجری سجستان چھوڑ کے خراسان کی طرف چلا گیا اور محمد بن طاہر والی خراسان
کے پاس جاکے پناہ گزین ہوگیا۔ یعقوب نے محمد بن طاہر سے اپنے ہزیمت خوردہ حریف
(عبداللہ سنجری) کو طلب کیا محمد بن طاہر نے عبداللہ سنجری کے دینے سے انکار کیا اس
بنا پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کردی اور نیشاپور کو جاکے گھیر لیا محمد بن طاہر نے
ملاقات کی خواہش کی یعقوب سے انکار کردیا تب محمد بن طاہر نے اپنے اعزا اور خاندان
کے معزز ممبروں کو یعقوب سے ملنے کو روانہ کیا چنانچہ یعقوب اُن لوگوں سے باحترام
وعزت ملا مگر اس کے بعد ہی ماہ شوال ۲۵۹ھ میں بزور وجبر نیشاپور میں گھس کے
محمد بن طاہر کو معہ اس کے خاندان والوں کے گرفتار کرلیا اور اپنی جانب سے ایک
شخص کو نیشاپور پر مامور کرکے دربار خلافت میں ایک اطلاعی عرضداشت اس مضمون
کی بھیجدی کہ اہل خراسان نے بوجہ اس کے کہ محمد ابن طاہر اپنے فرائض منصبی کے ادا
کرنے میں کوتاہی اور پہلوتہی کرتا تھا اور طبرستان پر علویوں کے غالب ومتصرف ہوجانے
کا قوی اندیشہ تھا مجھے بُلا بھیجا اس وجہ سے میں نے نیشاپور میں داخل ہوکے قبضہ کرلیا نیز

اور محمد بن طاہر کو معہ اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا ہے خلیفہ معتمد نے یعقوب کی توقع کے خلاف تہدیداً لکھ بھیجا کہ مابدولت واقبال کو تمہارا یہ فعل سخت ناگوار گذرا ہے بہتر یہ ہے کہ جس قدر بلاد تمہارے قبضہ و تصرف میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ تمہارے ساتھ مخالفانہ برتاؤ کیا جائے گا اور تم دولت عباسیہ کے مخالفین میں شمار کئے جاؤ گے یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے

بعضوں نے یعقوب کے نیشاپور پر قابض و متصرف ہونے کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ محمد بن طاہر والی خراسان کے قوائے حکومت مضمحل اور کمزور ہو جانے کی وجہ سے اسکے بعض اعزہ اور اقارب نے یعقوب بن لیث صفار کو لکھ بھیجا کہ "موقع مناسب ہے محمد بن طاہر کی قوت مدافعت بالکل سلب ہوگئی ہے نیشاپور پر آکے قبضہ کر لو" یعقوب نے پہلے اس امر کی تحقیقات کی بعد ازاں محمد بن طاہر کو لکھ بھیجا "چونکہ حسن بن زید علوی طبرستان کو یوماً فیوماً دبائے جاتا ہے اس وجہ سے مجھے دربار خلافت سے اس کے روک تھام کا حکم آیا ہے تم سے کسی قسم کا مجھے سروکار نہیں ہے میں خلافت پناہی کے حکم کی تعمیل کرنے کو موریا کے جانب جانا چاہتا ہوں تم اپنے دل میں کسی طرح کا خطرہ نہ پیدا کرو" مزید احتیاط کے خیال سے اپنے دو ایک سپہ سالاروں کو جاسوسی کے غرض سے نیشاپور بھیجدیا تاکہ دم پٹی میں محمد بن طاہر کے خیالات تبدیل کرتے رہیں مقابلہ و جنگ کا انتظام نہ کرنے دیں بعد اسکے خود بھی کوچ کر کے نیشاپور کے قریب پہونچ گیا۔ عمر بن لیث نیشاپور میں داخل ہو کے محمد بن طاہر کو یعقوب بن لیث کے پاس گرفتار کر لایا یعقوب نے اُس کو فرایض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر سخت و سُست کلمات سے مخاطب کیا اور اس کے کل خاندان کو جو تعداد میں ایکسو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے سجستان کی جانب روانہ کر دیا محمد بن طاہر کے گرفتار ہوتے ہی یعقوب بن لیث کے عُمّال کُل صوبجات خراسان میں پھیل گئے اور بات کی بات میں محمد بن طاہر کے عمّال کو نکال کے قبضہ کر لیا یہ واقعات محمد بن طاہر کی حکومت

کے گیارہ برس دو مہینے کے بعد وقوع میں آئے۔

الغرض جب یعقوب نے محمد بن طاہر کو گرفتار کرلیا اور خراسان کے کل صوبجات پر اس کے عمال متعین و مقرر ہوگئے اُس وقت اسکے حریف عبداللہ سنجری نے حسن بن زید والی طبرستان کے پاس جاکے پناہ لی یعقوب نے حسن بن زید سے عبداللہ سنجری کے پناہ گزین ہونے کے بابت خط و کتابت کی حسن بن زید نے لکھ بھیجا "میں نے اس کو پناہ دیدی تم کو اگر دعوائے مردانگی ہو تو طیار ہو جاؤ میں عنقریب تمہارے سر پر پہونچا چاہتا ہوں" اس خط کے بعد ہی ۲۶۰ھ میں حسن بن زید علوی یعقوب کے سر پر پہونچ گیا یعقوب نے لشکر مرتب کرکے مقابلہ کیا مقام ساریہ میں صف آرائی کی نوبت آئی دونوں حریف جی توڑ کے لڑنے لگے بالآخر حسن بن زید ہزیمت اُٹھا کے دیلم کی جانب بھاگ گیا اور یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمل پر قبضہ کرلیا۔

خاتمہ جنگ اور ساریہ و آمل پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد یعقوب نے چالیس ہزار کی جمعیت سے حسن بن زید کا تعاقب کیا اتفاق سے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پہونچا چالیس روز تک مینھ برستا رہا بہزار خرابی و دقت اپنی فوج کی ایک تعداد کثیر کو ضایع کرکے واپس آیا اور ان واقعات کی ایک اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں بھیجدی۔

عبداللہ سنجری بعد ہزیمت حسن بن زید رے کی جانب چلا گیا تھا یعقوب نے یہ خبر پاکے حاکم رے کو اس مضمون کا خط لکھ بھیجا "بہتر یہ ہے کہ میرے حریف کو میرے حوالہ کردو ورنہ تمہارے سر پر پہونچا چاہتا ہوں لڑائی کے لئے طیار ہو جاؤ" حاکم رے نے عبداللہ سنجری کو گرفتار کرکے یعقوب کے پاس بھیجدیا یعقوب نے اسکو قتل کرکے سجستان کی جانب مراجعت کردی۔

جس وقت حسن بن زید کو طبرستان میں بمقابلہ عبدالرحمن بن مفلح شکست ہوئی اور ابن مفلح نے میدان جنگ سے مراجعت کی حسن بن زید نے اُسی وقت جرجان پر

قبضہ کر لینے کے قصد سے جرجان کی جانب کوچ کر دیا محمد بن طاہر والی خراسان نے یہ خبر پا کے ایک لشکر جرجان کی حفاظت کی غرض سے روانہ کیا مگر یہ لشکر جرجان کو حسن بن زید کے تصرف و غلبہ سے نہ بچا سکا حسن بن زید نے جرجان پر پہونچکے قبضہ کر ہی لیا اور یہ لشکر دور سے منہ تکتا رہ گیا اس واقعہ سے محمد بن طاہر کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا اکثر صوبجات خراسان میں بدامنی پھیل گئی اطراف و جوانب کے امراء اسکی کمزوری سے فائدہ اٹھانے لگے جن لوگوں کو اس سے کچھ بھی سوء مزاجی تھی یا برائے نام پیدا ہو گئی انھوں نے جس طرف سے موقع پایا خروج کر دیا اور محمد ابن طاہر انکی مدافعت نہ کر سکا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محمد بن طاہر کے قبضہ سے خراسان نکل گیا اور آل صفار کے پھریرے کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگے جیسا کہ ابھی ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

بغاوت موصل خلیفہ معتمد نے صوبہ موصل کی گورنری پر سپہ سالاران ترک سے اساتکین نامی ایک سپہ سالار کو متعین فرمایا تھا اس نے اپنی جانب سے اپنے لڑکے اذکرتکین کو ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ میں روانہ کیا اذکرتکین نے موصل میں پہونچکے رند مجادی، فسق، فجور، شراب نوشی، زنا، ظلم اور سفاکی کا دروازہ کھولدیا ایک روز ایک لشکری نے بدمستی کی حالت میں ایک عورت پر اثنائے راہ میں دست درازی کی عورت چلائی۔ ادریس حمیری نامی ایک بزرگ سیرت نے پہونچکے اس عورت کی عزت بچائی۔ لشکری نے اذکرتکین سے ادریس کی شکایت جڑ دی اذکرتکین نے ادریس کو گرفتار کرا کے خوب پٹوایا۔ اہل شہر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا مجتمع ہو کے مشورہ کرنے لگے رائے یہ قرار پائی کہ خلیفہ معتمد کو اس کی اطلاع کرنی چاہئے اذکرتکین کو اس مشورہ کی خبر لگ گئی لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا اور بلا استفسار لڑائی شروع کر دی اہل شہر بھی مجتمع ہو کے لڑنے لگے آخر الامر اہل شہر نے اذکرتکین کو مار کے نکال دیا اور متفق ہو کے یحییٰ ابن سلیمان کو حکومت موصل کی کرسی پر بٹھایا۔ اس اثنا میں ۲۶۱ھ کا

دور آگیا اسانکین نے ہیثم بن عبداللہ بن معمر تغلبی عدوی کو صوبہ موصل کی نیابت عطا کی اور اہل موصل کی گوشمالی کی تاکید کی چنانچہ ہیثم نے موصل پہونچکے لڑائی چھیڑدی ایک مدت تک اہل موصل لڑتے رہے۔ طرفین کے ہزارہا آدمی کام آگئے ہیثم مجبور ہوکے واپس آیا اسانکین نے بجائے اس کے اسحاق بن ایوب تغلبی (بنو حمدان کے دادا) کو متعین کیا ایک مدت تک اسحاق بھی محاصرہ کئے رہا اثناء محاصرہ میں یحییٰ ابن سلیمان علیل ہوگیا اسحاق نے اسکی علالت سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی محاصرہ میں سختی اور مستعدی سے کام لینے لگا شہر پناہ کی بعض سمت کی دیواریں بھی زمین دوش کردی۔ اہل شہر نے یحییٰ بن سلیمان کو اُسی حالت سے لاکے صف لشکر کے آگے ڈالدیا۔ اہل شہر کو اس سے بے حد جوش پیدا ہوا نہایت مردانگی سے حملہ آور ہوئے اسحاق کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی اور اُسی جوش سے شروع ہوئی اسحاق اہل شہر سے برابر خط وکتابت کر رہا تھا اور انکو طرح طرح کی امیدیں دلاتا تھا تاآنکہ اہل شہر نے اس امر پر مصالحت کرلی کہ اسحاق شہر میں داخل ہوکے ربض میں قیام پذیر ہو چنانچہ اسحاق ایک ہفتہ تک ربض میں ٹھیرا رہا بعد اسکے کسی شہری اور اسکے لشکری سے باتوں باتوں چل گئی جس سے آتش جنگ پھر بھڑک اُٹھی۔ اہل شہر نے مجتمع ہوکے اسحاق کو مار کے شہر سے نکال دیا اور یحییٰ بن سلیمان مستقل طور سے موصل میں حکومت کرنے لگا۔

جنگ ابن مفلح و ابن واصل

اس سے پیشتر ہم حرث بن سیما گورنر فارس پر محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی کے حملہ کرنے اور ۲۵۶ھ میں فارس پر اسکے متصرف وقابض ہونے کے واقعات بیان کر آئے ہیں پس جس وقت خلیفہ معتمد کو اسکی خبر لگی فارس کی حکومت بھی عبدالرحمٰن بن مفلح کو عنایت فرمائی اور بقصد جنگ ابن واصل اہواز کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور طاشتمر کو امدادی فوج کا افسر مقرر کرکے

ابن مفلح کی کمک پر متعین کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں ابن مفلح اہواز کی جانب سے ابن واصل پر حملہ آور ہوا اسکے ہمراہ ابو داؤد علوس بھی تھا مقام رام ہرمز میں صف آرائی کی نوبت آئی ابن واصل نے پہلے ہی حملہ میں ابن مفلح کو شکست دیکے گرفتار کرلیا طاشتمر میدان جنگ میں مارا گیا ہزارہا آدمی مارے اور قید کرلئے گئے ابن مفلح کا لشکرگاہ لوٹ لیا بعد اسکے خلیفہ معتمد نے ابن واصل سے ابن مفلح کی رہائی کے بابت خط وکتابت شروع کی ابن واصل نے ایک خط کا بھی جواب نہ دیا اور بجائے رہا کرنے کے ابن مفلح کو خفیہ طور سے مار کے یہ مشہور کردیا کہ وہ اپنی موت سے مرگیا۔

اِس واقعہ کے بعد ابن واصل نے بقصد جنگ موسیٰ بن بغا واسط کا رخ کیا رفتہ رفتہ اہواز تک پہونچا ان دنوں اہواز میں ابراہیم بن سیما ایک فوج کثیر لئے ہوئے مقیم تھا۔ موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پاکے اور نیز اس وجہ سے کہ فارس میں آئے دن فتنہ وفساد برپا ہو رہا ہے گھبرا کے گورنری سے دربار خلافت میں استعفا پیش کیا جس کو خلافت پناہی نے منظور فرمالیا۔

جن دنوں ابن مفلح اہواز سے فارس کی طرف واپس آرہا تھا اسی زمانہ میں بجائے اسکے ابو الساج مقرر کیا گیا تھا اور اس کو زنگیوں سے جنگ کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا علی بن ابان سپہ سالار زنگیان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ علی بن ابان نے اسکو شکست دیکے مار ڈالا ابو الساج اِس وحشت اثر خبر کو سن کے لشکرگاہ مکرم کی جانب لوٹ آیا علی بن ابان نے اہواز پر قبضہ حاصل کرکے اہل اہواز کو جی کھول کے پائمال کیا بازاروں میں آگ لگادی شاہی مکانات منہدم کرادیئے۔ اِس جانگداز واقعہ کے بعد ابو الساج گورنری اہواز سے معزول کردیا گیا بجائے اسکے ابراہیم بن سیما متعین ہوا اس زمانہ سے یہ اہواز ہی میں رہا تا آنکہ موسیٰ بن بغا گورنری فارس سے استعفا دیکے واپس آیا۔

جس وقت عبدالرحمن بن مفلح جنگ ابن واصل میں مارا گیا جس کو ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں اور اس واقعہ کی خبر یعقوب بن لیث صفار تک پہونچی حکومت فارس کی طمع دامنگیر ہوگئی فوراً لشکر مرتب کر کے بجستان سے کوچ کر دیا ابن واصل کو اسکی خبر لگ گئی ابراہیم بن سیما کی لڑائی چھوڑ کے صفار کی جانب لوٹ پڑا اور صفار کے لشکر گاہ کے قریب پہونچکے اپنے ماموں ابوبلال مرداس کو خط لیکے روانہ کیا صفار نے اس کے جواب میں اپنے قاصد کے معرفت خط بھیجا ابن واصل نے قاصد کو گرفتار کر کے دفعتہً حملہ کرنے کی طیاری کر دی اتفاق یہ کہ صفار کو اس کی اطلاع ہوگئی صفار نے ابوبلال سے مخاطب ہو کے کہا "دیکھو تمہارے دوست نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی ہمارے قاصد کو گرفتار کر کے حملہ کرنے کی طیاری کر دی ہے مگر ہم کو اس کی مطلق پروا نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل وحامی ہے" ابوبلال یہ سن کے خاموش ہوگیا کچھ جواب نہ بن پڑا صفار نے اسی وقت لشکر کو طیار کر کے ابن واصل کی طرف کوچ کر دیا۔ ابن واصل کے ہمراہی روزانہ سفر سے تھک گئے تھے اور بہت سے کثرت تشنگی سے مر چکے تھے باقی ماندہ جو تھے وہ حواس باختہ بے حس وحرکت پڑے تھے لڑائی اور مقابلہ کی طاقت ان میں کہاں تھی ابن واصل اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کے بھاگ کھڑا ہوا صفار نے اس کے لشکر گاہ میں گھس کے جو کچھ پایا معہ اُس مال واسباب کے جو ابن مفلح کی ہزیمت سے ابن واصل کے ہاتھ آیا تھا لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے صفار کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا کل بلاد فارس پر اس کا قبضہ ہوگیا۔ صوبجات فارس پر اپنی طرف سے عمال مقرر کئے۔ صفار نے اس مہم سے فارغ ہو کے اہل زم پر بوجہ اسکے کہ انہوں نے ابن واصل کی حمایت کی تھی چڑھائی کر دی اور جوش کامیابی میں اہواز پر قبضہ کر لینے کی بھی طمع دامنگیر ہوگئی۔

آغاز دولت بنو سامان | سامانیوں کا دادا اسد بن سامان خراسان سے

مشہور خاندان کا ایک معزز ممبر تھا کبھی یہ اپنے کو اہل فارس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور گاہے سامہ بن لوی بن غالب کی جانب۔ اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد، یحییٰ اور الیاس جن دنوں مامون خراسان کی گورنری پر تھا انہیں ایام میں ان لوگوں نے مامون کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کی مامون نے ان لوگوں کو عہدہ ہائے جلیلہ سے سرفراز فرمایا پس جب مامون نے عراق کی جانب مراجعت کی اور خراسان میں اپنی نیابت پر غسان بن عباد کو (یہ فضل بن سہل کا عزیز تھا) مامور کیا تو اس نے نوح کو سمرقند کی، احمد کو فرغانہ کی، یحییٰ کو شاش واشروسنہ کی اور الیاس کو ہرات کی حکومت دی۔ بعد چندے بجائے غسان کے طاہر بن حسین کو خراسان کی حکومت عطا ہوئی اس نے اُن لوگوں کو اُن کے عہدوں پر بحال رکھا۔ بعد اس کے نوح بن اسد کا انتقال ہوگیا طاہر بن حسین نے اس کے صوبہ کو اس کے دو بھائیوں یحییٰ اور احمد کے صوبجات سے ملحق کردیا۔ احمد نہایت خوش خلق اور خصایل پسندیدہ سے متصف تھا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد الیاس نے ہرات میں وفات پائی عبداللہ بن طاہر نے اُس کے بیٹے ابو اسحاق محمد بن الیاس کو اسکی جگہہ پر مقرر کیا۔ احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے۔ نصر، یعقوب، یحییٰ، اسماعیل، اسحاق، ابوالاشعث اسد، اور ابو غانم حمید۔ احمد کے انتقال کرنے پر صوبہ سمرقند میں اس کا بڑا بیٹا نصر اِس کا قائم مقام بنایا گیا چنانچہ اسوقت سے تا زمان انقراض حکومت بنی طاہر اور ان کے بعد بھی سمرقند کی حکومت اس کے قبضہ میں رہی سمرقند کی سند حکومت اسکو گورنران خراسان کی جانب سے ملتی رہی یہاں تک کہ بنی طاہر کی حکومت درہم وبرہم ہوگئی اور دولت صفار کا پھریرہ خراسان میں کامیابی کی ہوائیں اُڑنے لگا پس خلیفہ معتمد نے اپنی جانب سے نصر کو اس صوبہ کی سند گورنری سنہ ۲۶۱ھ میں مرحمت فرمائی۔ جبکہ یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کرلیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو تو نصر نے اپنی فوجوں کو دریائے جیحون کی طرف صفار کے

بڑھتے ہوئے سیلاب کے روک تھام کرنے کو روانہ کیا اتفاق وقت سے اس لشکر کا سردار جنگ صفار کے نذر ہوگیا نصر کا لشکر بخارا لوٹ آیا (احمد بن عمر) والی بخارا جان کی خوف سے شہر چھوڑ کے بھاگ گیا اہل بخارا نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امارت کی کرسی پر بٹھلایا پھر بعد چندے اس کو معزول کر کے احمد بن محمد لیث کو امیر بنایا تھوڑے دنوں بعد اس کو بھی معزول کر کے حسن بن محمد کو شہر کی حکومت سپرد کی پھر جب اس کو بھی معزول کر دیا تو نصر نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی زمام حکومت عنایت کی۔ اس اثناء میں رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا داعی تھا) خراسان کا گورنر ہوا اور صفار اس ملک پر متغلب و متصرف ہوئے اُسوقت اسماعیل والی بخارا نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور باہم معاونت و اتحاد کا عہد و پیمان کر کے صوبہ خوارزم کی حکومت حاصل کر لی۔ لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل و نصر کو لڑا دیا۔ چنانچہ نصر نے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی اسماعیل نے رافع بن ہرثمہ سے مدد طلب کی رافع بن ہرثمہ ایک کثیر التعداد فوج لے کے بذاتہ اسکی کمک کو بخارا آیا نوبت لڑائی کی نوبت آئی دونوں بھائیوں میں مصالحت ہوگئی رافع خراسان کو لوٹ آیا بعد اسکے پھر ان دونوں بھائیوں میں سوء مزاجی پیدا ہوئی جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہونچ گئی ۲۷۵ھ میں ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کو نصر پر فتح نصیب ہوئی جس وقت نصر اسماعیل کے روبرو حاضر ہوا اسماعیل نے دوڑ کے دست بوسی کی اور بدستور کرسی امارت سمرقند پر اسکو جلوہ افروز رکھا خود اس کی نیابت میں بخارا کی امارت کرتا رہا۔ اسماعیل نہایت منکسر مزاج۔ سخی اور اہل علم و دین کا قدردان تھا۔

ولیعہدی کی بیعت جس وقت موسیٰ بن بغا گورنری ولایت شرقیہ سے مستعفی ہوا خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی احمد موفق کے بھیجنے کا قصد کیا چنانچہ شوال ۲۶۱ھ میں

دربار عام منعقد کیا امراء، وزراء، اور اراکین سلطنت حسب مدارج حاضر ہوئے خلیفہ معتمد نے ایک مختصر تقریر کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو اپنا ولیعہد بنایا اور مفوض الی اللہ کا مبارک لقب مرحمت فرما کے موسیٰ بن بغا کو اسکی نیابت عنایت کی۔ افریقیہ، مصر، شام، جزیرہ، موصل، ارمینیہ، طریق، خراسان، اور مہر جانقذق کی گورنری عطا فرمائی۔ اسی جلسہ میں یہ بھی قرار دیا کہ میرا دوسرا ولیعہد میرا بھائی ابو احمد ہوگا اس کو الناصر لدین اللہ الموفق کا لقب دیکے بلاد شرقیہ، بغداد، کوفہ، طریق مکہ، یمن، کسکر، کور دجلہ، اہواز، اصفہان، فارس، کرخ، دینور، رے، زنجان اور سندھ کی حکومت عنایت کی۔ دونوں ولیعہدوں کے لئے دو لواء سفید و سیاہ بنائے اور یہ شرط کی کہ اگر میں مرجاؤں اور اسوقت تک جعفر بالغ نہ ہو تو پہلے موفق سریر خلافت پر متمکن ہو بعد ازاں جعفر۔ اسی شرط کے ساتھ حاضرین سے بیعت لی گئی جعفر کی جانب سے صوبجات مغرب پر موسیٰ بن بغا مامور کیا گیا قلمدان وزارت صاعد بن مخلد کے سپرد ہوا بعد ازاں ۲۷۲ھ میں اسکی بد اقبالی کی گھٹا اس کے سر پر چھا گئی معافی کا خواستگار ہوا۔ بجائے اسکے اسماعیل بن باہل کو یہ معزز عہدہ عنایت ہوا

تقرر ولیعہدی کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا موفق نے اپنی جانب سے اہواز، بصرہ اور کور دجلہ پر سرور بلخی کو مقرر کر کے بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھنے کی ہدایت کی اور اسکے بعد اپنی روانگی کا عزم کیا۔

جنگ صفار و موفق جس وقت یعقوب صفار نے فارس کو ابن واصل کے تصرف سے اور خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے نکال کے اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا اور اسکی خبر دربار خلافت تک پہونچی خلیفہ معتمد نے سر دربار کہہ دیا "حاشا و کلا میں نے یعقوب صفار کو فارس و خراسان پر قبضہ کر لینے کی اجازت نہیں دی اور نہ میں نے اس کو اُن افعال کے کرنے کی ہدایت کی جس کا وہ مرتکب ہوا ہے مجھکو

اِس کے فعل سے سخت ناراضی پیدا ہوئی ہے" موفق نے گذارش کی "امیر المومنین! کو ایسے خود سر شخص کی سرکوبی کرنا ضرور ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ پہلے اُس سے جواب طلب کیا جائے۔" خلیفہ معتمد نے اس رائے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھ کے اسماعیل بن اسحاق اور فہواج نامی ایک نامور سپہ سالار ترک کو صفار کے پاس یہ پیام لے کے بھیجا کہ "ما بدولت واقبال کو تمہاری یہ دست درازی مطبوع خاطر اقدس نہیں ہوئی بہتر یہ ہے کہ تم اُنہیں بلاد کی حکومت پر اکتفا کرو جو تم کو دربار خلافت سے مرحمت ہوئے ہیں اور ہیں ان لوگوں کو جو تمہارے ہمراہیوں میں سے ہیں اور جنکو ہیں نے وقت گرفتاری محمد بن طاہر گرفتار کر لیا تھا رہا کر کے تمہارے پاس بھیجتا ہوں" اسماعیل تھوڑے دنوں بعد صفار کے پاس سے واپس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ صفار کا قصد موصل کے طرف بڑھنے کا ہے۔ موفق ان واقعات سے مطلع ہو کے زنگیوں کے مہم پر جانے سے رُک رہا۔ ہاں اسماعیل کے ساتھ صفار کا حاجب درہم نامی بھی حکومت طبرستان، خراسان، جرجان، رے، فارس اور افسری پولس بغداد کی سند حاصل کرنے کو دربار خلافت میں آیا تھا چنانچہ خلیفہ معتمد نے علاوہ صوبجات سجستان اور کرمان کے جو کہ پہلے سے اسکے قبضہ میں تھے ان صوبجات کی سند گورنری بھی عنایت کی جنکی حکومت کی صفار نے استدعا کی تھی۔ درہم معہ عمر بن سیما کے صوبجات مذکورۃ الصدر کی سند گورنری لئے ہوئے صفار کے پاس واپس آیا صفار نے یہ لکھ کے کہ "میں بغرض ادائے تشکر و امتنان امیر المومنین کے باب عالی پر حاضر ہوا چاہتا ہوں" اپنے لشکر گاہ مکرم سے کوچ کر دیا ابو السلج والی اہواز چونکہ صفار کا ماتحت تھا یہ خبر پا کے استقبال کے غرض سے شہر سے باہر آیا عزت و احترام سے صفار کو شہر میں لے گیا۔ بڑی دھوم کی دعوت کی۔ صفار ایک دو روز قیام کر کے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ یہ حالات تو صفار کے تھے اب دربار خلافت کا رنگ ڈھنگ

ملاحظہ کیجئے کہ جس وقت قاصدوں نے واپس ہو کے صفار کی عرضی پیش کی اہل دربار کے چہروں پر ہوائی اُڑنے لگی سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگا کسی نے کہا "اس کی نیت اچھی نہیں ہے" کوئی بولا "وہ بڑا نمک حرام ہے" غرض ہر شخص اپنی فہم کے مطابق رائے زنی کر رہا تھا اتنے میں خلافت پناہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور بغداد سے نکل کے زعفرانیہ میں پہونچکے لشکر آرائی کی اور اپنے بھائی موفق کو بقصد جنگ صفار آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ نصف رجب ۲۶۲ھ میں صفار کی فوج سے مقابلہ ہوا موفق کے میمنہ میں موسیٰ بن بغا تھا میسرہ میں مسرور بلخی اور قلب لشکر میں خود موفق۔ پہلے صفار کے میمنہ اور موفق کے میسرہ سے مڈبھیڑ ہوئی موفق کا میسرہ پہلے حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن سیما وغیرہ نامی نامی سپہ سالار اس معرکہ میں کام آئے۔ موفق نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کے منہزموں کو آواز دی اور اُن کو حکمت عملی سے واپس لا کے دوبارہ صفار کے لشکر پر حملہ کیا صفار کی فوج نے بھی جی توڑ کے مقابلہ کیا جنگ و خونریزی کی گرم بازاری ہوگئی کُشتوں کے پُشتے لگ گئے آخر وقت عصر تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی اس اثنا میں خلیفہ معتمد کی جانب سے محمد بن اوس اور دیرانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے موفق کی کمک پر آگیا دونوں فوجیں مجموعی قوت سے صفار کے لشکر پر دو طرف سے حملہ آور ہوئیں صفار کی فوج اس نابرداشتنی حملہ سے گھبرا گئی اکثر ہمراہی اس گھبراہٹ میں مارے گئے خلیفہ کی امدادی فوج دیکھ کے صفار کا لشکر بے قابو ہو کے بھاگ کھڑا ہوا صفار بھی مجبوراً اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹا موفق کی فوج نے تعاقب کیا۔ لشکرگاہ کو لوٹ لیا تقریباً دس ہزار گھوڑے، خچر اور چوپائے ہاتھ آئے مال و اسباب کی کوئی انتہا نہ تھی بار برداری کو جانور نہ ملتے تھے۔ محمد بن طاہر والی خراسان بھی پابہ زنجیر اسی لشکرگاہ میں تھا صفار کی شکست سے اسکی قسمت کھُل گئی قید کی تکلیف سے رہائی ملی شکریہ ادا کرنے کو موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اِسکو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کے محکمہ

پولیس بغداد کی افسری عنایت کی۔

صفار میدان جنگ سے شکست کھا کے خوزستان کی طرف روانہ ہوا اور جندسابور میں پہونچکے قیام کیا۔ زنگیوں کے سردار نے خط وکتابت شروع کی دوبارہ جنگ کرنے پر اُبھارنے لگا اور امداد واعانت کا وعدہ کیا صفار نے جواب میں سورۂ کافرون (یعنی قل یاایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون تا آخر سورہ) لکھ بھیجی۔

ان واقعات کے اثنا میں ابن واصل نے صفار کو مصروف جنگ دیکھ کے فارس پر قبضہ کرلیا دربار خلافت میں اطلاعی عرضداشت روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کے فارس کی سند گورنری مرحمت فرمائی۔ صفار نے یہ خبر پا کے ایک لشکر بسرافسری عمر بن السری فارس پر بھیجدیا جس نے پہونچنے کے ساتھ ہی ابن واصل کو نکال باہر کرکے قبضہ کرلیا۔ انہیں دنوں صفار نے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی کو اہواز کی حکومت پر مامور کیا۔

مہم صفار کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد نے سامرا کی طرف مراجعت کی اور موفق واسط کی جانب لوٹ آیا۔ قصد مصمم صفار کے تعاقب کرنے کا تھا لیکن علالت طبیعت کی وجہ سے بغداد واپس آیا اس کے ساتھ مسرور بلخی بھی تھا جو کہ بعد موسیٰ بن بغا کے زنگیوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا چونکہ ابو الساج نے صفار کی مہمان داری اور مدارات کی تھی اس وجہ سے اس کی جاگیرات اور مال واسباب ضبط کرکے مسرور بلخی کو مرحمت ہوا اور محمد بن طاہر محکمہ پولیس بغداد کی افسری کرنے لگا۔

زنگیوں کے حالات | اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مسرور بلخی بعد موسیٰ بن بغا زنگیوں سے جنگ کرنے کو روانہ کیا گیا اور بعد اسکے موفق روانہ ہونے والا تھا لیکن صفار کے واقعات پیش آجانے کی وجہ سے روانہ نہ ہوسکا صفار کی معرکہ آرائی میں مصروف ہوگیا طرّہ اس پر یہ ہوا کہ مسرور بھی خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق دربار خلافت کو

واپس آیا زنگیوں کے سردار نے عساکر سلطانیہ سے میدان خالی دیکھ کے اپنی فوج کو ہر چہار طرف قتل و غارت کرنے کو پھیلا دیا چنانچہ سلیمان بن جامع کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطیحہ کی جانب روانہ کیا اور سلیمان بن موسی کو قادسیہ کی طرف شبخون مارنے کو بھیجا اس اثناء میں ابن ترکی سپہ سالار براہ دریا شاہی لشکر لئے ہوئے زنگیوں کی فوج سے جنگ کرنے کو آپہونچا سلیمان بن موسیٰ سے مقابلہ ہو گیا تقریباً ایک مہینہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر سلیمان بن موسیٰ میدان جنگ سے ہزیمت کھا کے سلیمان بن جامع کی جانب مایل ہوا خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالاروں سلیمان بن موسیٰ اور سلیمان بن جامع کی کمک پر ایک تازہ دم فوج روانہ کی۔

مسرور بلخی نے واسط سے اپنی روانگی کے پیشتر ایک لشکر براہ دریا زنگیوں کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کو روانہ کیا تھا جس سے سلیمان بن جامع دوچار ہوا۔ ایک روز حالت غفلت میں شاہی لشکر پر دھاوا کر دیا شاہی لشکر کو ہزیمت ہوئی اثناء گیرودار میں دوچار کشتیاں گرفتار کر لیں لشکریوں میں سے جو ہاتھ آیا اُس کو مار ڈالا پھر میدان جنگ سے بخوف عساکر سلطانیہ روانہ ہو کے یعقوب کے قریب قصبہ مردان میں آکے سے اور بید کے جنگل میں قلعہ نشین ہو گیا مگر اس کی اس چالاکی نے کام نہ دیا دربار خلافت کے دو نامی سپہ سالاروں اغرتمش اور حشیش براہ دریا اور خشکی حملہ آور ہوئے۔ سلیمان نے یہ خبر پاکے اپنے ہمراہیوں کے حصہ کثیر کو جنگل میں چھپا دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک طبلوں کی آواز نہ سُنا اُس وقت تک حملہ آور نہ ہونا۔ جوں ہی اغرتمش مقابلہ پر آیا زنگیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت نے لشکر گاہ سے نکل کے صف آرائی کی اور شاہی لشکر کو اپنے مقابلہ میں مصروف و مشغول کر لیا۔ سلیمان اپنی فوج کی ایک دوسری ٹکڑی کو لے کے شاہی لشکر کے پیچھے سے دھاوا کیا قریب پہونچکے طبلوں کو بجوایا نقاروں پر چوب کا

پڑنا تھا کہ جنگل سے غول بیابانی کا جھنڈ نکل پڑا اغرتمش کی رکاب کی فوج اِس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی حشیش مارا گیا زنگی فوجیں لشکر گاہ تک تعاقب میں بڑھ گئیں جو کچھ پایا لوٹ لیا دو چار کشتیاں پکڑ لیں لیکن اغرتمش نے اپنی ہمت خوردہ فوج کو پھر مجتمع کر کے دوبارہ حملہ کیا۔ زنگی لُوٹیرے جو کچھ شاہی لشکر گاہ سے لُوٹ لے گئے تھے اُس کو واپس لے لیا۔

سلیمان مظفر و منصور حشیش کا سر لئے ہوئے خبیث (اپنے سردار) کے پاس واپس آیا خبیث نے حشیش کے سر کو علی ابن ابان کے پاس اطراف اہواز میں بھیجدیا۔

دوسری لڑائی زنگیوں کی احمد بن کیشونہ سے ہوئی اور اس میں ان کو بہت بُری طرح ہزیمت اُٹھانا پڑی۔ مسرور بلخی نے اہواز کی جانب احمد بن کیشونہ کو روانہ کیا تھا چنانچہ مقام سوس کے قریب پہونچکے جندسابور میں قیام کیا اور صفار کی طرف سے محمد بن عبداللہ ابن ہزار مرد کردی والی اہواز تھا اس نے شاہی سطوت سے خائف ہو کے خبیث سے خط وکتابت کی یہ طے پایا کہ علی بن ابان کو اہواز کی گورنری دیجاے اور محمد کو اس کی نیابت۔ بروقت مقابلہ ایک دوسرے کا معاون و مددگار ہوگا اس عہدو پیمان کی توثیق کے غرض سے دونوں تشتر میں مجتمع ہوے احمد نے انکی سازش سے مطلع ہو کے جندسابور سے سوس کیطرف کوچ کردیا۔

اِس عہدنامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اہواز کے منابر پر خبیث کے نام کا خطبہ پڑھا جاۓ گا لیکن جمعہ کے روز تشتر میں محمد نے معتضد اور صفار کے نام کا خطبہ پڑھ دیا خبیث کا ذکر تک نہ آیا علی بن ابان کو اس سے برہمی پیدا ہوئی فوراً اہواز کی جانب مراجعت کردی احمد بن کیشونہ بھی یہ خبر پاکے تشتر سے اہواز کی طرف روانہ ہوا اثناۓ راہ میں دونوں بھڑ گئے احمد کی فوج میدان جنگ سے گھو نگھٹ کھا گئی تشتر میں آکے قلعہ نشین ہوگیا علی بن ابان نے تعاقب کیا تشتر پہونچکے محاصرہ ڈالدیا دونوں

حریف جی توڑ کے خوب لڑے فریقین کے ہزارہا آدمی کھیت رہے آخرالامر علی کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ کثیر اس کے ہمراہیوں کا اس معرکہ میں کام آگیا تن تنہا جان بچا کے بھاگا اہواز پہونچا اہواز میں اپنے لشکر پر ایک شخص کو اپنا نائب بنایا جو کہ زخموں سے چور چور تھا علاج کرنے کو خبیث کے لشکر گاہ میں چلا آیا اور اپنے بھائی خلیل کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ احمد کی طرف روانہ کیا احمد ان دنوں لشکر گاہ مکرم میں تھا خلیل کی آمد کی خبر پا کے چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بٹھا دیا اور خود پانچسو سواروں کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا اور آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹا زنگی فوجیں جوش کامیابی میں بڑھتی گئیں تاآنکہ اُس مقام سے گذر گئیں جہانکہ احمد کی فوج چھپی ہوئی تھی زنگیوں کا آگے بڑھنا تھا کہ احمد کی فوج نے کمینگاہ سے نکل کے دفعتہً حملہ کر دیا زنگیوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ایک بہت بڑی جماعت اس معرکہ میں کام آگئی منہزموں نے علی بن ابان کے پاس جا کے دم لیا۔ علی بن ابان نے اسی وقت اپنی فوج کے ایک حصہ کو بقیہ منہزموں کے روکنے کو سرقان کی جانب روانہ کیا احمد نے یہ سُن کے اپنے لشکر کے چند کارآزمودہ سواروں کو ان کی جلوگیری کو بھیجدیا جن کو زنگیوں نے پہلے ہی حملہ میں پامال کر کے صفحہ دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

اس واقعہ[1] کے بعد ہی صفار نے چند آدمیوں کو ابراہیم کے پیچھے سرخس کیجانب

---

[1] تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ احمد بن عبداللہ خجستانی جبال ہرات صوبہ بادغیس کا رہنے والا محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں سے تھا جس وقت صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر لیا اُس وقت احمد بن عبداللہ خجستانی نے صفار کے دربار میں حاضر ہو کے ایک قسم کا رسوخ پیدا کیا۔ ابراہیم کے دو بھائی اور تھے ابو حفص یعمر۔ ابوطلحہ منصور۔ ان میں سے ابراہیم معمر و مسن تھا چونکہ زمانہ جنگ حسن بن زید میں جرجان میں اس نے یعقوب صفار کے ساتھ جان نثاری کے ساتھ (باقی صفحہ ۳۰۵ میں)

روانہ کیا ان لوگوں نے سرخس میں پہونچکے ابراہیم کا کام تمام کر دیا۔ ابراہیم کے مارے جانے پر صفار نے سنہ ۲۶۱ھ میں سجستان کی جانب مراجعت کی بوقت روانگی نیشاپور پر عزیز بن سری کو اور ہرات پر اپنے بھائی عمر بن لیث کو متعین کیا اور عمر بن لیث نے ہرات کی نیابت طاہر بن حفص باذغیسی کو مرحمت کی۔

چونکہ خجستانی میں فتنہ وفساد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ہر وقت اس کی رگوں میں شرارت اور بدمعاشی کا خون دورہ کر رہا تھا صفار سے تو کچھ پیش نہ گئی بڑے غور وفکر سے ایک یہ حیلہ نکالا کہ اس کے بھائی علی بن لیث کے پاس جا کے ادھر اُدھر کی باتیں کر کے کہنے لگا "تم نے یہ دیکھا کہ تمہارے دونوں بھائیوں یعقوب صفار اور عمر بن لیث نے خراسان کو باہم تقسیم کر لیا اور تم کو ایک بالشت زمین بھی نہ دی جس سے تم کو بھی کچھ دلچسپی ہوتی مزہ یہ ہے کہ خراسان میں تمہارے قابو کا ایک

(بقیہ صفحہ ۳۰۴) کارنمایاں کئے تھے اس وجہ سے جب یہ نیشاپور میں صفار کی خدمت میں حاضر ہوا تو صفار نے اسکو کمال احترام سے ٹھہرایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا خجستانی کی آتش حسد اس سے بھڑک اٹھی سادہ لوح ابراہیم کو یہ پٹی دی کہ صفار تمہارے ساتھ غدر کیا چاہتا ہے قرینہ یہ ہے کہ اس نے تمکو خلعت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ جس کو وہ خلعت دیتا ہے اُسکے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ بدسلوکی اور غدر کرتا ہے۔ ابراہیم نے گھبرا کے دریافت کیا "اچھا بتلائیے اس سے اب نجات کس طرح ملے" خجستانی نے جواب دیا "بہتر یہ ہے کہ ہم اور تم تمہارے بھائی یعمر کے پاس بھاگ چلیں مجھے خود بھی اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے" یعمر ان دنوں بلخ میں ابوداؤد ناجوزی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ ابراہیم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی شب کو وقت مقام مقرر کر کے نکل کھڑا ہوا۔ مقام موعود پر ابراہیم پہلے پہونچا تھوڑی دیر تک انتظار کر کے سرخس کی جانب چل کھڑا ہوا خجستانی بعد روانگی ابراہیم دربار صفار میں حاضر ہوا اور یہ فقرہ دیا کہ "جسکو آپ نے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا وہ تو جاسوس تھا آپکے حالات دریافت کر کے سرخس چلا گیا" صفار نے اسی وقت چند سپاہی کو ابراہیم کے تعاقب پر روانہ کیا چنانچہ سرخس میں پہونچکے ان لوگوں نے اسکو مار ڈالا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱ و ۱۲۔

شخص بھی نہیں جو تمہارے حقوق کی نگہداشت کرے اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے خراسان بھیجدو میں تمہارے کاموں کو نہایت مستعدی سے انجام دونگا اور تمہارے حقوق کی بخوبی نگہداشت کرونگا" علی بن لیث اس دم پٹی میں آگیا اپنے بھائی یعقوب صفار سے اس امر کی اجازت طلب کی صفار نے اجازت دیدی۔ غرض اس معقول حیلہ سے صفار کے ساتھ نہ گیا جوں ہی صفار نے معہ اپنے بھائی اور ہمراہیوں کے کوچ کیا خجستانی آدمیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہوا تھوڑے دنوں میں ایک گروہ مجتمع کرکے صوبہ نیشاپور کے ایک شہر پر چڑھائی کردی اور حالت غفلت میں حملہ کرکے اُس کے عامل کو نکالدیا بعد ازاں قومس کی طرف بڑھا بسطام میں ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ حاصل کرلیا۔ یہہ واقعات ۲۶۱ھ کے ہیں۔ بعدہ اوایل ۲۶۲ھ میں لشکر مرتب کرکے نیشاپور پر دھاوا کیا۔ نیشاپور کی گورنری پر بھی بلا جدال وقتال اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑدیا اور بنوطاہر کی حکومت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ بعد تسلط وتصرف رافع بن ہرثمہ کو بُلا بھیجا جب یہ آگیا تو اسکو اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی اور ابو حفص یعمر سے جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا یہ تحریک کی کہ آیئے ہم اور آپ متفق ہوکے اجنبی مخالفوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ یعمر نے اس کے قول وفعل پر اعتماد نہ کیا بلخ کے محاصرہ سے دست کش ہوکے ہرات کی طرف چلاگیا اور طاہر بن حفص (عمر بن لیث کے نائب) کے ہاتھ سے نکال کے اس پر قبضہ کرلیا طاہر بن حفص انھیں واقعات میں یعمر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ خجستانی کو اس کی خبر لگی طیار ہوکے فوراً یعمر پر فوجکشی کردی جسوقت مقابلہ پر پہونچا بجائے جنگ کے حکمت عملی سے کام لینے لگا یعمر کے ایک سپہ سالار[1] سے جو کہ ابو طلحہ منصور سے مانوس ومالوف تھا اس شرط سے سازش کرلی کہ تم یعمر کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کردو میں ابو طلحہ کو تمہارے سپرد کردونگا چنانچہ

---

[1] اس سپہ سالار کا نام عبداللہ ابن بلال تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸۔

اس نمکحرام سپہ سالار نے یعمر کو دعوت کے بہانہ اپنے گھر میں بُلایا خجستانی نے حملہ کرکے یعمر کو گرفتار کرلیا اور پابزنجیر نیشاپور میں اپنے نائب کے پاس بھیجدیا نائب نے یعمر کو بارحیات سے سبکدوش کردیا۔

یعمر کے ہمراہیوں نے مجتمع ہو کے ابوطلحہ کو امیر لشکر بنایا ابوطلحہ نے اس نمکحرام سپہ سالار کو جس نے اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغابازی کی تھی قتل کرڈالا اور سامان سفر درست کرکے نیشاپور کی جانب کوچ کردیا نیشاپور پہونچکے حسین بن طاہر سے ملاقات ہوئی یہ اصفہان سے اس امید پر آیا تھا کہ چونکہ خجستانی بنوطاہر کی حکومت کا خواہاں ہے اسوجہ سے میرے نام کا خطبہ پڑھیگا لیکن خجستانی کے نائب نے حسین بن طاہر کا نام خطبہ میں نہ پڑھا اگلے جمعہ کو ابوطلحہ نے نماز پڑھائی اور اس نے اُسکے نام کا خطبہ پڑھا دونوں نے مجتمع ہو کے خجستانی کے عامل کو نیشاپور سے نکال کے قیام کردیا خجستانی یہ خبر پاکے ہرات سے نیشاپور پر چڑھ آیا اس کے رکاب میں بارہ ہزار فوج تھی۔ جب نیشاپور کو تین منزلیں باقی رہیں اپنے بھائی عباس کو بقصد حملہ بڑھنے کا حکم دیا ابوطلحہ نے نیشاپور سے نکل کے مقابلہ کیا عباس شکست کھا کے بھاگا۔ خجستانی ہزیمت کی خبر سن کے ایسے اضطراب میں ہرات کی جانب لوٹا کہ اسکو اپنے ہزیمت خوردہ بھائی کی بھی خبر نہ رہی ہرات پہونچکے ہوش وحواس درست ہوئے تو عباس کی فکر ہوئی اعلان کردیا کہ جو شخص عباس کا پتہ لگا دیگا اسکو اسقدر انعام دیا جائیگا کسی نے پتہ لگانے کا اقرار نہ کیا مگر رافع بن ہرثمہ نے عباس کی سراغ رسانی کا بیڑہ اُٹھالیا ابوطلحہ کی طرف آیا امن کی درخواست کی ابوطلحہ نے امن دیدی رافع نے ابوطلحہ کے پاس جاکے اپنا اعتبار ایسا بڑھایا کہ ابوطلحہ ہر کام میں اس سے مشورہ لینے لگا۔ بعد چندے خفیہ طور سے عباس کے حالات خجستانی کو لکھ بھیجے بعد ازاں ابوطلحہ نے رافع کو معہ دو سپہ سالاروں کے بیہق کی جانب خراج وصول کرنے کو بھیجا

رافع نے بیہق پہونچکے باطمینان تمام خراج وصول کیا اور دونوں سپہ سالاروں کو حالت غفلت میں گرفتار کر کے قہستانی کی جانب کوچ کر دیا۔ تھک کے ایک گانوں کے باہر قیام پذیر ہوا اس گانوں میں پہلے سے علی بن یحیٰی خارجی مقیم تھا۔ ابن طاہر اور ابو طلحہ نے رافع کی بدعہدی سے مطلع ہو کے اسی وقت دھاوا کر دیا رات کے وقت اس گانوں میں پہونچے جہانکہ علی بن یحیٰی خارجی مقیم تھا ابو طلحہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ رافع ہے چھاپہ مارا رافع موقع پا کے نو دو گیارہ ہو گیا صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ رافع نہیں ہے غلطی سے علی بن یحیٰی پر ہاتھ صاف کیا گیا۔

رجب ۲۶۳ھ میں ابن طاہر نے اسحاق شاری کو بسر افسری ایک عظیم الشان فوج کے جرجان کی جانب حسن بن زید اور دیلم سے جنگ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے دیلم کو سختی کے ساتھ پائمال کیا مگر بعد چندے فتحمندی کے غرور میں ابن طاہر سے باغی ہو گیا ابن طاہر اس واقعہ سے مطلع ہو کے اسحاق کی سرکوبی کو گیا اسحاق کو اسکی خبر لگ گئی۔ ابن طاہر پر موقع پا کے حملہ کر دیا ابن طاہر کے اکثر ہمراہی کھیت رہے مجبورانہ ابن طاہر بھاگ کر نیشاپور آیا اہل نیشاپور نے کمزور تصور کر کے شہر سے نکال باہر کیا۔ ابن طاہر نے نیشاپور سے نکل کے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قیام کیا لشکر کے فراہم کرنے اور ترتیب دینے میں مصروف ہوا جب ایک گروہ کثیر مجتمع ہو گیا تو اہل نیشاپور سے لڑائی چھیڑ دی۔ اثنار جنگ میں اہل نیشاپور کی جانب سے ایک خط اسحاق کے نام لکھ بھیجا اس مضمون کا کہ "چونکہ ابن طاہر اور ابو طلحہ نے آکے ہم کو گھیر لیا ہے تم دیکھتے ہی اس خط کے چلے آؤ تاکہ تم کو اپنے شہر پر قبضہ دیکے تمہارے ساتھ ہو کے ان دونوں سے مقابلہ کریں" دوسرا خط اسحاق کی طرف سے اہل نیشاپور کے نام بایں مضمون تحریر کیا "میرے پیارے ہوا خواہو! میں تمہارے لکھنے کے مطابق تمہاری امداد کرنے کو حاضر ہوں ذرا تم مستعدی سے کام لو حدود

نیشاپور کی کامل طور سے محافظت کرو میں عنقریب تمہاری مدد کو پہونچا چاہتا ہوں"
اس خط کے روانہ کرنے کے بعد تھوڑے سے لشکر کے ساتھ خود بھی نیشاپور کو روانہ ہو گیا
جوں ہی نیشاپور کے قریب پہونچا ابوطلحہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اسحاق معدودے چند
آدمیوں کے ساتھ تو آیا ہی تھا مع اپنے ہمراہیوں کے کھیت رہا ابوطلحہ نے بعد
اسکے نہایت شدت سے نیشاپور کا محاصرہ کیا اہل نیشاپور نے مجبور ہو کے خجستانی
سے خط وکتابت شروع کی اور اسکو اپنی حمایت کے لئے بلا بھیجا چنانچہ خجستانی ہرات
سے متواتر دو شبانہ روز سفر کرکے نیشاپور آ پہونچا رات کا وقت تھا اہل نیشاپور نے
شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا خجستانی شہر میں داخل ہو کے لشکر کی فراہمی اور محاصرہ
کے توڑنے کا انتظام کرنے لگا ابوطلحہ نے یہ سن کے حسن بن زید سے امداد طلب کی
حسن بن زید نے پوری مدد دی مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ محاصرہ سے دست کش ہو کے
بلخ کی جانب واپس آیا اور ابو داؤد ناہیجوزی پر محاصرہ ڈالدیا یہ واقعہ ۲۶۵ھ کا ہے۔

نیشاپور کے محاصرہ اُٹھ جانے اور ابوطلحہ کے چلے جانے کے بعد خجستانی نے
نیشاپور سے حسن بن زید پر چڑھائی کردی اس وجہ سے کہ اُس نے اِس کے مقابلہ
میں ابوطلحہ کو مدد دی تھی اہل جرجان مجتمع ہو کے حسن بن زید کی کمک پر آئے لیکن
خجستانی نے ان کو بھی نیچا دکھا کے چالیس لاکھ دراہم تاوان جنگ وصول کئے
(یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۶۵ھ کا ہے)۔

انھیں ایام میں یعقوب صفار نے وفات پائی بجائے اس کے عمرو بن لیث
حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور خجستانی نے جرجان سے نیشاپور کی جانب
مراجعت کی عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کے ہرات سے حملہ کردیا ایک نہایت سخت
وخونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو ہزیمت اُٹھا کے نقصان کے ساتھ ہرات
واپس آنا پڑا اور خجستانی نیشاپور میں ٹھہرا رہا۔

چونکہ عمرو بن لیث کو سلطان وقت کی طرف سے سرداری کی سند حاصل ہوئی تھی اس وجہ سے فقہا اور امراء نیشاپور کا میلان طبع اس کی جانب تھا خجستانی کی آنکھوں میں یہ میلان کانٹا سا کھٹکتا تھا موقع پا کے اپنے اطمینان قلب کی غرض سے ایک کو دوسرے سے لڑا دیا بعد ازاں ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی عمرو بن لیث کا ایک مدت تک حصار کئے رہا مگر فتحیابی حاصل نہ ہوئی اپنے نائب کو نیشاپور میں چھوڑ کے سجستان چلا آیا۔

خجستانی کے نائب نے نیشاپور میں خود مختاری حاصل ہوتے ہی ایک ہنگامہ برپا کر دیا اہل شہر کے ساتھ ظلم و سفاکی سے پیش آنے لگے۔ اوباش مزاجوں، آبرو باختہ اور مفسدہ پردازوں کو اس سے بہت بڑی مدد ملی دن دہاڑے لوگوں کو لوٹ لینے لگے امراء اور رؤساء نیشاپور نے مجتمع ہو کے خجستانی کے نائب پر حملہ کر دیا ساتھ ہی اس کے عمرو بن لیث سے امداد طلب کی چنانچہ عمرو بن لیث نے ایک لشکر اہل نیشاپور کی کمک پر بھیجا خجستانی کا نائب گرفتار کر لیا گیا اور عمرو بن لیث کی فتحیابی کے پھریرے کامیابی کی ہوا کے ساتھ شوخیاں کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر خجستان تک پہونچی آگ بگولا ہو گیا لشکر مرتب کر کے نیشاپور آ پہونچا اور بزور تیغ عمرو بن لیث کے لشکر کو نکال کے دوبارہ قبضہ کر کے اختتام ۲۶۷ھ تک ٹھہرا رہا۔ عمرو بن لیث نے خجستانی سے تنگ آ کے ابو طلحہ کو جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی کمک پر بلا بھیجا چنانچہ ابو طلحہ ایک عظیم الشان فوج لے کے آیا عمرو بن لیث نے بڑی خاطر و مدارات کی بہت سا مال نذر کیا اور خراسان میں اسکو چھوڑ کے سجستان کی طرف کوچ کر دیا خجستانی نے بھی یہ سن کے سرخس کا رخ کیا کیونکہ اسوقت تک سرخس عمرو بن لیث کے قبضہ میں تھا اسکا ایک گورنر یہاں موجود تھا ابو طلحہ نے آگے بڑھ کے مزاحمت کی لڑائی ہوئی ابو طلحہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا خلم پہونچا خجستانی نے تعاقب کیا اور

خلم میں پہونچکے دوبارہ ہزیمت دی ابوطلحہ سجستان کی طرف بھاگا اور خجستانی نے طخارستان میں قیام کردیا۔ بعد اسکے ابوطلحہ نے اپنی منتشر قوت کو پھر مجتمع کیا اور ہر چہار طرف سے لشکر فراہم کرکے نیشاپور پر چڑھ آیا خجستانی کے اہل وعیال کو گرفتار کرلیا جس وقت خجستانی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اسی وقت طخارستان سے نیشاپور کی جانب روانہ ہوگیا۔

واقعات متذکرہ بالا سے جب ابن طاہر اور اس کے ہواخواہوں کے دل پر یہ امر مرتسم ہوگیا کہ خجستانی کی یہ ساری کوششیں اپنے ذاتی نفع کے لئے ہیں اور اس پردہ میں کہ وہ ابن طاہر کی حکومت کا سکہ چلایا چاہتا ہے اپنی امارت حاصل کرنے کی فکر میں ہے اسی وقت سے خجستانی کی بیخ کنی کا خیال استحکام کے ساتھ دماغ میں جاگزین ہوگیا۔ اتفاق سے ان دنوں احمد بن محمد بن طاہر صوبہ خوارزم کی گورنری پر تھا اس نے اپنے ایک نامور سپہ سالار ابوالعباس نوفلی کو پانچ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے خجستانی کے استقبال کی غرض سے نیشاپور کی جانب روانہ کیا خجستانی یہ خبر پاکے شہر سے باہر آیا اور چند لوگوں کو بطور سفیر کے نوفلی کے پاس یہ پیام لے کے بھیجا کہ "قتل وخونریزی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے بے وجہ تم مجھ سے جنگ نہ کرو" نوفلی نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کے پٹوایا اہل نیشاپور کو اس سے حد درجہ کا اشتعال پیدا ہوا ہر کہہ ومہ مجتمع ہوکے خجستانی کے پاس آئے اور صف آرائی کی ٹھہرادی نوفلی نے بھی اس خبر سے مطلع ہوکے اپنے لشکر کو مرتب کیا لڑائی ہوئی بالآخر خجستانی نے نوفلی کو گرفتار کرکے مار ڈالا بعد اسکے یہ خبر پاکے کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن طاہر نے مرو میں وہاں کے رہنے والوں سے بجبر وتعدی دوسال کا خراج پیشگی وصول کرلیا ہے براہ ابیورد ایک شبانہ روز میں طے مسافت کرکے مرو میں پہونچکے ابراہیم بن محمد کو گرفتار کرلیا اور بجائے

اس کے مرو کی حکومت پر موسیٰ بلخی کو مامور کیا بعد اس کے حسین بن طاہر وارد مرو ہوا اور اہل مرو کے ساتھ بہ حسن وسلوک پیش آیا جس سے تھوڑے دنوں میں بیس ہزار درہم فراہم ہو گئے۔

جس وقت خجستانی کے اہل وعیال اور والدہ نیشاپور میں گرفتار کر لئے گئے اور اسکو طخارستان میں اسکی خبر لگی اور خبر سننے کے ساتھ نیشاپور کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ مقام ہرات میں ابو طلحہ کے ایک غلام نے حاضر ہو کے امن کی درخواست کی خجستانی نے امن دیدی اور اپنی خدمت خاص میں رکھ لیا یہ امر خجستانی کے اس غلام (راجور نامی) کو جو پہلے سے خدمت میں رہتا تھا اس درجہ شاق گذرا کہ وہ خجستانی کے قتل کے درپے ہو گیا موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا اتفاق یہ کہ خجستانی کا ایک دوسرا غلام قتلغ نامی بھی اس سے ساز کر گیا وجہ یہ تھی کہ خجستانی نے ایک روز غصہ میں آ کے اسکی ایک آنکھ نکلوالی تھی چنانچہ ان دونوں غلاموں نے متفق ہو کے ۲۶۸ھ میں خجستانی کے شیرازۂ حیات کو درہم وبرہم کر ڈالا۔

خجستانی کو قتل کر کے راجور نے اسکی انگلی سے انگشتری نکال لی اور معہ چند لوگوں کے اصطبل کیطرف گیا۔ داروغہ اصطبل کو انگشتری دکھا کے گھوڑے طیار کرائے اور انپر سوار ہو کے ابو طلحہ کو اس واقعہ سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

جب خجستانی حسب معمول دربار عام میں نہ آیا اور اراکین دولت سپہ سالاران انتظار کرتے کرتے اکتا گئے تو سب کے سب باتفاق رائے دریافت حال کے غرض سے خجستانی کے خیمہ میں گئے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے۔ سبھوں کے ہوش وحواس جاتے رہے ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگا داروغہ اصطبل نے راجور کے جانے اور انگشتری دکھا کے گھوڑے طیار کرانے اور پھر اس پر سوار ہو کے جانے کا حال بتایا دیوانہ وار اسکی تلاش کرنے لگے لیکن اسوقت نہ پایا بعد چند دنوں کے

اتفاق وقت سے ہاتھ آگیا مار ڈالا پھر سب نے متفق ہو کے رافع بن ہرثمہ کے سر پر امارت کی ٹوپی رکھ دی اس کے حالات ہم آیندہ بیان کریں گے۔

اہواز پر صفار کا قبضہ سنہ ۲۶۳ھ میں صفار نے اہواز کا رخ کیا ان دنوں احمد بن کیتونہ والی اہواز جو مسرور بلخی کا سپہ سالار تھا تستر میں مقیم تھا صفار کی آمد کی خبر پا کے تستر سے کوچ کر گیا صفار نے جند سابور میں پہونچکے پڑاؤ کر دیا۔ سلطانی فوجیں جو اسکے قرب وجوار میں تھیں صفار کے خوف سے بھاگ گئیں صفار نے بلا مزاحمت غیرے جند سابور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے ہمراہیوں میں سے خضر بن عنبر نامی ایک سپہ سالار کو اہواز کی جانب روانہ کیا جوں ہی خضر اہواز کے قریب پہونچا علی بن ابان معہ اپنے کالی پلٹنوں کے اہواز چھوڑ کے نہر سدرہ میں جا کے قیام پذیر ہوا اور خضر نے باطمینان تمام اہواز میں داخل ہو کے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا چند دنوں تک خضر اور علی بن ابان کے ہمراہیوں سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی تا آنکہ علی بن ابان اپنی فوج کو مرتب کر کے اہواز پر چڑھ آیا۔ خضر کے ہمراہیوں کی ایک تعداد کثیر اس واقعہ میں کام آگئی بہت سا مال واسباب لوٹ لیا گیا خضر پسپا ہو کے لشکر گاہ مکرم پہونچا۔ علی بن ابان نے اہواز میں داخل ہو کے جس قدر خضر کا اسباب و مال تھا سب پر قبضہ کر لیا اور جس جس پر خضر کی ہمدردی یا ہمراہی کا اشتباہ ہوا اُن سبھوں کو گرفتار کر کے اہواز کے باہر ایک مکان میں قید کر دیا بعد ازاں اہواز سے واپس ہو کے نہر سدرہ پر قیام کر دیا اس اثنا میں صفار نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مگر ساتھ ہی اسکے زنگیوں سے جنگ کرنے کی ممانعت اور اہواز میں محض قیام کرنے کی ہدایت کی علی بن ابان نے اس شرط کو منظور نہ کیا جو کچھ اہواز میں از قسم رسد و غلہ تھا سب کو اُٹھا لایا۔ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

زنگیوں کا واسط پر قبضہ

اغرتمش اور سلیمان بن جامع کی لڑائی اور سلیمان بن جامع کی فتحیابی کے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو پس جب سلیمان بن جامع اپنا دلی مقصود حاصل کر چکا تو چند امور میں مشورہ کرنے کے غرض سے ضبیت کی جانب کوچ کیا اتفاق سے تکین بخاری کے لشکر کی طرف ہو کر گذرا تکین ان دنوں بیرذود میں مقیم تھا سلیمان جس وقت بیرذود کے قریب پہونچا جبائی نے رائے دی کہ چونکہ لشکر روزانہ جنگ سے پریشان اور تھک گیا ہے بہتر یہ ہے کہ تم اس مقام پر سامنے کے ٹیلے کے پیچھے چھپ رہو میں تھوڑی سی فوج لے کے نہر کیطرف سے لشکر مخالف پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوا پیچھے ہٹوں گا جس وقت اس ٹیلہ سے لشکر مخالف جوش فتحمندی میں آگے بڑھے پس لپشت سے تم حملہ کر کے اپنا مطلب دلی حاصل کر لینا سلیمان نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کے اسی پر عملدرآمد کیا تکین کا لشکر شکست کھا کے اپنے لشکر گاہ میں جا چھپا میدان جنگ سے سلیمان اپنے فرودگاہ پر واپس آیا رات کے وقت پھر لشکر مرتب کر کے تکین کے لشکر پر شبخون مارا تکین کے تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی مقابلہ نکر سکے زنگیوں نے جی کھول کے تکین کے لشکر گاہ کو تخت و تاراج کرنا شروع کیا تکین اپنا لشکر گاہ چھوڑ کے دور جا کھڑا ہوا اور بکمال اطمینان سے اپنے خاص خاص سپہ سالاروں اور خادموں کو جمع کر کے سلیمان پر حملہ کیا سلیمان کے ہمراہی جو چند گھنٹہ پیشتر سے لوٹنے میں مصروف تھے اپنے کو سنبھال نہ سکے پسپا ہوئے سلیمان کو ان کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ اب اس وقت تکین کو ایک گونہ اطمینان ہو چلا تھا۔ سلیمان کے ہمراہی لوٹے ہوے مال و اسباب کو چھوڑ کے بھاگ گئے تھے جس کو تکین کے لشکری دلجمعی کے ساتھ فراہم کر رہے تھے اس اثناء میں سلیمان نے اپنے لشکر کو پھر مرتب کیا اور مختلف و متعدد جہات سے براہ دریا و خشکی حملہ آور

ہوانکین کے قدم اس حملہ میں ڈگ گئے اور شکست کھا کے ایسا بھاگا کہ پھر دوبارہ لوٹ کے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ زنگیوں نے خاطر خواہ اسکے لشکر گاہ کو لوٹا۔ ہزاروں کا مال واسباب ہاتھ آیا۔ سلیمان نے خاتمہ جنگ کے بعد اپنے لشکر کا چارج جبائی کو دیا اور خود اپنے سردار خبیث کیطرف روانہ ہوگیا یہ واقعات ۲۶۳ھ کے ہیں۔

بعد روانگی سلیمان جبائی فراہمی رسد و غلہ کی جانب توجہ کی قرب وجوار کے دیہات میں لشکر لئے ہوئے گیا۔ اتفاق سے جعلان نامی ایک سپہ سالار شاہی اس طرف آیا ہوا تھا ان واقعات کی خبر پا کے جبائی سے بھڑ گیا جبائی جواب ترکی بہ ترکی دینے پر مستعد ہوا لڑائی ہوئی مگر جبائی کو نقصان اُٹھا کے میدان جنگ سے واپس آنا پڑا جعلان نے اثنار گیر ودار میں جبائی کی تلوار چھین لی۔ بعد اس کے شاہی لشکر کے نامور سپہ سالاروں منجور اور محمد بن علی بن حبیب نے زنگیوں پر حملہ کیا اور حجاجیہ تک بڑھ آئے والی حجاجیہ نے خبیث کو ان واقعات سے مطلع کیا خبیث نے سلیمان کو اس مہم پر روانہ کیا چنانچہ سلیمان باظہار جنگ جعلان مقام طہثا میں وارد ہوا جبائی نے حاضر ہوکے کل حالات سے مطلع کیا سلیمان نے اسی وقت جبائی کو مقدمۃ الجیش پر متعین کر کے جعلان کے مقابلہ پر چھیڑ چھاڑ ٹھہرے رہنے کی ہدایت کی اور خود بقیہ فوج لے کے محمد بن علی پر حملہ آور ہوا ایک خونریز جنگ کے بعد محمد بن علی شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اس کا بھائی اس معرکہ میں کام آگیا سلیمان نے محمد بن علی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا سیکڑوں ہزاروں کا مال ہاتھ آیا (یہ واقعہ ماہ رجب ۲۶۴ھ کا ہے) بعد ازاں ماہ شعبان سنہ مذکور میں قصبہ حسان پر چڑھائی کی یہاں پر ایک سپہ سالار حسن بن خمارتکین رہتا تھا تھوڑی سی فوج بھی محافظت کے خیال سے اس کے ساتھ رہتی تھی سلیمان نے اسکو بھی شکست دیکے حسان کو لوٹ لیا۔ اور مکانات کو جلا کے خاک وسیاہ کر دیا۔

اس واقعہ سے سلیمان کی جراءت بڑھ گئی قتل و غارت کی غرض سے اپنے لشکر کو ہر جہار طرف دریا اور خشکی میں پھیلا دیا۔ بعض دستہ فوج سے جعلان نے تعرض کیا اور بزور تیغ ان کی کامیابی کا سد راہ ہوا بعدہ سلیمان نے رصافہ کا رخ کیا اور اس سپہ سالار پر جو رصافہ میں رہتا تھا حالت غفلت میں دھاوا کر دیا۔ رصافہ کا سپہ سالار اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے بھاگ گیا سلیمان اور اس کے ہمراہیوں نے رصافہ میں داخل ہو کے جس قدر اسباب و مال لوٹ سکے لوٹ لیا۔ باقی میں آگ لگادی قتل و خونریزی کو عام طور سے مباح کر دیا۔ جب اسکے اور اسکے لشکریوں کے ہاتھ قتل و غارت سے تھک گئے اسوقت شہر خبیث کی جانب مراجعت کی۔

سلیمان کی مراجعت پر مطر[۱] بن جامع نے زنگیوں سے میدان خالی دیکھ دیکھ کے حجاجیہ پر چڑھائی کر دی چونکہ حجاجیہ میں اسوقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو مطر سے مزاحم ہوتا اسوجہ سے مطر نے حجاجیہ کو لوٹ کے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے ایک گروہ کثیر کو قید کر لیا ازانجملہ قاضی سلیمان بھی تھا اسکو گرفتار کرکے واسط بھیجدیا۔ بعد اسکے طہثا کی جانب بڑھا۔ جنائی سلیمان بن جامع کو یہ حالات لکھ بھیجے چنانچہ ۲ ذی حجہ ۲۶۳ھ کو سلیمان اپنا لشکر لئے ہوئے آپہونچا اس اثناء میں احمد بن کیتونہ بھی کوفہ اور جنبلاء ہوتا ہوا یزیدیہ پہونچگیا جعلان نے نہایت تیزی اور عجلت سے اس صوبہ کی حفاظت کا انتظام کیا جابجا سرحد پر فوجیں متعین کر دیں تکین نے سلیمان کے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی اور اسکے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو شربت مرگ چکھا کے روزانہ جنگ سے ہمیشہ کے لئے نجات دیدی انہیں دنوں موفق نے شہر واسط کی سند امارت محمد بن مولد کو مرحمت فرمائی ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر لئے ہوئے

---

[۱] یہ وہی شخص ہے جو رصافہ کا سپہ سالار تھا جس پر سلیمان نے اس سے پیشتر حملہ کیا تھا۔ ماخوذ از کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۵۔

وارد واسط ہوا۔ سلیمان بن جامع نے اپنے سردار خبیث سے امداد طلب کی خبیث نے خلیل بن ابان کو ڈیڑھ ہزار سواروں کی جمعیت سے سلیمان کی کمک پر روانہ کیا سلیمان کے قوائے مضمحل جس میں جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی اس تازہ دم فوج کے آجانے سے مضبوط و توانا ہوگئے لشکر مرتب کرکے ابن مولد پر فوجکشی کردی ابن مولد کو ہزیمت ہوئی سلیمان نے واسط میں گھس کے قتل عام کا دروازہ کھولدیا ہزارہا آدمی مارے گئے بازاریں لوٹ لی گئیں مکانات جلادئے گئے۔ منکجور بخاری اس وقت واسط ہی میں تھا اس قتل و خونریزی کا خوفناک منظر اس سے نہ دیکھا گیا اہل واسط کو بچانے کے غرض سے صبح سے شام تک لڑتا رہا بالآخر قریب مغرب مارا گیا پھر کیا تھا رہا سہا جو کچھ تھا وہ بھی فتحمند گروہ کے نذر ہوگیا۔

واسط کے ویران کرنے کے بعد ابراہیم واشناس کے خیال سے سلیمان نے جنبلاء کی جانب مراجعت کی نوے ۹۰ راتیں یہاں مقیم رہا۔

ابن طولون کا شام پر قبضہ

دمشق کی گورنری پر ترکی سپہ سالاروں میں سے ماجور نامی ایک سپہ سالار عہد خلافت معتمد میں مامور تھا ۲۶۴ھ کے دور میں اس نے وفات پائی تب اِسکے بیٹے نے بجائے اپنے باپ کے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پاکے مصر کی نیابت اپنے بیٹے عباس کو دی اور بقصد توسیع دائرہ حکومت و قبضہ دمشق مصر سے روانہ ہوا۔ قریب دمشق پہونچکے ابن ماجور کو لکھا "مجھے بارگاہ خلافت سے شام کا صوبہ عنایت ہوا ہے تمکو کیا عذر ہے"؟ ابن ماجور نے بے عذری کے ساتھ اطاعت قبول کر لی اور رملہ میں آکے ابن طولون سے نیاز حاصل کیا ابن طولون اسکو رملہ پر مامور کرکے دمشق پہونچا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرکے سپہ سالاران دمشق کو انکے عہدوں پر بحال و قائم رکھا دو چار روز قیام کرکے حمص، حماۃ اور حلب کی طرف گیا اور ادنہ پر

بھی اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے بعد اسکے انطاکیہ اور طرسوس کی طمع دامنگیر ہوئی ان دنوں ان دونوں صوبوں پر سیماطویل نامی ایک ترکی سپہ سالار مامور تھا ابن طولون نے بشرط اطاعت بحال رکھنے کا پیام بھیجا سیماطویل نے انکاری جواب دیا ابن طولون نے چڑھائی کر دی چونکہ اہل انطاکیہ کے ساتھ سیماطویل کے برتاؤ اچھے نہ تھے ان لوگوں میں سے کسی نے ابن طولون کو شہر پناہ کے حالات خفیہ سے آگاہ کر دیا ابن طولون نے شہر پر محاصرہ ڈالکے ہر چہار طرف منجنیقین نصب کرائیں سیماطویل بھی فوجیں آراستہ کر کے شہر پناہ کے فصیلوں سے جواب ترکی بہ ترکی دینے لگا بالآخر ابن طولون نے شہر پناہ کے ایک خفیہ راستہ سے شہر میں گھس کے قتل عام شروع کر دیا سیماطویل اسی عام خونریزی میں مارا گیا۔ پھر کیا تھا اہل شہر نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں بعد ازاں طرسوس کا رخ کیا اور اسپر بھی قبضہ حاصل کر کے بقصد جہاد قیام کر دیا ابن طولون کے قیام کرنے کی وجہ سے گرانی شروع ہو گئی۔ اہل شہر نے حاضر ہو کے عرض کیا۔ "آپ کے لشکر کے قیام کرنے کی وجہ سے شہر میں ہر چیزیں گراں ہو گئی ہیں۔ ہملوگوں کو اس سے بے حد تکلیف ہو رہی ہے بڑی عنایت ہو گی اگر آپ کا لشکر یہاں سے کوچ کر جاتا اور اگر یہاں کی آب و ہوا مرغوب خاطر ہے تو فبہا تھوڑے آدمیوں کو ہمراہ رکاب رکھئے باقی کو رخصت فرما دیجئے" ابن طولون نے اس درخواست کو منظور کر لیا اگلے دن بقصد شام کوچ کر دیا حران پہونچا حران کی زمام حکومت محمد بن اتامش کے قبضہ میں تھی۔ محمد بن اتامش بر سر مقابلہ آیا ابن طولون نے اسکو بھی ہزیمت دیکے حران پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ اسکے بیٹے عباس نے مصر میں برخلاف اسکے آتش بغاوت مشتعل کر دی ہے اور خزانہ میں جو کچھ تھا اسکو لے کے رقہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ ابن طولون کے کان پر اس خبر سے جوں تک نہ رینگی کمال اطمینان سے بلاد شامیہ کا انتظام کرتا رہا۔ سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں۔

حران میں ایک چھاؤنی قائم کی۔ رقہ کی محافظت پر اپنے غلام لولو کو معہ ایک لشکر کے مامور کیا۔ رفتہ رفتہ محمد بن اتامش کی ہزیمت کی خبر موسیٰ بن اتامش تک پہونچی ہمدردی اخوت کا خون جوش میں آگیا ایک لشکر مرتب کرکے حران پر دھاوا کر دیا ان دنوں حران میں ابن طولون کی طرف سے احمد بن جیفونہ مامور تھا موسیٰ کی خبر پاکے متردد ہوا ابوالاعز نامی (یہ اعرابی تھا) ایک شخص نے گذارش کی "امیر کو موسیٰ کے آنے سے فضول تردد ہو رہا ہے وہ ایک جلد باز شخص ہے ارشاد ہو تو میں اُسکو زندہ گرفتار کرلاؤں مگر شرط یہ ہے کہ مجھے بیس آدمی مرحمت فرمایئے" احمد نے خوشی کے لہجہ میں کہا "تم بشوق تمام میرے لشکر سے بیس آدمی چن لو میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں" ابوالاعز نے اسی وقت بیس آدمی لشکر سے منتخب کیے اور ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے موسیٰ کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور موسیٰ کے لشکر کے قریب پہونچکے انہیں بیس آدمیوں میں سے چند آدمیوں کو کمینگاہ میں بٹھا دیا اور خود معہ بقیہ آدمیوں کے بلباس اعراب۔ موسیٰ کے لشکرگاہ میں داخل ہوا موسیٰ کے خیمے کے پاس چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے پہونچتے ہی اُنکو کھولدیا شور وغل مچا ہر چہار طرف سے سپاہی دوڑ پڑے موسیٰ بھی شور وغوغا سُنکے نکل آیا اور معہ چند سپاہیوں کے ابوالاعز پر حملہ آور ہوا ابوالاعز معہ اپنے ہمراہیوں کے اِن کے حملوں سے اپنے کو بچاتا ہوا بھاگا تا آنکہ اُس مقام سے گذر گیا جہانکہ اسکے ہمراہی کمینگاہ میں بیٹھے تھے موسیٰ تعاقب کرنے والوں کے آگے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے دوڑا آرہا تھا جوں ہی اسکا گذر کمینگاہ سے ہوا ابوالاعز کے ہمراہی نکل پڑے اِدھر موسیٰ کے ہمراہی اُن معدودے چند کے اچانک نکل آنے سے بھاگ کھڑے ہوئے جو پہلے سے کمینگاہ میں چھپے ہوئے تھے اِدھر ابوالاعز بھی معہ اپنے ہمراہیوں کے لوٹ پڑا اور موسیٰ کو گرفتار کرکے احمد بن جیفونہ کے روبرو حاضر کیا

احمد نے اُس کو ابن طولون کے پاس بھیجدیا ابن طولون نے اُسکو رہا کر دیا اور معہ اپنی رکاب کی فوج کے مصر کیجانب مراجعت کر دی۔ یہ واقعات ۲۶۶ھ کے ہیں۔

زنگیوں کا پھر سر اُٹھانا

۲۶۵ھ میں سلیمان بن جامع نے ایک نہر سواد کوفہ تک کھدوائی تاکہ آسانی وسہولیت کے ساتھ اُس اطراف میں قتل وغارت سے اپنے مقاصد حاصل کر سکے احمد بن کینونہ (موفق کا گورنر) صنبلا ر میں رہتا تھا اِس نے اس سے مطلع ہو کے ایک روز سلیمان کے لشکر پر شبخون مارا تقریباً چالیس سرداروں کو تہ تیغ کیا۔ متعدد کشتیوں کو جلا دیا۔ عام سپاہی اکثر قتل یا گرفتار ہوئے سلیمان شکست کھا کے طہثا پہونچا اور اپنی شکستہ حالی کو درست کر کے اس شبخون کے بدلہ لینے کو نعمانیہ پر چڑھائی کر دی اہل نعمانیہ کو اسکی اطلاع نہ تھی نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کئے گئے باقیماندہ جان بچا کے جرجرایا چلے گئے۔ اہل سواد نے یہ سُن کے بخوف جان وآبرو بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

انھیں دنوں علی بن ابان نے تشتر پر فوجکشی کی اور اُسکو جا گھیرا۔ موفق نے اپنی جانب سے صوبہ اہواز پر مسرور بلخی کو حکومت عنایت کی تھی اور اس نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو مقرر کیا۔ تکین نے یہ خبر پا کے تشتر کی حمایت پر فوجیں مرتب کیں اور ایسی حالت میں تشتر جا پہونچا جبکہ اہل تشتر نے علی بن ابان کے حملوں سے تنگ آکے شہر سپرد کر دینے کا قصد کر لیا تھا مگر تکین کے آجانے سے قوی دل ہوگئے اور شہر کی فصیلوں سے اُن لوگوں نے اور باہر سے تکین کے لشکر نے زنگیوں کے لشکر پر حملہ کیا۔ زنگیوں کا لشکر اِس دوطرفہ حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا ایک گروہ کثیر ان کا اس معرکہ میں کام آگیا۔ تکین نے خاتمہ جنگ کے بعد تشتر میں قیام کیا اور علی بن ابان نے اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو پُل میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ مخبروں نے تکین تک یہ خبر پہونچا دی تکین نے ایک دستہ فوج مرتب کر کے

اُسی وقت دھاوا کر دیا رات کا وقت تھا سپہ سالاران علی بن ابان کی مجلس میں نبیذ کا دور چل رہا تھا خوبصورت خوبصورت لونڈیاں گا بجا رہی تھیں عیش و عشرت کا رنگ جما ہوا تھا اس اثناء میں تکین نے پہونچ کے چھاپہ مارا سپہ سالاران علی بن ابان کا ایک گروہ کھیت رہا۔ باقیماندہ بھاگ کے علی بن ابان کے پاس پہونچے۔ تکین نے تعاقب کیا علی بن ابان یہ سُن کے بلا جدال و قتال بھاگ گیا۔

بعد اس واقعہ کے علی بن ابان نے تکین سے مصالحت کی بابت خط و کتابت شروع کی تکین نے قتل و خونریزی کے خیال سے منظور کر لیا دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ رفتہ رفتہ مسرور تک یہ خبر پہونچی۔ طرح طرح کے خیالات تکین کی جانب سے قایم ہونے لگے بالآخر صبر نہ ہو سکا ڈبل کوچ کرتا ہوا تکین تک پہونچ گیا اور اُس کو اس الزام میں کہ زنگیوں سے سازش کر لی ہے گرفتار کر کے زیر نگرانی ابراہیم بن جعلان کے قید کر دیا تکین کے گرفتار ہوتے ہی تکین کے ہمراہی منتشر ہوگئے چند لوگ زنگیوں سے جا ملے۔ ایک گروہ محمد بن عبداللہ کُردی کے پاس چلا گیا مسرور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے امن کا اعلان کر دیا اکثر لوٹ آئے۔

یعقوب صفار کا انتقال عمرو کی حکومت

نویں[۹] شوال ۲۶۵ھ کو یعقوب صفار بانی دولت صفاریہ نے (مقام جندسا پور[۱] میں بعارضہ قولنج) وفات پائی اور قبل از وفات مقام رنج و زابلستان (یعنی غزنہ) کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا اس کے آخر زمانہ میں خلیفہ معتمد کا میلان اس کی جانب ہوگیا تھا حکومت فارس دینے کا وعدہ کیا تھا مگر یہ فرمان اُس وقت صفار کے پاس پہونچا جبکہ اپنے خالق اکبر سے لَو لگائے ہوئے ملک الموت سے باتیں کر رہا تھا۔ صفار کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث اس کا جانشین ہوا دربار خلافت میں بغرض

۱ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۹۔

اظہار اطاعت و فرمانبرداری عرضی روانہ کی خلیفہ معتمد نے خوش ہو کے سند گورنری خراسان، اصفہان، سندھ، سجستان، سرمن رائے اور پولیس بغداد کی افسری عنایت کی اور سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ بھی روانہ فرمائی۔

جنگ زنگیان واغرتمش

سلیمان بن جامع اور اغرتمش کی لڑائیوں کے حالات اور بعد اسکے تکین وجعلان، مطر بن جامع و احمد بن کیتونہ کے واقعات اور شہر واسط پر اس کے متصرف ہو جانے کی کیفیت ہم اوپر لکھ آئے ہیں تکین بخاری کی گرفتاری کے بعد اغرتمش کو ۲۶۶ھ میں اہواز کی حکومت عطا ہوئی۔ چنانچہ اغرتمش ماہ رمضان المبارک ۲۶۶ھ میں وارد تشتر ہوا۔ مطر بن جامع بھی اسکے ہمراہ تھا تشتر میں پہونچکے علی ابن ابان کے اُن سپہ سالاروں اور ہمراہیوں کو جو تشتر میں محبوس تھے قید حیات سے آزاد کر کے لشکر گاہ مکرم کی جانب کوچ کر دیا علی بن ابان بھی یہ خبر پا کے مکرم میں آگیا دونوں حریف گتھ گئے صبح سے دوپہر تک گھمسان لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر اغرتمش نے زنگیوں کی کثرت اور اپنی ناکامی کی مجسم صورت دیکھ کے لڑائی موقوف کر دی علی بن ابان نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور اغرتمش بقصد خلیل بن ابان۔ اربل کا پل عبور کرنے کو بڑھا۔ خلیل نے اپنے بھائی علی کو اس سے مطلع کیا علی نے اپنے ہمراہیوں کو دو حصہ پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو اہواز میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کے ساتھ اربل کی نہر کی طرف کوچ کیا۔ اُس کے روانہ ہوتے ہی اُس کے بقیہ ہمراہی بھی اغرتمش کے خوف سے اہواز چھوڑ کے نہر سدرہ چلے آئے علی اور اغرتمش سے نہر اربل پر تمام دن لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ جس سے دونوں حریف کے حوصلوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا پیدا نہ ہوا۔ لڑائی ختم ہونے پر علی پھر اہواز کی جانب لوٹ آیا اہواز اس کے آنے سے پیشتر اس کے ہمراہیوں سے خالی ہو چکا تھا اُن لوگوں کو واپس لانیکی غرض سے

چند آدمیوں کو روانہ کیا لیکن وہ لوگ واپس نہ ہوئے۔ بدرجہ مجبوری خود بھی اُن لوگوں سے جا ملا۔ اِس اثنار میں ان واقعات سے مطلع ہو کے اغرتمش آپہونچا لڑائی شروع ہوگئی۔ مطر بن جامع معہ چند نامی نامی سپہ سالاروں کے مارا گیا دوسرے دن پھر اسی زور و شور سے لڑائی شروع ہوئی شام تک گھمسان لڑائی ہوتی رہی اگلے دن اتفاق وقت سے ایک تازہ دم فوج علی بن ابان کی کمک کو آگئی (اس فوج کو خبیث نے روانہ کیا تھا) اغرتمش نے کثرت فوج سے خوف کھا کے اپنے حریف کے لئے میدان جنگ کو برائے چندے خالی کر دیا۔

چونکہ ایک مدت سے محمد بن عبید اللہ (یہ رامہرمز کا والی تھا) اور علی بن ابان سے اَن بن چلی آرہی تھی اسوجہ سے آیندہ خطرات کو پیش نظر کرکے محمد نے انکلائی بن خبیث سے درخواست کی کہ مجھے علی ابن ابان کی ماتحتی سے نکال کے اپنے حاشیہ نشینوں کے زمرہ میں داخل کر لیجئے۔ مگر محمد کی یہ تدبیر برعکس ہوگئی انکلائی کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ اپنے باپ (خبیث) سے محمد سے حساب فہمی اور خراج طلب کرنے کی اجازت حاصل کرکے علی ابن ابان کو اس خدمت پر مامور کیا محمد بن عبید اللہ نے بحیلہ و حوالہ ٹالنے کی کوشش کی علی بن ابان زنگیوں کی فوج لئے ہوئے رامہرمز کے قریب پہونچگیا محمد نے یہ خبر پاکے رامہرمز کو خالی کر دیا اقصائے سرحد پر جا کے پناہ گزین ہوا علی اور اس کے لشکریوں نے رامہرمز میں داخل ہو کے خاطر خواہ لوٹا بعدازاں محمد نے علی سے خط و کتابت کرکے دو لاکھ دراہم پر مصالحت کر لی۔ علی نے رامہرمز کو واگذاشت کر دیا۔

اِس مصالحت کے چند دنوں بعد محمد نے علی سے بمقابلہ اکراد امداد طلب کی اِس شرط پر کہ کل مال غنیمت کا مالک علی ہوگا۔ علی کو طمع دامنگیر ہوئی۔ محمد بن عبید اللہ سے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے طلب کیا محمد بن عبید اللہ نے اسکو بحیلہ و حوالہ

تالکے ایک صلحنامہ تحریر کر کے بھیجدیا علی نے مجلز نامی ایک شخص کو اس مہم کا سردار
بنا کے ایک لشکر کثیر التعداد کے ساتھ محمد بن عبید اللہ کے پاس بھیجدیا محمد بن عبید اللہ
نے بہمراہی اس لشکر کے اکراد پر حملہ کیا جس وقت دونوں فریق میں گھمسان لڑائی
ہونے لگی محمد کے ہمراہیوں نے قصداً مورچہ خالی کر دیا اکراد نے سختی سے زنگیوں
پر حملہ کیا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آگیا بیحد نقصان اٹھا کے واپس ہوئے محمد نے
چند دستہ فوج کو بظاہر ان لوگوں کے روکنے پر مامور کیا مگر خفیہ طور سے یہ ہدایت
کر دی کہ موقع ملے تو تم بھی ان کمبخت سیاہ بختوں (زنگیوں) پر اپنا ہاتھ صاف کر لینا
چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اکراد کے لوٹنے سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا اسکو محمد کے
لشکریوں نے لوٹ لیا علی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے محمد کو ایک ڈانٹ کا خط
تحریر کیا محمد نے براہ تملق و چاپلوسی معذرت کی ساتھ ہی اسکے انکے بہت سے ہتھیار
اور جانور بھی واپس کر دیئے مگر بایں ہمہ محمد کے خائف دل کو تسلی نہ ہوئی تو خبیث
کے بعض مصاحبوں سے اس معاملہ میں تحریک کی اور مصالحت کرا دینے کے
معاوضہ میں بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے خبیث اور علی
کو کہہ سن کے راضی کر دیا شرط یہ قرار پائی کہ محمد اپنے ممالک مقبوضہ میں خبیث کی
حکومت و دولت کے قایم ہونے کی ترغیب دیتا رہے۔ محمد نے بطیب خاطر اس
شرط کو منظور کر لیا۔ باہم صفائی اور مصالحت ہو گئی۔

بعد اسکے جب علی ابن ابان کو محمد کی جانب سے ایک اطمینانی صورت پیدا
ہو گئی تو موتہ پر چڑھائی کر دی بے شمار آلات حصار اپنے ہمراہ لے گیا۔ مسرور بلخی
ان دنوں صوبہ اہواز میں تھا یہ خبر پا کے موتہ کی حمایت کو اپنا لشکر لئے ہوئے پہونچگیا
علی اور مسرور سے لڑائی ٹھن گئی بالآخر علی شکست کھا کے حسب قدر اسباب اپنے
ہمراہ لایا تھا سب کو چھوڑ کے بھاگ کھڑا ہوا ایک گروہ کثیر زنگیوں کا کام آگیا

ہنوز اس شکست سے علی کی شکستگی خاطر رفع نہ ہوئی تھی کہ موفق کے آنے کی خبر گرم کانوں تک پیہم پہونچنے لگی۔

ابن موفق کی نمایاں کارگذاری

آئے دن زنگیوں کی کامیابی اور واسط میں غلبہ اور قتل وغارت سے متنبہ ہو کے موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا (ابوالعباس وہ شخص ہے جو آیندہ خلیفہ معتمد کے بعد سریر خلافت پر متمکن ہوگا۔ اور اسلامی دنیا میں المعتضد باللہ کے لقب سے مخاطب کیا جائے گا)۔

ماہ ربیع الثانی سنہ ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج پیادہ وسوار کی جمعیت سے زنگیوں کی طرف ابوالعباس نے رخ کیا براہ دریا بھی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ روانہ کیا گیا جسکی افسری پر ابوحمزہ نصیر مامور تھا رفتہ رفتہ یہ لشکر دیرعاقول میں وارد ہوا ابوحمزہ نصیر نے ابوالعباس کو اطلاع دی کہ زنگیوں کے مقدمۃ الجیش پر جبائی ہے۔ اسوقت وہ جزیرہ میں قریب برور دیا کے مقیم ہے اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی ایک فوج لئے ہوئے ان کی کمک کو معرابان میں پڑا ہوا ہے ابوالعباس نے یہ خبر پا کے کوچ کر دیا زنگیوں نے اس مہم کے لئے بیحد فوجیں فراہم کی تھیں سن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نوعمر جوان ہے جس کو معرکہ آرائی میں مطلق دخل نہیں ہے اس سے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اولاً کثرت فوج سے خائف ہو کے برسر مقابلہ نہ آئیگا اور ثانیاً اگر آ بھی گیا تو پہلے ہی حملہ میں دانت ایسے کھٹے ہو جائینگے کہ پھر کبھی لڑائی کا حوصلہ نہ ہوگا۔ غرض ابوالعباس نے مقام صلح میں پہونچکے جاسوسوں کو فریق مخالف کے خبر لانے پر مامور کیا تھوڑی دیر بعد جاسوسوں نے حاضر ہو کے ظاہر کیا کہ زنگیوں کا لشکر بھی آگیا ہے اول حصہ لشکر کا صلح کے اِس کنارے پر ہے اور آخری حصہ لشکر نشیبی واسط تک پھیلا ہوا ہے۔

ابوالعباس نے معمولی راستہ چھوڑ کے غیر متعارف راہ سے نصر کی طرف روانہ ہوا اثناً راہ میں زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی پہلے تو ابوالعباس نے اپنے پر زور

حملہ سے زنگیوں کو پیچھے ہٹا دیا۔ مگر پھر مصلحتاً خود پیچھے ہٹا۔ زنگیوں کے دل اس سے بڑھے بڑھ بڑھ کے حملے کرنے لگے ابو العباس نے للکار کے کہا نصیرا کیا دیکھتے ہو ان کتوں کو سلے اب آگے نہ بڑھنے پائیں" نصیر اس آواز کو سن کے ایک دوسرے جانب سے جسطرف زنگیوں کا خیال و وہم بھی نہ گیا تھا ٹڈی دل لشکر لئے ہوئے نکل پڑا زنگیوں کے ہوش وحواس گم ہوگئے کچھ بن نہ پڑا نہر کیطرف بھاگے ابو العباس نے رومال کے اشارہ سے جنگی کشتیوں کی فوج کو بھی حملہ کا حکم دیا۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہوگیا ہر چہار طرف سے حملہ سے گھبرا کے جس طرف راستہ پایا بھاگ کھڑے ہوئے۔ چھ کوس تک شاہی لشکر نے تعاقب کیا جو کچھ ان کے لشکرگاہ میں تھا لوٹ لیا یہ پہلی فتح تھی جو شاہی لشکر کو زنگیوں کے مقابلہ میں نصیب ہوئی۔

اس جنگ کے بعد سلیمان بن جامع نہر امین کیجانب سلیمان بن موسیٰ شعرانی بازار خمیس کیطرف بھاگ آیا اور ابو العباس نے واسط سے ایک کوس ہٹ کے پڑاو کیا۔ دونوں فریق اپنی فوج کی اصلاح اور درستی سامان جنگ میں مصروف ہوئے۔ ایک ہفتہ بعد سلیمان اپنے لشکر کو تین حصوں پر منقسم کرکے تین طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے ابو العباس کی جانب بڑھا اور چند دستہ فوج کو کشتیوں پر سوار کرکے براہ دریا حملہ کرنے کا حکم دیا نصیر اور ابو العباس نے دریائی حملہ کے روک تھام پر اپنی ہمت کو مصروف کیا اور اس کے مقابلہ میں خشکی پر دست بدست لڑنے کا لشکریوں کو اشارہ کیا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا دوپہر تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی ظہر کے قریب زنگیوں کی فوج کی ہمت ہار گئی بے ترتیبی سے بخوف جان اس طرف اس طرف چھپنے لگی اور ابو العباس کا لشکر جوش کامیابی میں قتل وقید کرنے لگا بعد ظہر زنگیوں کے لشکر میں بھگدر مچگئی۔ جنگی کشتیاں گرفتار کرلی گئیں۔ ہزاروں زنگی تلوار کے گھاٹ اتارے گئے۔ سلیمان اور جناتی بہزار وقت وخرابی بسیار اپنی جان بچاکے

ٹھٹا پہونچا اور ابو العباس مظفر و منصور اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا۔ اور اُن کشتیوں کی درستی اور اصلاح کا حکم صادر فرمایا جو حریف سے چھین لی گئی تھیں۔

زنگیوں کو جس وقت بمقابلہ شاہی عساکر ناکامی ہوئی اور اپنی جان بچا کے بھاگے اس وقت بھی نقصان رسانی اور شیطنت سے باز نہ آئے۔ راستوں سے تو واقف ہی تھے آیندہ جس طرف سے شاہی لشکر کا گذر ہونے والا تھا اُس راستہ میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کے گھاس پھوس اور مٹی سے پاٹ دیا۔ غریب ابو العباس اور نصیر کو اسکی خبر نہ تھی اسی راستہ سے ہو کے گذرے دو چار سوار اُن گڑھوں اور کنوؤں میں گر پڑے شاہی لشکر نے اِس راستہ کو چھوڑ کے دوسری راہ اختیار کر لی۔

بعد اسکے خبیث نے اپنے مصاحبوں اور ہمراہیوں کو براہ دریا حالت غفلت میں حملہ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ زنگیوں نے اِسی پر عمل کیا اور ابو العباس کی چند کشتیوں کو گرفتار کر لائے۔ ابو العباس نے یہ خبر پا کے تعاقب کیا او ربزور جنگ اپنی کشتیوں کو تو واپس ہی لایا انکی کشتیوں میں سے بھی تقریباً تئیس ۲۳ کشتیوں کو معہ مال و اسباب کے گرفتار کر لیا ابو العباس کو زنگیوں کی اس حرکت ناشائستہ سے سخت طیش آیا نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام لینے لگا۔

سلیمان ابن جامع نے ان پیہم ہزیمتوں کے بعد طہٹا میں جا کے قلعہ نشین ہوا اِسنے اپنے اس شہر کو منصورہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور شعرانی بازار خمیس میں جا چھپا اسکے شہر کا نام منیعہ تھا سلیمان اور شعرانی نے منصورہ اور منیعہ میں پہونچکے محاصرہ کے خطرات کے خیال سے اطراف و جوانب سے فراہمی رسد و غلہ کی جانب توجہ کی اور ابو العباس ان دونوں کے رسد و غلہ کے چھین لینے پر کمر ہمت باندھے تھا چند دنوں تک اِسی قسم کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی ایک روز ابو العباس نے اپنے افسران

فوج کو مشورہ کر کے براہ خشکی منیعہ کی طرف بڑھا اور نصیر کو دریا کے راستہ سے روانہ کیا۔ اِدھر اتفاق وقت سے زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے ابوالعباس دوچار ہو گیا ایک دوسرے سے گُتھ گیا تقریباً تمام دن لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالعباس شہر منیعہ تک نہ پہونچ سکا اُدھر نصیر نے منیعہ کے قریب پہونچکے آتشباری شروع کر دی اہل منیعہ گھبرا گھبرا کے جوں ہی باہر نکلے تیر کا مینہ برسنے لگا مجبور ہو کے پھر شہر کیطرف لوٹے نصیر نے ان میں سے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کر کے مراجعت کر دی ابوالعباس کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی مظفر و منصور اپنے لشکر گاہ میں آیا خبیث نے ان واقعات سے مطلع ہو کے علی ابن ابان اور سلیمان بن جامع کو متفرق و منتشر ہو کے لڑنے پر ملامت کی اور دونوں کو بمقابلہ ابوالعباس مجتمع ہو کے مجموعی قوت سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

فتح منیعہ و منصورہ اِس وقت تک تنہا ابوالعباس ہی زنگیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اپنی مردانگی سے باوجود نوعمری اور ناتجربہ کاری کے نمایاں کامیابی حاصل کرتا جاتا تھا۔ ہنوز موفق لشکر کی درستی اور فراہمی رسد وغیرہ سے فارغ نہیں ہوا تھا سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کرنے میں مصروف اور قلعات کی درستی اور مرمت میں مشغول تھا اس اثناء میں اسکو علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کے یکجا ہونے کی خبر پہونچی کہ یہ دونوں اب مجموعی قوت سے ابوالعباس کے مقابلہ پر آئینگے۔ فوراً بقیہ امور کا انتظام کر کے ربیع الاول سنہ ۲۶۷ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا واسط پہونچا اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس سے ملا ابوالعباس نے کل حالات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ موفق نے ابوالعباس کے سرداران لشکر کو خلعتیں مرحمت فرمائیں لشکریوں کو انعامات دیئے۔ بعدہ ابوالعباس اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا دوسرے دن موفق نے نہر شداد پر جا کے قیام کیا

اور اسکا بیٹا شرقی دجلہ میں دہانہ بردودا پر جا اُترا دو روز تک دونوں ٹھہرے رہے تیسرے
روز ابو العباس نے بقصد محاصرہ مینعہ کوچ کیا موفق بھی براہ دریا مینعہ کی طرف بڑھا۔
یوم سہ شنبہ آٹھویں ربیع الثانی ۲۶۷ھ کو دو طرف سے دونوں باپ اور بیٹوں نے
مینعہ پر دھاوا کیا زنگیوں کو موفق کی خبر نہ تھی دریا کی حالت سے بے خبر و غافل ہو کے
جُھرمٹ باندھ کے ابو العباس کے مقابلہ پر آگئے لڑائی کا بازار گرم ہو گیا اس اثناء
میں موفق نے پہونچکے دریا کیطرف سے حملہ کر دیا زنگی فوجیں اس اچانک اور غیر
متوقع حملہ سے گھبرا کے جوں ہی شہر کی حفاظت کیطرف مایل ہوئیں ابو العباس کے
ہمراہی بھی انھیں کے ہمراہ شہر میں گھس پڑے ایک گروہ کثیر قتل اور قید کیا گیا۔
شعرانی معہ بقیہ آدمیوں کے بھاگ کر جنگل میں جا چھپا۔ موفق اپنے لشکر گاہ میں واپس
آیا۔ تقریباً پندرہ سو مسلمان عورتیں زنگیوں کے پنجۂ غضب سے رہا ہوئیں۔ اگلے دن
پھر موفق سوار ہو کے مینعہ میں داخل ہوا اور لشکریوں کو اسکے لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا
شہر پناہ کو منہدم کرا کے خندقیں جو شہر پناہ کے ارد گرد تھیں ان کو پٹوا دیں کشتیوں
میں آگ لگوا دی بے انتہا رسد و غلہ ہاتھ آیا کچھ فروخت کر ڈالا گیا باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔

خبیث کو اس روح فرسا واقعہ کی خبر لگی تو اسنے ابن جامع کو لکھ بھیجا "دیکھو
خبردار غفلت سے کام نہ لینا ورنہ تمھاری بھی وہی گت ہوگی جو شعرانی کی ہوئی ہے
خلیفہ کا لشکر طوفان بے امتیازی کیطرح بڑھا آتا ہے"۔ اس اثناء میں جاسوسوں
نے دربار موفق میں حاضر ہو کے گوش گذار کیا کہ سلیمان ابن جامع اسوقت حوانیت
میں مقیم ہے موفق یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا طیاری کا حکم دیدیا اپنے ہونہار بیٹے
ابو العباس کو براہ دریا جنگی کشتیوں کو لے کے بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی کی
راہ سے کوچ کر کے صینیہ پہونچا ابن جامع یہ خبر پا کے دو سپہ سالاروں کو معہ ایک
دستہ فوج کے کمسریٹ کی حفاظت پر مامور کر کے بھاگ گیا ابو العباس نے پہونچکے

لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ رات کے وقت انھیں دو سپہ سالاروں کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہو کے امن کی درخواست کی ابوالعباس نے امان دیکے سلیمان بن جامع کا حال دریافت کیا اس شخص نے جواب دیا کہ ابن جامع اسوقت اپنے شہر منصورہ میں مقیم ہے۔ ابوالعباس نے یہ سن کے اپنے باپ (موفق) کی خدمت میں واپس آیا اور ان واقعات سے مطلع کیا موفق نے اسیوقت منصورہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کیا اور خود بھی اسکے بعد ہی کوچ کر دیا۔ طہثا (منصورہ) کے قریب پہونچکے دو میل کے فاصلہ پر مورچہ قایم کیا اگلے دن موقع جنگ اور شہر پناہ کی فصیلوں کے دیکھنے کو سوار ہوا زنگیوں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا جو موفق کے آنے کی خبر پاکے کمینگاہ میں چھپی ہوئی تھی دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ موفق کے غلاموں کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا ابوالعباس نے احمد بن مہدی جنائی کو ایک ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ جانبر نہ ہوا گھوڑے سے گر کر فوراً مر گیا اسکے مرنے سے خبیث کو سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا۔ مغرب کا وقت آ گیا تھا تاریکی ہر چہار طرف پھیلتی جاتی تھی موفق نے اپنے لشکرگاہ کی جانب مراجعت کی اور زنگیوں کا لشکر منصورہ واپس گیا دوسرے دن کہ یوم شنبہ تھا اور ربیع الثانی ۲۶۷ھ کی ستائیسویں رات تھی موفق نے آخر شب میں اٹھ کے اپنے لشکر کو مرتب کیا جنگی کشتیوں کو براہ دریا منصورہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اس عرصہ میں سفیدۂ صبح نمودار ہو گیا نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی دیر تک اللہ جلشانہ کے حضور میں بحضور قلب دعا کرتا رہا جوں ہی اُفق فلک پر سرخی نمایاں ہوئی دھاوا کا حکم دیدیا۔ عساکر شاہی کا ایک کالم شیر غراں کی طرح ڈکارتا ہوا شہر پناہ کے قریب پہونچگیا ابوالعباس اس کالم کا سردار تھا زنگیوں نے سینہ سپر ہو کے مقابلہ کیا دوپہر تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی بعد دوپہر زنگی لپسپا ہو کے اپنے

خندقوں کی طرف لوٹے عساکر شاہی نے تعاقب کیا ادھر خندق پر کمال تیزی سے لڑائی شروع ہوئی ادھر جنگی کشتیاں براہ دریا شہر کے کنارہ پر پہونچگئیں عساکر شاہی نے خشکی پر اتر کے شہر کے ایک حصہ پر قبضہ کرلیا اس اثناء میں ابو العباس کے رکاب کی فوج خندق پر لکڑی کا مختصر سا پل بنا کے عبور کر گئی۔ زنگی فوجوں نے گھبرا کے شہر میں داخل ہونے کا قصد کیا مگر شہر میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ انکا حریف مقابل اس سے چند ہی گھنٹہ پیشتر شہر کے ایک حصہ پر قابض ہو چکا تھا اور لحظہ بلحظہ بقیہ شہر پر قبضہ کرتا چلا آتا تھا دو طرف کے حملہ سے جیسا کہ پامال ہونا تھا پامال ہوئے ہزاروں قتل یا قید کئے گئے ابن جامع معہ معدودے چند مصاحبوں کے بھاگ گیا مخمند گروہ کے ایک دستہ فوج نے دجلہ تک تعاقب کیا مگر اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوا اس معرکہ میں زنگیوں کی تعداد کثیر کام آگئی باقیماندگان کا اکثر حصہ گرفتار کرلیا گیا جانبروں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ موفق نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کرلیا جس کا دور ایک کوس کا تھا اہل کوفہ اور واسط کی دس ہزار عورتوں، لڑکوں کو زنگیوں کی غلامی سے نجات ابدی حاصل ہوئی مال واسباب جو کچھ ہاتھ لگا اسکی کوئی حد و انتہا نہ تھی۔ سلیمان بن جامع کی عورتیں اور چند لڑکے بھی گرفتار ہو گئے۔ چند سپہ سالار اُن زنگیوں کے گرفتار کرلانے پر مامور کئے گئے جو جان بچا کے پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے تھے شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں خندقیں پاٹ دی گئیں۔ سترہ دن تک موفق معہ اپنے ہونہار بیٹے کے ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا بعد ازاں واسط کی جانب مراجعت کردی۔

فتح مختارہ موفق نے واسط میں پہونچکے اپنے لشکر کا جائزہ لیا انکی تکالیف کو دور اور ضرورتوں کو رفع کرکے لشکر کو دوبارہ مرتب کیا اور بقصد شہر خبیث جسکا نام اس نے مختارہ رکھا تھا کوچ کیا اسکے ہمراہ اسکا بیٹا ابو العباس بھی تھا

مختارہ کے قریب پہونچکے دو میل کے فاصلہ پر قیام کیا رات کے وقت موقع جنگ
اور فصیلوں کی حالت وکیفیت دیکھنے کو گیا شہر پناہ کی فصیلیں نہایت مستحکم و مضبوط
تھیں۔ چوڑی چوڑی خندقیں ہر چہار طرف سے اُس کو اپنے آغوش حفاظت میں
لئے ہوئے تھیں۔ راستہ نہایت دشوار گذار تھا فصیلوں پر جابجا حصار شکنی کے
آلات اس کثرت سے رکھے ہوئے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں
بایں ہمہ فوج کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی۔ موفق شہر کی مضبوطی و استحکام کو دیکھ کے
امید وبیم کی حالت میں واپس آیا صبح ہوتے ہی براہ دریا جنگی کشتیوں کے ساتھ
اپنے بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا اور خود فوج مرتب کرکے خشکی کے راستہ سے
مختارہ پر دھاوا کیا۔ ابو العباس نے کمال تیزی سے کشتیوں کو شہر پناہ کی دیوار
سے ملا دیا قریب تھا کہ خشکی پر اُتر پڑتا اتفاق وقت سے زنگیوں نے دیکھ لیا شور وغل
مچاتے ہوئے دوڑ پڑے منجنیقوں سے سنگباری شروع کردی۔ اوپر سے پتھر کا مینہ
برسانے لگے۔ ابو العباس نہایت استقلال وتحمل سے ان سب مصائب کو برداشت
کرتا ہوا خشکی پر اُترنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کسی طرح کامیاب نہ ہوتا تھا موفق نے
یہ رنگ دیکھ کے واپس آنے کا اشارہ کیا ابو العباس کی کشتیوں کے ساتھ دو کشتیاں
زنگیوں کی بھی چلی آئیں جس میں ملاح اور سپاہی تھے ان لوگوں نے موفق سے امن
کی درخواست کی موفق نے ان لوگوں کو امان بھی دی، خلعت بھی دی اور خاطر و
مدارات سے بھی پیش آیا۔ اس حسن سلوک سے امن کے چاہنے والوں کی آمد شروع
ہوگئی۔ خبیث نے یہ رنگ دیکھ کے فوراً چند آدمیوں کو دہانہ دریا پر مامور کردیا تاکہ
جنگی کشتیوں کے بیڑہ تتر بتر نہ ہونے پائیں اور حریف مقابل کے سایہ عاطفت
میں جاکے پناہ گزین نہ ہوں۔ بعد ازاں بہبود امیر البحر کو براہ دریا حملہ کی طیاری کا
حکم دیا ابو العباس مقابلہ پر آیا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہبود کو شکست

ہوئی ہزار ہا زنگی قتل یا غرق ہوئے مجبور ہوکے بہبود کو واپس آنا پڑا۔ اس لڑائی کے بعد بھی زنگیوں کی بعض جنگی کشتیوں نے ابو العباس سے امن کی درخواست کی علاوہ اسکے اکثر خشکی کی فوجیں بھی امن کی خواستگار ہوئیں جنکو ابو العباس اور موفق نے سیر چشمی اور فیاضی سے امن دیدی۔ اور ایک ماہ کامل بلا جدال و قتال مقیم رہا۔

پندرھویں شعبان سنہ مذکور کو موفق نے بقصد حملہ اپنی فوج کو پھر درستی اور طیاری کا حکم دیا۔ پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے براہ دریا و خشکی مختارہ کیطرف سیلاب کی طرح بڑھا زنگیوں کی تعداد اس معرکہ میں تین لاکھ تھی مگر باوجود اس کثرت کے اس خوبی سے محاصرہ کیا کہ حریف کے دانت کھٹے ہوگئے منادی کرادی کہ "جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ ہم سے امن کا خواستگار ہو اور جسکو اپنی جان دوبھر ہو اپنے مال و اسباب کو لاوارث، اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ ہمارے خارہ شگاف تلوارون اور نوکدار نیزوں کے مقابلہ پر آئے یہ رعایت خاص عام باشندگان مختارہ اور لشکریوں کے لئے ہے خواہ وہ سردار ہوں یا سپاہی۔ خبیث کو اس رعایت سے کوئی حصہ نہ ملے گا" اسی مضامین کے رقعہ بھی لکھ لکھ کے تیروں کے ذریعہ سے شہر میں پھنکوائے۔ اکثر باشندگان مختارہ اور لشکریوں نے حاضر ہوکے امن کی درخواست کی۔ جنکو موفق نے امان دینے کے ساتھ ہی خلعتیں اور انعامات بھی عطا کئے اس محاصرہ میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی بلا جدال و قتال خبیث کا جتھا ٹوٹ گیا اس کے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہوکے موفق کے لشکر میں چلے آئے اگلے دن مصلحتاً موفق اس مقام سے کوچ کرکے مختارہ کے قریب ایک مقام پر خیمہ زن ہوا۔ فوجی چھاؤنی اور جنگی کشتیاں بنانے کا حکم دیا شہر کے آباد کرنے کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس مقام کو موفقیہ کے نام سے موسوم کیا تھوڑے

دنوں میں لشکریوں، سرداروں، شاگرد پیشوں کے مکانات بن گئے جامع مسجد طیار ہوگئی اور دارالامارت کی تعمیر بھی تکمیل کو پہونچ گئی۔ تمام ممالک محروسہ میں تجار کے نام گشتی فرمان بھیجے گئے بات کی بات میں ہر قسم کے سامان اور اسباب کی متعدد دوکانیں کھل گئیں۔ کھانے پینے اور ہر ضرورت کی چیزیں بکثرت مہیا ہوگئیں ایک مہینہ تک اسی انتظام میں مصروف رہا جب اس طرف سے اطمینان ہوگیا تو اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو یہ حکم دیا کہ مختارہ کے باہر جس قدر زنگی فوجیں پھیلی ہوئی ہیں ان پر حملہ کرو اور اپنے پُرزور حملوں سے انکو انکی سرکشی اور تمرد کا مزہ چکھا دو کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئیں یا زچ ہو کے امن کے خواستگار ہوں" اس چھیڑ چھاڑ سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ان میں سے اکثر امن کی درخواست کرکے موفق کے لشکر میں چلے آئے باقی جو رہے وہ قتل یا قید کرلئے گئے۔ مختارہ والے بدستور محاصرہ میں رہ گئے۔ مگر موفق انپر بھی اپنے حسن سلوک اور احسان کا جال پھیلا رہا تھا اس حکمت عملی سے بھی ہزارہا زنگی آئے دن گرویدہ احسان ہو کے موفق کے لشکر میں چلے آرہے تھے۔

انھیں دنوں اتفاق وقت سے زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی گرفتار کرلی جو رسد و غلہ لئے ہوئے موفقیہ کو آرہی تھی موفق کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو طیاری کا حکم دیدیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو اسکی حفاظت پر مامور فرمایا اس واقعہ کے بعد ہی زنگیوں نے ایک حرکت یہ کی کہ انمیں سے ایک گروہ نے شب کے وقت نکل کے نصیر کی فوج پر حملہ کا قصد کیا جاسوسوں نے نصیر کو اس سے مطلع کردیا نصیر نے قبل اسکے کہ وہ حملہ کریں اثناء راہ میں جاکے ان کو گھیر لیا دو ایک سپہ سالار گرفتار اور دو ایک قتل ہوگئے باقیماندہ سپاہی اور سپہ سالاروں نے بھاگ کے مختارہ میں دم لیا۔ اس

چھیڑ چھاڑ پر بھی پناہ گزین اور امن کے خواستگاروں کی تعداد میں کمی نہ ہوئی اخیر
ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور تک پچاس ہزار زنگیوں نے عباسی علم کے
نیچے آکے اطاعت کی گردنیں جھکادیں اور امن کے خواہاں ہوئے۔ ماہ شوال
میں خبیث نے موفق کے بلا جدال وقتال طول قیام سے گھبرا کے پانچ ہزار
سواروں کی جمعیت سے علی بن ابان کو موفق کے لشکر پر حملہ کرنے کو روانہ کیا
اور ہدایت کردی کہ رات کے وقت بغیر روشنی کے دریا عبور کرو اور کمال تیزی
سے چار پانچ کوس کا چکر کاٹ کے سفیدہ صبح نمودار ہونے سے پیشتر جس وقت
موفق کے لشکری ادائے نماز، قضائے حاجت میں مصروف ہوں پس پشت
لشکر سے حملہ کردو اور تم جسوقت حملہ کروگے اسی وقت میں بھی مقابلہ پر آجاؤنگا
یقین ہے کہ اس حملہ میں ہم کو کامیابی ہو، علی نے اس رائے کو استحسان کی آنکھو
سے دیکھ کے طیاری کردی اور اسی رائے کے مطابق نصف شب کے پہلے دریا
عبور کرگیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہونچادی موفق نے اسی وقت اپنے
بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابان کے مقابلہ اور روک تھام پر روانہ کیا ابوالعباس
نے جنگی کشتیوں کے ایک بیڑہ کو جس میں تقریباً بیس کشتیاں بڑی اور پندرہ
چھوٹی تھیں دریا کی حفاظت پر مامور کیا تاکہ علی بن ابان کے ہمراہی بحالت ہزیمت
دریا عبور نہ کرسکیں اور خود ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے اس راستہ پر
جاکے چھپ رہا جس طرف سے علی بن ابان آنے والا تھا جوں ہی علی بن ابان
اس راہ سے گذرا ابوالعباس نے حملہ کردیا زنگی اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے
بھاگے ابوالعباس کے سواروں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں نیزہ بازی کے
جوہر دکھانے لگے زنگی گھبرا کے دریا کی طرف بھاگے بحری فوج نے عبور سے روکا
بہت بڑی خونریزی ہوئی اکثر حصہ کام آگیا۔ کچھ دریا میں ڈوب کر مرگئے کچھ

قید کر لئے گئے معدودے چند چھپ چھپا کے بچ گئے صبح ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ آفتاب کی سرخی کنارۂ آسمان پر نمایاں ہو رہی تھی قریب طلوع آفتاب ابوالعباس نے میدان جنگ ہی میں نماز ادا کی بعد ازاں قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے فرط محبت سے گلے لگا لیا دعائیں دیں۔ لڑائی کے حالات استفسار کئے۔ دوپہر کے قریب حکم دیا کہ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو کشتیوں میں بار کر کے خبیث کے محلسرا کے سامنے دکھلانے کی غرض سے لے جاؤ۔ خبیث اور اس کے ہمراہیوں کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی تمسخر سے کہنے لگے "موفق نے یہ رنگ اچھا جمایا ہے۔ ہم لوگوں کو دکھلانے اور زنگی دلاوروں کو ڈرانے کی غرض سے ان سیاہ بخت زنگیوں کو قیدی بنایا ہے جو شامت اعمال سے جا کے اس سے امن کے خواہاں ہوئے ہیں اور یہ سر مصنوعی ہیں آدمی کے سر نہیں ہیں مگر بہت اچھے بنائے ہیں" جاسوسوں نے خبیث کی اس گفتگو اور خیال کی موفق کو خبر کر دی موفق نے ان سروں کو منجنیقوں میں رکھ کے محصوروں کے پاس پھکوا دیا ایک ہنگامہ شور قیامت برپا ہو گیا جو دیکھتا تھا چلا کے رو اٹھتا تھا خبیث بھی ان سروں کے دیکھنے کو آیا۔ صبر نہ ہو سکا گلا پھاڑ کے رونے لگا۔

اس واقعہ کے بعد ابوالعباس اور زنگیوں میں متعدد دریائی لڑائیاں ہوئیں اور سبھوں میں ابوالعباس فتحمند ہوتا رہا تا آنکہ زنگیوں کی رسد کی آمد بند ہو گئی۔ غلہ جو شہر کے اندر موجود تھا وہ بھی قریب اختتام پہونچ گیا۔ مگر فریق محاصر کی سختی کی وہی کیفیت تھی۔ بڑے بڑے سورما اور نامی نامی سردار فاقہ کشی اور شدت حصار سے تنگ آ کے شہر سے نکل آئے امن کی درخواست کی مثلاً محمد بن حرث قمی اور احمد یربوعی وغیرہما۔ محمد بن حرث

بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا شہر پناہ کی حفاظت اس کے سپرد تھی اور احمد بزلوعی زنگیوں کے نامور جنگ آوروں سے تھا موفق نے ان دونوں کو امن دی انعام دیئے صلے دیئے اور اپنے خاص مصاحبین کے زمرہ میں داخل کر لیا خبیث نے یوماً فیوماً اپنے ہمراہیوں کی ابتری کا احساس کر کے دو سپہ سالاروں (ایک کا نام شبل[۵۱] دوسرے کا نام ابوالبذی تھا) کو دس ہزار فوج کی جمعیت سے شہر کے غربی جانب سے نکلکے تین طرف سے موفق کے لشکر پر حملہ اور رسد و غلہ کی آمد بند کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق کے کان تک یہ خبر پہونچادی موفق نے ایک فوج بسر افسری اپنے ایک آزاد غلام (اس کا نام زیرک[۵۲] تھا) کے بھیجدی پس جس وقت زنگیوں نے دریا سے خشکی پر اُترنے کا قصد کیا شاہی لشکر نے حملہ کر دیا زنگیوں کو اسکی خبر نہ تھی ہزاروں قتل ہو گئے سیکڑوں دریا میں ڈوب کر مر گئے باقیماندہ گرفتار ہو گئے یا کسی طرح اپنی جان بچا کے بھاگ گئے چار سو کشتیاں زنگیوں کی گرفتار کر لی گئیں۔ زنگیوں کو اس معرکہ میں سخت نقصان اُٹھانا پڑا۔ رہی سہی قوت جاتی رہی۔ طرہ اس پر یہ تھا کہ پناہ گزینوں کی تعداد برابر بڑھتی جاتی تھی جس سے محاصرین کی قوت ترقی پذیر ہو رہی تھی اور محصورین کی تعداد گھٹنے کے ساتھ مجموعی قوت بھی انحطاط کی جانب مایل ہوتی جاتی تھی۔ خبیث نے دوبارہ ناکہ بندی کا انتظام کیا معتبر معتبر نامی سرداروں کو راستہ کی محافظت پر مامور کیا اور دو سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا کہ کہ موفق کے لشکر میں امن حاصل کر کے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ طول حصار سے کوئی فائدہ نہ ہوگا آؤ کھلے میدان لڑ کر اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیں۔ موفق نے اس پیام پر اپنے بیٹے ابوالعباس کو نہر غربی کی جانب حملہ کرنے کو روانہ کیا شہر کی

[۵۱] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲۔
[۵۲] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲۔

یہ سمت علی بن ابان کے سپرد تھی بکمال شدت سے ہنگامۂ کارزار گرم ہوا شور وغل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے دوپہر ہوتے ہوتے ابو العباس کی فتحمندی اور علی بن ابان کی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے قریب ظہر کے علی بن ابان اپنے مورچے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے کو ہٹا خبیث نے اس امر کا احساس کر کے سلیمان ابن جامع کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ علی ابن ابان کی کمک پر روانہ کیا جس سے علی بن ابان کے قدم میدان جنگ میں پھر جم گئے شام تک گھمسان لڑائی ہوتی رہی بالآخر ابو العباس کو فتح نصیب ہوئی اور سپاہ خبیث زنگی شہر کی جانب بھاگا۔ اس اثنا میں ایک گروہ اُن زنگیوں کا آگیا جنھوں نے امن حاصل کر لی تھی۔ اور اپنے قوم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ابو العباس اس کامیابی کے بعد واپس آرہا تھا مگر ان لوگوں کی تحریک سے نہر اتراک کی طرف بڑھا اس طرف محصور زنگیوں کی تعداد نہایت قلیل تھی ابو العباس نے اس کمی سے فائدہ حاصل کرنے کے قصد سے انپر حملہ کر دیا چند لوگ کمندوں کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور گروہ محافظین کا دار امیار کر دیا خبیث نے یہ خبر پا کے اپنے سرداروں کو للکارا زنگی فوجیں خبیث کی آواز سن کے دوڑ پڑیں۔ ابو العباس بوجہ قلت فوج پیچھے ہٹ آیا اتنے میں موفق کی جانب سے امدادی فوج پہونچ گئی جس سے ہزیمت نے فوراً فتح کی صورت اختیار کر لی اور ابو العباس کو پھر اپنے حریف مقابل کے مقابلہ میں فتحمندی حاصل ہو گئی۔ مگر یہ کامیابی عارضی تھی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکامی سے متبدل ہو گئی سلیمان ابن جامع نے ابو العباس کی پہلی کامیابی کا احساس کر کے فوج کثیر لے کے بالائے نہر چلا گیا تھا اور ایک میل کا چکر کاٹ کے ابو العباس کے لشکر پر پیچھے سے حملہ آور ہوا جبکہ وہ اپنے حریف مقابل سے مصروف جدال وقتال تھا ابو العباس کے رکاب کی فوج جوں ہی سلیمان کے لشکر کی مدافعت کی جانب مایل ہوئی آگے سے زنگی فوجیں

پلٹ پڑیں جو شکست اور ہزیمت کا نامطبوع لباس پہنے ہوئے رو بہ فرار تھیں اس سے ابوالعباس کو ایک دل شکن شکست اُٹھانی پڑی موفق کے آزاد غلاموں کا ایک گروہ کھیت رہا اور چند نامی سورما بھی کام آگئے ابوالعباس ناکامی کے ساتھ اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا۔ یہ واقعہ اتفاق سے ایسا واقع ہوا کہ جس سے زنگیوں کے شکستہ قلوب پھر مضبوط اور قوی ہوگئے اور انکو ایک گونہ اپنی کامیابی کا یقین سا ہو گیا۔

موفق کو یہ اتفاقی ناکامی بہت شاق گذری سرداران لشکر کو مجتمع کر کے کہا "انشاءاللہ تعالیٰ کل نہر اتراک کی جانب سے عام حملہ کیا جائیگا اور سامنے کے برج پر جس طرح ممکن ہوگا قبضہ کرلوں گا نہر کے عبور کرنے کا پورا سامان رات ہی کے وقت سے مہیا رکھا جائے۔ دوسرے جانب سے میرا ہونہار بیٹا ابوالعباس دھاوا کریگا تم لوگ اس اتفاقی ناکامی سے بددل نہ ہو اسلام کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے وہ ضرور ہم کو ہمارے ارادوں میں کامیاب کریگا" سرداران لشکر اس عام حکم کو سن کے اپنے اپنے خیموں میں گئے حملہ کی طیاری میں مصروف ہوئے صبح ہوتے ہی طیار ہوکے موفق کے خیمہ کے پاس آئے سلامی دی موفق نے لشکر کو مرتب کر کے نہر اتراک کے عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بھی "بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا" پڑھتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا یہ دن چہارشنبہ کا تھا اور ماہ ذی حجہ ۲۶۷ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی۔

شہر کا یہ حصہ جس طرف موفق کا لشکر سیلاب کی طرح بڑھا جاتا ہے نہایت مضبوط و مستحکم ہے جا بجا موقع موقع پر منجنیقیں بھی نصب ہیں آلات قتال بھی کثرت سے موجود ہیں انکلائی بن خبیث معہ سلیمان ابن جامع اور علی بن ابان کے اسی حصہ میں ہے۔ غرض بظاہر اس کی کامیابی دشوار معلوم ہو رہی ہے۔

خبیث نے موفق کے لشکر کو اس طرف بڑھتا ہوا دیکھ کے سنگ باری کا حکم دیدیا نہایت تیزی سے منجنیقیں چلنے لگیں تڑاتڑ پتھر پڑنے لگے تیر اندازوں نے روح

وتن کے فیصلہ کرنے کو تیر و کمانیں اٹھالیں پھر ایسی حالت میں نہر کا عبور کرنا اور عبور کرکے
بعد شہر پناہ کے دیواروں کے قریب جانا کارے وارد کا مضمون تھا - نہر کے قریب
پہونچ کے موفق کا لشکر اس خوفناک وجانستان منظر کو دیکھ کے آگے بڑھنے سے
رُک گیا - موفق نے للکار کے کہا "میرے شیرو! کیا یہ منجنیقیں جن کو سیاہ بخت
زنگی چلا رہے ہیں تمھاری مردانگی کی سد راہ ہونگی - مجھے یقین ہے کہ تمھاری جوانمردی
اور دلاوری کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے" یہ آوازہ نہ تھی بلکہ ایک
برقی قوت تھی جو دم زدن میں لشکر کے اس سرے سے اُس سرے تک پہونچگئی جان نثاران
دولت بلا تامل و غور بات کی بات میں نہر عبور کر گئے نہ تیروں کے مینہ کی پروا کی اور
نہ سنگباری کا ان کو کچھ خوف ہوا - شہر پناہ کی دیوار کے نیچے پہونچکے منہدم کرنے اور
سیڑھیاں لگا کے اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے زنگیوں نے سنگباری سے
ان کو روکنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوئے سیڑھیاں لگا کے فصیل شہر پر چڑھ گئے
اور لڑ بھڑ کر اس پر قبضہ کر ہی لیا - علم دولت عباسیہ نصب کر دیا گیا منجنیقین اور
آلات حصار شکنی میں آگ لگا دی - زنگیوں کا ایک جم غفیر مارا گیا - دوسری جانب
ابو العباس لڑ رہا تھا اس کے مقابلہ پر علی بن ابان گیا ہوا تھا ابو العباس نے
اس کو پہلے ہی حملہ میں ہزاروں زنگیوں کو تہ تیغ کرکے شکست فاش دیدی
علی بن ابان نے بھاگ کے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا ابو العباس کا لشکر
ہوش کامیابی میں دیواروں تک پہونچگیا اور اس میں ایک روزن کرکے
ابن جامع گھس پڑا سلیمان بن جامع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آگیا شدت کے ساتھ
دیر تک لڑائی ہوتی رہی تا آنکہ ابو العباس کے رکاب کی فوج اپنے مورچہ میں واپس
آئی - مزدوروں نے فوراً اس روزن کو بند کر دیا مگر دوسرے طرف موفق کے
رکاب کی فوج نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن کر لئے خندق پر ایک

مختصر ساپل بنالیا جس سے باسانی تمام شاہی لشکر عبور کر گیا زنگیوں میں بھگدڑ مچ گئی شاہی لشکران کو قتل وگرفتار کرتا ہوا دیرابن شمعان تک چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے آگ لگادی۔ اس مقام پر زنگیوں سے بہت بڑی اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر شکست کھا کے بھاگے میدان خبیث تک پہونچے خبیث خود سوار ہو کے میدان کارزار میں آیا اپنے ہمراہیوں کو للکار للکار کے لڑانے لگا مگر کسی کے قدم رکتے نہ تھے جو تھا وہ بھاگنے ہی پر طیار تھا۔ آخر کار خبیث کے خاص خاص ہمراہی بھی بھاگ کھڑے ہوئے اتنے میں رات کی تاریکی نے فتحمند گروہ کو حملہ سے روک دیا چونکہ روشنی کا کوئی انتظام اپنے ہمراہ نہیں لے گئے تھے موفق نے واپسی کا حکم دیدیا تھا۔ ابوالعباس کو پناہ گزین زنگیوں کی روانگی کی وجہ سے مراجعت میں تاخیر کرنی پڑی چلتے چلتے رات ہوگئی زنگیوں کو موقع مل گیا یورش کر کے سب سے پچھلی کشتی پر حملہ آور ہوئے اور اس سے کسی قدر کامیابی حاصل کر کے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑ لئے۔ بہبود (زنگیوں کا امیر البحر) مسرور بلخی کے مقابلہ پر تھا۔ واپسی کے وقت اس نے بھی مسرور کے ہمراہیوں پر حملہ کیا جس سے مسرور کی فوج کی ایک جماعت کام آگئی اور ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا اس لڑائی کے خاتمہ پر زنگیوں کے بعض منہ زور نے امن کی درخواست کی جسکو موفق نے بطیب خاطر منظور کر لیا۔ ازانجملہ زنگیوں کا نامور سپہ سالار ریحان بن صالح مغربی تھا موفق نے امان دینے کے بعد اسکو ابوالعباس کے مصاحبین میں شامل کر دیا۔ (یہ واقعہ انتیسویں ماہ ذی حجہ ۲۶۷ھ کا ہے)۔

ماہ محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے معتمد علیہ اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم معروف بہ سجان نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کے اطاعت کی گردن جھکادی امن کا خواستگار ہوا موفق نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا انعام اور صلے مرحمت کئے۔ اگلے دن خبیث کو دکھانے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کشتی پر

سوار کرا کے خبیت کے محلسرا کی طرف روانہ کیا سپہ سالاران خبیث کا ایک گروہ محلسرا سے اس افسوس ناک منظر کو دیکھ رہا تھا جس وقت سبحان کی کشتی محلسرا کے قریب پہونچی سبحان نے ایک دلچسپ اور پر معنی تقریر میں خبیث اور اسکے ہمراہیوں کے معائب اور موفق اور اسکے لشکریوں کے حسن اخلاق و عادات کو بالتفصیل بیان کئے اور واپس آیا اس سے زنگیوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں چھپ چھپ کے بہت سے نامی رؤسا اور سردار موفق کے پاس امن حاصل کرکے چلے آئے۔

ماہ ربیع الثانی تک موفق لشکریوں کو آرام دینے کے خیال سے بلا جدال و قتال محاصرہ ڈالے ہوئے پڑا رہا۔ پندرھویں ربیع الثانی کو بقصد حملہ لشکر کو پھر مرتب کیا سرداران لشکر کو شہر کی ایک ایک سمت پر مامور فرمایا۔ ہر ایک کے ساتھ سرنگ لگانے والوں دیواروں میں روزن بنانے والوں اور سیڑھی لگا کے فصیل پر چڑھ جانے والوں کا ایک گروہ متعین کیا اور ان کے پیچھے حملہ مخالف کے بچانے کی غرض سے مشہور مشہور تیر اندازوں کی فوج کو رکھا کہ جو شخص اس گروہ سے مزاحمت کرے اسکو فوراً نشانہ تیر اجل بنا دینا اور کل سپہ سالاران فوج کو یہ ہدایت کر دی کہ زنگیوں کی شکست کے بعد بلا اجازت میرے بقصد تعاقب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور نہ روزنوں کی راہ سے بلا حکم میرے شہر میں داخل ہونے کا قصد کرنا۔ الغرض جب موفق نے حملہ کا پورا پورا انتظام کر لیا اس وقت سبھوں کو حملہ کا حکم دیا۔ لشکر نہ تھا ایک سیلاب تھا جس کے مقابلہ پر زنگیوں کی نگاہ کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔ زنگیوں نے روکنے کے قصد سے تیر باری شروع کی مگر شاہی تیر اندازوں نے انکے حوصلے پست کر دئے۔ ہر چہار طرف سے تیر کا مینہ برسنے لگا۔ زنگی گھبرا گھبرا کے چھتوں سے اتر کے مکانوں میں چھپ گئے اور شاہی لشکر نے شہر پناہ کی دیوار میں متعدد روزن بنا لئے۔ زنگیوں کی فوجیں جھرمٹ باندھ کے مقابلہ پر آئیں شاہی لشکر نے ان کو اپنے پرزور حملہ سے

پیچھے ہٹادیا اور جوش کامیابی میں قتل و غارت کرتا ہوا اس مقام سے بھی آگے بڑھ گیا جہاں تک جنگ سابق میں پہونچا تھا حریف مقابل نے جو شکست پر شکست کھاتا ہوا بھاگا جاتا تھا مڑ کر حملہ کیا مختلف مقامات سے ان زنگیوں نے نکل کے دھاوا کیا جو کمینگاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ شاہی لشکر نقصان اٹھا کے دجلہ کی جانب لوٹا۔ زنگیوں نے ان کا بعض کو قتل و قید کرنا شروع کردیا ہتھیاروں کا ایک ذخیرہ ہاتھ آیا۔ موفق نے اپنے شہر موفقیہ کی طرف مراجعت کی سرداران لشکر کو بلا اجازت آگے بڑھنے پر ملامت کی جو لوگ اس معرکہ میں کام آگئے تھے ان کے اہل و عیال کی تنخواہیں مقرر کردیں اور درستی و ترتیب لشکر کا حکم صادر فرمایا۔

بعد اس کے موفق تک یہ خبر پہونچی کہ بعض بادیہ نشینان بنو تمیم زنگیوں کو رسد و غلہ پہونچاتے ہیں سن کے آگ بگولا ہو گیا اسی وقت ایک لشکر بنو تمیم کی سرکوبی کو بھیجدیا جس نے پہونچنے کے ساتھ ہی قتل عام کا بازار گرم کردیا اکثر قتل کئے گئے اور جو قید ہوکے آئے ان کے قتل کا موفق نے حکم دیدیا۔ عدو و بصرہ تک رسد و غلہ کی آمد روک دی ادھر رسد کی آمد قطعاً موقوف ہوگئی ادھر موفق حصار میں سختی سے کام لینے لگا۔ پناہ گزینوں کی تعداد بڑھ گئی۔ زنگیوں کی ایک جماعت شدت گرسنگی سے تنگ آکے بتلاش اشیاء خوردنی بلاد و قصبات بعیدہ میں پھیل گئی موفق نے ان لوگوں کے سمجھانے اور بلانے پر آدمیوں کو متعین کیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص شاہی امن حاصل کرنے سے انکار کرے اس کو بے تامل مار ڈالنا۔ اس حسن تدبیر سے بھی ہزارہا زنگی موفق کے سایۂ امن میں آگئے اور ہزاروں کا کام تمام کردیا گیا۔

خبیث اور اس کے ہمراہی جب اس حال بد تک پہونچ گئے تب موفق اور اس کے لڑکے نے پھر ہنگامہ کارزار کو گرم کیا روزانہ جنگ و خونریزی سے زنگیوں کی گرمی دماغ دور کرنے لگے انھیں معرکوں میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار بہبود بن عبدالواحد

مارا گیا جیسا بہبود کا مارا جانا موفق کے اعظم فتوحات کا مقدمہ تھا ویسا ہی زنگیوں کے ادبار کا یہ پیش خیمہ تھا۔ اس کے مارے جانے سے عساکر اسلامیہ کو بہت بڑی راحت نصیب ہوئی۔ یہ کمبخت ایک جنگی کشتی پر تھوڑی سی فوج لئے ہوئے دریا میں گشت کرتا رہتا تھا۔ کشتی پر عباسی پھریرہ کی طرح پھریرہ نصب کیا تھا۔ اسلامی جنگی کشتیوں کا بیڑہ اس سے یہ خیال کرکے کہ یہ بھی ایک اسلامی جنگی کشتی ہے متعرض نہ ہوتا اور یہ موقع پاکے انپر اپنا ہاتھ صاف کر دیتا تھا ایک بار اتفاق سے ابوالعباس کے ہاتھ لگ گیا قریب تھا کہ اس کی مکار زندگی کا خاتمہ ہو جاتا مگر خوش قسمتی سے بچ گیا دوبارہ ایک اسلامی کشتی پر حملہ کیا اہل کشتی لڑنے لگے جس وقت دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ موفق کے غلام نے لپک کے اس کے پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ لگتے ہی جگر کے پار ہوگیا تڑپ کے دریا میں گرا ہمراہیوں نے اُٹھا کے کشتی میں رکھا اور راہی ہوگئے خبیث تک پہونچتے پہونچتے اس نے دم توڑ دیا۔ موفق نے اہل کشتی اور نیز اس غلام کو انعامات دئے اور گرانبہا خلعتیں عنایت کیں۔

بہبود کے مارے جانے کے بعد خبیث کو طمع دامنگیر ہوئی بہبود کے اعزہ واقارب کو گرفتار کرکے مال واسباب طلب کیا ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا اس پر خبیث نے بعضوں کو ان میں سے پٹوایا اور بہبود کے بعض مکانات کو بامید دفینہ کھدوایا اس سے خواص اور عوام میں برہمی پیدا ہوئی اکثر بھاگ کے موفق کے پاس چلے آئے موفق نے عہدہ ہائے جلیلہ اور انعامات عطا فرمائے اور بقیہ ہمراہیان بہبود کو امان دینے کی منادی کرادی چونکہ اکثر اوقات ہوائے مخالف کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں دقتیں پیش آتی تھیں اس وجہ سے بہ نظر آسانی مختارہ کے جانب غربی کی صفائی کا حکم دیا اس سمت میں باغات اور جنگل کی کثرت تھی کام کرنے والوں اور فوج محافظ کی حفاظت کی غرض سے مورچے قائم کئے اور انکے اردگرد عمیق عمیق خندقیں

کھدوائیں مگر نادانستگی راہ اور پہاڑی دَرّوں کے سبب سے بجائے کامیابی کے نقصان اُٹھانا پڑا۔ زنگیوں کو یہ راہیں مشق تھیں وقت بے وقت دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے دفعتہً حملہ کردیتے تھے اور ان غریب لشکریوں کو نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑتا تھا ستم تو یہ تھا کہ زنگیوں کے خوف سے اُن لوگوں تک امدادی فوج بھی نہ پہونچ سکتی تھی۔ موفق نے مجبور ہو کے اپنے اس قصد سے رُک کے پھر انہدام شہر پناہ کی طرف عنان توجہ منعطف کی اور راستہ کے فراخ کرنے میں جان توڑ کوشش کرنے لگا۔ اکثر خود بھی مزدوروں کے ساتھ شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے میں شریک ہو جاتا تھا اور کبھی جوش میں آکے شمشیر بکف میدان جنگ میں جا پہونچتا۔ آخر کئی روز کی لڑائی اور شبانہ روز جانکاہ محنت کے بعد نہر سلمیٰ کی جانب شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہو گیا زنگیوں نے یورش کی۔ موفق بذات خاص لڑنے لگا ہر سردار اور سپاہی جانفروشی پر طیار ہو گیا۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا۔ جانبین کے ہزارہا آدمی کھیت رہے زخمیوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ چار روز تک برابر یہ لڑائی صبح سے شام تک بڑے زور و شور سے ہوتی رہی لیکن دونوں حریف میں سے ایک کی بھی قسمت کا آخری فیصلہ ظہور میں نہ آیا اور نہ کسی نے ہمت ہاری۔ شہر کے شمالی جانب دو پُل تھے جس پر اس وقت تک محاصرین کا قبضہ نہ ہوا تھا محصورین وقت جنگ اکثر انھیں پلوں سے عبور کرکے شاہی لشکر پر آپڑتے تھے اور نقصان کثیر پہونچا کے واپس چلے جاتے تھے موفق نے ان پلوں کی حالت سے مطلع ہو کے جبکہ زنگیوں سے گھمسان لڑائی ہو رہی تھی ایک دستہ فوج معہ مزدوروں کے ان کے توڑنے کو بھیجدیا۔ زنگیوں نے توڑنے میں مزاحمت کی مگر کامیابی نہ ہوئی شاہی فوج نے دوپہر تک میں توڑ ڈالا۔ بعد اسکے موفق کے رکاب کی فوج ایک دوسرے جانب سے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کے گھس پڑی اور قتل و غارت کرتی ہوئی ابن سمعان کے مکان تک بڑھ گئی جہاں کر خبیث کے خزائن اور دفاتر تھے پھر یہاں سے بڑھ کے جامع مسجد

پہونچی اور اسکو ویران کر کے ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد اسکے ممبر کو موفق کے پاس اُٹھالائے زنگیوں نے روکنے کی ہر چند کوشش کی مرجانے پر طیار ہوئے لیکن اس سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہونچا۔ اس واقعہ کے بعد شہر پناہ کی دیوار منہدم ہو گئی فتحمندی کے آثار نمایاں ہو چلے مگر ہنگامہ کارزار تیزی اور سختی سے گرم ہو رہا تھا جیسا کہ تھوڑی دیر پیشتر تھا اس اثناء میں اتفاق سے جبکہ جمادی الاول ۲۶۹ھ کے پورا کرنے کو پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں موفق کے سینہ پر ایک تیر آلگا اسی وقت لڑائی موقوف کر دی اپنے لشکرگاہ موفقیہ میں واپس آیا۔ زخم کے علاج میں مصروف ہوا اگلے دن لشکریوں کی تسلی خاطر کے خیال سے پھر میدان جنگ کا راستہ لیا تمام دن اسی مستعدی سے لڑتا رہا جیسا کہ زخمی ہونے سے پہلے لڑتا تھا اس سے موفق کی تکلیف اور زخم کی شکایت بڑھ گئی صاحب فراش ہو گیا مصاحبوں نے بغداد کی طرف مراجعت کرنے کی رائے دی۔ موفق نے اس رائے سے مخالفت کی اور برائے چندے جنگ موقوف کر کے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تین ماہ تک علاج کرتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زخم مندمل ہو گیا۔ بڑے دھوم دھام سے غسل صحت کیا عساکر اسلامیہ میں پھر چہل پہل ہونے لگی لشکریوں کے دل خوش اور چہرے بشاش ہو گئے۔

زنگیوں نے اس موقع کو غنیمت سے شمار کر کے شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو پھر درست کرا لیا اور حفاظت کی غرض سے جا بجا فوجیں متعین کیں۔ موفق نے صحتیابی کے بعد ہی پھر دھاوا کیا اور شہر پناہ کے توڑنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجیں سیلاب کی طرح شہر پناہ کی دیواروں سے نہر سلمیٰ کے قریب جا کے ٹکر کھانے لگیں جنگ کا بازار گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر اسلامی فوج کی مدافعت پر کمربستہ تھا اور یہ تھے کہ جان پر کھیل کے پلے پڑتے تھے۔ ایک روز جبکہ اس سمت میں نمونہ قیامت جنگ ہو رہی تھی موفق نے جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیبی نہر ابن خصیب کی جانب سے حملہ کرنیکا

اشارہ کیا اسلامی امیر البحر یہ حکم پاتے ہی جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو نشیبی نہر ابن خصیب کے کنارہ پر اس تیزی سے پہونچا دیا کہ زنگیوں کو اسکی خبر تک نہ ہوئی وہ پورے زور ومجموعی قوت سے اس طرف نہر سلمیٰ کے قریب عساکر اسلامیہ سے لڑتے رہے اور اُس طرف بحری فوج نے زنگیوں کے ایک محلسرا کو جلا دیا جو کچھ پایا لوٹ لیا رہنے والوں کو گرفتار وقید کرلیا غروب آفتاب کے وقت اسلامی فوجیں مظفر ومنصور میدان جنگ سے اپنے فرودگاہ پر آئیں۔ اگلے دن نماز فجر کے بعد پھر دھاوا ہوا اسلامی مقدمۃ الجیش انکلائے بن خبیث کے محل تک قتل وغارت کرتا ہوا پہونچ گیا اسکا محلسرا اسکے باپ خبیث کے محل سے ملا ہوا تھا علی بن ابان نے نہروں میں جو محلسرا کے چاروں طرف تھیں پانی جاری کرنے اور عساکر اسلامیہ کے مقابل متعدد خندقیں کھودنے کا حکم دیا تاکہ اسلامی فوجیں انکلائے کے محل تک نہ پہونچنے پائیں زنگی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مصروف ہوا دوسرا حصہ بدستور مصروف جدال وقتال رہا موفق نے حریف کی ان حرکات سے مطلع ہوکے فوراً اپنے رکاب کی فوج کو چند ٹکڑیوں پر منقسم کرکے ایک کو خندق اور نہر کے پاٹنے پر مامور کیا دوسری ٹکڑی کو دجلہ کی جانب سے قصر خبیث پر حملہ کا اشارہ کیا باقی رہی تیسری ٹکڑی۔ اسکو للکار للکار لڑا رہا تھا چونکہ زنگیوں نے دجلہ کی جانب حفاظت کا پورا پورا انتظام کرلیا تھا اس وجہ سے بیڑہ جنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی جوں ہی جنگی کشتیاں دیوار شہر پناہ کے قریب پہونچیں اوپر سے سنگباری اور آتشباری ہونے لگتی تھی مجبورانہ پیچھے ہٹ آنا پڑتا تھا ایک شبانہ روز اسی عنوان سے لڑائی ہوتی رہی۔ موفق نے یہ رنگ دیکھ کے کشتیوں کی چھتوں کو لکڑی کے تختوں سے پاٹنے اور اُن کو ادویہ مانع احراق سے رنگنے کا حکم دیا نفاطین اور نامی جنگ آوروں کے ایک گروہ کو اس پر متعین فرمایا تمام رات جنگ کے اہتمام سے نہ سویا سرداران لشکر کو ہدایتیں لشکریوں کو بڑھاوے اور انعامات دینے کے وعدے کرتا رہا اسی شب میں

عشاء کے وقت محمد بن سمعان (خبیث کے سکرٹری) نے حاضر ہو کے امن کی درخواست کی موفق نے خلعت عنایت کی امن دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی اور موفق نے زنگیوں کی قوت جنگ تقسیم کرنے کے خیال سے ابوالعباس کو زنگی سپہ سالاروں کے مکانات کے جلانے کا حکم دیا جو کہ قصر خبیث کے قریب و متصل واقع تھے اُدھر اُن کشتیوں کا بیڑہ جنکی چھتیں ایسی ادویہ سے رنگی ہوئی تھیں جس پر آگ کا اثر نہ پہونچ سکتا تھا قصر خبیث کی جانب دجلہ کی طرف سے بڑھا زنگیوں نے آتشباری شروع کی مگر بے سود تھا اسلامی کشتیوں کا بیڑہ نہایت تیزی سے آتشباری کرتا ہوا قصر خبیث کے نیچے جا لگا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں بھر بھر کر خالی کرنا شروع کر دیں قصر خبیث کی بیرونی عمارت جلا کے خاک و سیاہ کر دی گئی زنگیوں کا لشکر محلسرائے خبیث میں جا چھپا عساکر اسلامیہ نے دجلہ کے کنارے پر جس قدر مکانات تھے سبھوں میں آگ لگا دی بڑے بڑے عالیشان مکانات جل رہے تھے کوئی بجھانے والا نہ تھا قیمتی قیمتی اسباب اور سامان کو آگ نے دم کی دم میں نیست و نابود کر دیا اور جو کچھ اس عام آتش زنی سے باقی رہ گیا اسکو عساکر اسلامیہ نے پہونچ کے لوٹ لیا اور عورتوں کی ایک جماعت کو انکے پنجہ غضب سے چھڑا لیا زنگیوں کے نامی نامی سرداروں کے مکانات اور نیز انکلائے بن خبیث کا محل جل کر ایک تودہ خاک ہو گیا اس اثناء میں عشاء کا وقت آ گیا موفق نے عساکر اسلامیہ کو واپسی کا حکم دیا۔

اگلے دن صبح ہوتے ہی موفق نے نصیر امیر البحر کو اُس پل پر قبضہ کرنے کو مامور کیا جسکو خبیث نے نہر ابی خصیب پر حال میں علاوہ اُن دو پلوں کے تعمیر کرایا تھا جو مختارہ کے شرقی جانب میں تھے اور سرداران عساکر اسلامیہ کو تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ مختارہ کے ہر چہار طرف پھیلا دیا نصیر پہلے ہی حملہ میں معہ اپنی

جنگی کشتیوں سے پل کے قریب پہونچ گیا اس کے بعد ہی چند اسلامی کشتیاں اور بلا اجازت نصیر کی کشتیوں کے قریب پہونچ گئیں زنگیوں نے پل سے تیر باری شروع کر دی نصیر نے اپنی کشتیوں کو پیچھے ہٹانے کا قصد کیا مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ کشتیوں کی کثرت نے دہانہ نہر کا بند کر رکھا تھا زنگیوں نے اس امر احساس کرکے اپنی کشتیوں کو بڑھایا اسلامی کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکر کھا گئیں متعدد کشتیاں ٹوٹ گئیں گرفتار ہو جانے کے خیال سے ملاح دریا میں کود پڑے نصیر نے بھی انھیں ملاحوں کے ساتھ اپنے کو دریا میں ڈال دیا ڈوب گیا باقی کشتیاں صحیح و سلامت واپس آئیں تمام دن بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ سلیمان ابن جامع (زنگیوں کے نامور سپہ سالار) نے اس لڑائی میں کمال مردانگی سے کام لیا جس طرف جاتا تھا صفوف لشکر کو الٹ پلٹ دیتا تھا مگر اختتام جنگ کے قریب شکست کھا کر بھاگا سوء اتفاق سے اُن مقامات سے ہو کے گذرا جہاں پر آگ کے شعلے روغن نفط کی پچکاریوں کا کام دیتے تھے بہزار جد و جہد اس سے نجات پائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی دونوں حریف نے اپنے اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا۔ موفق بھی صحیح و سالم اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔

اسی شب میں موفق بعارضہ وجع مفاصل گرفتار ہو گیا ماہ شعبان ۲۶۹ھ تک سلسلہ علالت قائم رہا بمجبوری ہنگامہ کارزار بھی گرم نہ کیا گیا زنگیوں کو موقع مناسب مل گیا پلوں کو درست کر لیا علی الخصوص اس پل کو از سر نو تعمیر کرا لیا جہاں پر کہ نصیر امیر البحر ڈوب گیا تھا مزید براں پل کے آگے دونوں کناروں پر پتھروں کے بڑے بڑے دمس باندھ دیئے تاکہ کشتیوں کی آمد و رفت نہ ہو سکے موفق نے صحتیابی کے بعد دھاوا کا حکم صادر فرمایا جنگی کشتیوں کے بیڑہ کو دو حصہ پر منقسم کرکے ایک کو نہر ابی خصیب کے شرقی جانب اور دوسرے کو غربی جانب سے

بڑھنے کا اشارہ کیا ان دونوں حصوں کے ساتھ مزدوروں نجاروں اور نفاطوں کی ایک ایک جماعت تھی ایک کشتی پر گھاس پھوس اور نے وغیرہ بار کرا کے روانہ کیا تھا غرض پل کے جلانے اور دھسوں کے توڑنے کا سامان کثرت سے فراہم کر کے دسویں شوال ۲۶۹ھ کو عام حملہ کر دیا ہنگامہ کارزار گرم کرنے کو ہر چہار طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا انکلائے بن خبیث ابن ابان اور ابن جامع پل کے بچانے کو بڑھے گھمسان لڑائی ہونے لگی دونوں طرف کے سیکڑوں آدمی غرق اور ہزاروں قتل ہوئے وقت عشا تک بڑے زور شور سے لڑائی جاری رہی بالآخر عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی مزدوروں نے دھسوں کو توڑ کر نہر میں بہا دیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں خالی کرنا شروع کر دیں نجاروں نے پہونچ کے پل کے پرزہ پرزہ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا اور گھاس پھوس اور نے کو ڈالکے روغن نفط چھڑک کے آگ لگا دی۔ نہر کا دہانہ صاف اور کشادہ کر دیا گیا۔ کشتیوں کی آمد و رفت سہولت اور آسانی سے ہونے لگی۔ زنگیوں کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کھیت رہا۔ کچھ لوگوں نے امن کی درخواست کی موفق نے ان کو اپنے سایہ امن و عاطفت میں جگہہ دی خبیث اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے مکانات جل جانے کے بعد نہر ابی خصیب کے شرقی جانب چلا آیا تجارت پیشہ اور بازاری اس طرف اٹھ آئے ضعف اور مجبوری کے آثار پیدا ہو گئے رسد غلہ وغیرہ کی آمد بالکل بند ہو گئی شہر میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ کا تھا وہ بھی تمام ہو گیا گرانی اور گرسنگی کی یہ نوبت پہونچی کہ پہلے تو زنگیوں نے گھوڑوں اور گدھوں کو کھایا بعد ازاں جب اس سے بھی کفایت نہ کی تو آدمیوں نے آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا مگر خبیث کا دم وخم وہی رہا اور موفق جانب شرقی کے منہدم کرنے میں اسی سرگرمی سے مصروف رہا جیسا کہ جانب غربی کے توڑنے میں مشغول تھا۔ اس سمت میں ہمدانی کا مکان تھا یہ نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا تھا بڑے بڑے دھس اور اونچی اونچی

چوڑی چوڑی دیواریں ہر چہار طرف محافظت کی غرض سے بنی ہوئی تھیں جابجا منجنیقیں نصب تھیں آلات حصار شکنی بھی کثرت سے رکھے ہوئے تھے اسلامی فوجیں اسکے قریب پہونچکے رُک گئیں موفق نے للکارا مگر بلندی کی وجہ سے چڑھ نہ سکیں سیڑھیاں لگائیں پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تب کمند ڈال کے خبیث کے پھریروں کو کھینچا ان کا گرنا تھا کہ زنگیوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا نفاطوں نے روغن نفط کی ہزاروں پچکاریاں خالی کردیں سارا مکان ایک لمحہ میں جل کے خاک وسیاہ ہوگیا عساکر اسلامیہ نے داخل ہوکے جو کچھ پایا لوٹ لیا قرب وجوار کے مکانات میں آگ لگادی خبیث کے خاص خاص مصاحبین امن کے خواستگار ہوئے موفق نے نہایت خوشی سے ان کو امن دی انعامات دیئے۔ صلے دیئے ان لوگوں نے ایک بہت بڑے بازار کا پتہ بتادیا جو پہلے پل کے قریب بہار کے نام سے آباد تھا اس بازار میں بڑے بڑے تاجر اور ساہوکار رہتے تھے زنگیوں کو اس سے بہت مدد ملتی تھی۔ موفق نے اس پر دھاوا کردیا اور جلادینے کے قصد سے نفاطوں کو لے کے قتل وغارت کرتا ہوا بڑھا۔ زنگیوں نے جی توڑ کے مقابلہ کیا موفق کے لشکریوں نے آگ لگادی تمام دن جنگ اور آتش زنی کا بازار گرم رہا شام کو خبیث اپنے لشکرگاہ میں لوٹ آیا تجار اور ساہوکار موقع پاکے بالائے شہر میں اُٹھ گئے اس واقعہ کے بعد خبیث نے مختارہ کے جانب شرقی میں بھی خندقیں کھدوائیں اور دمدموں کا باندھنا شروع کردیا جیسا کہ شہر کے جانب غربی میں حفاظت کے خیال سے خندقیں کھدوائیں اور دمدمے بندھوائے تھے اسکے اہل وعیال جانب غربی سے شرقی جانب چلے آئے باقی رہے اسکے ہمراہی وہ نہر غربی ہی پر مقیم رہے۔ موفق نے ان حالات سے مطلع ہوکے جانب غربی پر دھاوا کیا بہت بڑی لڑائی ہوئی ہزارہا آدمی دونوں فریق کے مارے گئے بالآخر موفق نے مختارہ کے شہرپناہ کو شہر غربی تک جلا کے خاک وسیاہ کردیا۔

اس سمت میں خبیث کے نامی نامی جنگ آوروں کا جگھٹا تھا ایک چھوٹے سے قلعہ میں حفاظت کا سامان کئے ہوئے پناہ گزین تھے موقع جنگ پر جسوقت موفق کا لشکر مصروف جدال وقتال رہتا اُسوقت یہ لوگ دائیں بائیں سے نکل کے حملہ آور ہوتے تھے اس سے موفق کو سخت نقصان اُٹھانا پڑتا تھا موفق نے اس قلعہ کے سر کرنے کے قصد سے سرداران لشکر کو جمع کیا اور براہ دریا و خشکی ایک عام حملہ کا حکم دیا خبیث نے قلعہ کی حفاظت اور موفق کے حملہ سے بچانے کو مہلبی اور ابن جامع کو مامور کیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی خائب و خاسر مجبورانہ موفق کے لشکریوں کے حوالہ کر کے بھاگ گئے زنگیوں کا ایک گروہ کثیر کھیت رہا قلعہ کے مفتوح ہونے پر عورتوں اور لڑکوں کے جم غفیر نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی اور موفق مظفر و منصور اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔

جانب غربی موفق کا قبضہ جس وقت موفق نے خبیث کے محلسرا کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اس وقت جنگی ضرورت کے خیال سے راستوں کے وسیع کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اول پل کو جو نہر ابی خصیب پر تھا جلا دیا اس غرض سے زنگی فوجیں ایک دوسرے کو مدد نہ پہونچا سکیں اس پل کے توڑنے اور جلانے میں بہت بڑا معرکہ ہوا طرفین سے آتشباری ہوئی ہزارہا پچکاری روغن نفط کی خالی کی گئیں زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی غرق کر دی جس پر پل کے جلانے کا سامان تھا موفق عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کے خود سوار ہو کے دہانہ نہر ابی خصیب کی طرف حملہ کرتا ہوا بڑھا اور لشکریوں کو نہر کے شرقی اور غربی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا تا آنکہ موفق کے لشکری پل تک غربی جانب سے لڑتے بھڑتے پہونچ گئے یہ سمت انکلائی بن خبیث اور ابن جامع کی سپردگی میں تھی ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد موفق کے لشکریوں نے پل کے جانب غربی میں آگ لگا دی اسی اثناء میں

موفق کے لشکر کا دوسرا کالم شرقی جانب سے پہونچ گیا اور اس نے بھی ہزاروں کا خون بہا کے پل کے اس جانب میں بھی آگ لگادی۔ زنگی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں پل گھاٹ جہاں پر خبیت کی کشتیاں کھڑی ہوتی تھیں وہ مکان جہاں پر کشتیوں کی مرمت ہوا کرتی تھی اور قید خانہ جلادیا گیا تھا۔ خبیت معہ اپنے ہمراہیوں کے اس سمت سے دوسری سمت شہر کے شرقی جانب چلا گیا۔ اور موفق نے اپنے کامیابی کا جھنڈا غربی جانب پر گاڑ دیا۔ خبیت کے اکثر سپہ سالاروں نے امن حاصل کرلی اور جو بھاگ سکے بھاگ گئے انھیں فراریوں میں خبیت کا قاضی بھی تھا۔

اس پل کے جل جانے کے بعد ادھر خبیت نے دوسرے پل کی حفاظت پہ نامی نامی سپہ سالاروں کو متعین کیا اُدھر موفق نے اس پل کے جلانے کے قصد سے اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کو بڑھنے کا حکم دیا مشہور نبرد آزماؤں کی ایک فوج مرتب کی گئی۔ بڑے بڑے سورما کو اسکی افسری دی گئی۔ پل توڑنے کے آلات، روغن نفط کی پچکاریاں، کاریگروں اور مزدوروں کی بہت بڑی جماعت اس فوج کے ہمراہ تھی۔ دونوں فوجیں رو در رو ہوتے ہی بھڑ گئیں غربی جانب میں ابو العباس کے مقابلہ پر انکلاے اور ابن جامع تھا اور شرقی جانب میں اسد (یہ موفق کا آزاد غلام تھا) کے مقابلہ پر خبیت اور مہلبی لڑ رہا تھا تین پہر کامل لڑائی ہوتی رہی آخر الامر انکلاے اور ابن جامع کو ہزیمت ہوئی فتحمند گروہ نے پل پر پہونچ کے آگ لگادی۔ بات کی بات میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ پاے رفتن نہ جاے ماندن کا مضمون ہوگیا مجبورانہ انکلاے اور ابن جامع معہ اپنے ہمراہیوں کے نہر میں کو پڑا ایک گروہ کثیر ڈوب کر مرگیا مگر یہ دونوں بہزار خرابی وودقت بچ گئے پل کے جلنے کی حالت میں جو شعلے حرارت فاعلی کی وجہ سے آسمان سے باتیں کرنے کو بلند ہوئے تھے اور پھر اجزاء کثیفہ ارضیہ کے مل جانے سے اپنے مرکز ثقل کے طرف گر رہے تھے

اُنھوں نے اُن مکانات باغات اور بازاروں میں آتش زنی شروع کردی جو کنارے نہر پر تھے موفق کا لشکر دونوں جانب پھیل گیا خبیث کے اُس مکان کو لوٹ لیا جس میں محلسرا کے جلنے کے بعد آٹھہرا تھا عورتوں اور لڑکوں کو قید سے رہا کیا اور زنگیوں کی ہر قسم کی کشتیوں کو جو نہر ابی خصیب میں لنگر زن تھیں دجلہ کی جانب نکالا جوں ہی دہانہ نہر سے نکلیں اپنے لشکریوں کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ انکلاے بن خبیث نے بھی امن حاصل کر لی خبیث کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوا بعد اسکے سلیمان بن موسیٰ شعرانی (یہ زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار تھا) امن کا خواستگار ہوا تھوڑی دیر توقف کرکے اسکو بھی امن دیدی گئی۔

سلیمان بن موسیٰ کے آنے کے وقت عجب واقعہ پیش آیا زنگیوں کو اسکے نکلنے سے اشتعال پیدا ہوا مجتمع ہوکے لڑنے لگے سلیمان کسی طرح سے اُن سے اپنا پیچھا چھڑا کے موفق کی خدمت میں آکے حاضر ہوگیا موفق نے نہایت احترام سے اسکو ٹھیرایا حسن سلوک سے پیش آیا۔ اسکے بعد ہی شبل بن سالم زنگیوں کا ایک دوسرا نامور سپہ سالار بھی امن حاصل کرکے موفق کے لشکر میں چلا آیا خبیث اور اسکے ارکین دولت کو ان لوگوں کے امن حاصل کرنے سے سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا شبل بن سالم کے چلے آنے سے خبیث کو زیادہ نقصان اسوجہ سے اُٹھانا پڑا کہ یہ اکثر موفق کے لشکر پر شبخون مارتا تھا جس سے مہانوں کو بیحد نقصان پہنچا کرتا تھا

جانب شرقی پر موفق کا قبضہ

انھیں لڑائیوں کے اثناء میں ایک روز موفق نے دربار عام کیا سرداران لشکر، ارکین دولت ارباب شوری اور وہ نامی نامی سپہ سالار بھی حسب مدارج حاضر ہوئے جو فریق مخالف سے علحدہ ہوکے موفق کے سایہ عاطفت میں آکے پناہ گزین ہوئے تھے موفق نے حمد و نعت کے بعد پناہ گزین سپہ سالاران لشکر مخالف سے مخاطب ہوکے کہا میرے عزیز دلاورو!

تم لوگ جس مصیبت میں گرفتار تھے اُس سے اللہ تعالےٰ نے تم کو ہماری کوششوں کے ذریعہ سے نجات دی اس کا شکریہ یہ ہے کہ مختارہ کے جانب شرقی پر قبضہ کرنے میں جان توڑ کے کوشش کرو تم لوگ اسکی راہوں اور ہر قسم کے حالات سے بخوبی آگاہ ہو میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کیا اب تم لوگ بھی اپنے محسن کے احسان کے بدلہ میں خالصاً و مخلصاً للہ اس مہم کو سرکردو میں علاوہ رہین منت ہونے کے تم لوگوں کو خاطرخواہ انعام دونگا پناہ گزین سپہ سالاروں نے ایک زبان ہو کے عرض کی خداوند نعمت! ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے کو تیار ہیں مگر گذارش یہ ہے کہ ہم لوگ کسی مخصوص سمت کے طرف متعین فرمائے جائیں تاکہ ہماری جان نثاری اور دشمنان دولت کے مقابلہ کرنے کی کیفیت آپ ملاحظہ فرمائیں، بات معقول تھی موفق نے منظور فرما لی اُسی وقت دجلہ کے کل گھاٹوں پر کشتی کی فراہمی کا گشتی فرمان بھیجدیا ہر چہار طرف سے کشتیوں کی آمد شروع ہو گئی دو ہی ایک روز میں بے شمار کشتیاں ہر قسم کی موجود ہو گئیں جن پر دس ہزار ملاح ملازم تھے۔ موفق نے اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو مختارہ کے شرقی جانب سے براہ دریا حملہ کرنے کا اشارہ کیا اور یہ ہدایت کردی کہ اگر خبیث کے محلسرا جلانے پر قادر نہ ہو سکنا تو مہلبی کے مکان پر آ کے مجتمع ہونا ابوالعباس کے ہمراہ ڈیڑھ سو جنگی کشتیوں کا بیڑہ تھا جو شرقی جانب کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا ان کشتیوں پر علاوہ ملاحوں اور مزدوروں کے دس ہزار فوج تھی خشکی کی راہ سے دریا کے کنارہ کنارہ ایک فوج قدراندازوں کی روانہ کی اور اُن کو یہ سمجھا دیا کہ اگر سیاہ بخت زنگی شاہی بیڑہ جنگی سے مزاحمت کریں تو انکو بے تامل نشانہ تیر اجل بنا دینا یہ دونوں فوجیں اول ہی شب میں ذیقعدہ کو روانہ کی گئیں صبح ہوتے ہی کہ ذیقعدہ ۲۶۹ھ کی آٹھویں تاریخ تھی خود بھی

چیدہ چیدہ جنگ آوروں کو لئے ہوئے بقصد حملہ بڑھا۔ اِدھر زنگیوں نے تیر کا مینہ برسانا شروع کیا شاہی تیرانداز جواب ترکی بہ ترکی دینے پر تل گئے دوسرے طرف سے موفق نے حملہ کر دیا ابو العباس نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور زنگی اسکی مدافعت کی کوشش کر رہے تھے بالآخر زنگیوں کو شکست ہوئی ایک گروہ کثیر مارا گیا کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جس کا خاتمہ جنگ پروار انیار اکیا گیا۔ موفق نے خبیث کے مکان پر دھاوا کیا خبیث نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا ہر چہار طرف سے جُھرمٹ باندھ کے ٹوٹ پڑے مگر فوراً مُنہ کی کھا کے بھاگ کھڑے ہوئے اور جسکو حریف مقابل کے تصرف سے بچانے کو آئے تھے بمجبوری اپنے مقابل حریف کے حوالہ کر گئے فتحمند گروہ نے فرش، اسباب، سامان آرائش غرض اور جو کچھ پایا لوٹ لیا بیس نفر عورتیں اور لڑکے گرفتار کر لئے گئے خبیث بھاگ کے مہلبی کے مکان میں جا چھپا شاہی لشکر نے تعاقب کیا خبیث نے وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی نکل بھاگا۔ مہلبی کا مکان بھی لوٹ لیا گیا اس اثناء میں شام ہو گئی لشکری مال غنیمت فراہم کر کے کشتیوں پر بار کرنے میں مصروف ہوئے زنگیوں کو طمع دامنگیر ہوئی مجتمع ہو کے پھر مقابلہ پر آئے اور نیچا دیکھ کے واپس گئے۔ موفق نے معہ اپنے لشکر کے مظفر و منصور موفقیہ کی جانب مراجعت کی۔

اس واقعہ کے بعد لولوء ابن طولون کے غلام کی عرضی آئی جس میں حاضری کی اجازت طلب کی تھی موفق نے مصلحتاً لولو کے آنے تک لڑائی موقوف کر دی۔

خبیث کا مارا جانا تیسری محرم سنہ ۲۷۰ھ کو لولو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موفقیہ میں وارد ہوا موفق نے حسب مدارج اسکے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کی طیاری کا حکم دیا۔

چونکہ خبیث نے زمانہ قبضہ نہر ابی الخصیب میں پلوں کو تڑوا کے ایک جدید باندھ دہانہ نہر پر دونوں طرف سے ایسا بندھوایا تھا جس سے پانی کی روانی میں کمی

آگئی تھی کشتیوں کی آمدورفت بند ہوگئی تھی اور اگر اتفاق سے کوئی کشتی وہاں تک پہونچ بھی جاتی تو اُس کی واپسی دشوار تھی موفق کی آیندہ کامیابی اس باندھ کے توڑنے پر موقوف تھی ایک مدت سے موفق اسکے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور خبیث اسکی مدافعت میں سرگرم تھا لولو کے آنے پر موفق نے اس مہم پر لولو کو متعین فرمایا چنانچہ لولو نے نہایت مردانگی سے دھاوا کیا ایک ہفتہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی سیکڑوں مکانات جو کنارہ پر بنے ہوئے تھے جلا دیئے ہزارہا آدمی خاک وخون میں ملائے گئے۔غربی جانب میں تھوڑی سی زمین باقی رہ گئی تھی جس پر ہنوز موفق کا قبضہ نہیں ہوا تھا اور وہاں پر چند مکانات اور باغات تھے جس کی حفاظت پر زنگیوں کا ایک گروہ معمور تھا ابو العباس نے اس سمت پر حملہ کر دیا مخالفین میں سے سوائے معدودے چند کے کوئی جانبر نہ ہو سکا۔اسکے بعد لولو نے باندھ پر بھی قبضہ کر لیا اور اسکو کھدوا ڈالا خبیث طیش میں آکر خود مقابلہ پر آیا اور ابو العباس موقع پا کے مہلب کے مکان کے طرف بڑھا پناہ گزینوں کی فوج شبل بن سالم کے رکاب میں تھی شبل بن سالم نے ان میں سے ایک ٹکڑے کو علیحدہ کر کے ایک گوشہ میں چھپا کے یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم لوگ کرنا کی آواز سننا یا جب میں اپنے سیاہ پھریرے کو جو کرمانی کے مکان پر نصب ہے جنبش دوں اُس وقت بے تامل حملہ کر دینا۔زنگیوں کو اسکی خبر نہ تھی ابو العباس کے مقابلہ پر جی توڑ کے لڑ رہے تھے خشکی اور دریا میں ہنگامہ کارزار گرم تھا دفعتاً شبل بن سالم نے زنگیوں کے پشت پر پہونچ کے سیاہ جھنڈی کو حرکت دی کرنا والے نے کرنا بجایا سارا میدان جنگ پناہ گزینوں سے بھر گیا جنگ کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر بے قابو ہو کے بھاگ کھڑا ہوا ہزارہا مارے گئے اور بے شمار ڈوب کر مر گئے یہ واقعہ ستائیسویں محرم ۲۷۰ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا قیدیوں کو رہائی نصیب ہوئی خلیل

اور ابن ابان مع اپنے اور اپنے بھائی کے اولاد کے گرفتار کر لیا گیا۔ خبیت معہ اپنے بیٹے انکلاے اور ابن جامع وغیرہ سپہ سالاروں کے نہر سفیانی کے طرف بھاگ گیا جسکو بوقت فرار اپنا ملجا و ماوا بنا رکھا تھا۔ موفق نے براہ دریا تعاقب کیا اور لولوہ نے خشکی کا راستہ لیا۔ کنارے نہر پر خبیت سے ملاقات ہوگئی خبیت نہایت تیزی سے نہر عبور کر گیا لولوہ نے اپنے ہمراہیوں کے دو چار گھوڑوں کو مار کے دہانہ نہر میں ڈالدیا اور اُس پر سے معہ اپنے ہمراہیوں کے عبور کر کے خبیت سے جا بھڑا خبیت دو چار ہاتھ لڑ کے پھر بھاگا لولوہ نے تعاقب کیا خبیت کمال سرعت سے نہر سلمان کو عبور کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ گیا جو اسکے قرب میں تھی چونکہ شام کا وقت آگیا تھا اور راستہ معلوم نہ تھا لولوہ نے معہ اپنے ہمراہیوں کے مراجعت کی موفق نے لولوہ اور اسکے لشکریوں کو انعام اور صلے مرحمت اور اپنے ہمراہیوں کو لولوہ کی امداد نہ کرنے پر نصیحت وملامت کی اُن لوگوں نے معذرت کی کہ ہمنے لولوہ کی امداد میں اس خیال سے کوتاہی کی کہ وہ واپس آرہا ہے۔ اس مرتبہ ہماری عفو تقصیر کی جائے آیندہ سے ایسی غلط فہمی نہ ہونے پاے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

اس واقعہ کے دوسرے دن موفق نے اپنے سرداران لشکر کو مجتمع کر کے خبیت کے تعاقب کی ترغیب دی سبھوں نے ایک زبان ہو کے عرض کیا۔ ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے میں دریغ نہ کرینگے اور انشاءاللہ تعالیٰ اس حملہ میں ہم اسکو بغیر گرفتار کئے ہوئے زندہ واپس نہ آئینگے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے عبور کر جانے کے بعد کشتیاں ہٹا دی جائیں حریف مقابل کے مقابلہ سے جی چُرا کے ہم لوگ اس طرف آنے کا قصد نہ کریں۔ موفق نے زنگیوں کا اس مستعدی اور آمادگی پر شکریہ ادا کیا۔ جلسہ برخاست ہوگیا سرداران لشکر اپنے اپنے خیموں میں آئے موفق فوج کی آراستگی اور حملہ کی طیاری میں مصروف ہوا تیسری صفر ۲۷۰ھ کو

کہ دن جمعہ کا تھا بقصد حملہ لشکر کی روانگی کا حکم دیا اور بعد عبور کرنے کے کشتیوں کو ہٹا دیا عساکر اسلامیہ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے خبیث کے سر جا پہونچے گھمسان لڑائی شروع ہوگئی خبیث کا میمنہ اسلامی فوج کے میسرہ سے شکست کھا کے بھاگا خبیث نے انکے سنبھالنے اور روکنے پر چند دستہ فوج کو اپنے میسرہ سے روانہ کیا موفق نے اس امر کا احساس کرکے خبیث کے میسرہ پر یلغار کر دیا خبیث نے قلب لشکر کو اسکی کمک پر متوجہ کیا مگر اس کمک کے پہونچنے سے پیشتر میسرہ میں بھگدڑ شروع ہوئی تھی انھیں کے ساتھ یہ امدادی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی ہر چہار طرف سے قتل اور گیرو دار کا ہنگامہ برپا ہوگیا خبیث کے ساتھ معدودے چند آدمی میدان کارزار میں اڑے رہے ازاں جملہ مہلبی تھا اس کا بیٹا انکلاے اور ابن جامع جیسا نامور سپہ سالار میدان جنگ سے بھاگ نکلا عساکر اسلامیہ کے ایک گروہ نے ابو العباس کے حکم سے انکا تعاقب کیا اسی اثناء میں براہیم بن جعفر ہمدانی (زنگیوں کا بہت بڑا نامور سپہ سالار) گرفتار کیا گیا ابو العباس نے مشکیں بندھواے ایک کشتی میں قید کر دیا۔ بعد اس کے بقیہ زنگیوں نے مجتمع ہوکے خبیث کے ابھارنے سے عساکر اسلامیہ پر پھر حملہ کیا یہ حملہ نہایت پرجوش اور حد سے زیادہ خطرناک تھا عساکر اسلامیہ کو اس حملہ میں پیچھے ہٹنا پڑا لیکن پھر سنبھل کے ایسا پرزور حملہ کیا کہ زنگیوں کے چھکے چھوٹ گئے ابتری کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے موفق نے خبیث کا تعاقب کیا انتہاے نہر ابی خضیب تک بڑھتا چلا گیا بوقت مراجعت جب کہ خبیث کے ملنے سے ناامید ہوکے آہستہ آہستہ چلا آرہا تھا تو لولو کے ہمراہیوں میں سے کسی ایک کا غلام مل گیا جس کے ہاتھ میں خبیث کا سر تھا موفق نے اُسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور مظفر و منصور اپنے خرگاہ میں لوٹ آیا۔

انکلاے اور مہلبی دیناری کے طرف بھاگ گیا تھا موفق نے یہ خبر پاکے ایک دستہ

فوج کو ان دونوں سیاہ بختوں کی گرفتاری پر متعین کیا چنانچہ انکلاے اور مہلبی معہ پانچ ہزار زنگیوں کے گرفتار ہوا تھا مہلبی اور انکلاے کی مشکیں باندھ دی گئیں ورمونہ زنگی اس واقعہ سے پیشتر خبیث کے اشارہ سے دشوار گذار پہاڑیوں اور جنگل میں چلا گیا تھا دن دہاڑے لوٹ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا تجارت پیشہ اور مسافروں کو اس سے سخت زحمت تھی لیکن اسکو جب خبیث کے مارے جانے کی خبر لگی بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑا موفق کی خدمت میں امن کی درخواست کی موفق نے نہایت فراخ حوصلگی سے امن دیدی۔ ورمونہ نے امن حاصل کرنے کے بعد مغصوبہ مال واسباب کو ان کے مالکوں کے پاس بھیجدیا اور نہایت نیک طینتی سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا۔

موفق نے اس مہم کو سر کرکے بلاد اسلامیہ میں زنگیوں کی واپسی اور امن دینے کا گشتی فرمان روانہ کیا اور چند دنوں تک امن وامان قائم کرنے اور انتظام کے خیال سے موفقیہ میں مقیم رہا بصرہ، ایلہ اور کور دجلہ کی حکومت محمد بن حماد کو عنایت کی اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو بغداد کی جانب روانہ کیا چنانچہ ابوالعباس نصف جمادی الثانی ۲۷۰ھ کو داخل بغداد ہوا اہل بغداد نے بڑی خوشی منائی سارا شہر چراغاں کیا گیا۔

زنگیوں کے سردار نے آخر رمضان ۲۵۵ھ میں خروج کیا تھا اور اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد اول صفر ۲۷۰ھ میں مارا گیا۔

ابن کنداج کی گورنری جس وقت احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی گورنری دی گئی اور اسے اپنی طرف سے موسیٰ بن اتامش کو دیار ربیعہ پر متعین کیا اسحاق بن کنداج کو سخت برہمی پیدا ہوئی اسکے لشکر سے علٰحدہ ہوکے ایک جداگانہ گروہ قایم کرلیا اور موقع پاکے اکراد یعقوبیہ پر حملہ کردیا انکے مال اسباب کو لوٹ کے ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اسکو تہ تیغ کرکے موصل کے جانب چلا آیا اہل موصل

نے ڈر کے کچھ زرِ نقد اور مال پر مصالحت کر لی ان دنوں موصل کی حکومت پر علی ابن داؤد تھا ہنوز اسکی وصولی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد کو اسکی خبر لگ گئی ابن کنداج کی مدافعت پر طیار ہو گیا احمد ابن حمدون تغلبی اور اسحاق بن عمر بن ایوب بن خطاب تغلبی عدوی بھی آملا پندرہ ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ابن کنداج تین ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ ابن کنداج نے جوڑ توڑ لگا کے علی بن داؤد کے ہمراہیوں سے سازش کر لی جس سے ابن کنداج فتحیاب ہو گیا۔ حمدان اور علی بن داؤد نیشاپور کیجانب بھاگ گیا اسحاق بن عمر نے نصیبین میں جا کے دم لیا۔ چونکہ ابن کنداج اس کے تعاقب میں تھا نصیبین سے نکل کے آمد پہونچا عیسیٰ ابن شیخ شیبانی (آمد کا گورنر) بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا عزت و احترام سے ٹھیرایا دو چار روز بعد جب اسکے ہوش و حواس درست ہوئے تو امداد کی درخواست کی چنانچہ والی آمد اور ابو العز موسیٰ ابن زرارہ عامل ارون اعانت و امداد پر آمادہ و طیار ہو گیا۔ اس اثناء میں دربار خلافت سے اسحاق بن کنداج کے نام سند گورنری موصل آپہونچی۔ ابن کنداج نے موصل کا رخ کیا عیسیٰ ابن شیخ اور موسیٰ بن زرارہ نے ایک لاکھ دینار نذر کی اور یہ درخواست کی کہ اسحاق بن عمرو وغیرہ کو انکی حکومتوں پر بحال رہنے دیجئے۔ ابن کنداج نے اسکو منظور نہ کیا تب یہ سب اس سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ ابن کنداج نے یہ خبر پا کے مصلحتاً اس درخواست کو منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی مگر یہ مصالحت عارضی تھی چنانچہ پھر ۲۶۷ھ میں ان لوگوں نے ابن کنداج سے معرکہ آرائی کی اسحاق بن ایوب عیسیٰ بن شیخ اور ابو العز بن حمدان بن حمدون وغیرہم نے ربیعہ، تغلب، بکر اور یمنی قبائل کی بہت بڑی جماعت ایک جا کر کے بڑے زور و شور سے مقابلہ کیا مگر ابن کنداج نے انکو دوبارہ شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا نصیبین اور نصیبین سے آمد تک چلا گیا۔ آمد میں ابن شیخ اور ابن کنداج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

موصل میں خوارج کی لڑائیاں

مساور خارجی سنہ ۲۶۳ھ مقام بوازیج میں بحالت جنگ عساکرِ خلیفہ مر گیا تھا اسکے ہمراہیوں نے محمد بن خرزاد کو جو کہ ان دنوں شہر زور میں تھا بجاے مساور کے اپنا امیر بنانا چاہا مگر اس نے منظور نہ کیا تب ان لوگوں نے ایوب بن حیان معروف بہ غلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر محمد بن خرزاد نے ان لوگوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تم لوگوں نے عجلت کی بہتر ہے کہ ایوب بن حیان کی نقض بیعت کر کے اس سے منحرف ہو جاؤ کیونکہ مساور نے مجھ سے کچھ عہد و پیمان کر رکھا ہے" ان لوگوں نے جواب دیا "اب یہ ناممکن ہے ہم لوگوں نے جسکی بیعت کر لی ہے اُسی کے ساتھ رہیں گے اس سے بدعہدی ہرگز نہ کرینگے محمد بن خرزاد اس جواب کو سُن کے آگ بگولا ہو گیا ایک لشکر جرار لیکے چڑھ آیا مساور کے ہمراہی بھی بسرافسری ایوب بن حیان کے مقاومت کرنے کو میدان جنگ میں آئے لڑائی ہوئی اثناء جنگ میں ایوب بن حیان مارا گیا تب ان لوگوں نے ہارون بن عبداللہ بجلی کے ہاتھ پر بیعت کی لوگوں کی رجوعات زیادہ ہوئی تھوڑے ہی دنوں میں اسکے متبعین کی تعداد بڑھ گئی محمد بن خرزاد اُسوقت اس سے جنگ کرنا نامناسب تصور کر کے شہر زور واپس آیا اور ہارون نے بلاد موصل پر قبضہ کر لیا بعد چندے محمد بن خرزاد نے پھر یلغار کیا یہ شخص بہت بڑا عابد اور زاہد تھا زمین پر بیٹھتا تھا موٹے کپڑے اون کے پہنتا تھا اور وقت جنگ گاے پر سوار ہوتا تا کہ بھاگنے کا وہم و خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔ الغرض رفتہ رفتہ واسط پہونچا امرائے موصل یہ خبر پا کے موصل سے باہر آئے محمد بن خرزاد بھی انکی طرف بڑھا مقابلہ کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد ہارون شکست کھا کے بھاگا تقریباً اسکے دو سو ہمراہی مارے گئے۔ ہارون نے بنو تغلب سے امداد چاہی بنو تغلب امداد پر آمادہ ہو گئے اس اثناء میں حمدان بن حمدون بھی آ گیا۔ ترتیب لشکر اور فراہمی آلات حرب کے خیال سے

موصل کی جانب سبھوں نے مراجعت کی۔ محمد بن خرزاد فتحیابی کی خوشیاں منانے لگا لشکر اور لشکریوں کے حال سے بے خبر ہو گیا۔ ہارون نے موقع پا کے محمد بن خرزاد کے ہمراہیوں کو ملا لیا محمد بن خرزاد کے ہمراہ اکراد کی ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی ہارون نے لشکر مرتب کر کے دھاوا کر دیا محمد بن خرزاد اس معرکہ میں مارا گیا۔ بعد اسکے ہارون نے اکراد جلالیہ پر یلغار کر دیا۔ تبیعین کی جماعت بہت بڑھ گئی موصل کے قرب وجوار پر ہاتھ بڑھایا براہ دجلہ مال کی آمد و برآمد پر چُنگی مقرر کی زکوٰۃ اور صدقات کے وصول کرنے پر عُمّال مقرر کئے۔

ان واقعات کے بعد ۲۷۶ھ میں ہارون سے بنو شیبان جنگ کرنے کو آئے ہارون نے حمدان بن حمدون سے مدد طلب کی چنانچہ حمدان بنفسہ ہارون کے کمک پر آیا نہر خازر پر بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر ہارون کا پترول بھاگ کھڑا ہوا اس کی ہزیمت سے خود ہارون بھی شکست کھا کے بھاگا اور حدیثہ میں پہونچکے معہ اپنے ہمراہیوں کے قیام کر دیا۔

حالات رافع بن ہرثمہ

جس وقت ۲۶۸ھ میں خجستانی مارا گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اس وقت اسکے ہمراہیوں نے مجتمع ہو کے رافع بن ہرثمہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو محمد بن طاہر کا ایک سپہ سالار تھا اور پھر جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے بنو طاہر کو حکومت کی کرسی سے اُتار دیا رافع بن ہرثمہ ایک چلتا پُرزہ تھا یعقوب صفار سے مراسم پیدا کر کے مصاحب بن گیا بعد چندے یعقوب نے سجستان کی طرف مراجعت کی تو رافع بھی اسکے ہمراہ سجستان چلا آیا مگر یہاں پہونچکے اُسکی خدمت سے علیحدہ ہو کے اپنے قیام گاہ تا مین مصافات باذغیس میں آٹھیرا تا آنکہ خجستانی نے رافع کو طلب کر کے اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی پھر جب خجستانی مارا گیا تو مقام ہرات میں لشکریوں نے متفق ہو کے اسکو اپنا امیر بنایا۔

رافع نے حکومت کی کرسی پر متمکن ہوتے ہی نیشاپور پر چڑھائی کردی ابوطلحہ بن سرکب ان دنوں جرجان سے نیشاپور چلا آیا تھا رافع نے پہونچکے اسپر محاصرہ ڈالدیا رسد وغلہ کی آمد قطعاً بند کردی ابوطلحہ نے مجبور ہوکے نیشاپور کو چھوڑ کے مرو کا راستہ اختیار کیا اور رافع نے نیشاپور میں داخل ہوکے قبضہ کرلیا (یہ واقعہ ۲۶۹ھ کا ہے)۔

ابوطلحہ نے مرو میں پہونچکے محمد بن مہتدی کو ہرات کی حکومت پر متعین کیا چنانچہ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کا نام خطبہ میں پڑھا گیا عمرو بن لیث صفار نے یہ خبر پا کے فوج کشی کردی اس معرکہ میں محمد بن مہتدی کو ہزیمت ہوئی جس قدر ممالک اس کے قبضہ میں تھے اُن سبھوں پر عمرو بن لیث کا قبضہ ہوگیا۔ محمد بن سہل بن ہاشم اسکی طرف سے مرو کا گورنر مقرر کیا گیا۔ ابوطلحہ اس خوف سے کہ آئی گئی بلا میرے سر نہ آجائے مرو سے نکل کے بیکند چلا گیا اسماعیل ابن احمد سامانی سے مدد کا خواستگار ہوا اسماعیل نے ایک لشکر جرار سے ابوطلحہ کی مدد کی چنانچہ ابوطلحہ نے مرو میں پہونچکے محمد بن سہل (عمرو بن لیث کے عامل) کو نکال باہر کیا اور دوبارہ محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

اسی ۲۷۱ھ میں موفق نے صوبجات خراسان کی گورنری محمد بن طاہر کو مرحمت فرمائی یہ اُس وقت بغداد ہی میں تھا سند گورنری حاصل کرکے روانہ خراسان ہوا۔ بلحاظ ضرورت وقت خراسان پر اپنی طرف سے رافع بن ہرثمہ کو بطور نائب کے مقرر کیا اور ماوراء النہر کی حکومت پر نصر بن احمد کو بحال وقائم رکھا دربار خلافت سے اس انتظام پر ناراضی اور عمرو بن لیث کی معزولی کا فرمان صادر ہوا۔ اسپر رافع خراسان سے ہرات کی جانب روانہ ہوگیا۔ ان دنوں ہرات میں محمد بن مہتدی (ابوطلحہ کا نائب) حکومت کررہا تھا۔ یوسف بن معبد نامی ایک شخص نے یورش کرکے محمد بن مہتدی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ہرات میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔

یوسف نے یہ خبر پاکے کہ رافع آگیا ہے رافع کے پاس چلا آیا امن کی درخواست کی رافع نے اس کو امن دی عفو تقصیر کی اور اپنے جانب سے ہرات پر مہتدی بن محسن کو متعین کیا بعد ازاں رافع کو ابو طلحہ کی فکر دامنگیر ہوئی کمی فوج کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا اسماعیل بن احمد کو لکھ بھیجا کہ بمقابلہ ابو طلحہ کے میری مدد کرو اسماعیل نے چار ہزار سواروں کی کمک بھیجی اور خود بھی مسلح ہو کے اس امدادی فوج کے ہمراہ آیا۔ اس پر بھی فوج کافی مہیا نہ ہوئی تو علی بن حسین مرورودی کو معہ اسکے رکاب کی فوج کے بلا بھیجا اور ایک عظیم الشان لشکر مرتب کر کے سنہ ۲۷۲ھ میں ابو طلحہ پر چڑھائی کر دی یہ ان دنوں مرو میں تھا ایک خونریز جنگ کے بعد ابو طلحہ شکست کھا کے بھاگا ہرات پہونچا مہتدی بن محسن عامل ہرات اپنے محسن رافع سے باغی ہو کے ابو طلحہ سے مل گیا دونوں متفق ہو گئے لشکر فراہم کیا اور بعد طیاری سامان جنگ رافع سے جنگ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے مگر رافع کی تجربہ کاری اور مردانگی نے دونوں کو پھر نیچا دکھایا ابو طلحہ تو عمرو بن لیث کے پاس بھاگ گیا مگر مہتدی بن محسن سنہ ۲۷۲ھ میں گرفتار رافع نے بعد چندے رہا کر دیا اور اسی سنہ میں ہرات سے خوارزم چلا آیا اور اہل خوارزم سے خراج وصول کر کے نیشاپور کی جانب مراجعت کر دی۔

خلیفہ معتمد اور موفق کی ناصافی

چونکہ بوجوہ چند موفق کو ابن طولون سے منافرت اور شکر رنجی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے موفق نے ابن طولون کی معزولی کے خیال وقصد سے موسیٰ بن بغا کو بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے سنہ ۲۶۲ھ میں ابن طولون کی طرف روانہ کیا تھا۔ دس مہینے تک یہ لشکر رقہ میں ٹھیرا رہا بالآخر لشکریوں کے باہمی اختلاف ومخالفت کی وجہ سے موسیٰ بن بغا بے نیل مرام واپس آیا۔

خلیفہ معتمد نام کا خلیفہ تھا عمال کا ردوبدل، ملک کا نظم ونسق، سرداران لشکر

کی آقری تنزلی غرض حکومت وسلطنت کی زمام موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) کے قبضہ میں تھی۔ وجہ یہ تھی کہ موفق میں کفایت شعاری، معاملہ فہمی سیرچشمی اور دانائی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اور خلیفہ معتمد کو موفق کا اس قدر صاحب قابو ہونا ناگوار گذرتا تھا خفیہ طور سے احمد بن طولون کو اس امر کی شکایت لکھ بھیجی احمد بن طولون نے تحریک کی کہ آپ میرے پاس مصر میں چلے آیئے میں آپ کی اعانت ومدد کرونگا خلیفہ معتمد اس امر پر طیار ہوگیا ابن طولون نے خلیفہ کے استقبال کی غرض سے ایک لشکر رقہ میں بھیجدیا۔ موفق ان دنوں زنگیوں سے مصروف جدال وقتال تھا خلیفہ معتمد دربار خلافت سے اسکی غیر حاضری کو مغتنمات وقت سے خیال کرکے شکار کے بہانہ سے معہ اپنے چند سپہ سالاروں کے ۲۶۹ھ میں دار الخلافت سے بقصد مصر روانہ ہوگیا۔ موصل کے قریب پہونچا۔ ان دنوں موصل اور جزیرہ کی حکومت پر اسحاق ابن کنداج تھا۔ موفق کے وزیر صاعد بن مخلد نے موفق کی جانب سے بوقت روانگی خلیفہ معتمد لکھ بھیجا تھا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو اثناء راہ سے دار الخلافت کو لوٹا دو اور اسکے ہمراہی سرداروں کو گرفتار کرلو۔ پس جب خلیفہ معتمد نے سرزمین موصل میں قدم رکھا ابن کنداج نے حاضر ہوکے دست بوسی کی نذر دی اور اس کے ساتھ ساتھ چند منزل تک گیا تاآنکہ ابن طولون کی گورنری کے حدود تک پہونچا ایک روز خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہوکے سرداروں سے جو خلیفہ کے رکاب میں سمجھے مخاطب ہوکے کہنے لگا "کیوں حضرات تم کو ابن طولون کے پاس جاتے شرم نہیں آتی اس کو کوئی فضیلت تم پر نہیں ہے وہ تم جیسا ایک شخص ہے کیا تم اس کو پسند کروگے کہ اس کے ماتحت ہوکر رہو" سرداروں نے کچھ جواب دیا ابن کنداج نے اسکو رد کیا۔ بحث ومباحثہ ہونے لگا ابن کنداج بولا "امیر المومنین کے حضور میں ان لغویات پر بحث کرنا بے ادبی ہے آپ لوگ میرے خیمہ میں چلیں

اور خوب جی کھو لکے بحث کریں اگر مجھے آپ لوگ قائل کردیں تو میں آپ کا ہم آہنگ ہو جاؤں" سرداروں نے اسکو منظور کرلیا خلیفہ معتمد کی خدمت سے اُٹھ کے ابن کنداج کے خیمہ میں آئے اندر آنے کے ساتھ گرفتار کرلئے گئے۔ ابن کنداج ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کرکے خلیفہ معتمد کی خدمت میں آیا۔ دارالخلافت چھوڑ کر آئے۔ ہونہار لائق بھائی (موفق) سے کشیدہ خاطر ہونے اور ایسے حال میں اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر نصیحت کی جبکہ وہ دشمنان خلافت و خاندان حکومت سے مصروف جنگ ہے خلیفہ معتمد نے اسکا کچھ جواب نہ دیا ابن کنداج نے اسکو معہ ان لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے بجبر و اکراہ سامرا کیجانب واپس کردیا۔

انہیں وجوہات سے جسکا تذکرہ اوپر ہوچکا ابن طولون نے موفق کے نام کو خطبہ سے نکال دیا۔ اور عنوان خطوط سے بھی محو کردیا اس گستاخی کی خبر موفق کے کان تک پہونچی سخت برہم ہوا مگر اس وجہ سے کہ زنگیوں سے مصروف جدال و قتال تھا ابن طولون کی گوشمالی کیجانب متوجہ نہ ہوا رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی خبر لگ گئی ابن طولون کو دربار خلافت میں طلب کرکے بے حد لعنت و ملامت کی اور بہ نظر چشم نمائی معزول کرکے اس کی گورنری پر اسحاق بن کنداج کو متعین فرمایا غرض باب شماسیہ سے افریقہ تک کے بلاد ابن کنداج کی گورنری میں داخل ہوگئے۔

لولو (ابن طولون کا آزاد غلام) حمص، حلب، قنسرین اور جزیرہ کے دیار مضر کا ابن طولون کی جانب سے والی تھا۔ رقہ میں اس کا صدر مقام تھا اسی ۲۶۹ھ میں ابن طولون کی بداقبالی اور موفق سے منحرف ہو جانے کا واقعہ سن کے ابن طولون سے باغی ہوگیا رقہ سے نکل کے بالس پہونچا اور اسکو لوٹ لیا موفق سے خط و کتابت شروع کی حاضری کی اجازت طلب کی موفق نے اسکی خواہش کے مطابق جواب بھیجا چنانچہ لولو بالس سے روانہ ہو کے قرقیسیا میں جا اُترا ابن صفوان عقیلی اس شہر کا حاکم تھا اس نے رسد و غلہ کے دینے سے انکار کیا لولو نے نقارہ جنگ

بجوائے حملہ کر دیا ابن صفوان کو ہزیمت ہوئی لولو نے قریسیا پر قبضہ حاصل کر کے احمد بن مالک ابن طوق کے سپرد کر دیا اور خود ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا موفق کی خدمت میں جا پہونچا موفق اسوقت خبیث (زنگیوں کے سردار) سے لڑ رہا تھا بڑی عزت سے پیش آیا خلعت اور انعامات مرحمت فرمایا- اور زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا چنانچہ لولو نے ان لڑائیوں میں ناموری اور کامیابی کا بہت بڑا حصہ لیا-

بعد اسکے ابن طولون نے اسی سنہ میں بلا کسی استحقاق کے ایک لشکر مکہ معظمہ کو موسم حج کے انتظام کی غرض سے روانہ کیا ان دنوں ہارون بن محمد والی مکہ تھا ابن طولون کے لشکر کے خوف سے مکہ معظمہ چھوڑ کے بھاگ گیا موفق نے جعفر کو بسر کردگی ایک لشکر جرار مکہ معظمہ کی جانب روانہ کیا اس سے ہارون کے حوصلے بڑھ گئے مردانگی کے ساتھ ابن طولون کے لشکر کے مقابلہ پر آیا سخت معرکہ ہوا ابن طولون کے لشکر کو ہزیمت ہوئی دو سو سپاہی مارے گئے سپہ سالاران لشکر کو ہزار ہزار دینار زر فدیہ لے کے رہا کیا حرم شریف کی مسجد میں موفق کا عالیشان فرمان پڑھا گیا جس میں ابن طولون پر لعنت تھی- اہل مصر صحیح و سلامت اپنے شہر کو واپس آئے-

اسی وقت سے لولو نہایت مستعدی اور جان نثاری سے موفق کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ ۲۷۳ھ میں موفق نے کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو کے گرفتار کرالیا اور چار لاکھ زر جرمانہ وصول کر کے رہا کیا اسی زمانہ سے ادبار کی ابتدا ہوتی ہے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا مفلوک اور نادار ہو جاتا ہے کہ نان شبینہ کو بھی محتاج نظر آتا ہے بعد چندے ہارون بن خمارویہ کے آخری زمانہ میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مصر واپس آتا ہے-

ابن طولون کی وفات

سنہ ۲۷۰ھ میں بازمان خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کر کے ابن طولون کے نائب کو گرفتار کر لیا احمد بن طولون اس وحشت خیز خبر کو سن کے تاب نہ لا سکا لشکر مجتمع کر کے بازمان کی سرکوبی کی غرض سے طرسوس پر چڑھ آیا اور محاصرہ کر لیا بازمان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا لئے مجبور ہو کے ابن طولون نے انطاکیہ کی جانب مراجعت کی انطاکیہ پہونچکے علیل ہو گیا اطباء نے بہت علاج کیا کچھ سود مند نہ ہوا حکومت مصر کے چھبیسویں سال انتقال کر گیا۔

ابن طولون کے انتقال پر اس کا لڑکا خمارویہ بجائے اسکے مقرر کیا گیا ابن طولون کے نائب نے جو دمشق میں رہتا تھا خمارویہ سے مخالفت کی خمارویہ نے اسکی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیجدیا گرمی دماغ فرو ہو گئی بدستور سابق مطیع ہو گیا۔

ان دنوں موصل اور جزیرہ کی گورنری پر اسحاق بن کنداج تھا۔ انبار، رحبہ اور طریق فرات کی حکومت محمد بن ابو الساج کے ہاتھ میں تھی۔ ان دونوں (ابن کنداج اور ابن ابو الساج) نے شام کی جانب قدم بڑھانے کی اجازت طلب کی اور کمک کے خواستگار ہوئے موفق نے اجازت دیدی اور اعانت و امداد کا وعدہ کیا چنانچہ ابن کنداج اور ابن ابو الساج نے لشکر مرتب کر کے بقصد بلاد شام کوچ کر دیا قرب و جوار کے جس قدر بلاد تھے سبھوں پر قبضہ کر لیا۔ ابن کنداج نے انطاکیہ، حلب اور حمص کو دبا لیا۔ نائب دمشق نے خمارویہ کو ان واقعات سے مطلع کیا خمارویہ نے متعدد فوجیں ممالک شام کی حفاظت کو روانہ کیں۔ ابن کنداج موفق کی امداد کے خیال سے شیراز میں جا کے قیام کیا خمارویہ کے لشکر نے دمشق میں پہونچکے ابن کنداج اور ابن ابو الساج سے جنگ کرنے کے قصد سے شیراز کا رخ کیا ابن کنداج نے نہایت آہستگی سے لڑائی شروع کی اور موفق کی امدادی فوج کے انتظار میں زمانہ جنگ کو طول دیتا گیا تا آنکہ موسم سرما آگیا اور ابو العباس احمد بن موفق (یہی معتضد باللہ کے لقب سے مشہور ہے)

بغداد سے ایک فوج لئے ہوئے آپہونچا شیراز کے محاصرین ایسے بے خبر تھے کہ ان کو اسکے آنے کی خبر نہ ہوئی اور اس نے حالت غفلت میں اُنپر شبخون مارا خمارویہ کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا معدودے چند جو باقی رہے انھوں نے دمشق کا راستہ لیا اور ابوالعباس نے ان لوگوں کو جلاء وطن کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

اس واقعہ کے بعد خمارویہ نے معہ اپنے بقیہ لشکر کے رملہ میں مقام کیا ابن کنداج کے حوصلے اس نمایاں کامیابی سے بہت بڑھے ہوے تھے ابوالعباس سے اجازت حاصل کر کے رقہ پر فوج کشی کر دی رقہ، ثغور اور عواصم پر خمارویہ کی جانب سے ابن وعباس تھا ابن وعباس نے ابن کنداج کی آمد سے مطلع ہو کے جنگ کی طیاری کی۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابن کنداج کو فتحیابی حاصل ہوئی۔

ابوالعباس معتضد نے دمشق کے انتظام سے فارغ ہو کے رملہ کا رخ کیا خمارویہ یہ خبر پاکے مصر سے رملہ کی حمایت کو آپہونچا دونوں لشکروں کا ایک چشمہ پر جس کا نام طواحین تھا مقابلہ ہوا۔

چونکہ ابوالعباس نے ابن کنداج اور ابن ابوالساج پر بزدلی کا الزام لگایا تھا کیونکہ انھوں نے امداد و کمک کے انتظار میں خمارویہ سے جنگ کرنے میں درنگی کی تھی اسوجہ سے یہ دونوں اس معرکہ میں شریک نہیں ہوئے۔

اگرچہ خمارویہ کے رکاب میں زیادہ فوج تھی لیکن ابوالعباس سے نہایت ہوشیاری اور مردانگی سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا لڑائی شروع ہوئی خمارویہ اس مصلحت سے کہ اُسنے لڑائی چھیڑنے سے پہلے چند دستہ فوج کو ایک گوشہ میں چھپا رکھا تھا قصداً پسپا ہوا ابوالعباس جوش کامیابی میں بڑھتا گیا یہانتک کہ خمارویہ کے خیمہ پر قبضہ کر لیا جس وقت اسکے ہمراہی لوٹنے میں مصروف ہوے خمارویہ کی فوج نے میدان جنگ کے ایک گوشہ سے

نکل کے حملہ کر دیا۔ ابوالعباس اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا شکست کھا کے دمشق کی طرف بھاگا اہل دمشق نے دروازہ نہ کھولا بدرجہ مجبوری طرسوس کا راستہ لیا۔ دونوں فوجیں بلاامیر کے لڑنے لگیں خمارویہ کے لشکر نے متفق ہو کے اسکے بھائی معبد کو بجائے اسکے امیر بنایا اور قتل و غارت کرتا ہوا شام کی جانب بڑھا۔ کل بلاد شامیہ پر نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر لیا کوئی مزاحمت و مخاصمت کرنے والا نہ تھا موفق اور اسکے بیٹے کا نام خطبہ سے نکال ڈالا گیا۔ خمارویہ اس نمایاں کامیابی کو سن کے مارے خوشی کے جامہ میں پھولے نہ سماتا تھا۔ قیدیوں کو جو اسکے ہمراہ تھے رہا کر دیا۔

بعد چند دنوں کے اہل طرسوس کے دماغ میں بھی بغاوت کے بخارات چڑھ گئے مجتمع ہو کے ابوالعباس کو نکال دیا بیچارہ ابوالعباس بحال پریشان بغداد کو روانہ ہوا بعد اسکے اہل طرسوس نے مازیار کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا جب اسکی حکومت کو استحکام ہو گیا تو اسنے خمارویہ سے زر کثیر لیکے اسکے نام کو خطبہ میں داخل کر دیا اور نیز اسکے حق میں دعا کی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خمارویہ نے مازیار کو تیس ہزار دینار پانچسو تھان قیمتی قیمتی کپڑوں کے پانچسو گھوڑے اور بیشمار آلات حرب بھیجے تھے بعد اسکے جب مازیار نے خمارویہ کا نام خطبہ میں پڑھا تو پچاس ہزار دینار اور بھیجدیئے۔

تم الجزء السابع ویلیہ الجزء الثامن انشاءاللہ تعالیٰ

اولہ وفاۃ صاحب طبرستان